# میرا سفرِ زندگی

چوہدری حمید اللہ

نام کتاب: **میرا سفر زندگی**
مصنف: چوہدری حمید اللہ

سن اشاعت: 2021ء

ناشر: مکرمہ محترمہ رضیہ خانم صاحبہ
مکرم رشید اللہ حمید صاحب
مکرمہ طیبہ حیات صاحبہ
مکرمہ رضوانہ حمید صاحبہ

مطبع: رقیم پریس یوکے



مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب مرحوم

# فہرست مضامین


حرف آغاز ........ 1

سوانحی خاکہ ........ 3

**خاندانی حالات ........ 5**

میرے پیارے والدین ........ 7

آباءواجداد ........ 7

میرے والد محترم ........ 7

والد صاحب کی تعلیم ........ 8

قبول احمدیت ........ 9

مخالفت اور قادیان ہجرت ........ 11

پابندیٔ صلوٰۃ و خدمت دین ........ 13

والد صاحب کے رؤیا و کشوف ........ 15

دعوت الیٰ اللہ کا شوق ........ 19

محترم والد صاحب کی متفرق عادات و معمولات ........ 22

والد صاحب کی آخری بیماری اور وفات ........ 28

میری پیاری والدہ صاحبہ ........ 30

والدہ صاحبہ کی آخری بیماری اور وفات ........ 33

ہر قدم پر خلافت سے راہنمائی ........ 37

قادیان ہجرت اور عرصہ رہائش قادیان ........ 38

ہماری قادیان میں رہائش ........ 38

ہمارا گھر ........ 39

قادیان کے گھر کی کچھ یادیں ........ 41

میرے ذاتی حالات و واقعات ........ 44

میری پیدائش ........ 44

بچپن کی کچھ یادیں ............ 44
سکول میں داخلہ اور پرائمری سکول کی بعض یادیں ............ 47
قادیان کی دیگر متفرق یادیں ............ 50
اطفال الاحمدیہ کا زمانہ ............ 51
بچپن میں کھیل کود ............ 53
وقف زندگی ............ 54
ہائی سکول میں تعلیم جاری رکھنا ............ 54
ہجرت اور ریاست بہاولپور میں قیام کا زمانہ ............ 55
تقسیم ہند اور قادیان سے ہجرت ............ 55
منچن آباد میں قیام ............ 60
قاضی والا میں قیام ............ 61
انٹر کالج بہاولنگر میں داخلہ ............ 62
ہارون آباد میں قیام ............ 63
دسویں کلاس میں داخلہ ............ 68
وقف کی منظوری ............ 71
ایف۔اے میں داخلہ ............ 75
بی۔ایس سی میں داخلہ ............ 77
ایم۔اے میں داخلہ ............ 79
کالج کے زمانہ کی بعض یادیں ............ 81
ربوہ میں مکان کی تعمیر اور رہائش ............ 84
شادی اور اولاد ............ 87
میری اولاد ............ 89
1۔ عزیزم رشید اللہ سلمہٗ ............ 89
2۔ عزیزہ طیبہ حمید سلمھا (طیبہ حیات) ............ 92
3۔ رضوانہ حمید سلمھا (رضوانہ یوسف) ............ 97

**جماعتی خدمات........................................................ 101**
خدماتِ سلسلہ عالیہ احمدیہ ........................................ 103
تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں بطور لیکچرار خدمت ........................ 104
تعلیم الاسلام کالج کی بعض یادیں ...................................... 106
ذیلی تنظیموں میں خدمات ............................................. 109
مجلس اطفال الاحمدیہ میں خدمات ...................................... 109
مجلس خدام الاحمدیہ میں خدمات ....................................... 109
بطور صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ خدمت .................................. 110
عہد صدارت میں ہونے والے نمایاں کام .................................. 124
عہد صدارت کے بعض پیغامات و تقاریر .................................. 125
مجلس انصار اللہ میں خدمت ........................................... 157
بطور صدر مجلس انصار اللہ تقرر ........................................ 157
عہد صدارت میں ہونے والے نمایاں کام .................................. 157
جلسہ سالانہ پر ڈیوٹی ................................................. 170
بطورافسر جلسہ سالانہ تقرر ............................................ 177
جلسہ سالانہ قادیان 1991ء اور بعد کے دو جلسے ......................... 190
صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں خدمت ................................ 207
1974ء کے ہنگامی حالات میں ڈیوٹی .................................... 209
دارالضیافت میں خدمت ............................................... 210
بطور وکیل اعلیٰ تحریک جدید انجمن احمدیہ خدمت ........................ 219
بطور صدر مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ خدمت ........................ 221
بحیثیت صدر مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء خدمت ......... 221
مرکزی کمیٹی کی تشکیل ................................................ 222
تشکیل دفتر برائے مرکزی کمیٹی ......................................... 226
خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی شکرانہ فنڈ ................................ 226

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی منصوبہ پر عمل درآمد ........................ 231
تعمیر یادگار مقام ظہور قدرتِ ثانیہ قادیان ........................ 231
سنگِ بنیاد کی تقریب پر پیش کی جانے والی رپورٹ ........................ 232
پچاس فیصد چندہ دہندگان کی نظامِ وصیت میں شمولیت ........................ 234
توسیع و آرائش بہشتی مقبرہ قادیان اور بہشتی مقبرہ ربوہ ........................ 235
بیرونی ممالک میں مقبرہ ہائے موصیان کا قیام ........................ 235
یادگاری سوینئرز بر موقع خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء ........................ 236
کمیٹی امداد مستحقین (گندم کمیٹی) میں خدمت ........................ 237
IAAAE میں خدمت ........................ 239
فضل عمر ہسپتال ربوہ میں خدمت ........................ 239
متفرق خدمات ........................ 240
**جماعتی وذاتی دورہ جات بیرون پاکستان ........................ 241**
دورہ جات بیرون پاکستان ........................ 243
1۔ دورہ ممالک یورپ وامریکہ 10 مئی تا 21 جولائی 1981ء ........................ 243
2۔ دورہ یورپ (1982ء) ........................ 257
3۔ دورہ مشرق بعید و سری لنکا (1983ء) ........................ 259
4۔ دورہ یورپ (1984ء) ........................ 259
5۔ دورہ مشرقی و مغربی افریقہ (1985ء) ........................ 264
6۔ دورہ انگلستان وامریکہ (1987ء) ........................ 264
7۔ دورہ انڈونیشیا (1987ء) ........................ 265
8۔ دورہ انگلستان، زائر، کانگو کینشاسا (1988ء) ........................ 265
9۔ دورہ انگلستان (1989ء) ........................ 266
10۔ دورہ بھارت (1991ء) ........................ 269
11۔ دورہ انگلستان و سویڈن (1992ء) ........................ 269
12۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (1992ء) ........................ 269

13۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (1993ء) ................................ 270
14۔ دورہ بنگلہ دیش (1994ء) ................................ 270
15۔ ذاتی وزٹ انگلستان، کینیڈا و سویڈن (1995ء) ................................ 270
16۔ دورہ انگلستان و سویڈن (1997ء) ................................ 271
17۔ ذاتی وزٹ انگلستان و سویڈن (1998ء) ................................ 271
18۔ دورہ انگلستان (1999ء) ................................ 271
19۔ دورہ کینیڈا (2000ء) ................................ 271
20۔ دورہ انگلستان (2000ء) ................................ 273
21۔ ذاتی وزٹ انگلستان و سویڈن (2001ء) ................................ 273
22۔ دورہ انگلستان (بر موقع وفات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) (2003ء) ......... 273
23۔ دورہ یورپ (2003ء) ................................ 276
24۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (2003ء) ................................ 277
25۔ ذاتی وزٹ ابو ظہبی و انگلستان (2004ء) ................................ 277
26۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (2004ء) ................................ 278
27۔ دورہ انگلستان اور ذاتی وزٹ سویڈن و ابو ظہبی (2005ء) ................... 278
28۔ دورہ قادیان (2005ء) ................................ 278
29۔ ذاتی وزٹ ابو ظہبی (2006ء) ................................ 278
30۔ دورہ انگلستان و ذاتی وزٹ کینیڈا و سویڈن (2006ء) ....................... 278
31۔ دورہ انگلستان (2007ء) ................................ 279
32۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (2008ء) ................................ 279
33۔ دورہ انگلستان اور ذاتی وزٹ کینیڈا و سویڈن (2008) ....................... 279
34۔ ذاتی وزٹ ابو ظہبی (2009ء) ................................ 279
35۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (2009ء) ................................ 280
36۔ ذاتی وزٹ انگلستان و سویڈن (2010ء) ................................ 280
37۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (2010ء) ................................ 290

38۔ دورہ انگلستان اور ذاتی وزٹ کینیڈا (2011ء) ............................ 290
39۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (2011ء) ............................ 291
40۔ ذاتی وزٹ قادیان (2012ء) ............................ 291
41۔ دورہ انگلستان و ذاتی وزٹ سویڈن (2012ء) ............................ 291
42۔ دورہ انگلستان (2013ء) ............................ 291
43۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (2014ء) ............................ 291
44۔ دورہ ماریشس (نومبر 2015ء) ............................ 291
45۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (2015ء) ............................ 292
46۔ دورہ انگلستان (2016ء) ............................ 293
47۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (2017ء) ............................ 293
48۔ جلسہ سالانہ یوکے (2020ء) ............................ 293
**تاثرات ............................ 295**
خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ............................ 297
تاثرات محترمہ رضیہ خانم صاحبہ ............................ 319
تاثرات مکرم رشید اللہ صاحب ............................ 323
تاثرات مکرمہ طیبہ حیات صاحبہ ............................ 326
تاثرات مکرمہ رضوانہ حمید صاحبہ ............................ 330

# حرفِ آغاز

خاکسار کے بچوں اور بعض ملنے والوں کا اصرار تھا کہ اپنے حالات لکھوں۔ 1995ء میں خاکسار اپنی چھوٹی بیٹی عزیزہ رضوانہ یوسف کے ہاں سویڈن میں مقیم تھا اور فرصت بھی تھی تو اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے خاکسار نے اپنے بچوں کے نام خط کی صورت میں 85 صفحات پر مشتمل اپنے حالات مختصراً تحریر میں لاکر ان کو بھجوا دیئے۔ اسی طرح 1999ء میں دوبارہ جب خاکسار اپنی بڑی بیٹی عزیزہ طیبہ حیات کے پاس ابوظہبی میں چند دنوں کیلئے مقیم تھا تو 42 صفحات پر مشتمل اپنے مزید حالات لکھ کر بچوں کو بھجوانے کی توفیق ملی۔

اب بچوں اور ملنے والوں کا اصرار تھا کہ ان حالات و واقعات کو شائع کروادوں۔ اس اصرار سے مجبور ہو کر اپنے حالات کتابی شکل میں شائع کر رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کسی کو فائدہ ہو جائے یا کسی کے لئے دلچسپی کا باعث ہوں۔

خاکسار کی اہلیہ رضیہ خانم صاحبہ بھی حالات لکھنے میں میری مدد کرتی رہیں۔ جس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں۔ نیز اس جہت سے بھی ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ زندگی بھر میرے ساتھ تعاون کرتی رہیں اور سلسلہ کی طرف سے عائد فرائض ادا کرنے میں میری مددگار رہیں۔ 85-1984ء میں ایک سال سے زائد میں لندن مقیم رہا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کو لکھا کہ:

**”چوہدری صاحب سے یہاں میں سلسلہ کا کام لے رہا ہوں آپ وقف میں ان کے ساتھ برابر کی شریک ہیں۔“**

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و سلامتی والی فعال لمبی زندگی عطا فرمائے اور آخر دم تک مجھے ان کا ساتھ حاصل رہے۔ فجزاھا اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

نیز خاکسار اپنے تینوں بچوں کا بھی شکر گزار ہے کہ جن کی تحریک، اصرار اور تعاون کے نتیجہ میں خاکسار کو اپنے حالات و واقعات لکھنے کی طرف توجہ ہوئی حتیٰ کہ اب انہیں کتابی صورت میں شائع کروانے کی بھی توفیق مل رہی ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

اس طرح خاکسار اس کتاب کو قابل اشاعت بنانے میں معاونت کرنے والے ان تمام احباب کا بھی شکر گزار اور ممنونِ احسان ہے جن کے کسی بھی نوع کے تعاون سے یہ کتاب اشاعت کے تمام مراحل میں سے گزر کر اب آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

آخر پر خاکسار تمام قارئین کی خدمت میں اپنے لئے دعا کی درخواست کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کو آخر دم تک مقبول خدمتِ سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے اور خلیفہٗ وقت کی منشاء کے مطابق اپنے فرائض اور ذمہ داریاں بجالانے کی توفیق بخشے اور انجام بخیر ہو۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

**حمید اللہ**

☆ مکرم محترم چوہدری حمید اللہ صاحب مرحوم نے یہ کتاب اپنی زندگی میں پروف ریڈنگ کر کے مکمل کرلی تھی اور وفات سے قبل setting کا عمل جاری کروا چکے تھے کہ محترم چوہدری صاحب کی وفات ہوگئی۔ بعدہٗ کتاب کے آخر میں صرف **"تاثرات"** پر مشتمل باب کا اضافہ کیا گیا ہے۔

# سوانحی خاکہ

| | | |
|---|---|---|
| 1 | نام | حمید اللہ |
| 2 | ولدیت | محترم بابو محمد بخش صاحب |
| 3 | خاندان میں احمدیت | 1929ء |
| 4 | خاندان میں پہلے احمدی | محترم والد صاحب اور والدہ صاحبہ |
| 5 | قادیان منتقلی | 1932ء |
| 6 | پیدائش | 4مارچ1934ء |
| 7 | ابتدائی تعلیم | تعلیم الاسلام سکول قادیان |
| 8 | وقف | 1946ء |
| 9 | قادیان سے ہجرت | 6-اکتوبر1947ء |
| 10 | میٹرک | 1949ء |
| 11 | منظوری وقف | 1949ء |
| 12 | ربوہ منتقلی | 1952ء |
| 13 | بی۔ایس سی | 1953ء تعلیم الاسلام کالج لاہور |
| 14 | ایم۔اے ریاضی (گورنمنٹ کالج لاہور) | 1955ء پنجاب یونیورسٹی لاہور |
| 15 | لیکچرار ریاضی تعلیم الاسلام کالج ربوہ | 1955ء تا1974ء |
| 16 | صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ | 1969ء تا1973ء |
| 17 | افسر جلسہ سالانہ | 1973ء تا حال |

| | | |
|---|---|---|
| 18 | سیکرٹری منصوبہ بندی کمیٹی صد سالہ جوبلی جماعت احمدیہ1989ء | 1973ء تا1990ء |
| 19 | ناظر ضیافت | 1974ء تا1982ء |
| 20 | صدر کمیٹی امداد مستحقین | 1977ء تا1999ء |
| 21 | صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ | 10جون1982ء تادسمبر1989ء |
| 22 | صدر مجلس انصاراللہ پاکستان | یکم جنوری1990ء تادسمبر1999ء |
| 23 | نگران ادارہ تعمیر | 1982ء تا اختتام |
| 24 | پیٹرن آف IAAAE | 1982ء تا1999ء<br>دوبارہ2010ء تاحال |
| 25 | وکیل اعلیٰ تحریک جدید انجمن احمدیہ | 1982ء تاحال |
| 26 | ایڈیشنل ناظر اعلیٰ | 1986ء تاحال |
| 27 | چیئرمین کمیٹی صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ بیرون پاکستان ہیڈکوارٹرز امریکہ | 1986ء تا اختتام |
| 28 | ایڈیشنل صدر مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ | 1987ء تا1989ء |
| 29 | صدر مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ | 1989ء تاحال |
| 30 | صدر خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی کمیٹی | 2005ء تا اختتام |
| 31 | صدارت مجلس مشاورت پاکستان | 2018ء کی مکمل شوریٰ |
| 32 | امیر مقامی ربوہ | خلافتِ ثالثہ میں ایک سے زیادہ مرتبہ |

## حصہ اول

# خاندانی حالات

# میرے پیارے والدین

## آباء و اجداد

خاکسار کے آباء و اجداد کا تعلق جماعت احمدیہ کی تاریخ کے ایک بہت ہی اہم اور معروف شہر بھیرہ کے نواح سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے خاندان میں سے سب سے پہلے خاکسار کے والد صاحب اور والدہ صاحبہ کو 1929ء میں خلافتِ ثانیہ کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاکر سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق اور سعادت نصیب ہوئی۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک

## میرے والد محترم

میرے والد صاحب مرحوم کا نام (بابو) محمد بخش صاحب ہے۔ سرکاری ملازمت کے ریکارڈ کے مطابق آپ کا سنِ پیدائش 1891ء ہے جبکہ وصیت کے ریکارڈ کے مطابق 1895ء ہے اور غالباً یہی درست سن پیدائش ہے۔ آپ نے 1983ء میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں مدفون ہیں۔

ہمارے دادا صاحب کا نام مکرم فضل دین صاحب تھا۔ آپ کی وفات 1909ء میں ہوئی۔ محترم والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ایک صبح وہ بہت خوش تھے جب ان سے اس خوشی کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے بتایا کہ:

> ”میں نے خواب میں ایک بلند عمارت دیکھی ہے۔ میں اس کے ارد گرد چکر لگا رہا ہوں لیکن اس کا دروازہ نہیں ملتا۔ بالآخر جب دروازہ مل جاتا ہے اور میں اندر داخل ہو جاتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ سفید لباس میں ملبوس لوگ بیٹھے قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ یہ کیا جگہ ہے؟ تو بتایا جاتا ہے کہ آپ بھی ایک ہفتہ بعد یہاں آجائیں گے۔“

اس خواب میں محترم دادا صاحب کے انجام بخیر ہونے کی خوش خبری تھی جس پر آپ بہت خوش تھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس خواب کے ایک ہفتہ کے بعد ان کی وفات ہو گئی۔

وفات سے پہلے آپ نے اپنے تینوں بیٹوں کو الگ الگ اپنے پاس بلایا اور الگ الگ بات کی۔ محترم والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مجھے علم نہیں کہ میرے بڑے دو بھائیوں کے ساتھ والد محترم نے کیا بات کی۔ بھائیوں میں مَیں سب سے چھوٹا تھا۔ شادی بھی ابھی نہیں ہوئی تھی۔ روزگار کی بھی کوئی صورت نہ تھی اور میں کچھ شاہ خرچ بھی تھا۔ والد صاحب نے مجھے نصیحت کی کہ ''میں تم کو اَدھ راہ چھوڑے جارہا ہوں اور تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے پیٹ سے اُدھار کر لینا لیکن کسی سے اُدھار نہ لینا۔'' فرماتے تھے کہ میں نے ہمیشہ اس نصیحت پر عمل کیا۔

ہمارے والد صاحب کے سب سے بڑے بھائی اللہ دتہ صاحب تھے۔ ان کے بیٹے بشیر احمد صاحب نے احمدیت قبول کی اور ہماری بہن منور سلطانہ صاحبہ سے ان کی شادی ہوئی۔

## والد صاحب کی تعلیم

والد صاحب مرحوم نے گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ سے آٹھویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ آپ بہت ذہین تھے اور آپ کا حافظہ غیر معمولی تھا۔ آخری عمر تک آپ کی یادداشت بہت اچھی تھی۔ ہمیں باتیں بھول جایا کرتی تھیں لیکن آپ کو سب باتیں یاد رہتیں۔ والد صاحب نے مجھے خود بتایا کہ کسی گلی یا سڑک سے گزرتے ہوئے مکانوں پر جو شعر یا تحریریں لکھی ہوتی تھیں وہ ایک دفعہ پڑھنے سے ہی آپ کو یاد ہو جاتی تھیں۔

اپنے زمانہ طالب علمی کا ایک واقعہ والد صاحب سنایا کرتے تھے کہ انسپکٹر سکول کے معائنہ پر آیا اور جب آپ کی کلاس میں آیا اور طالب علموں سے یہ سوال کیا کہ بابر بادشاہ کی زندگی کا خلاصہ ایک فقرہ میں بیان کریں۔ والد صاحب نے جواب دیا کہ:

؎ بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

یعنی زندگی خوب اچھی طرح سے گزارو کیوں کہ اس عالم میں دوبارہ نہیں آنا۔ یہ بابر کا اپنا ہی قول تھا۔ طالب علموں کے جوابات میں سے والد صاحب کا جواب ہی سب سے اچھا اور درست قرار دیا گیا۔

والد صاحب کو اُردو کے علاوہ فارسی، عربی اور انگریزی زبان سے اچھی واقفیت تھی۔ کالج کے زمانہ میں صَرف اور نحو میں نے ان سے ہی پڑھی تھی۔ کتاب الصرف (عربی زبان میں) اور ایک

کتاب فارسی میں (جس کا نام غالباً ”صرفِ میر“ تھا) انہوں نے مجھے پڑھائیں۔ شیخ سعدی کی گلستان اور بوستان ترجمہ کے ساتھ بھی میں نے انہی کی تحریک پر پڑھی تھیں۔

1911ء میں آپ لاہور گئے اور Signaller کا کورس کیا۔ لاہور GPO کے سامنے سڑک کے پار Telegraph Office ہوتا تھا جہاں اس وقت Telegraphy کا کورس کروایا جاتا تھا۔ تقسیم ملک کے بعد بھی Telegraphy کا سکول یہیں تھا۔

1911ء میں Signaller کا کورس مکمل کرنے کے بعد آپ Lower Jhelum Circle میں بطور Signaller ملازم ہوئے۔ Lower Jhelum Circle کا تعلق نہر Lower Jhelum سے ہے جو منگلا کے مقام پر دریائے جہلم سے نکلتی ہے اور سرائے عالم گیر سے ہوتی ہوئی ہیڈ فقیریاں پر آکر مختلف شاخوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ ربوہ سے براستہ منڈی بہاؤالدین اسلام آباد جائیں تو راستہ میں پڑتی ہے۔ Lower Jhelum Circle اس نہر اور اس کی شاخوں پر مشتمل ہے۔ اس سرکل میں آپ مختلف مقامات پر بطور Signaller کام کرتے رہے۔ ملازمت کے آخری سالوں میں آپ کا تقرر سرگودھا میں بطور ہیڈ Signaller ہو گیا تھا۔ اور یہیں سے آپ 1945ء میں سرکاری ملازمت سے ریٹائرڈ ہوئے۔ جس وقت آپ ریٹائرڈ ہوئے، سرگودھا میں آپ جماعت کے سیکرٹری مال تھے۔ اکثر خطبہ جمعہ بھی آپ ہی دیا کرتے تھے۔ اُس وقت 9 بلاک والی مسجد ہی جماعت کا مرکز تھی۔

## قبول احمدیت

1929ء میں ملازمت کے دوران آپ بنگلہ بکھو والا ضلع سرگودھا میں مقرر تھے (ہماری والدہ صاحبہ اور بچے ساتھ تھے)۔ ربوہ سے براستہ احمد نگر، سیال موڑ سے ہوتے ہوئے اگر پھالیہ کی طرف جائیں تو راستہ میں مڈھ رانجھا چوک آتا ہے۔ اس چوک سے بائیں طرف قریباً نصف میل پر نہر کے کنارے بنگلہ بکھو والا ہے۔ مڈھ رانجھا ایک قدیم قصبہ ہے۔ ماسٹر ضیاء الدین صاحب جو 1974ء میں سرگودھا ریلوے سٹیشن پر زخمی ہوئے تھے اور بعد ازاں اِنہیں زخموں کے نتیجہ میں ان کی شہادت ہو گئی تھی، یہیں کے رہنے والے تھے۔ مڈھ رانجھا میں ایک احمدی مکرم شیخ شمس الدین صاحب تھے جو کوٹ مومن میں غالباً کپڑے کی دکان کرتے تھے (ان کے

داماد مکرم عطاء اللہ صاحب قادیان میں درویش تھے)۔ ان کے ذریعہ والد صاحب احمدیت سے متعارف ہوئے اور کچھ تعارف کوٹ مومن (جو دُور نہ تھا) کی شیخ فیملی کے احمدیوں کے ذریعہ ہوا اور ان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں لے کر پڑھنا شروع کیں۔ ساتھ ساتھ والدہ صاحبہ کو بھی بتاتے جاتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے پر آپؑ کے دعویٰ اور صداقت پر آپ کو یقین ہو گیا۔ والدہ صاحبہ کو بتایا کہ امام مہدی کے ظہور کی سب علامتیں پوری ہو چکی ہیں۔

انہیں دنوں آپ نے ایک خواب دیکھا جو "بشاراتِ رحمانیہ" مصنفہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر میں ذیل کے الفاظ میں درج ہے اور ساتھ آپ کا فوٹو بھی شائع شدہ ہے:

## "احمدیت ہی مضبوط کرسی ہے!

(از جناب میاں محمد بخش صاحب کنال سگنیلر ولد میاں فضل دین صاحب قوم جٹ)

"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اپنا خواب تحریر کرتا ہوں:

بنگلہ بکھو والا میں ماہِ اکتوبر 1929ء بوقت تقریباً دو بجے رات کو یہ نظارہ دیکھا کہ رسول کریم ﷺ مصلیٰ پر تشریف فرما ہیں اور رانوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر انگلیوں پر ذکر اللہ کر رہے ہیں۔ رُخِ مبارک مشرق کی طرف ہے۔ مجھے فرمایا کہ جس کرسی پر تم بیٹھے ہو اس کی ساری چُولیں ڈِھیلی ہو چکی ہیں۔ بندہ فوراً اٹھا اور دیکھا تو ہر ایک چُول ڈِھیلی ہے۔ بندہ نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ نے غلام کی جان بچالی ہے۔ آگے یا پیچھے گرتا تو سر پھوٹ جاتا۔ (تھوڑی دیر کے بعد) رسول کریم ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک نئی دفتری کرسی ہے جس کے آرمز (Arms) آگے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ فرمایا اس کرسی پر بیٹھ جاؤ یہ احمدیت کی کرسی ہے۔ یعنی بادلائل اور حقیقی اسلام۔ اس کے بعد بندہ بیدار ہو گیا۔"

(از چٹھی مرقومہ ماہ جون 1939ء)

(بشاراتِ رحمانیہ، جلد اوّل صفحہ نمبر 214)

اس خواب کے دیکھنے کے بعد آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ والدہ صاحبہ نے بھی آپ سے اتفاق کیا اور ساتھ ہی بیعت کی۔ بیعت منظور ہوئی اور آپ دونوں جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

احمدیت قبول کرنے سے پہلے والد صاحب کا اہل سنت والجماعت سے تعلق تھا۔ آپ کے احمدیت قبول کرنے میں مکرم محمد رمضان صاحب مرحوم (دادا مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب) کا بھی دخل ہے جو آپ کو احمدیت کا پیغام پہنچاتے رہے۔

## مخالفت اور قادیان ہجرت

احمدیت قبول کرنے پر آپ کی شدید مخالفت ہوئی۔ رشتہ داروں میں بڑے بھائی اور ہماری دادی سخت مخالف تھیں۔ ہمارے بڑے بھائی عبدالغنی صاحب جو اس وقت چار سال کے تھے، کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف نازیبا کلمات سکھانے کی کوشش کرتے تھے۔ قبول احمدیت کے وقت بچوں میں سے سب سے بڑی ہماری ہمشیرہ خدیجہ تھیں جو اس وقت آٹھ سال کی تھیں۔ چنانچہ بچوں کی تربیت کے مدِّ نظر اور ان کو گاؤں اور رشتہ داروں کے بداثرات سے محفوظ رکھنے کی خاطر والد صاحب نے قادیان ہجرت کر جانے کا فیصلہ کیا اور 1932ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر مع فیملی قادیان منتقل ہو گئے اور ایک مکان کرایہ پر لے لیا۔ بعدہٗ 1933ء میں محلہ دارالفضل میں اپنا مکان بنایا۔ یہ مکان میری والدہ مرحومہ کے زیورات بیچ کر بنایا گیا تھا۔ ہمارا مکان حضرت میر قاسم علی صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان سے متصل جانب جنوب برلبِ سڑک (جو آج کل ٹھیکری والا روڈ کہلاتی ہے) تھا۔

جب قادیان جانے لگے تو رشتہ داروں نے افسوس کا اظہار کیا جس پر ہماری نانی صاحبہ نے کہا کہ فکر نہ کرو جب چندے دے دے کر مقروض ہو جائیں گے تو خود ہی گاؤں واپس آ جائیں گے۔

جہاں تک میری شنید ہے ہمارے ننھیال نے والد صاحب کے احمدی ہونے پر مخالفت نہیں کی۔ وہ والد صاحب اور والدہ صاحبہ کے لیے نرم گوشہ رکھتے تھے۔ چنانچہ میری پیدائش کے بعد ہماری نانی صاحبہ قادیان بھی آئیں۔ ہماری بڑی خالہ صاحبہ بھی قادیان آئیں۔ ہمارے ایک خالو بھی 1934ء میں قادیان آئے لیکن احرار کی کانفرنس میں شامل ہونے کے لیے۔ ہمارے ماموں

محمد رمضان صاحب بھی احمدیت کے مخالف نہ تھے بلکہ کسی قدر مؤید تھے۔ ہماری والدہ صاحبہ کی وفات کے بعد ربوہ بھی آئے تھے اور اُن کی قبر پر دعا کے لئے گئے تھے۔

رشتہ داروں کی مخالفت کے ساتھ ساتھ گھر سے باہر بھی سخت مخالفت ہوئی۔ چند واقعات بطور نمونہ ذیل میں درج ہیں:

**1۔** اس زمانہ میں نہر کے محکمہ کے SDO (Sub Divisional Officer) بھی ICS (Indian Civil Service) کے پاس شدہ اور منتخب شدہ ہوتے تھے۔ ایک ہندو SDO تھے ان کے ایما پر والد صاحب پر قاتلانہ حملہ بھی کیا گیا لیکن آپ بچ گئے۔ آپ کے جانور بھی چوری کروا دیئے جو بعد میں مل گئے۔ والد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کو اطلاع دی کہ یہ SDO رشوت لیتا ہے اور فرضی دورے رکھ کر بل بھی بناتا رہتا ہے اور اس طرح اس نے میری چوری بھی کروائی ہے۔ پنجاب گورنمنٹ میں شکایت ہوئی، چھاپہ پڑا اور سارا ریکارڈ سربمہر کر لیا گیا۔ ریکارڈ سے ثابت ہوا کہ مسٹر بھولا فرضی دورے درج کرتے رہتے تھے اور بل وصول کرتے تھے۔ چنانچہ ان کو ملازمت سے برطرف کر دیا گیا۔ ایک ICS آفیسر کے لیے یہ ایک بہت بڑی سزا تھی۔ چنانچہ مسٹر بھولا نے انارکلی میں فرنیچر کی دکان کھول لی۔ بعد میں وہ والد صاحب کو اکثر سلام بھجواتا تھا اور دعا کی درخواست کرتا تھا۔

**2۔** محترم والد صاحب کانڈیوال میں بہ سلسلہ ملازمت مقیم تھے۔ (یہ بنگلہ چودھری ظہور احمد صاحب باجوہ کے چک 33 جنوبی کے قریب ہے۔) یہاں کینال کالونی کے عملہ سے آپ کی مذہبی گفتگو مستقلاً رہتی تھی۔ وہاں ایک ڈاکٹر صاحب تھے انہوں نے کہا کہ بہتر ہے، ہمارے کسی عالم سے مناظرہ ہو جائے۔ جس پر اتفاق ہو گیا۔ والد صاحب نے کہا کہ کینال کالونی میں مناظرہ نہ کریں باہر کسی جگہ کسی کی زمین پر رکھ لیں یہ سرکاری احاطہ ہے اعتراض ہو گا کہ سرکاری احاطہ میں مذہبی مباحثہ کیوں کیا؟ سب غیر احمدی سٹاف نے کہا کہ ہم مباحثہ کروانے والے ہیں کیا ہم ہی شکایت کریں گے؟ آپ مطمئن رہیں۔ چنانچہ مناظرہ ہوا اور غیر احمدی مولوی کو شکست ہوئی۔ وہ اپنا مؤقف ثابت نہ کر سکا اور جن کی وہ نمائندگی کر رہا تھا یعنی کالونی کا عملہ ان کو بھی ناکامی اور شرمندگی ہوئی جس کا ردِّ عمل یہ ہوا کہ وہی لوگ جو کہتے تھے کہ کیا ہم آپ کی شکایت کریں گے؟ انہوں نے افسرانِ بالا کو شکایت کر دی کہ اس طرح محمد بخش (صاحب) سگنیلر نے سرکاری

احاطہ میں مذہبی مباحثہ کیا ہے جو خلافِ قواعد ہے ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیئے۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد ایک آفیسر تحقیقات کے لیے آگئے۔ وہ بیانات وغیرہ لے کر چلے گئے۔ کالونی والوں نے کہا کہ اب اس کا ایک ہی نتیجہ ہے کہ والد صاحب ملازمت سے برطرف ہو جائیں گے۔ اس زمانہ میں سرکاری ملازمت کی بڑی قدر و قیمت ہوتی تھی اور ملازمت سے برطرفی نہ صرف یہ کہ ایک بڑا نقصان تھا بلکہ ایک قسم کی ذلت اور رسوائی کی علامت بھی تھی۔ والد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں دعا کے لیے لکھا۔ حضور نے فرمایا کہ آپ کو سرکاری جگہ پر مناظرہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ کالونی والے والد صاحب کی برطرفی کے انتظار میں تھے۔ ادھر والد صاحب نے خواب دیکھا کہ آپ کے دفتر کے باہر پھولوں اور بجلی کے بلبوں سے لکھا ہوا ہے: ’’انجام بخیر!‘‘ آپ نے غیر احمدی ساتھی ملازموں کو بتا دیا کہ آپ کی شکایت کا کچھ نہیں بننا۔ چنانچہ کئی مہینوں کے بعد محکمہ کی طرف سے آپ کو خط ملا کہ آپ کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ آئندہ آپ ایسے مباحثات سرکاری احاطہ میں نہ کریں۔ اس طرح غیر احمدی سٹاف جو آپ کو ملازمت سے فارغ دیکھنا چاہتا تھا، کی ساری اُمیدیں خاک میں مل گئیں۔

## پابندیٔ صلوٰۃ و خدمت دین

والد صاحب نماز، روزہ اور احکام شریعت کے سخت پابند تھے، جماعت کے بغیر نماز پڑھنے کا وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ موسم کی خرابی (بارش آندھی) کبھی ان کے مسجد جانے کے رستہ میں روک نہ بنی۔ مجھے یاد ہے کہ جب ربوہ کے محلہ دارالنصر شرقی میں ہماری رہائش تھی تو ایک دفعہ بیمار تھے اور چل نہ سکتے تھے، بیٹھ کر اور گھسٹ گھسٹ کر مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے جاتے۔

جب قادیان جاتے تو اکثر نمازیں بیت مبارک میں جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کے پیچھے پڑھتے۔ اس سلسلہ میں ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ جب ہماری بہن امۃ الرؤف صاحبہ کی شادی تھی اور سب مہمان آگئے اور دعا کا وقت ہو گیا تو والد صاحب بیت مبارک نماز پڑھنے گئے ہوئے تھے اور آپ مہمانوں کے آنے کے بعد پہنچے۔

ایک دفعہ ہماری ایک ہمشیرہ بچے کی متوقع پیدائش میں تاخیر کی وجہ سے تکلیف میں تھیں۔ والد صاحب کو بتایا تو آپ نے اُسی وقت مسجد کا رُخ کیا اور کہا کہ میں وہاں جا کر دعا کرتا ہوں۔

والدہ صاحبہ بتایا کرتی تھیں کہ والد صاحب جوانی سے ہی صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے اور ان کا معمول تھا کہ پچھلی رات بہت جلدی اُٹھتے، مالش کرتے، ورزش کرتے، دوڑ لگاتے، نہاتے اور پھر تہجد کی نماز ادا کرتے۔ یہ بھی بتایا کہ مگدروں سے بھی ورزش کیا کرتے تھے۔

ہمارا مکان دارالنصر شرقی میں تھا۔ 1953ء میں جب والد صاحب نے مکان بنایا تو اس وقت دارالنصر شرقی میں صرف پانچ یا چھ مکان تھے جن میں سے ایک ہمارا تھا۔ نماز مختلف گھروں میں ہوتی تھی۔ جب میں ایم۔ اے کر کے 1955ء میں ربوہ آیا تو مسجد کی مقررہ جگہ کی بنیادیں بھری ہوئی تھیں۔ میں نے والد صاحب سے گزارش کی کہ روز صفیں اٹھا کر کبھی کسی جگہ اور کبھی کسی جگہ نماز کے لیے جاتے ہیں، مسجد والی جگہ پر ہی نماز پڑھنا شروع کر دیں۔ یہ سلسلہ شروع ہوا تو والد صاحب نے کمیٹی آبادی کے دفتر سے ان سب لوگوں کے پتہ جات اکٹھے کیے جن کے اس محلہ میں پلاٹ تھے اور مختلف اضلاع کا دورہ کر کے پلاٹوں کے مالکوں سے مل کر مسجد کے لیے عطایا اکٹھے کیے اور دارالنصر کی وہ مسجد جو مریم سکول کے شرقی طرف ہے جس کا نام ''بیت احمد'' ہے، ان کی بنوائی ہوئی ہے۔ ٹھیکے دار ولی محمد صاحب مرحوم نے پہلا برآمدہ تعمیر کیا تھا۔ محلہ میں بجلی تو بہت بعد میں آئی اس لیے فجر اور عشاء کے وقت آپ گھر سے لالٹین لے کر مسجد میں جایا کرتے تھے۔

پارٹیشن سے پہلے آپ سرگودھا کی جماعت کی طرف سے ایک سے زیادہ مرتبہ شوریٰ کے نمائندہ منتخب ہو کر آئے۔ ربوہ سے بھی ایک بار شوریٰ کے نمائندہ کے طور پر منتخب ہوئے اور تحریک جدید کے بجٹ کی سب کمیٹی کے ممبر بھی مقرر ہوئے۔

آپ اور ہماری والدہ عائشہ بی بی صاحبہ تحریک جدید کے دفتر اوّل کے مجاہدین میں شامل تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کے دستخطوں سے آپ دونوں کو اس میں شمولیت کا الگ الگ سرٹیفکیٹ دیا گیا تھا۔

1944ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ نے جماعت کو سلسلہ کے لیے اپنی جائیدادیں وقف کرنے کی تحریک کی جس پر آپ نے اپنا مکان واقع دارالفضل قادیان سلسلہ کی ضروریات کے لیے وقف کر دیا اور ملک کی تقسیم کے بعد اس کا Claim بھی داخل نہ کیا۔

والد صاحب ملازمت کے سلسلہ میں غالباً 1951ء تک ہارون آباد میں رہے۔ پھر 1951ء تا 1954ء فورٹ عباس میں رہے۔ فورٹ عباس میں مکرم صوبیدار برکت علی صاحب مرحوم اُس وقت صدر جماعت تھے۔ فورٹ عباس کے کسی قریبی چک سے سید بہار شاہ صاحب ایک احمدی بزرگ اکثر والد صاحب سے ملنے آیا کرتے تھے۔ اُن کی اولاد مکرم سید رفیق شاہ صاحب وغیرہ اب ربوہ میں آباد ہیں۔ فورٹ عباس کا بنگلہ ایک نہر کے کنارے پر ہے جس کا نام Hakra Right (ہاکڑا رائٹ) ہے۔ میرے چھوٹے بھائی عزیزم سعید اللہ اور عزیزم عبدالباسط فورٹ عباس ہائی سکول میں زیرِ تعلیم رہے ہیں۔ سکول کے ہیڈ ماسٹر مکرم پروفیسر محمد ابراہیم ناصر صاحب مرحوم کے بڑے بھائی مکرم محمد اسحاق صاحب تھے۔

1954ء میں والد صاحب مستقل طور پر ربوہ میں آ رہے۔ کسی قسم کی ملازمت وغیرہ نہیں کی۔ محلہ دارالنصر (جو اس وقت ایک ہی ہوتا تھا۔ شرقی، وسطی، غربی حصے نہیں بنے تھے۔) کے لمبا عرصہ سیکرٹری مال رہے۔ محلہ کے پہلے سیکرٹری مال غالباً آپ ہی تھے اور غالباً 1954ء سے ہی تھے۔ 1976ء میں جب ان کا پہلے آنکھ اور پھر پراسٹیٹ کا آپریشن ہوا تو اس کے بعد کسی وقت سیکرٹری مال کے عہدہ سے سبکدوش ہوئے۔ جب دوسری آنکھ کا آپریشن ہوا اور نظر بہت کمزور ہو گئی اور کام کرنا مشکل ہو گیا تو کام چھوڑ دیا۔ غالباً 1978ء یا 1979ء میں چھوڑا تھا۔

## والد صاحب کے رؤیا و کشوف

میرے والد محترم صاحبِ رؤیا، کشف اور صاحبِ الہام بزرگ تھے۔ نمونۃً چند ایک رؤیا درج ذیل ہیں:

1۔ جب قادیان میں مکان بنوا رہے تھے اور ایک گونہ پریشانی کی کیفیت تھی۔ تو خواب دیکھا کہ کسی نے جھولی میں بہت سے بادام ڈالے ہیں اور کہا ہے کہ توڑتے رہو اور کھاتے رہو۔ جس کی والد صاحب نے تعبیر کی کہ ساری کوشش خود کرنا ہو گی اور اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے گا۔

2۔ 1936ء میں آپ نے دعوت الی اللہ کے لیے تین ماہ وقف کیے اور آپ کو ویرووال (جہاں کے مکرم عبدالمجید خان صاحب مرحوم محترمہ آپا طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ کے والد ہیں) کے علاقہ میں بھجوایا گیا۔ ان دنوں ہمارے بھائی عزیزم سعید اللہ صاحب کی پیدائش متوقع تھی اور

والدہ صاحبہ سخت بیمار تھیں اور والدہ صاحبہ سمجھتی تھیں کہ ان کے بچنے کی کوئی صورت نہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی کہ بیٹا ہو گا اور لمبی عربی تحریر خواب میں دکھائی گئی۔ جس کا والد صاحب فرماتے تھے کہ ایک فقرہ یاد رہا کہ حِلْيَةٌ فِيْ بَطْنِهَا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کو خواب بتایا تو آپ نے فرمایا کہ اس بچے کے نام کے ساتھ بشارت یا بشیر کا لفظ شامل کردیں۔ بچپن میں تو ہم سعید اللہ بشیر ہی کہتے تھے پھر اس نے اپنا نام محمد سعید اللہ اختیار کرلیا۔ ضمناً یہ بھی لکھ دوں کہ عرصہ دعوت الی اللہ کا یہاں سے مکمل کرنے پر حضور کے دستخط سے والد صاحب کو خوشنودی کا ایک خط بھی جاری ہوا جو تقسیم ملک کے وقت ضائع ہو گیا۔

3۔ والد صاحب کا ایک خواب ہے جس کے زمانے کا علم نہیں۔ احمدی ہونے کے بعد کا ہے اور والدہ صاحبہ سے اس کا ذکر کیا کرتے تھے۔ میں نے خود بھی والد صاحب سے یہ خواب سنا ہوا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ مجھے بھوکا اور ننگا نہیں رکھے گا اور مجھے بارہا الہام ہوا ہے: اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَ لَا تَعْرٰى۔ (یہ الفاظ قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کو مخاطب کرکے فرمائے گئے ہیں کہ اس زمین میں تو بھوکا اور ننگا نہیں رہے گا۔)

جب پاکستان بنا تو بے سروسامانی کا عالم تھا اس وقت کے حالات کو بیان کرنے کے لیے بے سروسامانی کے الفاظ کافی نہیں۔ ربوہ میں دس مرلہ کا پلاٹ خریدا۔ پلاٹ کی قیمت پچاس روپے تھی۔ والد صاحب کے پاس صرف تیس روپے تھے کسی سے بیس روپے قرض لے کر پچاس روپے پورے کئے اور محلہ دارالنصر ربوہ میں دس مرلہ کا پلاٹ خریدا۔ مکان بنانے کے سامان اللہ تعالیٰ نے اس طرح کئے کہ آپ نے احمدی ہونے سے پہلے زندگی کا بیمہ کروایا ہوا تھا۔ جب احمدی ہوئے تو بتایا گیا کہ یہ جائز نہیں۔ اگر بیمہ کی پالیسی کو منسوخ کرواتے تو الٹا جرمانہ دینا پڑتا اور اصل روپیہ کے ایک حصہ سے بھی ہاتھ دھونا پڑتے۔ چنانچہ فیصلہ ہوا کہ جب بیمہ Mature ہو تو اپنی اصل رقم اپنے استعمال میں لے آئیں اور زائد رقم دین حق میں دے دیں۔ پاکستان بننے کے بعد بیمہ کی مدت ختم ہوئی۔ کمپنی بمبئی کی تھی انہوں نے بیمہ کا چیک انڈین بنک کا بھجوایا۔ اب اس کو کیش کروانے کا مسئلہ تھا جس میں اس وقت کے پاکستان، ہندوستان تعلقات کی بنا پر مشکلیں تھیں۔ چنانچہ ایک دوست نے آپ سے چیک خرید لیا کہ میں خود ہی کیش کروالوں گا لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ اس نے آپ کو اتنے ہی پیسے دیئے جتنے آپ نے بیمہ کی اقساط کے طور پر دیئے تھے۔ چنانچہ اس

رقم سے ربوہ میں مکان بنا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق آپ اور آپ کے بچوں کو چھت مہیا کر دی۔

4۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک مسجد ہے اس میں (غالباً محراب کے پاس) آنحضرت ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ کے پہلو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف رکھتے ہیں۔ اور آپ دونوں کے سامنے ایک طرف سفید پگڑیوں والے لوگ بیٹھے ہیں اور ایک طرف سبز پگڑیوں والے لوگ بیٹھے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مجلس کے منتظم ہیں اور وہ لوگوں کو بٹھا رہے ہیں۔ والد صاحب فرماتے تھے کہ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا تقسیم ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ سفید پگڑیوں والے انبیاء ہیں اور سبز پگڑیوں والے اولیاء ہیں اور والد صاحب سے فرمایا کہ آپ اولیاء میں بیٹھ جائیں۔ والد صاحب والدہ صاحبہ کو ایک شخص کا حوالہ دے کر بتایا کرتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شکل اس سے ملتی تھی۔

5۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ آپ کو دوسرے انبیاء کی زیارت بھی ہوئی۔ ایک دفعہ میں نے گھر میں ایک انسائیکلوپیڈیا میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر دکھائی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تھا ان کا حلیہ اس تصویر کے زیادہ قریب تھا۔

6۔ بنگلہ کانڈیوال میں غیر احمدی مولوی کے ساتھ مناظرہ کرنے پر آپ کی شکایت ہوئی اور خدشہ تھا کہ آپ کو ملازمت سے فارغ کر دیں گے اور محکمہ کی طرف سے انکوائری بھی ہوئی تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے دفتر کے باہر کی طرف پھولوں اور بجلی کے بلبوں کے ساتھ لکھا ہوا ہے کہ "انجام بخیر"۔ چنانچہ آپ کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہ آئی۔

7۔ پروفیسر سلطان اکبر صاحب کے دادا حضرت چوہدری مولا بخش صاحبؓ تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور چک نمبر 35 جنوبی کے نمبردار تھے۔ ان کے خلاف مخالفین نے ایک جھوٹا مقدمہ بنا دیا اور ان کے پاس اپنے دفاع کے لیے کوئی بات نہ تھی اور یقینی تھا کہ عدالت سے ان کو قید کی سزا ہو جائے گی اور وہ بہت پریشان تھے۔ انہوں نے والد صاحب کو بھی دعا کے لیے کہا۔ آپ نے دعا کی۔ آپ نے خواب دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور والد صاحب کے کندھے پر ایک دفعہ تھپکی دی اور فرمایا: "تسکین!"۔ پھر

دوسری دفعہ تھپکی دی اور فرمایا: ’’تسکین!‘‘۔ پھر تیسری دفعہ تھپکی دی اور فرمایا: ’’تسکین!‘‘۔ والد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور اس کا کیا مطلب ہے؟ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ چوہدری مولا بخش کی عدالت میں تین پیشیاں ہوں گی اور وہ بری ہو جائیں گے۔ بالکل اسی طرح وقوع پذیر ہوا کہ عدالت میں تین پیشیاں ہوئیں اور تیسری پیشی میں ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ قانون کے مطابق جس شخص نے چوہدری مولا بخش صاحب کے خلاف دعویٰ کیا ہے اس کے لیے ساتھ ایک سرٹیفکیٹ بھی پیش کرنا ضروری تھا جو مدعی نے پیش نہیں کیا اس لیے دعویٰ خارج کیا جاتا ہے اور چوہدری صاحب کو بری کیا جاتا ہے۔

والد صاحب بتایا کرتے تھے کہ چوہدری مولا بخش صاحب ایک معزز آدمی تھے اور اس کیس کا علاقہ میں بڑا چرچا تھا کہ ضرور ان کو سزا ہو جائے گی اس لیے جب میں نے خواب دیکھا تو انہوں نے گھر بہ گھر اور غالباً ارد گرد کے دیہات میں اطلاع کروائی کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیشگی اطلاع دے دی ہے اور وہ انشاء اللہ بری ہو جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی والد صاحب بتایا کرتے تھے کہ (غالباً کسی ساتھ والے گاؤں کے) دو نمبر دار تھے، ان میں سے ایک نے کہا کہ اس طرح ہو گیا تو میں احمدی ہو جاؤں گا۔ دوسرے نے کہا کہ اگر اس طرح ہو گیا تو میں عیسائی ہو جاؤں گا۔ جس نے کہا تھا کہ وہ احمدی ہو جائے گا وہ تو احمدی نہ ہوا لیکن جس نے کہا تھا کہ وہ عیسائی ہو جائے گا وہ بد قسمت عیسائی ہو گیا۔

8۔　جب 1947ء میں ہندوستان کی تقسیم ہوئی اور پاکستان بنا تو اس وقت والد صاحب ہیڈ وَلہر بنگلہ نزد کچھی والا ریاست بہاولپور میں تھے۔ والدہ صاحبہ اور ہم بہن بھائی (ماسوا آپا خدیجہ صاحبہ اور بھائی عبد الغنی صاحب) قادیان میں تھے اور والد صاحب کا ہمارے ساتھ اور ہمارا والد صاحب کے ساتھ کوئی رابطہ نہ تھا اور والد صاحب کو ہماری خیریت کی کچھ خبر نہ تھی۔ فسادات زوروں پر تھے اور ہندوستانی پنجاب سے مسلمان آبادی پاکستان منتقل ہو رہی تھی اور آپ بیوی بچوں کی خیریت کے لیے دعاؤں میں مصروف تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مسلسل یہ الہام ہوتا رہتا تھا کہ **نُمَتِّعُكُمْ** (کہ ہم تم کو بچا لیں گے۔)

9۔　دارالنصر شرقی میں ہمارا جو مکان تھا اس کے جنوب مشرقی حصہ میں ایک غسل خانہ تھا۔ والد صاحب نے خواب دیکھا کہ اس جگہ کو کھود رہے ہیں اور وہاں سے حضرت رام چندر جی کا خزانہ

نکلا ہے جس میں ہیرے ہیں اور ایک ہیرا والد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جس سے ان کا کمرہ روشن ہو جاتا ہے۔ والد صاحب فرماتے تھے کہ تمہاری والدہ کا خیال ہے کہ کھود کر دیکھنا چاہیے لیکن فرماتے تھے کہ میرا یہ خیال نہیں بلکہ میرا یہ خیال ہے کہ خواب تمہارے متعلق ہے (یعنی خاکسار حمید اللہ کے متعلق ہے) کیونکہ تمہیں وقف کیا ہوا ہے۔ یہ خواب والد صاحب نے 1953ء کے لگ بھگ کسی وقت دیکھا تھا جبکہ میں زیر تعلیم تھا۔

**10۔** جب آپا امۃ الرؤف صاحبہ کی مولوی محمد اسماعیل صاحب دیال گڑھی سے رشتہ کی تجویز سامنے آئی اور والد صاحب نے استخارہ کیا اور دیکھا کہ آپا اور مولوی صاحب ایک راستے پر چلتے جا رہے ہیں۔ پھر راستہ میں ایک روک آئی ہے اس سے گزر جاتے ہیں اور پھر تا حدِّ نظر وہ ان کو اس راستہ پر چلتے دیکھتے رہتے ہیں۔

مجھے یہ خواب یاد تھا اور اس کی وجہ سے میں ہمیشہ سمجھتا تھا کہ ان دونوں کی مشترکہ زندگی کا سارا سفر والد صاحب کی زندگی میں ہو گا۔ چنانچہ والد صاحب کی زندگی میں مولوی صاحب کی وفات اگست 1983ء میں ہوئی اور والد صاحب کی وفات نومبر 1983ء میں ہوئی۔ مولوی صاحب کی وفات کے بعد مجھے یہ احساس غالب ہو گیا کہ اب یہ والد صاحب کی زندگی کے آخری ایام ہیں۔

**11۔** اپنی زندگی کے متعلق والد صاحب نے وفات سے پہلے یہ خواب دیکھا تھا کہ ایک گلاس ہے جس میں ڈیڑھ یا دو گھونٹ پانی ہے جس کو وہ پی لیتے ہیں۔ خود ہی انہوں نے اس خواب کی تعبیر کی کہ اب زندگی کے ڈیڑھ دو سال ہی باقی ہیں پھر اس خواب کے بعد قریباً ڈیڑھ یا دو سال ہی حیات رہے۔

## دعوت الیٰ اللہ کا شوق

والد صاحب کو جنون کی حد تک دعوت الیٰ اللہ کا ذوق و شوق تھا۔ آپ نے احمدی ہونے سے پہلے ملازمت کے دوران فارغ اوقات میں مختلف علماء سے عربی، قرآن مجید، حدیث، فقہ، منطق وغیرہ دینی علوم باقاعدہ درساً سیکھے۔ آپ کی تحصیل علم کی استعداد اچھی تھی بلکہ عام علماء سے آپ کی سطح کچھ زیادہ ہی تھی۔ قرآن مجید، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے شروع میں حوالے اور یادداشتیں عام طور پر لکھا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں

سے آپ کی واقفیت نہایت عمدہ تھی اور آپ سے کسی مسئلہ پر سنجیدہ گفتگو کرنا یا بحث کرنا آسان نہیں تھا۔

آپ بتایا کرتے تھے کہ قادیان میں ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کی مجلسِ علم و عرفان میں یہ سوال ہوا کہ رکوع اور سجدہ میں قرآن کریم کی آیات پڑھنا کیوں منع ہے؟ تو بہت سے لوگوں نے جواب دیا لیکن آپ کے جواب کو حضور نے درست قرار دیا نیز یہ بھی فرمایا کہ صاحبِ علم دوست بھی صحیح جواب نہیں دے سکے۔ ایک سرکاری ملازم نے صحیح جواب دیا ہے۔ آپ نے جو جواب دیا تھا وہ غالباً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے حوالہ سے تھا اور جواب یہ تھا کہ رکوع اور سجدہ مقام تذلل ہیں اس لیے ان مواقع پر قرآن مجید جو خدا کا کلام ہے پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔

والد صاحب ایک نہایت مستعد داعی الی اللہ تھے اور بڑی جرأت کے ساتھ دعوت الی اللہ کرتے تھے اور بڑے زور سے جماعتی مؤقف پیش کیا کرتے تھے۔ احمدی ہونے کے بعد آپ کے وقت کا بڑا حصہ دعوت الی اللہ میں گزرا۔ ملازمت کے کام سے فراغت کے بعد ارد گرد کے دیہات میں دعوت الی اللہ کے لیے نکل جایا کرتے تھے اور عام طور پر دیہات کے نمبردار یا دیگر معزز لوگوں کے پاس جاتے تھے۔ دعوت الی اللہ کے مواقع کی تلاش کرتے تھے اور جو دعوت الی اللہ کے مواقع پیدا ہوتے تھے ان سے ضرور فائدہ اٹھاتے تھے۔

ہارون آباد کے ساتھ آپ قاضی والا بنگلہ میں بسلسلہ ملازمت مقیم تھے۔ قاضی والا بنگلہ کے ساتھ ایک چک نہر کے پُل کے ساتھ ہے۔ اس کے نمبردار نعیم جان صاحب تھے ان سے تبلیغی گفتگو رہتی تھی اور ارد گرد قریب کے سب چکوں میں بھی آپ دعوت الی اللہ کے لیے جایا کرتے تھے۔

ایک بار مَیں والد صاحب کے ساتھ تھا اور ہم قاضی والا میں نہر کے ساتھ پُل پر جارہے تھے وہاں ایک پیر صاحب پُل کے کنارے پر قالین بچھا کر بیٹھے تھے اور ان کے چند ایک حواری بھی ان کے ساتھ تھے۔ ریاست بہاول پور میں اس زمانہ میں پیروں کی بہت عزت تھی اور کوئی شخص کسی پیر کے برابر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ والد صاحب جا کر اس پیر کے ساتھ قالین پر بیٹھ گئے۔ وہ کچھ برہم ہوا۔ بہرحال تبلیغی گفتگو شروع ہو گئی اور والد صاحب نے وہاں پُل پر کھڑے ہو کر موجود لوگوں کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ اور صداقت پر لیکچر دیا۔

آپ اور آپ سے ملنے والوں کی باتوں سے جو تاثر مَیں نے لیا وہ یہی ہے کہ احمدی ہونے کے بعد ملازمت کے دوران اور ملازمت کے بعد جو وقت آپ نے قادیان سے باہر گزارا وہ مناظرات، مباحثات اور تبلیغی گفتگو میں گزارا۔

1936ء میں جب آپ ویرووال ضلع امرتسر کے علاقہ میں وقفِ ایام کر کے دعوت الی اللہ کے لیے گئے تو مولوی روشن دین صاحب (مسقط والے) جن کے بیٹے مکرم کمال الدین حبیب صاحب کینیڈا (غالباً Toronto) میں ہیں بھی آپ کے گروپ میں تھے۔ (مولوی صاحب کینیڈا میں ہی فوت ہوئے تھے Maple والے قبرستان میں ان کی قبر ہے) وہ ایک دن ایک علاقہ میں دعوت الی اللہ کے لیے گئے تو لوگوں نے ان کو بہت مارا۔ اگلے دن والد صاحب کی ڈیوٹی اس علاقہ میں لگی۔ والد صاحب اس گاؤں میں ذیلدار کے پاس گئے اور بتایا کہ میں احمدی مبلغ ہوں اور دعوت الی اللہ کرنے آیا ہوں۔ انہوں نے گاؤں میں ڈھنڈورا پٹوا دیا۔ لوگ اکٹھے ہو گئے اور دعوت الی اللہ کی صورت پیدا ہو گئی۔ اثنائے گفتگو میں ایک مولوی نے بدتمیزی کا مظاہرہ کیا تو ذیلدار نے اس کو ٹوکا کہ شائستگی اور تمیز کے دائرہ کے اندر رہ کر بات کرے۔ جب یہ تبلیغی نشست ختم ہوئی تو ذیلدار صاحب نے کہا کہ آپ کا جب جی چاہے آپ میرے ڈیرے پر آ کر ٹھہریں۔ رہائش کے لیے ایک الگ کمرہ کا انتظام ہو گا اور آپ کا پورا خیال رکھا جائے گا۔ اس نے والد صاحب کی مناسب تواضع بھی کی۔

جب ہیڈ کوارٹر واپس پہنچے تو ساتھی رُوئیداد سننے کے لیے منتظر تھے کہ آج کیا گزری کیونکہ اس سے پہلے مولوی روشن دین صاحب کافی مار کھا کر آئے تھے۔ والد صاحب نے اپنی سرگزشت سنائی تو وہ حیران ہوئے کہ وہ لوگ غالباً راجپوت ہیں اور بہت سخت مزاج ہیں۔ کسی کی سنتے بھی نہیں۔ والد صاحب کی رائے یہ تھی کہ مولوی روشن دین صاحب نے غلط طبقہ میں جا کر دعوت الی اللہ کی تھی یعنی مزارعین وغیرہ میں جو جاہل اور ان پڑھ تھے اس وجہ سے تکلیف پہنچی۔ والد صاحب کی رائے یہ تھی کہ نووارد کو ایسی جگہوں پر گاؤں کے معززین سے رابطہ کرنا چاہیے۔

بکھو والا میں قیام کے دوران بکھو والا کے قریب لنگر مخدوم والے علماء سے بھی آپ کی گفتگو رہتی تھی۔ اسی طرح دوسری سب جگہوں میں بھی آپ مستعدی سے دعوت الی اللہ کرتے رہے۔

ریاست بہاول پور میں ہیڈ ولہر بنگلہ (نزد کچھی والا)۔ قاضی والا، ہارون آباد، فورٹ عباس، چشتیاں وغیرہ قیام کے دوران آپ ہمہ تن دعوت الی اللہ میں مصروف رہتے۔ ربوہ میں منتقل ہونے کے بعد بھی آپ کثرت سے ارد گرد کے دیہات میں دعوت الی اللہ کے لیے چلے جاتے تھے۔

## محترم والد صاحب کی متفرق عادات و معمولات

محترم والد صاحب کا قد لمبا تھا (غالباً 5 فٹ 10 انچ)، صحت عمدہ تھی، ورزشی جسم تھا، خوراک سادہ اور عادات سادہ تھیں۔ روٹی اور سالن کے علاوہ جو چیز آپ کو پسند تھی وہ میٹھی کھیر تھی۔ آپ کو بالعموم میٹھی چیزیں پسند تھیں۔ سردیوں میں گڑ بھی کھایا کرتے تھے کہ جسم کو گرم رکھتا ہے۔ چائے میں بھی چینی زیادہ استعمال کرتے تھے۔ چائے آپ کو بہت پسند تھی لیکن Prostate کے آپریشن کے بعد کم پیتے تھے کیونکہ چائے پینے سے فوراً پیشاب آجاتا تھا۔ سونف اور مصری آخری عمر میں چباتے تھے کہ نظر کے لیے سونف اچھی ہوتی ہے۔ سردیوں میں پنیری (پنجیری) بنوا کر استعمال کرنا پسند کرتے تھے اور ہر سال ہی بنواتے تھے۔

آپ کو عمر بھر پیدل چلنے کی بڑی پختہ عادت تھی۔ آخر عمر تک 3 یا 4 میل کے فاصلہ کو معمولی سمجھتے تھے۔ دارالنصر شرقی سے شہر (یعنی ربوہ کے مرکزی حصہ میں) ہمیشہ پیدل آتے تھے اور پیدل ہی واپس جاتے تھے۔ رمضان المبارک میں دارالنصر شرقی سے روزانہ بیت مبارک میں قرآن مجید کا درس سننے پیدل جاتے اور پیدل واپس آتے تھے لیکن پیدل سیدھے محلہ کی مسجد میں واپس آتے تھے۔ وہیں کسی چیز سے افطاری کرتے تھے اور بعد میں گھر آکر کھانا کھاتے تھے۔

ضلع سرگودھا کا صدر مقام پہلے شاہ پور ہوتا تھا اور یہ ضلع، ضلع شاہ پور کہلاتا تھا۔ گرمیوں میں اس ضلع کا صدر مقام سکیسر ہوتا تھا جو اونچی پہاڑی ہے اور ٹھنڈی جگہ ہے۔ آپ بتایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ گرمیوں میں بھیرہ سے کسی عدالت میں گواہی کے لیے جانا تھا تو بھیرہ سے سکیسر پیدل ہی گئے تھے۔

جب آپ قاضی والا میں تھے تو اپنی پنشن کے سلسلہ میں لاہور جانا تھا لیکن جب کھاٹاں ریلوے سٹیشن پر پہنچے تو گاڑی نکل چکی تھی اور آپ کو بہاول نگر جو جنکشن تھا وہاں پہنچ کر اگلی گاڑی

لینی تھی۔ کھاٹاں سے بہاول نگر 25اور 30 میل کے درمیان ہے۔ آپ کھاٹاں سے پیدل ہی بہاول نگر چلے گئے۔ آپ کی عمر اس وقت 60 سال سے کچھ اوپر ہو گی۔

قاضی والا پوسٹنگ کے دوران ایک مرتبہ میری ہمشیرہ منور سلطانہ اور والدہ صاحبہ بہاول نگر سے کھاٹاں گاڑی پر آئے۔ گاڑی وہاں مغرب کے بعد آتی تھی۔ ایسا اتفاق ہوا کہ والدہ صاحبہ گاڑی سے اُتر آئے اور ہمشیرہ صاحبہ نہ اُتر سکیں اور گاڑی چل پڑی۔ چنانچہ والد صاحب نے والدہ صاحبہ کو کسی کے ساتھ قاضی والا بھجوادیا اور خود ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ ہارون آباد کی طرف دَوڑ پڑے۔ گاڑی ابھی ہارون آباد ریلوے سٹیشن پر کھڑی تھی تو وہاں پہنچ گئے۔ (کھاٹاں سے ہارون آباد غالباً 6 میل ہے) بہر حال ہمشیرہ صاحبہ کو وہاں سے لیا اور ہارون آباد منڈی میں چودھری علم دین صاحب آڑھتی ہوتے تھے وہ احمدی تھے۔ ہمشیرہ صاحبہ کو وہاں ٹھہرایا اور خود رات کے وقت پھر چار میل کا فاصلہ طے کر کے قاضی والا پہنچے تاگھر والے رات بھر پریشان نہ رہیں۔ اُس زمانہ میں کھاٹاں ایک ویران جگہ تھی۔ کھاٹاں سے ہارون آباد تک کچی سڑک ایک بالکل ویران سڑک تھی۔ اورہارون آباد سے قاضی والا کا راستہ گو دن کو چلتا تھا لیکن رات کو بالکل ویران ہوتا تھا۔

آپ اپنی جوانی کے زمانہ کا واقعہ بیان کیا کرتے تھے، ہو سکتا ہے شادی سے پہلے کا ہو، کہ اپنی والدہ کے لیے بہت اُداس تھے اور عید تھی۔ رات کو بڑا لمبا پیدل سفر کر کے (جبکہ راستہ جنگل میں سے گزرتا تھا۔ جانوروں اور چوروں دونوں کا خطرہ تھا) تن تنہا گاؤں پہنچے۔

آپ پنشنر تھے جس کی وجہ سے ہر ماہ آپ کو چنیوٹ جا کر سرکاری خزانہ سے پنشن وصول کرنا ہوتی تھی اور ہمارے گھر سے چنیوٹ قریباً پانچ میل تھا لیکن آپ پیدل ہی پنشن لینے چلے جاتے تھے اور پیدل ہی واپس آجاتے۔ہاں اگر کوئی بھاری سودا چنیوٹ سے خریدا ہوتا تو واپسی پر تانگہ کر لیتے تھے۔

آپ اپنی والدہ (یعنی ہماری دادی صاحبہ) کا واقعہ بیان کیا کرتے تھے کہ ایک دفعہ فرمانے لگیں کہ جب رات کو بستر پر سوتی ہوں تو روتے روتے کانوں کے اندر تک آنسو چلے جاتے ہیں (دادی صاحبہ کا فقرہ یہ تھا کہ کانوں کی کنونیاں آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں) والد صاحب نے پوچھا کہ کیوں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بچے پر دیس میں ہیں (یعنی اللہ دتہ صاحب اور والد صاحب۔ درمیان

والے بیٹے مولا بخش صاحب تو ان کے پاس ہی رہتے تھے) والد صاحب نے جواب دیا کہ ہم کرسیوں پر بیٹھ کر دفتر میں کام کرتے ہیں، آپ کیوں غم کرتی ہیں؟ تو ہماری دادی صاحبہ نے کہا کہ یہ بات تب سمجھ آئے گی جب تمہارے بچے ہوں گے۔ اُس وقت پردیس کیا تھا؟ والد صاحب اپنے گاؤں سے بھی 50 میل سے زیادہ دور ملازمت پر نہ رہے ہوں گے۔ اب ہم ہیں کہ ہمارے بچے ہزاروں میل دور دوسرے براعظموں میں بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو اور ہمیں اور سب بچوں کو اطمینانِ قلب عطا فرمائے۔ آمین

محترم والد صاحب بالعموم نمک سے روزہ کھولتے تھے اور نماز سے فارغ ہو کر پھر کھانا کھاتے تھے ساری عمر رمضان کے روزے باقاعدہ رکھے۔ صرف آخری سال یعنی 1983ء میں پورے روزے نہیں رکھے تھے۔ غالباً آدھے روزے رکھے تھے حالانکہ وفات کے وقت آپ کی عمر قریباً 88 سال تھی۔

آپ ہیڈ فقیریاں میں تھے تو قریب کے کسی گاؤں کے نوجوان سے جھگڑا ہوا جو لڑائی پر منتج ہوا۔ آپ گتکا جانتے تھے۔ اُس کی کلہاڑی چھین کر اُسے زخمی کر دیا۔ اس نوجوان کی والدہ، والد صاحب سے ملنے ان کے کوارٹر پر آئی، والد صاحب کا خیال تھا کہ ملے گی تو دیہاتی طرز پر واویلا یعنی بین کرے گی کہ ہائے میرے بیٹے کو زخمی کر دیا اس لیے والد صاحب اُس سے ملنے سے گریز کرتے رہے۔ آخر اُس کے اصرار پر گھر سے باہر آ کر اس سے ملے تو اُس عورت نے بڑی دلچسپ بات کی۔ اُس نے اپنے لڑکے کا نام لے کر کہا کہ اس نالائق کے لیے میں نے چار بھینسیں رکھی ہوئی ہیں تا کہ یہ دودھ پیئے اور صحت مند رہے۔ میں صرف یہ دیکھنے آئی ہوں وہ کون شخص ہے جس سے یہ نالائق مار کھا کر آیا ہے۔

جب آپ 1945ء میں سرگودھا سے ریٹائر ہوئے تو چونکہ آپ کا ارادہ قادیان میں سکونت اختیار کرنے کا تھا اور قادیان سے قریب ترین سرکاری خزانہ بٹالہ میں تھا جو تحصیل کا خزانہ تھا اس لیے آپ نے اپنے محکمہ کو یہ لکھ کر دیا کہ آپ بٹالہ کے خزانہ سے اپنی پنشن لیا کریں گے۔ لاہور سے پنشن کے آرڈرز بٹالہ جانے تھے تو پھر آپ نے وہاں سے پنشن وصول کرنا شروع کرنی تھی۔ ابھی آپ کو پنشن کی کاپی بھی نہیں ملی تھی اور آپ نے ابھی پنشن لینا شروع بھی نہیں کی تھی کہ پارٹیشن ہو گئی۔ پارٹیشن کے بعد ہم آپ کے پاس چلے گئے۔ حالات ذرا سنبھلے تو آپ لاہور

Accountant General کے دفتر گئے اور اُن سے پنشن کی ادائیگی کے لیے کہا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تو آپ کے کاغذ بٹالہ بھیج دیئے ہوئے ہیں۔ والد صاحب نے کہا کہ میں نے تو ایک دفعہ بھی پنشن وصول نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی بات ٹھیک ہو گی لیکن ہمیں تو علم نہیں کہ آپ نے پنشن وصول نہیں کی۔ چنانچہ والد صاحب کو پنشن کے لیے کئی دفعہ قاضی والا اور ہارون آباد سے لاہور آنا پڑا۔ ایک دفعہ میرے پاس ہوسٹل میں ٹھہرے بھی تھے اور گاجر کا حلوہ بنوا کر ساتھ لائے تھے۔ چونکہ ایسے ہزاروں کیس تھے اس لیے بالآخر حکومت نے بانڈ لکھوا کر پنشن ادا کرنے کا فیصلہ کیا۔ اب اگلا مرحلہ یہ تھا کہ AG کے کلرک پنشن بک تیار کر دیں۔ جس میں وہ لیت و لعل کرتے تھے ایک دفعہ والد صاحب AG کے دفتر میں گئے تو کلرک نے کہا کہ آپ کی پنشن بک بنی ہوئی ہے۔ یہ الماری میں سینکڑوں پڑی ہیں اپنی پنشن بک تلاش کر لیں۔ سینکڑوں پنشن بکس الماری میں پڑی ہوئی تھیں۔ والد صاحب نے جب پہلی پنشن بک کو ہاتھ لگایا تو وہ ان کی تھی۔ خدا کا شکر ادا کیا اور پنشن ملنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ غالباً 1951ء یا 1952ء میں جا کر پنشن کی ادائیگی شروع ہوئی۔ پہلے نصف اور پھر پوری ملنے لگی۔

بیماری بھی انسانی زندگی کا حصہ ہے۔ والد صاحب مختلف وقتوں میں شدید بیمار ہوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا اور صحت یاب ہو جاتے رہے۔ اگر کبھی طبیعت میں سستی یا تھکاوٹ کا احساس ہوتا تھا تو کہتے تھے کہ کدال لا دیں۔ تھوڑی دیر مٹی میں کدال چلاتے تو طبیعت میں چستی آجاتی یا زیادہ سے زیادہ ایسے مواقع پر کونین کھا لیتے تھے کہ اگر بخار وغیرہ کی ابتدا ہے تو اس کا ازالہ ہو جائے۔

والدہ صاحبہ بتاتی تھیں کہ شادی سے چند ماہ بعد ایک دن شام کو آپ لیٹے ہوئے تھے تو آپ کو کھانسی ہوئی۔ آپ نے تھوکا تو خون تھا۔ بار بار کھانسی آکر جسم سے کافی خون نکل آیا بلکہ خون کا ڈھیر سا لگ گیا۔ اگلے دن ہسپتال میں ڈاکٹر کے پاس گئے۔ اس نے معائنہ کیا اور دوائی تجویز کرنے سے پہلے کہا کہ مکمل آرام کرنا ہے۔ رفع حاجت کا انتظام بھی بستر کے ساتھ ہی ہو۔ چلنا پھرنا نہیں وغیرہ۔ والد صاحب کو یہ مکمل آرام والی بات پسند نہ آئی۔ گھر سے دوائی کے لیے جو بوتل لے کر گئے تھے وہ ڈاکٹر کے کمرے کی دیوار کے ساتھ ماری اور اس کو کہا کہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ مر جانا ہے۔

گھر گئے تو بڑے بھائی نے رُوئیداد سنی تو انہوں نے کہا کہ کل فلاں پرانے بزرگ حکیم صاحب کے پاس جائیں ان سے علاج کروائیں۔ اگلے دن حکیم صاحب کے پاس گئے تو وہ بڑی شفقت سے پیش آئے اور کہا کہ بیٹا کیا بات ہے؟ والد صاحب نے اپنی بیماری کی ساری حقیقت بتائی تو حکیم صاحب نے کہا کوئی فکر کی بات نہیں۔ خوش رہا کرو، تاش کھیلا کرو، ہنسا کرو، سیر کے لیے جایا کرو، سیر کرتے کرتے جب تھک جاؤ تو بیٹھ جایا کرو اور ساتھ ہی ایک نسخہ لکھ کر دیا (جس میں اور چیزوں کے علاوہ کاشی اور خرفہ کے بیج بھی تھے) والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اس زمانہ میں وہ نسخہ دو پیسے کا آیا تھا۔ ساتھ ہی حکیم صاحب نے سرخ مرچ کھانے سے منع کیا اور سبزیاں کدو وغیرہ کھانے کی تاکید کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے والد صاحب اسی سے ٹھیک ہو گئے۔

والد صاحب بتایا کرتے تھے کہ کسی بنگلہ میں ملازمت کے دوران نماز پڑھنے سے پاؤں پر ٹخنہ کے پاس ایک نشان سا پڑ جاتا ہے اس جگہ زخم ہو گیا، سرکاری ڈاکٹر کا علاج شروع کیا۔ اس نے مایوس ہو کر اس بات کا اظہار کیا کہ شاید پاؤں کاٹنا پڑے لیکن اگلے دن visit پر فیصلہ کروں گا۔ قریب کے کسی گاؤں میں آپ کے ملنے والے تھے وہ سخت فکر مند ہوئے انہوں نے اصرار کیا کہ ایک دفعہ ہمارا دیسی علاج کر کے دیکھ لیں، فائدہ نہ ہوا تو پھر بے شک ڈاکٹر کے مشورہ پر عمل کریں۔ چنانچہ والد صاحب مان گئے۔ انہوں نے ایک برتن لیا ایک تو اس میں گڑ ڈالا، دوسرے سن (یہ ایک پودا ہوتا ہے، اس کا چھلکا اتار کر اس سے رسیاں بنتی ہیں) اور شاید اور کچھ بھی۔ جب یہ چیزیں خوب اُبل گئیں تو انہوں نے زخم کی پٹی کو کھولا۔ اینٹ کا ایک روڑا لیا اس کو اس پانی میں ڈبوتے تھے اور اس سے جو بھاپ نکلتی تھی اس سے زخم کو سینک دیتے تھے۔ جب برتن میں سے زخم کو بھاپ دے دے کر پانی ختم ہو گیا تو پیچھے جو لئی بچ گئی وہ انہوں نے زخم پر لگا کر اُوپر پٹی باندھ دی۔ صبح آکر انہوں نے پٹی کھولی تو زخم مندمل ہونے کے آثار ظاہر تھے۔ انہوں نے صفائی کی، پھر ڈاکٹر صاحب کی پٹی دوبارہ باندھ دی۔ جب ڈاکٹر صاحب دیکھنے آئے اور انہوں نے پٹی کھولی تو کہا کہ زخم کی حالت ٹھیک ہے اب پاؤں کاٹنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ الحمد للہ

والدہ صاحبہ کی وفات ستمبر 1979ء میں ہوئی جس کے بعد آپ محلہ دار النصر سے محلہ دار الصدر جنوبی میں ہمارے ہاں منتقل ہو گئے تھے اور پھر وفات تک ہمارے پاس ہی رہے۔ آنکھ کے دوسرے آپریشن کے بعد آپ کی آنکھ گرمی برداشت نہیں کرتی تھی۔ بڑے بھائی بھی چاہتے تھے

کہ اُن کے پاس کچھ عرصہ رہیں۔ مجھے 1981ء، 1982ء اور 1983ء میں مسلسل بیرون ملک سفر اختیار کرنے پڑے اور ان کے بڑھاپے کی وجہ سے اُن کو زیادہ توجہ کی ضرورت تھی اس لیے بالعموم گرمیوں میں آپ کراچی بڑے بھائی جان چودھری عبدالغنی صاحب مرحوم (سابق نائب امیر جماعت ہائے احمدیہ کراچی) کے پاس چلے جاتے تھے اور گرمی کا زور ٹوٹنے پر ستمبر یا اکتوبر میں واپس ربوہ آجاتے تھے۔

1983ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فجی اور مشرق بعید کے دورہ پر جانا تھا اور خاکسار نے ہمراہ جانا تھا اس لیے طے ہوا کہ ان ایام میں والد صاحب بڑے بھائی صاحب کے پاس کراچی چلے جائیں۔ ریل میں سیٹ ریزرو کروائی گئی۔ ساتھ جانے کے لیے مناسب آدمی میسر تھا جو سفر میں خیال رکھ سکے لیکن والد صاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحب سے مل کر جائیں گے۔ ان کو بڑے اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ مناسب ساتھ میسر ہے۔ اب اگر پروگرام منسوخ کر دیا تو پھر شاید مناسب ساتھ ملنے میں کچھ وقت لگے لیکن والد صاحب نہ مانے۔ چنانچہ آپ کی ریزرویشن منسوخ کروادی گئی اور حضور سے آپ کی ملاقات کے لیے وقت لیا۔ والد صاحب نے حضور کی خدمت میں کسی قدر تفصیل سے یہ بات رکھی کہ جماعت میں نماز کی ادائیگی ایک پہلو سے توجہ طلب ہے اور وہ یہ کہ نماز ادا کرتے وقت ارا کینِ نماز کا خیال نہیں رکھا جاتا مثلاً صحیح طور پر ہاتھ کس طرح باندھنے چاہئیں، سجدہ کرتے وقت جسم کے کون کون سے حصوں کا سجدہ گاہ سے Touch کرنا ضروری ہے، والد صاحب غالباً کچھ لکھ کر بھی لے گئے ہوئے تھے۔ حضور نے والد صاحب کی ساری بات بڑی توجہ سے سنی اور پرائیویٹ سیکرٹری محترم محمد اسلم صاحب شاد منگلا کو فرمایا کہ اس بارے میں مفتی سلسلہ کو توجہ دلا دیں۔ اس ملاقات میں میرے علاوہ میرا بیٹا عزیزم رشید اللہ سلمہٗ بھی ساتھ تھا۔ اور چونکہ والد صاحب اونچا سنتے تھے اس لیے وہ حضور کی بات بلند آواز سے والد صاحب کو بتاتا تھا۔

فجی کے دورہ سے واپس کراچی پہنچے تو والد صاحب ابھی کراچی میں تھے۔ بھائی جان کے گھر جا کر میں ان سے ملا۔ گو چلتے پھرتے تھے لیکن پہلے کی نسبت کمزور تھے۔ میں تو حضور کے ساتھ غالباً کراچی پہنچنے کے بعد اگلے دن ربوہ آگیا۔ والد صاحب چند دن کے بعد تشریف لائے۔ نومبر 1983ء کے ابتدائی دن تھے جب محترم والد صاحب ربوہ آئے تو ہمارے پاس قیام پذیر ہوئے۔

## والد صاحب کی آخری بیماری اور وفات

مشرق بعید کے ممالک کے دورہ سے واپسی پر مختلف اداروں کی طرف سے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی استقبالیہ دعوتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ جس دن لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی دعوت تھی اس دن مغرب کی نماز سے تھوڑا پہلے میری بیٹی عزیزہ رضوانہ سلمہا ابّا جی کے کمرے میں گئی ان کے وضو کے لیے پانی کا لوٹا بھر کر رکھا۔ کمرے کا بلب جلایا اور کہا کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ وضو کے لیے پانی رکھ دیا گیا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے بلب جلتا رہے اور میں اُٹھ کر نماز پڑھتا ہوں۔ کچھ دیر کے بعد یہ اندازہ کرتے ہوئے کہ اباجان نے نماز پڑھ لی ہو گی رضوانہ ان کا کھانا لے کر ان کے کمرے میں گئی تو بھاگی بھاگی واپس آئی کہ داداجی کو کچھ ہو گیا ہے۔ میں اور میری اہلیہ صاحبہ دعوت میں جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔ موٹر دروازہ کے باہر کھڑی تھی۔ غالباً طالب حسین صاحب ڈرائیور تھے۔ ان کو مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب کو لانے کے لیے بھیجا۔ والد صاحب کو تکلیف یہ تھی کہ بولا نہیں جاتا تھا کچھ سمجھ نہیں آتا تھا کہ کیا کہتے ہیں۔ ان کی چارپائی ہمارے آخری کمرے میں پیٹی کے ساتھ تھی۔ پیٹی پر اُن کی دوائیوں والی صندوقچی، مصلّٰے اور پگڑی ترتیب وار پڑی ہوئی تھیں۔ انہوں نے زور لگا کر اپنی صندوقچی میں سے کوئی دوائی تلاش کرنے کی کوشش کی۔ میں اُن کو ایک ایک کر کے شیشیاں دیتا رہا جب گلوکوز والی شیشی دی تو انہوں نے کہا کہ یہ دُودھ میں ڈال کر دیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کمزوری کافی بڑھ گئی تھی۔ تھوڑی دیر میں مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب بھی آ گئے۔ انہوں نے دیکھا تو بتایا کہ جسم کے دائیں طرف فالج کا حملہ ہوا ہے۔ انہوں نے کچھ ٹیکے تجویز کیے جن کا فوری انتظام کر کے ان کو لگوائے۔ مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی نے دعوت پر جانا تھا ان سے کہا کہ حضور انور کو والد صاحب کی بیماری کا بتا کر دعا کی درخواست کر دیں اور دعوت میں شامل نہ ہو سکنے کی معذرت کر دیں۔

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ رات 12 بجے کے قریب والد صاحب کی فالج کی تکلیف بالکل رفع ہو گئی۔ صبح تھوڑے سے سہارے کے ساتھ بستر سے نیچے اتر کر پیشاب کیا۔ پھر میں نے وضو کروایا اور آپ نے فجر کی نماز پڑھی اور صبح دلیا کا ناشتہ کیا اور طبیعت رُوبہ صحت دکھائی دینے لگی۔

بہر حال صبح ناشتہ کے بعد آپ کی حالت تسلی بخش سمجھ کر میں دفتر چلا گیا لیکن دوپہر دفتر میں فون گیا کہ طبیعت پھر خراب ہو گئی ہے۔ میں گھر گیا تو سانس اکھڑا ہوا تھا۔ مغرب کے وقت سانس کی رفتار کم ہو گئی اور مغرب سے کچھ دیر بعد سانس کی رفتار کم ہوتے ہوتے سانس رُک گیا اور آپ کی وفات ہو گئی۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 12 نومبر 1983ء کی تاریخ تھی۔ جب ایک دن پہلے شام کو تکلیف ہوئی تو میری اہلیہ صاحبہ نے میری بڑی ہمشیرہ کو فون کیا تو وہ آ گئی تھیں اور والد صاحب کا خیال رکھنے میں مدد کرتی رہیں۔ وفات کے وقت میرا بیٹا عزیزم رشید اللہ اور میری بیٹی عزیزہ رضوانہ حمید ربوہ میں تھے جبکہ میری بیٹی عزیزہ طیبہ حمید اسلام آباد یونیورسٹی میں تھی اور اگلی صبح اسلام آباد سے آ گئی تھی۔ کراچی سے بھائی جان آ گئے تھے۔ چھوٹے بھائی عزیزم سعید اللہ نہیں آ سکے تھے۔ سب سے چھوٹے بھائی عزیزم عبد الباسط لندن تھے وہ بھی نہ آ سکے۔ والد صاحب کی پانچوں بیٹیاں ربوہ میں ہی تھیں۔ وفات کے وقت ہمارے بہنوئی ملک محمد عبد اللہ صاحب موجود تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ آخری وقت ہے تو میری ہمشیرہ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ کو لے آئے تھے لیکن اس وقت وفات ہو چکی تھی۔ غالباً باقی چاروں بیٹیاں وفات کے وقت موجود تھیں۔ اگلے دن 13 نومبر 1983ء کو بعد نمازِ عصر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ كُلُّ مَنۡ عَلَیۡہَا فَانٍ۔ وَّ یَبۡقٰی وَجۡہُ رَبِّکَ ذُو الۡجَلٰلِ وَ الۡاِکۡرَامِ۔ محترم والد صاحب کی وفات پر روزنامہ الفضل ربوہ میں مندرجہ ذیل الفاظ میں اعلان شائع ہوا:

**"محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کے والد محترم بابو محمد بخش صاحب انتقال فرما گئے:**

**اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ**

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید، صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ اور افسر جلسہ سالانہ کے والد محترم بابو محمد بخش صاحب دارالنصر شرقی ربوہ مؤرخہ 12 نومبر رات پونے آٹھ بجے 95 سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

اگلے روز مؤرخہ 13 نومبر کو بعد نماز عصر بیت مبارک میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس کے بعد بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین مکمل ہونے پر محترم صوفی غلام محمد صاحب

ناظر اعلیٰ ثانی نے دعا کروائی جنازہ و تدفین کے موقع پر اہل ربوہ کی کثیر تعداد جس میں صدر انجمن احمدیہ کے ناظران، تحریک جدید کے وُکلا اور دیگر خادمان سلسلہ شامل تھے، نے شرکت کی۔

محترم بابو محمد بخش صاحب 1889ء میں پیدا ہوئے۔ 1929ء میں ایک خواب کی بنا پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ نہایت متقی، پرہیزگار، صاحب رؤیا وکشوف بزرگ تھے۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا، نہایت غیور داعی الی اللہ تھے، لمبا عرصہ سرگودھا میں سیکرٹری مال رہے۔

مرحوم نے اپنی یادگار چار صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں چھوڑی ہیں۔ صاحبزادوں میں بڑے محترم چوہدری عبدالغنی صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ دستگیر سوسائٹی کراچی ہیں۔ ان کے بعد محترم چوہدری حمید اللہ صاحب ان کے بعد محترم چوہدری سعید اللہ صاحب میرین انجینئر کراچی اور مکرم عبدالباسط صاحب انگلستان شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ محترم بابو محمد بخش صاحب کو اپنے فضل سے درجات قرب میں بڑھاتا رہے اور آپ کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے اور دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین!"

(روزنامہ الفضل ربوہ-15 نومبر 1983ء)

نوٹ: اعلان میں غلطی سے سنِ پیدائش 1889ء لکھا گیا جبکہ وصیت کے ریکارڈ کے مطابق آپ کا سنِ پیدائش 1895ء ہے۔ اس طرح وفات کے وقت آپ کی عمر 88 سال بنتی ہے۔

## میری پیاری والدہ صاحبہ

ہماری والدہ صاحبہ کا نام عائشہ بی بی ہے آپ 1901ء میں پیدا ہوئیں۔ آپ محترم والد صاحب کے تایا کی بیٹی تھیں۔ اباجان سے آپ کی شادی 1917ء میں ہوئی۔

ہماری والدہ صاحبہ تعلیم یافتہ نہ تھیں۔ احمدی ہونے کے بعد آپ نے اپنی بڑی بیٹی محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ سے قرآن مجید ناظرہ پڑھنا سیکھا۔ قادیان آنے کے بعد لجنہ میں یہ بھرپور تحریک تھی کہ عورتیں پڑھنا لکھنا سیکھیں۔ چنانچہ آپ نے پڑھنا لکھنا سیکھا۔ الفضل اخبار پڑھ لیتی تھیں اور

اُردو کتب پڑھ لیتی تھیں۔ لکھنے میں اتنی زیادہ استعداد نہیں تھی۔ بچوں کی بڑی اچھی تربیت کی۔ گھرداری کی خاصی مہارت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ میں ودیعت کی گئی تھی اور محدود وسائل میں گھر کا نظام بہت عمدگی سے سفید پوشی کو قائم رکھتے ہوئے چلاتی تھیں۔ آپ کو پھل دار اور پھول دار پودے لگانے کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ قادیان میں ہمارے گھر میں گیارہ پھل دار پودے آپ نے لگوائے تھے جو پھل دیتے تھے۔ والدہ نے ہم سب بہن بھائیوں کی نلکا چلا کر پانی لگانے کی باریاں مقرر کی ہوئی تھیں۔ ہماری والدہ کے بطن سے 9 بچے پیدا ہوئے۔

**1۔** محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ، پیدائش 1921ء۔ اہلیہ ملک دوست محمد صاحب مرحوم (والدہ مکرم ملک محمد افضل صاحب ریٹائرڈ سیشن جج)

**2۔** محترمہ امۃ الرؤف صاحبہ، پیدائش 1922ء۔ اہلیہ مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب دیال گڑھی مرحوم مربی سلسلہ وانچارج رشتہ ناطہ۔

3۔ محترم چودھری عبدالغنی صاحب، پیدائش 1925ء۔ کراچی میں لمبا عرصہ صدر حلقہ دستگیر اور بعد ازاں نائب امیر کراچی رہے۔ پہلے نیوی میں ملازم تھے۔ نیوی میں ملازمت کے دوران جب ملکوں میں جاتے تو ضرور جماعت کے ساتھ رابطہ کرتے۔ پاکستان میں منتقل ہونے کے بعد B.Com کیا اور Rice Export Corporation میں لمبا عرصہ بطور Director Finance کام کرتے رہے۔ ستمبر 2007ء میں 82 سال کی عمر میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں مدفون ہیں۔ آپ کی شادی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مولوی عطامحمد صاحبؓ کی بیٹی اَمۃ الرشید صاحبہ سے ہوئی۔ آپ کی اولاد دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ بڑا بیٹا خاور لطیف CA ہے۔ جماعت احمدیہ کراچی میں بطور سیکرٹری مال کام کرتے رہے۔ بیٹی ندرت آج کل کینیڈا میں ہے اور چھوٹا بیٹا بابر جرمنی میں ہے۔

**4۔** محترمہ منور سلطانہ صاحبہ، پیدائش 1927ء۔ آپ کے خاوند بشیر احمد صاحب 1971ء میں چٹاگانگ کے فسادات کے دوران شہید ہوئے۔ ان کے بڑے بیٹے لطیف احمد طاہر لاہور شیزان انٹرنیشنل میں Chemist رہے ہیں۔ آپ کی بیٹی جمیلہ نفیس صاحبہ مرحومہ لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ ربوہ کی کارکن رہی ہیں۔

**5۔** محترمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ، پیدائش 1929ء۔ اہلیہ عبد الحمید خان صاحب مرحوم آف خوشاب۔ آپ کے بیٹے عزیزم عبد القیوم پاشا صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آج کل آئیوری کوسٹ میں امیر ملک اور مبلغ انچارج ہیں۔

**6۔** محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ مرحومہ، پیدائش 1932ء۔ اہلیہ مکرم ملک محمد عبد اللہ صاحب ریحان مرحوم ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ۔

**7۔** خاکسار حمید اللہ، پیدائش 1934ء۔ قادیان ہجرت کرنے کے بعد پیدا ہونے والا پہلا بچہ تھا۔

**8۔** مجھ سے چھوٹے بھائی مکرم محمد سعید اللہ صاحب، پیدائش 1936ء۔ Marine Engineer کے طور پر لمبا عرصہ مرچنٹ نیوی سے منسلک رہے۔ 2019ء میں وفات ہوئی۔ جن جن ملکوں میں ان کا جہاز جاتا ضرور مشن ہاؤس جاتے تھے۔ مربیان اور جماعت کے لوگوں سے ملاقات کرتے تھے۔ آپ کی شادی سیٹھ محبوب علی صاحب مرحوم اور آپا سلیمہ مرحومہ آف حیدر آباد دکن کی بیٹی بشریٰ بیگم صاحبہ مرحومہ سے ہوئی۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ بشریٰ بیگم صاحبہ بھی وفات پا چکی ہیں۔

**9۔** ہمارے سب سے چھوٹے بھائی عزیزم عبد الباسط صاحب (پیدائش 1940ء) تعلیم کی تکمیل کے بعد انگلستان چلے گئے۔ 1986ء میں امریکہ میں آباد ہو گئے۔ Miami میں مقیم ہیں۔ وہاں صدر جماعت بھی رہے ہیں۔ آپ کی شادی ڈاکٹر خیر دین صاحب بٹ مرحوم کی بیٹی امۃ الجمیل صاحبہ سے ہوئی۔ آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ دونوں امریکہ میں مقیم ہیں۔

والدہ صاحبہ کو مالی امور اور گھر چلانے کی بہت سوجھ بوجھ تھی۔ ہمارے تایا اللہ دتہ صاحب کے لڑکے محمد رمضان صاحب کہا کرتے تھے کہ ہمارے سارے خاندان میں گھر داری اور مالی امور کی واقفیت سب سے زیادہ ہماری والدہ صاحبہ کو تھی۔ بہت کم آمدنی میں انہوں نے اپنے گھر کا نظم و نسق بڑی عمدگی سے چلایا۔ کبھی کسی سے مانگا نہیں۔ قرض نہیں لیا۔ محدود وسائل کے اندر سفید پوشی سے اور باعزت طریق پر زندگی گزاری۔ سب بچوں کو تعلیم دلائی اور ان کی صحیح تربیت کی۔

ایک بات جو ہم نے عام دیکھی کہ ربوہ میں محلہ کی عورتیں ہمیشہ کثرت سے آپ کے پاس آتی تھیں۔ اپنے گھریلو مسائل بتاتی تھیں، آپ سے مشورہ کی طالب ہوتی تھیں، آپ کے مشوروں کو مفید پاتی تھیں اور ان سے مل کر عورتوں کو اطمینان ہوتا تھا۔

غربا کی حتی المقدور خود مدد کرتی تھیں اور محلہ سے آٹا یا رقوم اکٹھی کر کے غربا میں تقسیم کیا کرتی تھیں۔ غربا کی یہ خبر گیری زیادہ تر خاموشی سے اور رازداری سے کرتی تھیں۔

1942ء میں بھائی جان نیوی میں ملازم ہوئے۔ انہوں نے عرصہ تک گھر کا بوجھ اُٹھانے میں والدین کا ہاتھ بٹایا جو بڑے لمبے عرصے پر پھیلا ہوا ہے یعنی 1942ء سے لے کر کم و بیش 1955ء میں میرے کالج میں بطور لیکچرار تقرری تک، بلکہ اس کے بعد بھی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی بہترین جزا دے۔

والدہ صاحبہ نے گھر میں بچوں پر اچھا کنٹرول رکھا ہوا تھا۔ قادیان میں ہمارے گھر میں بجلی نہ تھی۔ مٹی کے تیل کی لالٹین یا لیمپ پر سب پڑھتے تھے۔ ایک لکڑی کا بڑا میز ہوتا تھا۔ رات کو درمیان میں لیمپ رکھ کر سب اس کے گرد بیٹھ کر پڑھتے تھے کم از کم ہمارے بچے تو اس طرح ایک میز پر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکے۔

والدہ صاحبہ گھر کو بہت صاف ستھرا رکھتی تھیں۔ کمروں میں بھی، صحن میں بھی، باغیچہ میں بھی مکمل صفائی ہوتی تھی جس میں ہماری بہنیں ان کی مدد کرتی تھیں۔

## والدہ صاحبہ کی آخری بیماری اور وفات

والدہ صاحبہ کی آخری بیماری کی ابتدا 1978ء کی گرمیوں میں ہوئی۔ بنیادی تکلیف جوڑوں کی دردیں ہی تھیں۔ پھر ہاتھ پر چھالے نکل آئے۔ وہ ٹھیک ہو گئے پھر دردوں کے ساتھ بخار رہنے لگا۔ جو آخر تک رہا۔ گھٹنوں کے جوڑوں میں سختی آگئی تھی۔ ہاتھوں کی انگلیوں کے جوڑوں پر بھی سختی آگئی تھی۔ گھٹنوں کے جوڑوں کی سختی کی وجہ سے بیت الخلا میں بیٹھنا بہت مشکل ہو گیا تھا۔ سردیوں میں رات کو ریت گرم کر کے تھیلیوں میں ڈال کر ہاتھوں کو مسلسل ٹکور کرتی تھیں جس سے کچھ آرام آجاتا تھا۔ تکلیف کی ابتدا سے ہی ایلوپیتھک علاج شروع کر دیا گیا تھا۔ جس سے وقتی افاقہ ہو جاتا تھا لیکن بخار ٹوٹنے میں نہیں آتا تھا۔ غالباً جولائی یا اگست 1979ء میں ہومیوپیتھک علاج شروع کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اس وقت ناظم ارشاد وقف جدید تھے۔ اُنہوں نے ہومیوپیتھک دوائیاں تجویز کیں۔ میں روزانہ ان کو صورت حال بتا دیتا تھا اور وہ اگر ضرورت ہوتی تھی تو دوائی تبدیل کر دیتے تھے۔ ایک دن آپ نے فرمایا کہ میں ایک کاپی بنالوں

اور اس میں روزانہ والدہ صاحبہ کی بیماری کی کیفیت لکھ دیا کروں۔ وہ دیکھ کر دوائی تجویز کر دیں گے۔ چنانچہ اس پر عمل ہوتا تھا۔

باوجود لمبی بیماری کے اور مسلسل علاج کے والدہ صاحبہ کی طبیعت اچھی تھی۔ لیکن اگست کے آخر میں چلنا پھرنا ممکن نہ رہا۔ 31-اگست 1979ء کو ہمارے ہاں دارالصدر جنوبی ربوہ میں آ گئیں۔ کراچی سے بھائی جان بھی خیریت پوچھنے آئے۔ کچھ دن رہے پھر کراچی واپس چلے گئے۔ ہماری بہنیں باری باری آ کر خدمت کرتی رہیں۔ خاکسار کی اہلیہ نے بھی بے بے جی کا بہت خیال رکھا۔ وفات سے پہلے بار بار اُن کا شکریہ ادا کرتی تھیں۔ جب دارالصدر جنوبی ہمارے گھر آئیں تو ایک دن مجھے پوچھنے لگیں کہ حمید کیا میں بچ جاؤں گی؟ سب نے تسلی دی۔ لیکن ان کو احساس ہو چکا تھا کہ ان کا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ وفات سے تین دن پہلے زبان بند ہو گئی تھی۔ (غالباً Blood Urea زیادہ ہونے کی وجہ سے) ان کے آخری تین دن کافی تکلیف میں گزرے۔ آخر وقت ایک لمبی ٹکٹکی لگا کر دیکھتی رہیں۔ بول نہ سکتی تھیں۔ ہاتھ سے اشارہ بھی نہ کر سکتی تھیں۔ ہم جو کرتے اندازے سے کرتے تھے۔ عصر کے بعد اور مغرب سے کچھ پہلے وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ 13 ستمبر 1979ء جمعرات کا دن تھا۔ بھائی جان اور سعید اللہ کراچی سے آ گئے۔ وفات کے وقت ابا جی دارالنصر گئے ہوئے تھے ان کو اطلاع کی تو وہ آ گئے۔ فرمایا کہ کسی جہت سے بھی کسی دوسرے سے کم نہیں رہیں (یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں خوب نوازا) سب سے پہلے خود حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب تعزیت کے لیے آئے۔ اگلے دن صبح کثرت سے دارالنصر سے اور ربوہ کے دوسرے محلوں سے ان کے ملنے والی عورتیں آئیں۔

مکرم صلاح الدین ایوبی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کو والدہ کی وفات کی اطلاع دی۔ اور جنازہ کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ جب چودھری صاحب کہیں گے جنازہ پڑھا دوں گا۔ چنانچہ میری درخواست پر اگلے روز جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد جنازہ پڑھایا۔ نماز عصر سے پہلے میں اور بعض دوسرے عزیز حضور کے انتظار میں کھڑے تھے۔ حضرت صاحب تشریف لائے اور سب سے ملے۔ والد صاحب سے بھی ملے۔ مجھے فرمایا کہ جنازہ مسجد سے باہر پڑھیں گے۔

(عام طور پر جنازے محراب کے سامنے رکھ دیئے جاتے ہیں اور لوگ بیت میں ہی صفیں بنا لیتے ہیں اور نماز جنازہ ادا کر لی جاتی ہے) حضور کے ذہن میں جو بات تھی وہ ہم اس وقت نہ سمجھ سکے۔ دوستوں نے محراب سے مغرب کی طرف صفیں بنالیں۔ نماز جنازہ ہو چکی۔ جنازہ اُٹھایا گیا تو حضور نے بڑی شفقت فرمائی اور والدہ صاحبہ کے جنازہ کو کچھ دور تک کندھا دیا۔ اور باہر جنازہ پڑھانے سے حضور کی یہی غرض تھی۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہماری والدہ صاحبہ کی یہ بڑی خوش بختی تھی کہ خلیفۂ وقت نے جنازہ پڑھایا اور جنازہ کو کندھا دیا اور اپنی دعاؤں کے ساتھ ہماری والدہ صاحبہ مرحومہ کو اُن کے آخری سفر پر رخصت کیا اور ہمارے لیے بھی دلداری کا سامان کیا۔ میری والدہ مرحومہ کے ساتھ جو مہربانی کا سلوک حضور نے فرمایا میں کبھی اس کو بھلا نہیں سکتا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ حضور کا شفقت کا اپنا انداز تھا اور بڑا پیارا انداز تھا اور نرالا انداز تھا۔ جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد والدہ صاحبہ کی بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ والدہ مرحومہ پر اور والد صاحب مرحوم پر اگلے جہان میں ہمیشہ ہمیش اپنی رحمت کا سایہ رکھے۔ ان کو اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے اور جنت میں ان کا مقام مستقل بلند کرتا چلا جائے۔ ان کی دعائیں ہمارے حق میں قبول فرمائے اور ہمیں ان کے حق میں دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔ دونوں نے اپنے بچوں کے لیے بہت قربانیاں کیں اور ہر قسم کی قربانیاں کیں۔ ہمارے لیے بہت تکلیفیں اُٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی سب قربانیاں قبول فرمائے اور ہمیں ان کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین

والدہ صاحبہ کی آخری بیماری میں مَیں روزانہ اپنے گھر (دارالصدر جنوبی) سے والدہ صاحبہ کی خیریت دریافت کرنے دارالنصر والدہ صاحبہ کے گھر جاتا تھا۔ جب واپس جانے لگتا تھا تو تاکید کرتی تھیں کہ محلہ کے اندر سے گزر کر جانا سرگودھا روڈ سے نہ جانا۔ میں سائیکل پر ہوتا تھا۔ ان کو اس بات کی فکر تھی کہ سرگودھا روڈ پر چونکہ ٹریفک زیادہ ہوتا ہے اس لیے وہ محفوظ نہیں۔ میرے ہاں کر دینے کے باوجود کہ محلہ کے اندر سے جاؤں گا دروازہ پر آکر دیکھتی تھیں کہ واقعی محلہ کے اندر سے گیا ہے اور تسلی کر کے اندر جاتی تھیں۔ حالانکہ اس وقت آپ کے لیے دروازہ تک چل کر آنا بھی جوڑوں کی دردوں کی وجہ سے بہت مشکل تھا۔

اللہ تعالیٰ میرے والدین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے اور ان کو جنت الفردوس کے اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی نسل کو ان کی نیکیاں اپنانے اور ان کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محترمہ والدہ صاحب کی وفات کا اعلان روزنامہ الفضل میں حسبِ ذیل شائع ہوا:

”ربوہ:14 ستمبر۔

## وفات کا اعلان

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ ناظر ضیافت اور سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ محترم چودھری حمید اللہ صاحب کی والدہ محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم بابو محمد بخش صاحب دارالنصر شرقی ربوہ 13 ستمبر کی شام پونے چھ بجے بعمر قریباً 80 سال وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ نماز جنازہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج بیت مبارک کے غربی جانب بعد نماز عصر پڑھائی۔ حضور نے مرحومہ کے اعزہ سے اظہار تعزیت کیا اور جنازہ کو کندھا دیا۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا مکرم صوفی غلام محمد صاحب ناظر بیت المال خرچ نے کروائی۔

مرحومہ نے 1929ء میں بیعت کی تھی۔ اپنے محلہ میں لجنہ کی صدر رہی تھیں۔ بچوں کو قرآن مجید کثرت سے پڑھاتی رہیں اور غربا و مساکین کی خبر گیری کی طرف خاص توجہ دیتی تھیں۔ مرحومہ نے اپنے پسماندگان میں چار لڑکے پانچ لڑکیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑی ہیں۔ مرحومہ کے صاحبزادگان میں سے مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب جماعت احمدیہ حلقہ دستگیر کراچی کے صدر ہیں۔ دوسرے صاحبزادے مکرم چودھری حمید اللہ صاحب ہیں۔ تیسرے مکرم سعید اللہ صاحب مرچنٹ نیوی میں انجینئر ہیں اور چوتھے مکرم عبدالباسط صاحب انگلستان میں مقیم ہیں۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ-14 نومبر 1979ء)

ہمارے آباء واجداد کے خاندان سے ہمارے والد صاحب اور والدہ کے علاوہ درج ذیل افراد کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔

1۔ ہماری بڑی خالہ راج بی بی صاحبہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کی بیعت کی تھی۔ تقسیم ملک سے قبل حضور نے ان کی بیعت قادیان میں اپنے دفتر میں لی تھی۔ اس وقت دفتر میں حضور، حضرت سیدہ اُمِ ناصر صاحبہؓ، میری خالہ صاحبہ، میری والدہ صاحبہ اور مَیں موجود تھے۔

2۔ اسی طرح ہمارے والد صاحب کے سب سے بڑے بھائی اللہ دتہ صاحب تھے ان کے بیٹے بشیر احمد صاحب نے احمدیت قبول کی۔ ہماری بہن منور سلطانہ صاحبہ سے ان کی شادی ہوئی۔

## ہر قدم پر خلافت سے راہنمائی

والدہ صاحبہ مرحومہ کا مجھ پر ایک بڑا احسان ہے جس کو میں ہمیشہ یاد رکھتا ہوں اور ان کے لیے دعا کرتا ہوں۔ 1946ء میں جب خاکسار ساتویں جماعت میں تھا تو زندگی وقف کی تھی۔ اپریل یا مئی 1947ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے مڈل کا امتحان پاس کیا۔ اُس زمانہ میں مدرسہ احمدیہ میں داخلہ مڈل کے بعد ہوا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ مرحومہ نے مجھے ساتھ لیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کی حرم سیدہ اُم وسیم صاحبہ کے گھر لے گئیں اور ان سے گزارش کی کہ یہ میرا بیٹا ہے اس نے مڈل کا امتحان پاس کر لیا ہے اب حضور سے دریافت کرنا ہے کہ یہ آگے مدرسہ احمدیہ میں داخل ہو یا سکول میں تعلیم جاری رکھے۔ انہوں نے فرمایا کہ مغرب کی نماز کا وقت ہونے والا ہے اور حضور نے میرے گھر میں سے ہی گزر کر بیت مبارک (کی بالائی منزل میں) نماز پڑھانے جانا ہے جب حضور آئیں تو آپ حضور سے دریافت کر لیں۔ چنانچہ کچھ دیر بعد حضور تیز قدموں کے ساتھ تشریف لائے۔ وضو کرنے کے لیے حمام، تولیہ، موڑھا وغیرہ موجود تھا۔ حضور نے پگڑی اور کوٹ اُتارا۔ وضو کیا اور دوبارہ کوٹ اور پگڑی پہن لی اور مسجد کی طرف تشریف لے جانے لگے تو والدہ صاحبہ نے مجھے حضور کی خدمت میں پیش کیا اور آئندہ تعلیم کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا کہ سکول میں تعلیم جاری رکھے۔ میں تو کم عمر تھا والدہ صاحبہ نے مجھے رستہ دکھا دیا کہ ہر قدم حضور سے پوچھ کر اُٹھانا ہے۔ چنانچہ اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پر عمل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

# قادیان ہجرت اور عرصہ رہائش قادیان

## ہماری قادیان میں رہائش

والد صاحب نے بمعہ فیملی 1932ء میں قادیان ہجرت کی۔ غالباً حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب ہلال پوریؓ (والد مکرم مولانا محمد احمد جلیل صاحب) کے ذریعہ محلہ دارالفضل میں ایک کنال سفید زمین (پلاٹ نمبر 7) خریدی اور اس پر مکان بنایا۔ مکان بنانے کے لیے رقم کا انتظام ہماری والدہ صاحبہ مرحومہ کے زیورات فروخت کر کے کیا گیا۔ ہمارا مکان اس سڑک پر تھا جو ریتی چھلہ سے جانب شمال حضرت مولوی شیر علی صاحب کے مکان اور نور ہسپتال سے گزرتی ہوئی تعلیم الاسلام کالج، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی کو جاتی ہے۔

ہمارے مکان کے مغرب کی طرف یہ سڑک ہے۔ شمال کی طرف متصل حضرت میر قاسم علی صاحبؓ کا مکان ہے (جس کی اوپر والی منزل اب گر چکی ہے۔ اور ڈیوڑھی کی بجائے غالباً کمرہ بن چکا ہے) جنوب کی طرف گلی تھی۔ اس کے بعد ایک خالی پلاٹ تھا۔ (جس پر اب تعمیر ہو چکی ہے) اس خالی پلاٹ کے ساتھ حضرت سردار عبدالرحمٰن صاحبؓ (سابق مہر سنگھ) کا مکان ہے۔ جس میں ان کی اہلیہ اوّل رہتی تھیں۔ پھر آگے جنوب کی طرف خالی جگہ تھی جس کے بعد سید محمد یوسف صاحب، سید محمد اسلام صاحب (جو ربوہ میں قصاب کا کام کرتے تھے) کے مکان، محمد اسحاق صاحب (سیالکوٹ ہاؤس کی دکان اور مکان) حضرت سردار محمد یوسف صاحبؓ ایڈیٹر نور (سابق سورن سنگھ) حضرت مرزا برکت علی صاحبؓ (ابادان والے۔ داماد حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ قادیانی) کا مکان تھا۔ شمال کی طرف حضرت میر قاسم علی صاحبؓ کے مکان کے بعد شیخ ولی محمد، مولوی عبدالغفور صاحب، حضرت بابا فضل محمد صاحبؓ (ہرسیاں والے)، سید محمد عبداللہ (اس کے مشرق کی طرف ایک خالی پلاٹ تھا۔ جس میں اب مکان بن چکے ہیں) اور اس کے مشرق کی طرف ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب (دارالفضل میڈیکل ہال کیمبل پور والے) کے مکانات تھے۔

جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے محلہ دارالفضل میں کم و بیش ہمارے ارد گرد رہنے والے اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رُفقا تھے۔ مکان کے مغرب کی طرف سڑک تھی جس سے

متصل تعلیم الاسلام ہائی سکول کی گراؤنڈ تھی اور اس کے مغرب کی طرف جامعہ احمدیہ کا ہوسٹل تھا۔ اور گراؤنڈ کے شمالی سرے پر تعلیم الاسلام کالج تھا۔ اور جنوبی سرے پر تعلیم الاسلام ہائی سکول تھا۔ درمیان میں گراؤنڈز کے مغربی کنارے پر بورڈنگ ہاؤس تحریک جدید تھا (جو سکول کا بورڈنگ تھا)۔ بورڈنگ ہاؤس سے آگے جانب شمال بیت نور تھی۔ اور ان عمارتوں سے آگے پیچھے آم کا باغ تھا جس کو خوب پھل لگتے تھے۔ بورڈنگ ہاؤس کے سامنے جامن کے بڑے بڑے درخت تھے جن کو بے حد جامن لگتے تھے۔ بورڈنگ ہاؤس کے طالب علم پانچوں وقت سیدھی قطار بنا کر نماز کے لیے مسجد جایا کرتے تھے اور نماز سے فارغ ہو کر سیدھی قطار میں ہی بورڈنگ واپس آیا کرتے تھے۔ استاد ساتھ ہوتے تھے۔ بیت نور میں حضرت ماسٹر محمد طفیل صاحبؓ عام طور پر امامت کروایا کرتے تھے۔ تعلیم الاسلام کالج کا ہوسٹل بیت نور سے مغرب کی طرف تھا۔ اور تعلیم الاسلام کالج کے ہوسٹل کے طلبا بھی بیت نور میں ہی نماز پڑھتے تھے۔

تعلیم الاسلام کالج قادیان کے سامنے جنوب کی طرف جو گراؤنڈ تھی اس میں مردانہ جلسہ سالانہ ہوتا تھا اور کالج کے مغرب کی طرف جو ہاکی کی گراؤنڈ تھی۔ وہ زنانہ جلسہ گاہ کے لیے استعمال ہوتی تھی۔

بیتِ نور کے مغرب کی طرف Swimming Pool تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ ہم چھوٹے تھے۔ اس Swimming Pool کی کھدائی وقار عمل کے ذریعہ ہوئی تھی۔ اور ہم بھی اس میں شریک ہوئے تھے۔ اس تالاب میں ایک طرف پانی کم گہرا ہوتا تھا اس طرف بچے نہا لیا کرتے تھے۔ میں بھی اس میں نہاتا رہا ہوں۔ البتہ دوسری طرف پانی گہرا تھا۔ اور Dive کرنے کے لیے Jumping Board بنا ہوا تھا۔

## ہمارا گھر

والد صاحب کی آمدنی قلیل تھی اس لیے مکان کے دو حصے کر لیے تھے۔ ایک کمرہ، کچا باورچی خانہ اور چھوٹا صحن یہ کرایہ پر تھا۔ شروع میں اس کا کرایہ پانچ روپے ہوتا تھا۔ تقسیم ملک کے وقت غالباً 15 روپے تھا۔ اس کرایہ سے کچھ آمدنی ہو جاتی تھی اور گزارہ کی صورت پیدا ہو جاتی تھی۔

کمرہ 3، 4، 5، برآمدہ اور بڑا صحن ہمارے پاس تھا۔ مکان پختہ تھا چھت پر گارڈر اور بالے تھے ہماری والدہ صاحبہ مرحومہ کو پودے لگانے کا اور سبزیاں لگانے کا بہت شوق تھا۔ گھر کا صحن کھلا تھا اس لیے کافی پھل دار پودے لگائے ہوئے تھے جو 1947ء میں پارٹیشن کے وقت سب پھل دیتے تھے۔

امرود کے دو درخت تھے ایک کا پھل اندر سے سفید تھا، دوسرے کا سرخ۔ لیموں سمجھ کر دو پودے لگائے تھے جو کھٹیاں نکلیں۔ ان کو خوب پھل لگتا تھا اور سب نے ان کو کھا کھا کر اپنے گلے خراب کر لیے۔ ایک بیری کا درخت تھا جس کو خوب بیر لگتے تھے۔ بیری کا درخت کافی بڑا تھا اور اس کی ایک ایک مضبوط شاخ پر رسی سے پینگ ڈالی ہوئی تھی۔ آم، انار، آڑو اور شہتوت کا ایک ایک پودا تھا ان سب کو پھل لگتا تھا۔ آم کا پودا خاص قسم کا تھا جس کو چھوٹے چھوٹے آم لگتے تھے۔ انگور کی بیل تھی اس کو سیاہ رنگ کے انگور لگتے تھے اور اس کو جب ممکن ہوتا تھا۔ خون بطور کھاد دیتے تھے۔ اگر مرغ ذبح کرنا ہو تو اس کے دَور میں کرتے تھے۔ اگر بڑی عید پر قربانی ہوتی تھی تو اس موقع پر بھی اس کو خون دیا جاتا تھا۔ اس وقت یہ مشہور تھا کہ خون دینے سے انگور زیادہ پھلتا پھولتا ہے اب تو دوسری کھادیں نکل آئی ہیں۔

ان پودوں کو پانی دینے کے لیے بے بے جی (والدہ محترمہ) نے سب بچوں کی باریاں مقرر کی ہوئی تھیں۔ نلکے سے ایک نالی چلتی تھی جو ان سب پودوں تک پہنچتی تھی۔ نلکا چلاتے رہتے تھے اور آہستہ آہستہ پانی ان سب پودوں کو پہنچتا رہتا تھا۔ سب پودوں کو پانی دینے کے لئے کافی دیر نلکا چلانا پڑتا تھا اور تھک جاتے تھے۔

پھل دار پودوں کے علاوہ پھول دار پودے بھی تھے۔ دو موتیے کے پودے تھے جو برآمدہ کے ستونوں کے ساتھ صحن میں تھے۔ ایک گلاب کا پودا تھا۔ چھوٹے مکان میں (جو کرایہ پر تھا) دو سایہ دار پودے دھریک کے تھے جن کو بڑے خوبصورت آسمانی اور جامنی رنگ کے پھول لگتے تھے لیکن جب یہ پھول پھل میں تبدیل ہوتے تو ایک سبز رنگ کا پھل بنتا تھا جو پک کر پیلا ہو جاتا تھا اور اس کے اندر بیر کے بیج کی طرح سخت اور موٹا بیج ہوتا ہے اور ان کو دھرکونے کہتے تھے اور ایک دوسرے کے سروں پر مارتے تھے، کافی چوٹ لگتی تھی۔

پارٹیشن سے پہلے گھر کی مغربی دیوار کے ساتھ بھی دھریک کے دو درخت لگائے تھے۔ جو پارٹیشن کے وقت چھوٹے تھے۔

ہمارے مکان سے جنوب مشرقی کی طرف رسائیداروں کا مکان تھا۔ اس کے کونہ پر کنواں تھا۔ جہاں سے محلہ والے اور ماشکی پانی بھرتے تھے۔ والدہ صاحبہ بتایا کرتی تھیں کہ ہماری مشرقی دیوار پر بَوکا اور رسی پڑی رہتی تھی جس نے پانی بھرنا ہوتا تھا بھر لیتا تھا اور بوکا اور رسی وہیں رکھ دیتا تھا۔ اب یہ کنواں بند ہو چکا ہے۔ اس کنویں پر کافی رش رہتا تھا۔

ہم بچے عام طور پر شام کو اور گرمیوں میں مغرب کے بعد بھی مکان کے شرقی طرف جو خالی پلاٹ تھا اس میں کھیلتے تھے جب ذرا بڑے ہو گئے تو سکول کی گراؤنڈ میں چلے جاتے تھے۔

اس خالی پلاٹ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ گرمیوں میں بکریوں کے ریوڑ شام کو یہاں آتے تھے اور لوگ ان سے بکریوں کا تازہ دودھ لے لیتے تھے۔ ہم بعض دفعہ سالن نہیں پکاتے تھے اور بکری کے اس دودھ کی میٹھی کچی لسی بنا لیتے تھے اور اس سے ہی روٹی کھا لیتے تھے۔ ہماری آمدنی قلیل تھی اور کنبہ بڑا۔ والدہ صاحبہ کو کفایت شعاری کی بہت سمجھ تھی کبھی قرض نہیں لیا ہمیشہ اپنے وسائل کے اندر گزارا کیا۔ اور فرمایا کرتی تھیں کہ ہر خرچ کے اندر گزارہ ہو سکتا ہے۔ گڑ سے بھی ہم روٹی کھا لیتے تھے، چٹنی سے بھی، آم سے بھی، خربوزے سے بھی، گڑ کے شربت سے اور میٹھی کچی لسی سے بھی کھا لیتے تھے۔ سبزیوں کے ساتھ پودینہ اکثر گھر میں لگاتے تھے، اس کی چٹنی کو سب پسند کرتے تھے۔ سردیوں میں والدہ صاحبہ ہمیں گرم دودھ میں کچے دیسی گھی کا ایک یا دو چمچ ڈال کر دیتی تھیں کہ صحت کے لیے اچھا ہوتا ہے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے تقسیم ملک تک اور اس کے بعد لمبا عرصہ تک ہمارے گھر میں دیسی گھی (یعنی بھینس یا گائے کے مکھن سے بنا ہوا) ہی استعمال ہوتا رہا ربوہ رہائش اختیار کرنے کے کافی عرصہ بعد بناسپتی گھی استعمال کرنا شروع کیا۔

## قادیان کے گھر کی کچھ یادیں

جیسا کہ ذکر گزر چکا ہے کہ قادیان میں ہماری رہائش محلہ دارالفضل میں تھی اور محلہ دارالفضل اور دارالعلوم کے درمیان ہمارے گھر کے غربی طرف والی سڑک گو دارالفضل میں شامل تھی

لیکن اس سڑک پر واقع سب مکانوں کو بیت نور ہی قریب پڑتی تھی اس لیے یہ سب گھروں والے نماز کے لیے بیت نور ہی جاتے تھے۔ ہم بھی بیت نور میں ہی نماز پڑھنے جاتے تھے اور دوستیاں اور تعلقات محلہ دارالعلوم کے لڑکوں کے ساتھ ہی تھیں۔

ہاں یہ یاد ہے کہ رمضان میں تراویح کی نماز کے لیے بیت دارالفضل جاتے تھے۔ غالباً اس وجہ سے کہ وہاں عورتوں کے لیے پردہ کے ساتھ نماز تراویح پڑھنے کا انتظام تھا اور بہنوں اور والدہ کے ساتھ جاتے تھے۔ قرآن مجید ختم ہونے پر وہاں لڈو بھی تقسیم ہوتے تھے۔ بیت دارالفضل میں حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحبؓ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے وہ امام الصلوٰۃ تھے اور اعلانات وغیرہ حضرت منشی برکت علی خان صاحبؓ (جو بعد میں وکیل المال بنے تھے) کرتے تھے۔ غالباً صدر محلہ تھے۔ ان کی آواز بہت بلند تھی۔ بچپن میں اپنے محلہ سے کم ہی باہر جاتے تھے۔ دوسرے محلوں کی بہت کم واقفیت تھی۔ بیت اقصیٰ جمعہ پڑھنے کے لیے جاتے تھے۔ بیت مبارک مجلس علم و عرفان سننے کے لئے جاتے تھے اور اگر کوئی اہم وفات ہو جاتی تو جنازہ کے لیے احاطہ لنگر خانہ یا باغ متصل بہشتی مقبرہ اور بعدہٗ بہشتی مقبرہ جاتے تھے۔ یا سال میں دو دفعہ بڑی عید اور چھوٹی عید پڑھنے شہر سے باہر محلہ دارالرحمت کے جانب غرب عید گاہ جاتے تھے۔

جلسہ گاہ (گراؤنڈ تعلیم الاسلام ہائی سکول) جو ہمارے گھر سے قریب ہی تھی (شاید 100 گز سے بھی کم ہو) وہاں جلسہ سے پہلے کافی رونق ہوتی تھی۔ جلسہ گاہ جانے کے لیے اینٹیں اور شہتیر آجاتے تھے۔ اینٹوں کے ساتھ کھیلتے تھے اور عام کھیل یہ تھی کہ اینٹوں کو ایک قطار میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر لمبی قطار میں کھڑا کر دیتے تھے۔ ایک اینٹ کو دھکہ دیتے تھے تو اینٹوں کی ساری قطار حرکت میں آجاتی تھی اور اینٹیں ایک دوسرے کے بعد گرتی چلی جاتی تھیں۔ دوسری کھیل یہ ہوتی تھی کہ اینٹوں کو جوڑ کر ایک Pillar بنا دیتے تھے اور اس پر شہتیر رکھ کر دو لڑکے کناروں پر بیٹھ جاتے تھے اور Sea saw بن جاتا تھا اور جھولے لیتے تھے۔

اسی طرح جلسہ سے کافی پہلے گڈوں پر پرالی آنی شروع ہو جاتی تھی اور سکول کے کمروں میں سٹور کی جاتی تھی۔ ان دنوں میں بہت سا وقت اس پرالی پر کودنے اور کھیلنے میں گزرتا تھا۔

کبڈی، فٹ بال، ہاکی کے میچز اکثر ہوتے رہتے تھے اور یہ چونکہ اکثر کالج کے گراؤنڈز میں ہوتے تھے اس لیے دیکھنے کا موقع مل جاتا تھا۔

1933ء سے 1947ء تک ہم اس مکان میں رہے۔ یہیں 1934ء میں میری پیدائش ہوئی۔ 1936ء میں میرے چھوٹے بھائی سعید اللہ کی اور 1940ء میں عزیزم عبد الباسط کی پیدائش ہوئی۔ ہماری بڑی بہن خدیجہ بیگم صاحبہ کی 1939ء میں یہیں شادی ہوئی، ہمشیرہ امۃ الرؤف صاحبہ کی شادی بھی 1942ء میں یہیں ہوئی۔ سب کا بچپن یہاں گزرا اور اکثر نے اپنی تعلیم قادیان میں ہی مکمل کی اور قادیان کی چھاپ اور نیک اثرات لے کر ہی سب یہاں سے رخصت ہوئے۔ بڑے بھائی جان چودھری عبد الغنی صاحب نے 1940ء میں میٹرک کیا۔ کچھ عرصہ مدرسہ احمدیہ میں پڑھتے رہے پھر نیوی میں بھرتی ہوگئے۔ اور 1942ء میں بمبئی چلے گئے۔ اور پھر سال ہا سال اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے مختلف ملکوں میں جاتے رہے۔ 1947ء تک قادیان دو یا تین مرتبہ آئے ہوں گے مگر اس کے باوجود گھر اور قادیان سے ایک خاص محبت تھی جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ بڑھتی رہی اور اس میں کمی نہیں آئی۔ گو کئی لحاظ سے وہ ایک عُسرت کا زمانہ تھا لیکن اِس عُسرت کی لذّت کا مقابلہ کوئی فراخی نہیں کرسکتی بلکہ یہ عُسر کی شدّت تو ایسی ہے کہ بعد کی خوش حالیاں اس کے مقابل پر کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔ مجھے اب بھی چٹنی سے روٹی کھانا سب سے زیادہ مرغوب ہے اور جو لذت میں اس میں محسوس کرتا ہوں وہ لذت کسی اچھے سے اچھے کھانے میں بھی محسوس نہیں کرتا۔

# میرے ذاتی حالات وواقعات

## میری پیدائش

میری تاریخ پیدائش 4 مارچ 1934ء ہے۔ جیسا کہ پہلے خاکسار نے ذکر کیا ہے کہ میرے والد صاحب 1932ء میں بمعہ فیملی قادیان ہجرت کر گئے تھے لہٰذا میری پیدائش قادیان کی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ نے میرا نام حمید اللہ رکھا۔ اُس سال پیدا ہونے والے بہت سے بچوں کا حضور نے یہ نام تجویز فرمایا۔ میں جب 1949ء میں تعلیم الاسلام کالج لاہور میں داخل ہوا تو اُس وقت ہم ایک ہی نام کے چار طالب علم فرسٹ ایئر میں تھے اور کافی اُلجھن رہتی تھی۔ ایک حمید اللہ ظفر (چک 565 گ۔ب ضلع لائل پور کے)، ایک حمید اللہ سندھی کے نام سے مشہور ہیں، ایک حمید اللہ بھیروی اور ایک خاکسار۔ قادیان میں حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ وزیر آبادی کے عزیزوں میں سے میرے ہم عمر اور میرے ہم نام جو تھے، بچپن میں ہی قادیان نصرت گرلز سکول سے ملحقہ ڈھاب میں ڈوب کر فوت ہو گئے تھے۔

خاکسار اپنے والدین کے گھر قادیان میں ہجرت کے بعد پیدا ہونے والا پہلا بچہ تھا اور سب بہنوں سے چھوٹا تھا۔ والد صاحب نے مجھے بتایا تھا کہ وہ میری پیدائش کے تھوڑا عرصہ بعد قادیان آئے تھے۔ اور قادیان آنے سے پہلے لائل پور (فیصل آباد) گئے تھے کیونکہ وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ نے بیت فضل کا سنگ بنیاد رکھنا تھا۔ محترم والد صاحب بتایا کرتے تھے کہ مولویوں کی طرف سے اس موقع پر غیر معمولی مخالفت ہوئی اور سیاہ جھنڈیوں کے ساتھ انہوں نے احتجاج کیا۔

## بچپن کی کچھ یادیں

بچپن کے حالات، واقعات کی صورت میں ہی بیان کیے جاسکتے ہیں۔ مجھے قریباً 3 سال کی عمر کے واقعات یاد ہیں قارئین کی دلچسپی کے پیش نظر کچھ واقعات بیان کر دیتا ہوں۔

1۔ حضرت میر قاسم علی صاحبؓ قادیان میں ہمارے پڑوسی تھے۔ آپ کی اہلیہ اوّل جن کو اَماں جی کہتے تھے صحابیہ حضرت مسیح موعودؑ تھیں اور بہت بوڑھی تھیں ان کی وفات 1937ء میں ہوئی تھی۔ ان کو دیکھنا یاد ہے اور ان کی وفات یاد ہے۔

2۔ میرا چھوٹا بھائی سعید اللہ چند ماہ کا تھا تو ہماری خالہ فیض بی بی صاحبہ وفات پا گئی تھیں جس پر محترمہ والدہ صاحبہ بھیرہ تعزیت کے لیے گئی تھیں۔ سعید اللہ کو ساتھ لے گئی تھیں اور مجھے پیچھے چھوڑ گئی تھیں۔ مجھے یاد ہے میں سخت اُداس ہو گیا تھا جس دن والدہ صاحبہ نے واپس آنا تھا میری بہنیں مجھ کو قادیان ریلوے سٹیشن پر ساتھ لے گئی تھیں۔ رات کے وقت جب گاڑی آئی اس وقت ہم پلیٹ فارم کے جنگلہ کے باہر کھڑے تھے۔ والدہ صاحبہ کو دیکھا تو بہنوں نے جنگلہ کے اُوپر سے ہی مجھے والدہ صاحبہ کو پکڑا دیا۔ گاڑی کی روشنیاں اب بھی مجھے یاد ہیں اور یہ نظارہ ذہن میں الگ محفوظ ہے۔

3۔ بچپن سے والدہ صاحبہ کے ساتھ حضرت اماں جانؓ، حضرت سیدہ اُم ناصر صاحبہؓ، حضرت سیدہ اُم طاہر صاحبہؓ اور حضرت سیدہ اُم وسیم صاحبہ اور حضرت سیدہ اُم متین صاحبہ کے گھر جانا یاد ہے۔ ایک سے زیادہ دفعہ جانا یاد ہے اور حضرت اَماں جانؓ سے ملنا بھی یاد ہے۔ اوپر کی منزل میں صحن میں آپ کی چارپائی اور بستر بچھا ہوا ہوتا تھا اور آپ لیٹی ہوئی ہوتی تھیں یا اندر بڑے کمرہ میں ہوتی تھیں۔ دَارُالمسیح سے آپ کو پیدل حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی کوٹھی جاتے ہوئے دیکھنا یاد ہے۔ کوٹ نما بازو والا برقع پہنتی تھیں، ہاتھ میں لوہے کی چھڑی ہوتی تھی۔ بیت نور کے متصل مشرق کی طرف جو راستہ ہے اس سے گزر کے جاتی تھیں۔

4۔ بچپن میں ایک دفعہ (جبکہ ابھی میں سکول نہیں جاتا تھا) والدہ صاحبہ کے ساتھ حضرت سیدہ اُم طاہر صاحبہؓ کے گھر گیا۔ آپ نچلے صحن میں تھیں، صبح کا وقت تھا (علی الصبح مراد نہیں) ایک دو اور عورتیں بھی تھیں۔ آپ کی بیٹیاں صاحبزادی اَمۃ الحکیم صاحبہ، صاحبزادی اَمۃ الباسط صاحبہ اور صاحبزادی اَمۃ الجمیل صاحبہ بھی تھیں۔

ایک بات تو یہ یاد ہے کہ صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ جو چھوٹی تھیں، کے پاس 3 مالٹے تھے اور وہاں ایک غریب لڑکی بھی تھی۔ حضرت سیدہ اُمِّ طاہر صاحبہ نے محترمہ اَمۃ الجمیل صاحبہ کو کہا کہ اس لڑکی کو مالٹا دو لیکن وہ مالٹا دینے پر آمادہ نہ تھیں۔ حضرت سیدہ اُمِّ طاہر صاحبہؓ نے اصرار سے صاحبزادی محترمہ امۃ الجمیل صاحبہ سے ایک مالٹا اس غریب لڑکی کو دلوایا۔

جہاں تک مجھے یاد ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ (جو اس وقت لڑکے تھے) بھی گھر میں موجود تھے اور باورچی خانہ میں تھے۔

**5۔** میاں محمد سعید صاحب (پوسٹ ماسٹر) کی بیٹی مکرمہ سعیدہ صاحبہ ڈاکٹر نذیر احمد ریاض صاحب (ابن ملک گل محمد صاحب) سے بیاہی ہوئی تھیں۔ محترمہ سعیدہ صاحبہ اُن کی والدہ صاحبہ، میری والدہ صاحبہ اور میں حضرت سیدہ اُمّ ناصر صاحبہ کے گھر گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ وہاں تشریف فرما تھے۔ محترمہ سعیدہ صاحبہ نے بچے کا نام رکھوانا تھا چنانچہ انہوں نے نام کے لیے درخواست کی تو کمرہ سے حضور کا پیغام آیا کہ لڑکے کا نام نذیر احمد رکھ دیں۔ اس پر بچے کی والدہ نے حضور سے کہلوایا کہ نذیر احمد تو بچے کے والد کا نام ہے۔ اس پر حضور کی طرف سے جواب آیا کہ میں نے 'ظ' والا نظیر نام رکھا ہے یعنی نظیر احمد۔

**6۔** بچپن میں زیادہ وقت حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب ہلال پوریؓ، مکرم مرزا نصر اللہ خان صاحب، حضرت عبد الرحمٰن صاحب لون، مکرم ڈاکٹر ظفر حسن صاحب، مکرمہ اہلیہ ملک نواب دین صاحب، مکرم کیپٹن محمد سعید صاحب، مکرم بابو محمد سعید صاحب اور خالہ محمد بی بی صاحبہ (اہلیہ لفٹیننٹ نذر محمد صاحب) وغیرہ کے گھروں میں گزرا۔

حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب ہلال پوریؓ کے بیٹے مکرم مولوی عبد الکریم صاحب کی (بھابھی امینہ سے) شادی مجھے یاد ہے کہ بارات بذریعہ ریل واپس آئی تھی اور ریلوے اسٹیشن سے گھر ٹانگوں پر آئے تھے۔ ان کے اہل خانہ کی غیر حاضری میں سارے انتظامات ہماری والدہ صاحبہ اور بڑی بہنوں نے کیے تھے۔

ہماری بڑی دو بہنوں محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ اور محترمہ امۃ الرؤف صاحبہ نے قرآن مجید حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب ہلال پوریؓ سے پڑھا تھا۔ ہماری ہمشیرہ خدیجہ بیگم صاحبہ کی شادی (1939ء) پر حضرت مولوی صاحبؓ نے قرآن مجید بطور تحفہ دیا تھا۔

حضرت مولوی صاحبؓ کی آخری بیماری اور وفات مجھے یاد ہے۔ قادیان نور ہسپتال کے مغربی حصہ میں جو فیملی وارڈ ہیں اُن میں آپ داخل تھے، وہیں وفات ہوئی۔ نماز جنازہ (باغ بہشتی مقبرہ میں) اور تدفین مجھے یاد ہے۔ آپ کی وفات 1940ء میں ہوئی۔

**7۔** تقسیم ملک سے پہلے جن بزرگوں کی وفات اور جن کے جنازوں میں شریک ہوئے ان میں سے جو خاص طور پر یاد ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔ حضرت فاطمہ بیگم صاحبہؓ، اہلیہ اوّل حضرت میر قاسم علی صاحبؓ، حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب ہلال پوریؓ، حضرت میر قاسم علی صاحبؓ،

حضرت سیدہ اُم طاہر صاحبہؓ، حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ، اہلیہ صاحبہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ، حضرت بابو اکبر علی صاحبؓ، حضرت حکیم عبد العزیز صاحبؓ (طبیبہ عجائب گھر والے)، حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ، حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ، حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحبؓ، اہلیہ اوّل حضرت ماسٹر عبد الرحمٰن مہر سنگھ صاحبؓ، اَمۃ الوُدود صاحبہ (بنت حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ)، حضرت مرزا رشید احمد صاحب کی بیٹی (جو ڈلہوزی میں بجلی گرنے سے فوت ہوئی تھیں)۔

حضرت سیدہ اُم طاہر صاحبہؓ کی وفات کے بعد حضور مسلسل کئی دن بہشتی مقبرہ دعا کے لیے جاتے رہے اور احباب قادیان بھی کثرت سے ساتھ جاتے تھے۔ میں بھی کئی دن ساتھ جاتا رہا۔

8۔ قادیان میں بچپن میں جمعہ کی نماز ادا کرنے باقاعدگی سے بیت اقصیٰ جاتے تھے اور حضور کے خطبات سننے کا موقع ملتا رہا۔ دعویٰ مصلح موعود والا خطبہ سننا مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ قادیان میں خطبے لمبے ہوتے تھے۔ بعض دفعہ لمبے خطبہ کی وجہ سے (عام نہیں) نماز جمعہ و عصر اکٹھی بھی ہو جاتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کو نقرس کی تکلیف تھی بانسوں پر کرسی باندھی گئی جس پر حضور بیٹھے تھے اور خدام حضور کو اُٹھا کر مسجد میں لائے تھے اور واپس لے گئے تھے۔

بیت اقصیٰ میں جس راستہ سے گزر کر حضور مسجد کی سیڑھیوں سے ممبر تک جاتے تھے اس کے دونوں طرف مسجد میں مستقلاً بورڈنگ ہاؤس تحریک جدید کے طلبا دو رویہ بیٹھا کرتے تھے۔

تعلیم الاسلام پرائمری سکول (جو نور ہسپتال کے متصل شرقاً غرباً ایک بلاک کی صورت میں تھا) جب تعمیر ہوا اُس وقت میں ابھی سکول میں داخل نہیں ہوا تھا۔

## سکول میں داخلہ اور پرائمری سکول کی بعض یادیں

میں غالباً 5 سال کی عمر میں سکول میں داخل ہوا تھا۔ میری ہمشیرہ منور سلطانہ صاحبہ داخل کروانے کے لیے لے گئی تھیں اور مکرم ماسٹر بشیر احمد وینس صاحب نے داخل کیا تھا اور وہی اُستاد تھے۔

بعدہٗ پرائمری میں مکرم ماسٹر حسن محمد صاحب (کلو سوہل والے) سے چوتھی میں پڑھنا یاد ہے۔

اسی طرح پانچویں چھٹی میں مختلف کلاسز میں مکرم ماسٹر نذیر احمد رحمانی صاحب، مکرم ماسٹر عبد الرحمٰن بنگالی صاحب، مکرم ماسٹر غلام رسول صاحب (یہ ماسٹر غلام رسول صاحب فیل ہونے

کے متعلق کہا کرتے تھے کہ ایک سال قید بامشقت اور تین سو روپے جرمانہ) مکرم ماسٹر عبدالعزیز صاحب اور مکرم ماسٹر چراغ محمد صاحب سے پڑھنا یاد ہے۔ چھٹی اور اس کے بعد مکرم محبوب عالم صاحب خالد، مکرم مولوی تاج دین صاحب، مکرم ماسٹر غلام رسول صاحب (گجرات والے) مکرم ماسٹر عطاء الرحمٰن صاحب چغتائی، مکرم ماسٹر غلام احمد صاحب، مکرم ماسٹر عنایت اللہ صاحب، مکرم ماسٹر عبدالقدیر صاحب کا پڑھانا یاد ہے۔ ساتویں میں مکرم پیر محمد عالم صاحب، مکرم ماسٹر حمید الدین صاحب، مکرم صوفی محمد ابراہیم صاحب، مکرم صوفی غلام محمد صاحب وغیرہ سے پڑھنا یاد ہے۔ اسی طرح مکرم چودھری عبدالرحمٰن صاحب اور مکرم محمد علی اظہر صاحب سے پڑھنا بھی یاد ہے۔

موجودہ تعلیم الاسلام کالج کی بلڈنگ میں پہلے تعلیم الاسلام ہائی سکول ہوتا تھا اور پانچویں سے ہائی سکول تک تعلیم ہوتی تھی۔ 44-1943ء تک چھٹی کی ابتدا میں وہاں پڑھتے رہے۔ 1944ء میں کالج بننے پر بورڈنگ ہاؤس تحریک جدید کی عمارت میں اور باہر صحن میں کچھ عرصہ کلاسز ہوتی رہیں پھر پرائمری سکول متصل نور ہسپتال کے ساتھ شمالاً جنوباً دو Wing بن گئے تھے۔ ان میں اور پرائمری سکول کی عمارت میں ہائی سکول منتقل ہوگیا۔ چھٹی، ساتویں، آٹھویں کی تعلیم یہیں سے مکمل کی اور نویں میں پڑھ رہے تھے تو ملک کی تقسیم ہوگئی۔

مکرم اخوند عبدالقادر صاحب ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ ایک دفعہ میں نے غالباً پانچویں کلاس میں اُن کو کوئی بات کہنی تھی اور میں اتنا چھوٹا تھا کہ وہ میری بات سننے کے لیے زمین پر پاؤں کے بل بیٹھ گئے اور بات سنی۔

مکرم اخوند عبدالقادر صاحب کالج بننے پر کالج میں چلے گئے تھے ان کے بعد مکرم سید سمیع اللہ شاہ صاحب کچھ عرصہ ہیڈ ماسٹر رہے۔ ان کے بعد حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ انہوں نے سکول کے نظم و نسق اور تعلیم کے نظام کو بہتر بنایا ان کے زمانہ کے بعض اور حالات جو یاد ہیں وہ ذیل میں درج ہیں۔

1. انگریزی کی تعلیم کو بہتر بنانے کی کوشش کی۔ خود ہر کلاس کی انگریزی کی کاپیاں دیکھتے تھے۔
2. ٹوپی پہننے کی پابندی کروائی۔

3. تفریح (Recess) میں ہمارا گھروں میں جانا بند کیا۔ طالب علموں نے کہا ہم نے دوپہر کو گھر جا کر ناشتہ کرنا ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا اپنا ناشتہ صبح ساتھ لایا کرو۔ وہ خود بھی اپنا ناشتہ ساتھ لاتے تھے۔

ایک دن دو طالب علموں نے ایک دفعہ جب اسمبلی ہو رہی تھی اپنی کلاس کے سب طالب علموں کا ناشتہ کھالیا۔ اگلے دن ان کو اسمبلی میں سوٹیاں لگائی گئیں۔

4. تفریح میں گھر جانے کا طالب علموں کا اصرار تھا، ایک دلیل یہ دی گئی کہ گھر جا کر وضو کرنا ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا میں صبح گھر سے وضو کر کے آتا ہوں اسی سے ظہر کی نماز پڑھتا ہوں۔

1946ء میں حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ اور حضرت منیر الحصنی صاحب اور مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ جب قادیان آئے تو قادیان میں سکول کے اساتذہ اور طلبا کی طرف سے ان کے اعزاز میں دعوت کا اہتمام کیا گیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ اس تقریب میں شریک ہوئے۔ طلبا کو ریفریشمنٹس ان کے کلاس رومز میں دی گئیں۔ ریفریشمنٹس کے بعد سپاس نامے وغیرہ پیش کرنے کا مرحلہ آیا تو تمام طلبا باہر لان میں حضور اور مہمانوں کے سامنے آکر بیٹھ گئے اور جب ایڈریس اور جواب ایڈریس ہو چکے اور حضور کی تقریر کی باری آئی تو حضور نے اس بات کا نوٹس لیا کہ سب طلبا ایک ہی طریق سے نہیں بیٹھے ہوئے، کوئی آلتی پالتی مار کر بیٹھا ہوا تھا، کسی نے ایک ٹانگ لٹائی تھی اور ایک کھڑی کی تھی، کوئی کھڑا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ یکساں طریق پر بیٹھنا یا کھڑے ہونا چاہیے تھا۔ قوم کے اندر یکسانیت ہونی چاہیئے۔ چنانچہ جب حضور کا خطاب ختم ہوا تو حضور نے اپنی کرسی ایک طرف کر دی اور نیچے زمین پر رومال بچھا کر بیٹھ کر اختتامی دعا کروائی۔

بیرون ملک جانے والے مبلغین کو رخصت کرنے اور بیرون ملک سے آنے والے مبلغین کے استقبال میں بہت دفعہ ریلوے اسٹیشن پر جا کر شریک ہونے کا موقع ملا۔ قادیان سے غالباً 1945ء میں آٹھ مبلغین کا قادیان سے اکٹھے رخصت ہونا یاد ہے۔ مکرم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری کا استقبال یاد ہے۔ ریلوے سٹیشن سے استقبال کے بعد تانگہ پر روانہ ہوئے۔ راستہ میں آکر حضور ان سے ملے اور ان کا استقبال کیا۔ جن مبلغین کا اوپر ذکر کیا ہے ان میں مکرم مرزا منور احمد صاحب بھی تھے جو امریکہ گئے تھے اور کچھ عرصہ بعد وہیں فوت ہو گئے تھے،

ان کے بھائی مرزا احمد شفیع صاحب سکول میں ہمارے اُستاد تھے۔ مرزا احمد شفیع صاحب 1947ء کے فسادات میں قادیان میں شہید ہو گئے تھے۔

اسی طرح 1945ء میں جنگ عظیم دوم کے اختتام پر Victory Day منانا یاد ہے۔ مٹھائی تقسیم ہوئی اور چراغاں بھی ہوا تھا۔

## قادیان کی دیگر متفرق یادیں

1939ء میں جلسہ جوبلی کے موقع پر منارۃ المسیح پر چراغاں یاد ہے۔ اسی طرح ہمارے گھر کے سامنے سکول کے میدان میں نمائش لگی تھی وہ بھی یاد ہے۔

قادیان میں سکول کے ماتحت Scouts کا نظام تھا، خیموں میں رہتے تھے۔ Camp fire ہوتی تھی اور آگ کے گرد مزاحیہ پروگراموں کا سلسلہ ہوتا تھا۔

تعلیم الاسلام کالج (سابق ہائی سکول) کے ہال میں مجلس شوریٰ کے پروگراموں میں بطور زائر شامل ہونے کا موقع ملتا رہا۔ ایک دفعہ جلسہ کے موقع پر کالج ہال میں صنعتی نمائش بھی لگی تھی۔

مکرم ماسٹر محمد بخش صاحب (کھاراوالے) کے ساتھ بطور معاون، جلسہ پر سرگودھا کی قیام گاہ میں ڈیوٹی دینا بھی یاد ہے، پانی پلانے کا کام سپرد تھا۔ مکرم سید صادق علی صاحب (سفینہ صادق والے) کے ساتھ پرچی خوراک میں ایک سے زائد سال بطور معاون کام کرنا یاد ہے۔ ان کا دفتر بابو اکبر علی صاحب کی کوٹھی کے گیٹ کے ساتھ کمرہ میں ہوتا تھا جو شمالی دیوار کے ساتھ بنا ہوا تھا اور اس کی کھڑکی باہر کھلتی تھی۔

قادیان میں ہمارے گھر میں جلسہ پر بیٹھک مہمانوں کے لئے وقف ہوتی تھی، مہمانوں کا کافی رش ہوتا تھا۔

قادیان میں برسات بھرپور ہوتی تھی۔ پرانے قادیان کا ماحول نشیب میں ہے اور ارد گرد کے سارے علاقوں کا برسات کا پانی قادیان میں آجاتا تھا بالخصوص شمال، مشرق اور مغرب کی طرف سے یہ پانی قادیان میں آکر ریتی چھلہ اور پرانی آبادی کے گرد ڈھاب میں آکر اکٹھا ہو جاتا تھا۔ شمال کی طرف سے قادیان میں داخل ہونے والی سڑکیں باقاعدہ نہریں بنی ہوئی ہوتی تھیں اور ہم برسات میں پانی میں خوب کھیلتے تھے۔ ان نہروں میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں بکثرت ہوتی تھیں جن

کو پکڑتے تھے اور پکا بھی لی جاتی تھیں۔ ان نہروں میں کاغذ کی کشتیاں بنا کر چلاتے تھے۔ کالج اور سکول کے درمیان تین میدان تھے، درمیانی میدان تھوڑا گہرا تھا اس میں پانی کھڑا ہو جاتا تھا اس میں بھی خوب نہاتے تھے۔ گرلز سکول سے متصل گہری ڈھاب میں بھی برسات کا کافی پانی بھر جاتا تھا۔

ریتی چھلہ میں ایک دوست شہتیریوں کو باندھ کر ایک پلیٹ فارم بنا لیتے تھے اور اس پر کرسیاں بچھا کر ریتی چھلہ کے مقام پر پانی میں تیرتے ہوئے اس پلیٹ فارم پر سیر کرتے تھے۔

ہمارے گھروں کے قریب حضرت بابا فضل محمد صاحب ہرسیاں والے کی دکان تھی۔ دودھ، چھوٹے موٹے سودے، سوڈا کی بوتل (بنٹے والی)، دہی، ٹانگری، ریوڑیاں وہاں سے مل جاتی تھیں اور ان کے ساتھ ملک عبدالرحیم صاحب کی چائے وغیرہ کی دکان تھی جہاں ہمارا جانا کم تھا۔ بورڈنگ ہاؤس سامنے تھا وہاں سے طالب علم آتے تھے۔

آٹا پسوانے کے لئے پوسٹ آفس کے ساتھ مغرب کی طرف (غلہ منڈی کے ساتھ) ایک چکّی ہوتی تھی۔ آٹا پسوانے کے لئے وہاں جاتے تھے۔ سر پر ہی اٹھا کر لے جاتے تھے۔ میں چھوٹا تھا تو ہمشیرگان ساتھ جاتی تھیں۔ تقسیم ملک سے تھوڑا پہلے ہمارے اپنے محلہ دارالفضل میں چکّی لگ گئی تھی۔

قادیان میں منارۃ المسیح کے جنوب کی طرف صحن کے کنارہ پر بعض معمر خواتین جن میں مائی کاکو صاحبہ شامل تھیں (ممکن ہے ساری صحابیات حضرت مسیح موعودؑ ہوں) جمعہ کا خطبہ سنتی تھیں اور بچے منارۃ المسیح کے اس طرف والے حصہ میں بیٹھتے تھے اور باتیں کرتے تھے جن سے ان کی نماز Disturb ہوتی تھی اس وجہ سے بچوں اور ان خواتین کے درمیان مستقل کشمکش رہتی تھی لہٰذا خواتین بچوں کو وہاں بیٹھنے نہیں دیتی تھیں۔

## اطفال الاحمدیہ کا زمانہ

قادیان میں خدام کے ساتھ اجتماع کے موقع پر اطفال بھی کیمپنگ کرتے تھے۔ مجھے بھی ایک دفعہ شامل ہونا یاد ہے۔ اپنا تھیلہ بنایا تھا جس میں رومال، پٹی، رسی، چاقو، سوئی دھاگہ، گڑ، چنے، غلیل، غلیلے، گلاس، پلیٹ، رسی اور لاٹھی وغیرہ اور بعض دیگر ضروری چیزیں ہوتی تھیں۔

بھائی جان میرا حال پوچھنے آئے تھے اور دو روپے دے کر گئے تھے۔ ہر حزب کے اطفال اپنے خیموں کے سامنے کھڑے ہو گئے تھے اور حضور معائنہ کے لیے تشریف لائے تھے۔

اطفال الاحمدیہ کی تنظیم میں خاکسار سائق تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ڈاکٹر حمید احمد صاحب ابن ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحب (جو آج کل لندن میں ہیں) وہ اور اُن کے بھائی میرے حزب میں تھے۔ چھپی ہوئی کاپیاں ہوتی تھیں جن میں نام کا خانہ ہوتا تھا۔ ہر نام کے ساتھ Horizontally پانچ پانچ خانے پانچ نمازوں کے لیے ہوتے اور Vertical لکیریں کھینچ کر مہینہ کی ہر تاریخ کے لیے الگ کالم ہوتا تھا۔ ہمارے مربی مکرم سید صادق علی صاحب مرحوم (سفینہ صادق والے) تھے۔ انہوں نے اطفال کی بہت اچھی تربیت کی۔ ایک دفعہ اطفال کا نمازیں ادا کرنے کا مقابلہ ہوا کہ جو طفل چالیس روز پانچوں نمازیں باجماعت مسجد میں ادا کرے گا اس کو انعام ملے گا۔ اگر اپنے محلہ کے علاوہ کسی اور محلہ کی مسجد میں نماز ادا کرے تو اس محلہ کے کسی ذمہ دار آدمی سے لکھوا کر لائے کہ اس نے وہاں نماز ادا کی ہے۔ بہت سے اطفال نے 40 دن پانچوں نمازیں باجماعت ادا کیں جس پر ہمارے محلہ کے بہت سے اطفال نے انعام حاصل کیا۔ مجھے بھی انعام ملا تھا، ایک درثمین اور ایک غلیل ملی تھی۔ غالباً مکرم شیخ محبوب عالم خالد صاحب مہتمم اطفال تھے وہ انعام تقسیم کرنے آئے تھے۔

جب جلسہ یا کوئی اجتماعی پروگرام ہوتا تھا تو اس میں ہر محلہ کے اطفال اپنا جھنڈا (جس پر محلہ کا نام لکھا ہوتا تھا) لے کر شامل ہوتے تھے اور محلہ کے اطفال جہاں بیٹھے ہوتے تھے اُن کے آگے اُن کا جھنڈا بھی ہوتا تھا۔

محلہ کے اجلاس کے سلسلہ میں اطفال کو اکٹھا کرنے کے لیے بھی جلسہ سے کچھ پہلے جھنڈا لے کر نکلتے تھے اور درود شریف پڑھتے ہوئے اطفال اپنے جھنڈا کے پیچھے اکٹھے ہو کر مسجد میں اپنے جلسہ کے لیے پہنچتے تھے۔

سید صادق علی صاحب اطفال کو نماز کی امامت کی بھی تربیت دیتے تھے اور اس غرض کے لیے جمعہ کے دن سورج چڑھنے کے بعد کسی طفل کی امامت میں دو رکعت نفل پڑھتے تھے۔

قادیان میں بہت وسیع پیمانے پر وقار عمل جو خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام ہوتے تھے ان میں شامل ہونا یاد ہے۔ ایک وقار عمل محلہ دارالانوار میں حاجی خان صاحب کی کوٹھی کے جنوبی جانب

سڑک ہوتی تھی وہاں پر ہوا تھا۔ مٹی کی کھدائی کے دوران دیمک کی ملکہ (یا Queen کہتے ہیں) بہت بڑی سائز کی وہ بھی نکلی تھی۔ اسی طرح محلہ دارالرحمت اور محلہ دارالعلوم کے درمیان والی سڑک پر ڈھاب کے ساتھ والے حصہ پر وقارِ عمل ہوئے۔ تعلیم الاسلام کالج سے متصل سوئمنگ پول کی کھدائی والے وقارِ عمل بھی خاکسار کو یاد ہیں۔

## بچپن میں کھیل کود

قادیان میں بچپن کی کھیلیں خاصی دلچسپ ہوتی تھیں کس نے ایجاد کیں؟ کس طرح شروع ہوئیں؟ پتہ نہیں۔ اطفال الاحمدیہ کے ماتحت معروف کھیلوں کے علاوہ اذان کا، اونچی آواز کا، نشانہ غلیل اور دوڑوں وغیرہ کے مقابلے ہوتے تھے۔ دوسری کھیلیں ان کے علاوہ ہیں۔ بعض کی تفصیل بیان کر دیتا ہوں۔

1. میرو ڈبہ
2. باڑی
3. کوکلہ چھپاکی
4. لُکن میٹی
5. ٹاپو (یہ لڑکیوں کی کھیل تھی)
6. پٹھو: مٹی کی چھوٹی بڑی ٹھیکریوں کو ایک دوسرے کے اوپر سائز کے مطابق رکھ کر ربڑ کے بال سے نشانہ لگا کر گراتے تھے۔
7. لٹو: لٹو، بازار سے ملتے تھے۔ اس کے نچلے حصے کے گرد پتلی رسی باندھ کر اس کو جھٹکے سے چھوڑتے تھے تو یہ دیر تک گھومتا رہتا تھا۔ اس کھیل کو پسند نہیں کیا جاتا تھا لیکن بہرحال بچے روکنے کے باوجود کھیلتے تھے۔
8. بنٹے: شیشے کی گولیوں سے کھیلتے تھے۔ زمین میں ایک سوراخ بنا دیا جاتا تھا اور انگلی اور انگوٹھے سے جس طرح کیرم میں Strike کرتے ہیں، شیشے کے بنٹے کو Strike کر کے اس سوراخ میں ڈالنا ہوتا تھا پھر جو بنٹا کوئی ڈال لیتا تھا وہ اس کا ہو جاتا تھا۔ اس کھیل کو بھی قادیان میں ناپسند کیا جاتا تھا بلکہ اس سے سختی سے روکا جاتا تھا۔ بھائی جان کا بنٹوں کا ایک اچھا بڑا ڈبہ ہوتا تھا جس کو والدہ صاحبہ نے زیر زمین دبا دیا تھا۔

9. بیت بازی: بیت بازی کے مقابلے اطفال کی سطح پر ہوتے تھے۔ گھروں میں بھی بہن بھائیوں کے درمیان ہوتے تھے۔
10. قادیان کے لوگ گرمیوں میں ایک سے زیادہ دفعہ نہر پر ٹرپ کے لیے جایا کرتے تھے۔ خاکسار بھی دو دفعہ گیا تھا۔ ایک دفعہ بڑے بھائی جان کے ساتھ ریل کے پل کے پاس نہر پر قیام کیا تھا اور ایک دفعہ تتلے والے پل کے قریب قیام کیا تھا۔ دوسری دفعہ میرا چھوٹا بھائی عزیزم سعید اللہ بھی ساتھ تھا۔ ڈوبنے سے بمشکل بچے تھے۔ گھر بھی غالباً بتا کر نہیں آئے تھے۔ ایسے گروپوں میں ہم بالعموم نہیں جاتے تھے کیونکہ گھر میں کوئی بڑا امرد نہیں تھا۔
11. قادیان میں دعوت الی اللہ منانے کا بڑا رواج تھا۔ سال میں کم از کم ایک دفعہ دن بھر لوگ بھاری تعداد میں دعوت الی اللہ کے لیے ارد گرد کے دیہات میں نکل جاتے تھے۔
12. غلیل اور غلّوں کے ساتھ شکار کے لیے جانے کا بھی دستور عام تھا۔ بڑے بھائی جان بھی غلیل کے ساتھ شکار کر کے لایا کرتے تھے۔

ہمارے گھر کے سامنے سکول کی گراؤنڈ تھی وہاں میچ دیکھنے اور کھیلنے کا موقع ملتا تھا۔

## وقف زندگی

1946ء میں حضرت مصلح موعود نوراللہ مرقدہ نے وقف کی تحریک کی تھی۔ اس وقت میں ساتویں کلاس میں تھا۔ سکول کی کلاسز میں وقف کے فارم دیئے گئے تھے کہ جو پُر کرنا چاہے کر دے، اس وقت میں نے وقف زندگی کا فارم پُر کیا تھا۔

## ہائی سکول میں تعلیم جاری رکھنا

1947ء میں جب خاکسار نے آٹھویں پاس کی، اس زمانہ میں آٹھویں کے بعد مدرسہ احمدیہ میں داخلہ ہوتا تھا۔ چنانچہ میری والدہ محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ مرحومہ مجھے ساتھ لے کر حضرت مصلح موعود نوراللہ مرقدہ کے گھر گئیں اور مجھے حضور کی خدمت میں پیش کیا اور میری آئندہ تعلیم کے متعلق دریافت کیا۔ حضور نے فرمایا کہ سکول میں ہی تعلیم جاری رکھے۔

چنانچہ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں خاکسار کی تعلیم ہائی سکول میں ہی جاری رہی۔

# ہجرت اور ریاست بہاولپور میں قیام کا زمانہ

## تقسیم ہند اور قادیان سے ہجرت

1947ء میں انگریزوں سے آزادی کی جدوجہد اپنی انتہا کو پہنچی۔ دو ریاستیں ہندوستان اور پاکستان قائم کرنے کا فیصلہ ہوا۔ غالب امید تھی کہ ضلع گورداسپور پاکستان میں شامل ہو گا اور قادیان بھی پاکستان کا حصہ بنے گا لیکن ضلع گورداسپور ہندوستان کو دے دیا گیا۔ جس دن اس فیصلہ کا اعلان ہوا، اس دن جس قدر اداسی قادیان میں تھی ایسی اُداسی کبھی پہلے نہ دیکھی تھی۔ گو میری عمر اس وقت 13 سال کی تھی لیکن سخت اداسی تھی کہ یہ کیا ہوا؟

ہندو مسلم اور سکھ مسلم فسادات جو ایک عرصہ سے چل رہے تھے وہ بہت شدت اختیار کر گئے۔ ساری بات کا خلاصہ یہ تھا کہ مسلمانوں نے اپنا الگ وطن لیا ہے تو پھر ہندوستان کو چھوڑ دیں اور پاکستان میں جا کر آباد ہوں۔ چونکہ مسلمانوں کی بہت بڑی آبادی صوبہ پنجاب کے اس حصہ میں تھی جو بھارت کا حصہ بنا اس لیے یہاں فسادات بہت شدید تھے۔ سکھوں اور ہندوؤں کے مسلح جتھے مسلمان دیہات پر انڈین ملٹری کی مدد سے حملہ کرتے تھے، مال لوٹتے تھے، قتل کرتے تھے، عورتوں کو اغوا کرتے تھے اور بچے کھچے مسلمانوں کو پناہ گزین کیمپوں میں منتقل کر دیتے تھے۔ جب کسی کیمپ میں خاصی تعداد ہو جاتی تھی یعنی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی تھی تو پھر ان کو پیدل قافلوں کی صورت میں ہندوستان کی فوج کی نگرانی میں پاکستان روانہ کر دیا جاتا تھا۔ راستہ میں ان پیدل قافلوں پر پھر حملے ہوتے تھے، لوٹ اور قتل و غارت اور اغوا ہوتا تھا اور جو بچتے تھے وہ پاکستان پہنچتے تھے۔ آہستہ آہستہ مشرقی پنجاب تقریباً مسلمانوں سے خالی ہو گیا۔ جماعت احمدیہ قادیان کو ہرگز نہیں چھوڑنا چاہتی تھی لیکن قادیان پر بھی حملوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آخر کار یہی فیصلہ ہوا کہ ہجرت ناگزیر ہے اس لیے قادیان سے آبادی کا انخلا شروع ہوا۔ بعض لوگ پرائیویٹ انتظامات کے تحت جانا شروع ہوئے۔ مثلاً جن کے عزیز اور رشتہ دار فوج میں تھے وہ ملٹری ٹرک لے کر آجاتے تھے اور اپنے عزیزوں، رشتہ داروں کو لے جاتے تھے۔ ہم نے بھی ایک دفعہ بعض واسطوں سے پاکستان جانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔

اس وقت قادیان میں والدہ صاحبہ، ہمشیرہ مکرمہ منور سلطانہ صاحبہ، ہمشیرہ مکرمہ رضیہ سلطانہ صاحبہ، ہمشیرہ مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ، خاکسار، میرے چھوٹے بھائی عزیزم سعید اللہ (عمر 11 سال) اور عزیزم عبد الباسط (عمر 7 سال) تھے۔ مردوں میں سب سے بڑا میں تھا (میری عمر اس وقت 13 سال تھی) ہمشیرہ امۃ الرؤف صاحبہ ان کی بیٹی نعیمہ اور ان کا بیٹا نفیس (وہ موجودہ بیٹے محمد نفیس صاحب سے بڑا تھا) محلہ دارالعلوم میں رہ رہے تھے اور ان کے پاس ان کے سسرال دیال گڑھ سے ان کے خسر حضرت چوہدری حکم دین صاحبؓ اوران کے جیٹھ غلام فرید صاحب، ان کی بیوی اور ان کے مرحوم بھائی محمد شریف صاحب کی بیٹیاں وغیرہ مقیم تھے۔

محلہ دارالفضل میں مکرم ماسٹر غلام رسول صاحب ہمارے قریب رہتے تھے اور ان کے والد صاحب مرحوم سے ہمارے مراسم تھے وہ ان ایام میں ہمارا بہت خیال رکھتے تھے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اکتوبر 1947ء کے شروع میں غالباً 3-اکتوبر کو قادیان پر بڑا حملہ ہوا۔ ساری رات برین گن کی فائرنگ ہوتی رہی۔ ہم سب گھر میں ڈرے ہوئے تھے۔ قادیان کے پاس ایک گاؤں ونجواں تھا وہاں کی ایک واقف فیملی ہمارے گھر ٹھہری ہوئی تھی۔ کسی کو کچھ سمجھ نہ آتا تھا کہ کیا ہونا ہے اور کرنا کیا ہے۔

اگلا دن گھر چھوڑنے کا دن تھا ہم اپنے گھر میں بے خبر بیٹھے تھے، دوپہر کو مکرم ماسٹر غلام رسول صاحب تشریف لائے کہ سارا محلہ خالی ہو چکا ہے، سکھ محلے میں آ گئے ہیں فوراً بورڈنگ ہاؤس تعلیم الاسلام ہائی سکول چلیں۔ ہمارے گھر اور بورڈنگ کے درمیان بس فٹ بال کی ایک گراؤنڈ ہی حائل تھی، اس کو پار کیا اور بورڈنگ ہاؤس پہنچ گئے جو عورتوں اور بچوں سے بھرا پڑا تھا۔ ہم بھی بورڈنگ کے مین گیٹ کے شمال کی طرف جو پہلا بڑا کمرہ ہے اس میں جا کر فرش پر ایک چادر بچھا کر بیٹھ گئے اور وہاں قیام کے جو چند دن تھے وہ اسی کمرہ میں اسی چادر پر گزارے۔ اس کمرے کی کھڑکیاں مشرق کی طرف کھلتی تھیں اور ہمارا گھر اور اس کے درخت وہاں سے نظر آتے تھے اور میری بہنیں گھر کو دیکھ دیکھ کر روتی تھیں۔ ہم گھر کے سامنے بے گھر بیٹھے تھے۔

کافی دنوں سے شہر کی بجلی بند تھی۔ قادیان میں احمدیوں کے گھروں میں گندم کی کمی نہ تھی لیکن بجلی بند ہونے کی وجہ سے آٹے کی چکّیاں بند تھیں اور آٹا میسر نہیں تھا جس کی وجہ سے سخت دقت

تھی۔ مجھے یاد ہے کہ ہم خالہ محمد بی بی صاحبہ اہلیہ لیفٹیننٹ نذر محمد صاحب کے گھر جایا کرتے تھے اُن کے گھر ہاتھ سے چلانے والی بڑی چکّی تھی، اس پر آٹا پیس کر لاتے تھے۔ ہاتھ سے چلانے والی چکّی سے آٹا پیسنا بہت مشقت کا کام ہے اور جن گھروں میں یہ چکّیاں تھیں اُن پر آٹا پیسنے کی باری مشکل سے آتی تھی۔ مجھے یاد ہے جب ہم نے گھر چھوڑا تو ہمارے گھر میں گندم کی کچھ بوریاں موجود تھیں۔ ڈبے میں ایک سیر یا دو سیر سے زیادہ آٹا نہیں تھا۔ مجھے یاد پڑتا ہے مکرم نور الٰہی صاحب کے گھر بھی چکّی تھی اور بعض دفعہ ہم وہاں جا کر آٹا پیس کر لاتے تھے۔ میں اکثر ایسے موقع پر والدہ صاحبہ کے ساتھ جایا کرتا تھا۔

بورڈنگ ہاؤس تحریک جدید میں بھی یہی صورتحال تھی۔ بورڈنگ ہاؤس والوں نے سال کی ضرورت کے لیے گندم خرید کر رکھی ہوئی تھی، وہی دیگوں میں اُبال اُبال کر اور نمک ڈال کر سب کو کھانے کے لیے دی جاتی تھی۔

بورڈنگ ہاؤس میں صفائی ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔ بورڈنگ کے بیوت الخلا عورتوں اور بچوں کے لیے مخصوص تھے لیکن گند کو تلف بھی کرنا تھا جس کے لئے بورڈنگ کے احاطہ سے خطرہ کی وجہ سے باہر نکلنا مشکل تھا اس لیے بورڈنگ کے صحن کے وسط میں ایک کنواں تھا، اس کے گرد پختہ چبوترہ تھا۔ اس کے گرد اگرد گڑھے کھود کر گند کو دبایا جاتا تھا لیکن یہ گڑھے بھی متحمل نہ ہو سکے۔ اور گند ان سے باہر نکلنے لگا۔ جس پر مسلسل چونا ڈالتے رہتے تھے۔ مجھے یاد ہے محترم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب مرحوم اس وقت اس انتظام کی نگرانی کرتے تھے اور خود کدال سے گند کو سمیٹ رہے ہوتے تھے۔

انہی ایام میں والدہ صاحبہ کو بتائے بغیر (آٹے کی کمی کی شدّت کو محسوس کرتے ہوئے) ایک سکھ سپاہی کے ساتھ میں ایک اور احمدی لڑکے کے ساتھ اپنے گھر چلا گیا۔ پہلے دیوار پھاندی، اندر گیا تو یاد آیا کہ کمرے کی چابی تو میرے پاس ہے نہیں۔ چنانچہ کمرے کا تالا توڑا اور جو تھوڑا سا آٹا گھر میں موجود تھا وہ لے آیا۔

بورڈنگ کے اندر بھی بعض لوگ موقع پا کر ہاتھ سے چلنے والی اپنی چکّیاں اٹھا لائے تھے اور وہاں آٹا پیس کر گزارا کر رہے تھے۔

اگست 1947ء کے آخر میں جماعت کے مشورہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ قادیان سے لاہور تشریف لے آئے تھے اور جب حضور خیریت سے لاہور پہنچ گئے تو مغرب کی نماز کے بعد حضور کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا کہ کیوں حضور کا قادیان چھوڑنا ضروری تھا؟

لاہور جا کر حضور نے جب دیکھا کہ قادیان کی آبادی کا انخلا ناگزیر ہو گیا ہے تو آپ نے بڑی بھاری تعداد میں ٹرکوں کا انتظام کیا اور حفاظت کے انتظامات کئے۔ ٹرکوں کے قافلے قادیان آنا شروع ہوئے۔ انہی دنوں میں (غالباً 6-اکتوبر کی تاریخ تھی) ہم بھی ایک قافلے میں جس کا جماعت نے انتظام کیا تھا قادیان سے لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔ قافلہ کافی سفر کر چکا تھا (مجھے یاد نہیں کہاں تک پہنچے تھے) تو قافلہ کو روک لیا گیا۔ (مجھے معلوم نہیں کیوں روکا گیا تھا لیکن امکان یہی ہے کہ ہندوستانی حکام نے روکا ہو گا) اور قافلہ قادیان کی طرف واپس چل پڑا، رات ہو گئی تھی، قافلہ کو قادیان کے باہر ریلوے لائن کے ساتھ شمال کی طرف روک دیا گیا (غالباً یہ بٹراں کو جانے والی سڑک تھی) رات وہیں گزاری۔ غالباً رات کسی نے کھانا بھی نہیں کھایا۔ صبح دن چڑھا تو قادیان سے لنگر والوں نے ناشتہ بھجوایا جس میں گھی والی روٹی بھی تھی۔ یہ ناشتہ ضرورت سے کم تھا مجھے یاد ہے ہماری بہنوں نے اپنے حصہ کا ناشتہ ہم تینوں چھوٹے بھائیوں کو دے دیا تھا۔ اس قافلہ کے ساتھ بعض سائیکل سوار احمدی نوجوان بھی تھے۔ بہر حال دوسرے دن قافلہ دوبارہ روانہ ہوا راستہ میں تباہی اور بربادی کے آثار نمایاں تھے۔ شام کو یہ قافلہ لاہور جودھامل بلڈنگ پہنچا۔ لاہور میں اس وقت جماعت کے پاس چار عمارات تھیں۔

رتن باغ میں حضور اور حضور کے خاندان کے افراد ٹھہرے ہوئے تھے۔ اسی عمارت کا بڑا کمرہ بطور مسجد استعمال ہو رہا تھا، جمعہ کی نماز اُس کے لان میں ادا کر لی جاتی تھی۔ رتن باغ کے ساتھ کے ایک حصہ میں ہی مغرب کی طرف لنگر خانہ تھا۔ رتن باغ کے شمال میں احاطہ کے اندر کچھ کوارٹر تھے ان میں جماعت کے کچھ کارکنان مقیم تھے۔ جودھامل بلڈنگ میں جماعت کے دفاتر اور ڈسپنسری تھی۔ جسونت بلڈنگ میں بھی فیملیز مقیم تھیں۔ چوتھی عمارت سیمنٹ بلڈنگ تھی جس میں اب مکرم انشاء اللہ خان صاحب کا مکان ہے اور ایک بنک ہے۔ یہاں ہمیں اور قادیان سے آنے والے دوسرے قافلوں کو ٹھہرایا گیا۔ لنگر سے خمیری روٹی ملتی تھی اور چاول بھی ملتے تھے لیکن ایک روٹی فی کس ملتی تھی۔

ان دنوں لاہور میں ہیضہ پھیلا ہوا تھا۔ ہماری بلڈنگز کے سامنے سے جنازے گزرتے رہتے تھے اور کلمہ شہادت کی آوازیں آتی رہتی تھیں۔ والدہ صاحبہ سخت گھبرائی ہوئی تھیں کہ یہاں سے ہمیں نکلنا چاہیے لیکن انتظار تھا کہ والد صاحب آجائیں یا بڑے بھائی آجائیں تو لے جائیں۔

جس وقت ہم نے قادیان چھوڑا اُس وقت والد صاحب ریاست بہاول پور میں ہیڈ ولہر بنگلہ کے مقام پر ملازم تھے اور فسادات کی وجہ سے ریل اور ڈاک کا نظام ختم ہو چکا تھا اور ہمارا ان سے کوئی رابطہ نہ تھا۔ وہ اپنی جگہ فکرمند تھے کہ بیوی بچے کس حال میں ہیں، زندہ بھی ہیں یا نہیں اور دعائیں کرنے میں مصروف تھے۔ والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مسلسل مجھے یہ الہام ہوتا رہتا تھا کہ نُمَنِّعُکُمْ (یعنی ہم تم کو بچالیں گے) اور ایسے لگتا تھا جیسے ریڈیو لگا ہوا ہے اور مسلسل یہ آواز آرہی ہے کہ نُمَنِّعُکُمْ!

بڑے بھائی (عبدالغنی صاحب) کا ہمیں علم نہ تھا کہ کہاں ہیں۔ یہ خیال تھا کہ جہاں بھی ہیں ان کو بالآخر پاکستان نیوی میں شامل ہونے کے لیے کراچی آنا چاہیے۔

ہمشیرہ امۃ الرؤف صاحبہ کے خاوند مولوی محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی لکھنؤ میں بطور مربی متعین تھے اور اُن سے بھی ہمشیرہ کا یا ہمارا کوئی رابطہ نہ تھا اور لکھنؤ سخت فساد زدہ علاقہ تھا اور مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا۔

ہماری بڑی بہن خدیجہ بیگم صاحبہ، ان کے خاوند ملک دوست محمد صاحب اور اُن کے بچے منچین آباد (ضلع بہاولنگر ریاست بہاولپور) میں تھے۔

ہماری ہمشیرہ امۃ الرؤف صاحبہ کو جہاں تک مجھے یاد ہے ہمارے قافلے میں جگہ نہیں ملی تھی اور وہ دوسرے قافلے میں اگلے دن اپنے سسر چودھری حکم دین صاحب، جیٹھ غلام فرید صاحب اور سسرال کے دوسرے افراد کے ساتھ لاہور جودھامل بلڈنگ پہنچیں۔ ان کے سسر راستہ میں بس یا ٹرک سے گر گئے تھے اور ان کو سخت چوٹیں آئی تھیں۔

مکرم چودھری غلام فرید صاحب اپنی اہلیہ اور اپنے والد صاحب کو لے کر مکرم قریشی محمد صادق صاحب کے ہاں دہلی دروازہ کی احمدیہ مسجد کے سامنے ان کے مکان میں فروکش ہوئے۔ مکرم قریشی محمد صادق صاحب، مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب دیال گڑھی کی اہلیہ اوّل کے والد تھے۔ مولوی صاحب کی اہلیہ اوّل سے دو بیٹیاں رفیقہ اور لئیقہ تھیں، دونوں اس سفر میں ہمشیرہ امۃ الرؤف صاحبہ کے ہمراہ تھیں اور ان کی اپنی بیٹی نعیمہ بھی ان کے ساتھ تھی۔

بورڈنگ ہاؤس تحریک جدید قادیان میں قیام کے دوران ہمشیرہ امۃ الرؤف صاحبہ کو یہ صدمہ پہنچا کہ ان کا بیٹا محمد نفیس (نعیمہ سے چھوٹا) جو کچھ عرصہ سے بیمار تھا وہ وفات پا گیا۔ بورڈنگ ہاؤس کے کچن کے پیچھے ایک چھوٹا سا صحن تھا جس کا ایک کونہ سید صادق علی صاحب کے مکان کے شمال مشرقی کونہ کے سامنے تھا (درمیان میں گلی تھی)۔ بورڈنگ ہاؤس میں قیام کے دوران جو لوگ فوت ہوئے ان کو اس احاطہ کی شمالی دیوار کے ساتھ دو قطاروں میں دفن کیا گیا، یہ بچہ بھی وہیں دفن کیا گیا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 1991ء میں خاکسار جب قادیان گیا تو دیکھا یہ قبریں معدوم ہو چکی تھیں۔

تقسیم ملک کے واقعات کو ختم کرنے سے پہلے ایک بات بیان کرنا ضروری ہے جو اس وقت ہم بچوں کی دلچسپی کا باعث تھی، وہ یہ کہ ہنگامی حالات کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جماعت نے دو چھوٹے جہاز خریدے تھے جو غالباً دو سیٹوں والے تھے اور ان میں کچھ سامان بھی رکھا جا سکتا تھا۔ یہ ہوائی جہاز دارالانوار کی سڑک کو (جو شرقاً غرباً ہے) بطور رن وے استعمال کرتے تھے۔ خدام الاحمدیہ کے دفتر کے ساتھ جانب شرق اس وقت خالی جگہ تھی یہ جہاز وہاں کھڑے ہوتے تھے۔ ہم بچے اکثر Take off اور Landing کا نظارہ کرنے کے لیے وہاں چلے جاتے تھے۔ اس وقت تو معلوم نہیں تھا کہ یہ جہاز کیا اہم فریضہ ادا کر رہے ہیں بعد میں معلوم ہوا کہ ان کی مدد سے جماعت کا قیمتی ریکارڈ وغیرہ پاکستان منتقل کرنے کا کام لیا گیا اور غالباً جماعت کا خزانہ بھی ان جہازوں نے ہی بحفاظت پاکستان منتقل کیا تھا۔ ایک عرصہ تک یہ جہاز قادیان میں اترتے رہے پھر ان کا اُترنا ممکن اور محفوظ نہ رہا بلکہ جب آتے تھے تو ان پر نیچے سے فائرنگ بھی ہوتی تھی اس لیے جن ایام میں ہم بورڈنگ میں مقیم تھے اس سے کچھ پہلے سے یہ قادیان کا چکر ضرور لگاتے تھے اور ہوائی جائزہ لے کر چلے جاتے تھے اور لاہور سے ڈاک بھی لاتے تھے جو مناسب جگہ پر پھینک جاتے تھے وغیرہ۔

## منٹگمری آباد میں قیام

ہمارے لاہور پہنچنے کے بعد بھائی جان (عبدالغنی صاحب) لاہور پہنچ گئے اور ہمیں لے کر بڑی ہمشیرہ خدیجہ بیگم صاحبہ اور ملک دوست محمد صاحب کے پاس منٹگمری آباد گئے اور ان کے پاس

فروکش ہوئے، اس رات والد صاحب بھی ہماری تلاش میں لاہور گئے۔ ان کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہم بذریعہ ریل روانہ ہو چکے تھے۔ چنانچہ والد صاحب ہمارے پیچھے منچن آباد آ گئے اور وہاں پہنچ کر بڑے بھائی صاحب سے کسی قدر ناراض ہوئے کہ مجھے باخبر کیوں نہیں رکھا۔ دراصل یہ اطمینان اور خوشی کی ناراضگی تھی۔ جب ہم لاہور سے روانہ ہوئے تو یہ غالباً اکتوبر کی 16 تاریخ تھی ایک مال گاڑی تھی جس کے ساتھ کچھ سواری کے ڈبے لگے ہوئے تھے ہم اس پر گئے تھے۔ چنانچہ ہم منچن آباد رہنے لگے۔ والد صاحب جس جگہ ملازم تھے (یعنی ہیڈ ولہر بنگلہ پر) وہاں فیملی کا رہنا ممکن نہ تھا اس لیے والد صاحب نے کسی مناسب جگہ اپنے تبادلہ کی کوشش شروع کر دی جہاں بچوں کی تعلیم بھی ہو سکے۔ چنانچہ آپ کا تبادلہ قاضی والا بنگلہ ہو گیا۔ یہ بنگلہ نہر 3R پر ہے (یہ نہر ہاکڑا سے گلاب علی کے مقام سے نکلتی ہے) بہاول نگر سے ہارون آباد جاتے ہوئے ہارون آباد سے پہلے ایک ریلوے سٹیشن کھاٹاں آتا ہے۔ اس سٹیشن پر اتریں تو قاضی والا یہاں سے قریباً ایک میل یا ڈیڑھ میل ہے۔

## قاضی والا میں قیام

والد صاحب کا تبادلہ قاضی والا ہو گیا اور ہمارے بہنوئی ملک دوست محمد صاحب کا تبادلہ منچن آباد سے بہاول نگر ہو گیا اور ہم سب بھی ان کے پاس بہاول نگر آ گئے۔ جب والد صاحب قاضی والا منتقل ہو گئے تو ہمیں بہاول نگر سے قاضی والا لے گئے۔ مجھے یاد ہے سردی کا موسم آ چکا تھا اور والد صاحب کے علاوہ ہم 9-افراد تھے، یعنی کل 10-افراد تھے۔ بستروں کا کوئی بندوبست نہ تھا اور ایک ہی بڑا سا لحاف تیار کروالیا گیا تھا جس کے نیچے پہلی سردیاں سب فرش پر معمولی بچھونا بچھا کر سوتے رہے۔ کوئی اور سامان نہ تھا۔ بس والد صاحب کی چارپائی، ان کا بستر اور ان کے ذاتی استعمال کے برتن، جن میں ایک گلاس، ایک دیگچی اور ایک یا دو پلیٹس اور توا وغیرہ تھے۔ گھر کا انتظام اسی سامان سے شروع ہوا۔ قاضی والا میں جو کوارٹر ملا اس کے ایک کمرہ میں تار گھر تھا۔ والد صاحب کی چارپائی مع بستر وہاں ہوتی تھی اور وہ وہیں سوتے تھے۔ ایک بڑا کمرہ تھا، اس میں ہم سب سوتے تھے۔ اس کے علاوہ بڑے کمرے کے سامنے برآمدہ تھا اور اس کے ساتھ کچن تھا۔

بنگلہ میں دورہ پر آنے والے افسران کے لیے ایک ریسٹ ہاؤس تھا جو افسران کے آنے پر کھلتا تھا۔ ایک سگنیلر کا کوارٹر تھا، ایک مالی کا کوارٹر تھا اور ایک بیلدار یا بیلداروں کے میٹ کا کوارٹر

تھا۔ ایک عمارت دورہ پر آنے والے افسران کے سٹاف کی رہائش کے لیے اور دفتر کے لیے تھی۔ بنگلہ میں کچھ پھل دار اور سایہ دار درخت بھی تھے۔ پھل دار درختوں میں آم اور لیموں کے درخت نمایاں تھے۔ اس کے علاوہ مالی سبزیاں کاشت کرتا تھا اور مہینہ میں ایک دو دفعہ ڈالیاں بنا کر بہاول نگر جا کر بڑے افسروں کو دے آتا تھا۔

بنگلہ کے مغرب کی طرف نہر تھی اور تین طرف زرعی زمینیں تھیں۔ بنگلہ کے شمال کی طرف دو چک تھے جن میں سے ایک نعیم جان پٹھان کا چک تھا اور جنوب کی طرف غالباً 20 چک تھا جس میں ہندوستان سے مہاجر آ کر آباد ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک فیملی کا ہمارے گھر آنا جانا تھا۔

ہندوؤں کے چھوڑے ہوئے سامان میں سے والد صاحب نے بصد مشکل ہارون آباد سے کچھ سامان حاصل کیا جس میں چارپائیاں اور برتن شامل تھے۔

## انٹر کالج بہاولنگر میں داخلہ

مجھے والدین نے بہاولنگر میں بڑی ہمشیرہ خدیجہ بیگم صاحبہ کے پاس چھوڑ دیا۔ میں وہاں بہاول انٹر کالج بہاول نگر میں داخل ہو گیا۔ اس کالج میں صرف نویں، دسویں، گیارہویں اور بارہویں کی کلاسیں تھیں۔ سکول کی دو کلاسوں اور کالج کی دو کلاسوں کا اچھا امتزاج تھا اور کالج سیکشن کا سکول سیکشن کے طلبا پر تعلیمی لحاظ سے اور ماحول کے لحاظ سے ایک خوشگوار اثر تھا۔ کم و بیش وہی اساتذہ سکول اور کالج کی کلاسز کو پڑھاتے تھے۔

کالج کے پرنسپل جی۔ ایم شاہ صاحب تھے جو ریاستی تھے۔ فزیکل ٹریننگ کے انسٹریکٹر بھی ریاستی تھے غالباً ان کا نام لطیف صاحب تھا۔ انگریزی کے استاد حمید بیگ صاحب، تاریخ کے استاد اشرف علی صاحب، حساب کے استاد شاہد علی صاحب یہ سب مہاجر تھے۔ انگریزی کے ایک عیسائی استاد بھی تھے جن کا نام سام نیلم تھا۔ حساب کے ایک مقامی استاد قاضی عبدالرحمٰن صاحب تھے جو سائنس بھی پڑھاتے تھے۔ دینیات اور عربی کے استاد مولوی عبدالرشید صاحب تھے۔ سب استاد بہت فرض شناس اور طلبا کے خیر خواہ اور مددگار تھے۔ فارسی زبان کے استاد محمد احمد صاحب تھے جن کو لڑکوں کی اخلاقی تربیت کا بہت خیال رہتا تھا۔

میرے داخل ہونے سے پہلے ایک احمدی طالب علم محمد رفیع اس کالج میں زیر تعلیم تھے۔ سکول میں ایک مسجد تھی۔ باقی لڑکے تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے لیکن ہم دونوں الگ الگ اپنی نماز پڑھتے تھے۔

اس زمانہ میں پلاسٹک کے سیلولائڈ کے جیومیٹری بکس کے اوزار ہوتے تھے جو قیمتی بھی تھے اور خوبصورت بھی تھے۔ مکرم قاضی عبدالرحمٰن صاحب نے وعدہ کیا کہ جو طالب علم سائنس میں اوّل آئے گا اس کو وہ سیلولائڈ کے اوزاروں والا بکس انعام دیں گے۔ چنانچہ خاکسار نویں جماعت میں سے سائنس میں اوّل آگیا مگر ان کو حوصلہ نہ پڑا کہ وہ وعدہ والا انعام مجھے دیں اور ایک طالب علم بشیر احمد جو دوم تھا اس کو دے دیا۔ ایک مجلس میں انہوں نے اس کی وجہ بھی بتائی کہ یہ اور محمد رفیع ہم سے الگ نماز پڑھتے ہیں۔

بہرحال 48-1947ء میں ایک سال بہاول انٹر کالج میں تعلیم حاصل کی اور یہاں سے نویں جماعت پاس کی۔ بہاول نگر قیام کے دوران ایک دکھ والا واقعہ یہ ہوا کہ ہماری ہمشیرہ خدیجہ بیگم صاحبہ کا ایک بیٹا ہمارے پاکستان سے آنے کے بعد پیدا ہوا تھا جس کا نام محمد اسلم تھا۔ ماشاء اللہ بڑا صحت مند تھا۔ میرے ساتھ بہت مانوس تھا وہ اچانک بیمار ہوا اور 1948ء میں اس کی وفات ہوگئی۔ بہاول نگر کے احمدیہ قبرستان میں تدفین ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

میں تو بہاول نگر پڑھ رہا تھا چھوٹے بھائیوں کی تعلیم کی یہ صورت پیدا ہوئی کہ قاضی والا سے دو میل کے فاصلہ پر ایک پٹھان قلی خان تھے ان کا چک تھا جس کا نام کوٹ قلی خان تھا۔ یہاں مڈل سکول تھا۔ عزیزم سعید اللہ اور عزیزم عبدالباسط کو یہاں داخل کروایا گیا۔ بالکل دیہاتی ماحول کا سکول تھا جس کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صبح اسمبلی میں جو دعائیہ نظم پڑھی جاتی تھی اس کا ایک مصرعہ یہ تھا۔ ”اُڈ جا بھولیا پنچھیا تنوں ربّ دی آس“

## ہارون آباد میں قیام

1948ء میں مَیں نے بہاول انٹر کالج بہاول نگر سے نویں پاس کی اور دسویں میں ہوگیا۔ اس دوران والد صاحب نے کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور ان کا تبادلہ ہارون آباد (ضلع بہاول نگر) ہوگیا جہاں ہائی سکول تھا۔ وہاں میں بھی پڑھ سکتا تھا اور چھوٹے بھائی بھی۔ گرمیوں کی چھٹیاں

تھیں جب تبادلہ ہوا۔ ہارون آباد کے پاس کے کسی چک کے ایک احمدی دوست محمد دین صاحب تھے وہ اپنا گڈا قاضی والا لے آئے اور ہمارا سامان لاد کر ہارون آباد کینال کالونی میں ہمارے کوارٹر پر پہنچا دیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

قاضی والا سے ہارون آباد قریباً چار میل تھا، یہی قریبی شہر تھا۔ سودا سلف کے لانے کے لئے قاضی والا سے ہارون آباد جاتے تھے۔ عام طور پر والد صاحب ساتھ ہوتے تھے اور جو سودا سلف خریدتے تھے وہ سب سروں پر اٹھا کر ہارون آباد سے قاضی والا لاتے تھے۔ والد صاحب تو اس قسم کی سخت زندگی کے عادی تھے لیکن ہمیں اس کا تجربہ نہ تھا۔ ہارون آباد سے قاضی والا آدھا راستہ یعنی ہارون آباد سے نہر 3R کے موڑ تک بالکل بغیر سایہ کے تھا۔ نہر کے ساتھ ساتھ قاضی والا تک راستہ سایہ دار تھا۔ گرمیوں میں بغیر سایہ والا حصہ سامان اٹھا کر طے کرنا بڑا مشکل تھا۔ اس زمانہ میں تو سڑک کچی تھی مگر اب پکی ہو چکی ہے۔ بعض دفعہ راستہ میں والد صاحب کا کوئی واقف اونٹ والا مل جاتا تو ہم اونٹ پر سوار ہو کر کچھ سفر طے کر لیتے تھے۔ اونٹ کی سواری کوئی آرام دہ سواری نہیں تاہم صحرا میں بڑی غنیمت ہوتی ہے۔

قاضی والا سے ہم ہارون آباد کینال کالونی میں شفٹ ہو گئے۔ ہارون آباد شہر سے کینال کالونی قریباً ایک میل کے فاصلہ پر نہر 4R کے دوسرے کنارے پر واقع ہے۔ یہاں کے کچھ واقعات بیان کرنا دلچسپ ہو گا۔

کینال کالونی میں سگنیلر کے علاوہ اوورسیئر، ضلع دار، ضلع دار کے منشی اور مالی کے کوارٹر تھے۔ برق اندازوں (خزانہ کی حفاظت کرنے والے) کے ذریعہ نہر کے محکمہ کے ملازموں کو ایک ایک بنگلہ پر جا کر تنخواہیں ادا کرنے کا نظام تھا۔ خزانہ اونٹ پر رکھ کر لے جایا جاتا تھا اور برق انداز اُس کی حفاظت کرتے تھے، ان کے رہنے کے لیے بھی کچھ کمرے بنے ہوئے تھے۔ دورہ پر آنے والے افسران کے لیے ایک ریسٹ ہاؤس سا بنا ہوا تھا اور افسران کے عملہ کی رہائش کے لئے بھی ایک مہمان خانہ بنا ہوا تھا۔ کینال کالونی کے درمیان نماز پڑھنے کے لیے ایک پختہ تھڑا بنا ہوا تھا۔ جب ہم وہاں گئے تو وہ تھڑا خالی رہتا تھا اور کوئی وہاں نماز نہیں پڑھتا تھا۔ ایک دن والد صاحب نے ہم بھائیوں کو کہا کہ یہاں اذان دیں۔ چنانچہ اذان دی اور نماز باجماعت ادا کی اور یہ سلسلہ پانچ وقت کا ہو گیا۔ ابھی ہمیں نماز پڑھتے چند دن ہوئے تھے کہ کالونی کے غیر احمدی عملہ نے وہاں نماز پڑھنی

شروع کر دی جس پر ہم نے وہاں نماز پڑھنی چھوڑ دی اور گھر میں باجماعت نماز کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ وہاں اس وقت ضلع دار احمدی تھے ان کا نام محمد نذیر صاحب فاروقی تھا۔ (ربوہ میں جو حکیم محمد اسلم صاحب فاروقی مرحوم ہوتے تھے یہ ان کے رشتہ دار تھے) ریٹائرڈ ہونے کے بعد ربوہ میں انجمن کے دفاتر میں انچارج رشتہ ناطہ کے طور پر بھی کام کرتے رہے اب وفات پا چکے ہیں۔ ان کا کوارٹر بڑا تھا اور کھلا تھا، جمعہ کی نماز ان کے گھر ہوتی تھی۔ خطبہ جمعہ عام طور پر والد صاحب دیا کرتے تھے۔

ہارون آباد قیام کے دوران والد صاحب ایک دفعہ لاہور میں پنشن کے سلسلہ میں گئے تو پیچھے ایک ماہ کے لیے ایک نوجوان ان کے قائم مقام سگنیلر مقرر ہوئے۔ ان سے میں نے سگنیلر کا کام سیکھ لیا اور پھر اس میں کافی مہارت حاصل کرلی اور ایسا ہونے لگا کہ والد صاحب کا تاریں دینے اور تاریں وصول کرنے کا کام میں بآسانی کرلیتا تھا۔ جب میں وہاں جاتا تھا تو والد صاحب کم و بیش اپنا سارا وقت دعوت الی اللہ میں صرف کرتے تھے۔ خصوصاً جب کالج کے زمانہ میں تعطیلات میں مَیں گھر آتا تھا تو والد صاحب تاریں دینے اور وصول کرنے کے کام سے قریباً فارغ ہوتے تھے بلکہ ایک دفعہ چیف انجینئر ایس۔ ای، ایکسین اور ان کے ماتحت کافی بڑا عملہ دورہ پر آیا ہوا تھا اور ساری ریاست بہاول پور کے نہری نظام کی ساری اطلاعیں اور پیغامات وہاں آتے تھے۔ یہ سارا کام میں کر دیتا تھا اور والد صاحب دورہ پر آئے ہوئے عملہ کو دعوت الی اللہ میں زیادہ وقت گزارتے تھے۔ ایک دفعہ والد صاحب کی انگلیوں پر چھالے نکل آئے اور کافی عرصہ یہ تکلیف رہی جس کی وجہ سے نہ تار دے سکتے تھے اور نہ آنے والی تار لکھ سکتے تھے لہٰذا سارا کام ان دنوں میں مَیں ہی کرتا رہا۔

ہارون آباد میں آئے ہوئے ابھی ہمیں چند دن ہی ہوئے تھے کہ گھر والوں نے مجھے کالونی سے شہر سودا لینے کے لیے بھیجا۔ جب سودا لے کر گھر واپس آرہا تھا تو بارش شروع ہو گئی۔ (غالباً جولائی یا اگست 48ء تھا) قریب ہی گورنمنٹ ہائی سکول تھا (جس میں چھٹیوں کے بعد داخل ہونا تھا) بارش سے بچنے کے لیے میں سکول کے برآمدہ میں چلا گیا۔ ابھی داخل ہی ہوا تھا کہ دیکھا کہ وہاں دو لڑکے بیٹھے ہیں۔ ایک لڑکے نے جاتے ہی مجھے زور سے تھپڑ مار دیا اور کہا کہ ”چل مرزائیا ایتھوں نکل جا“ (او مرزائی یہاں سے نکل جاؤ!) چنانچہ میں بارش میں ہی گھر چلا گیا جو وہاں سے قریباً ایک میل تھا۔ اس تھپڑ کا اجر اللہ تعالیٰ نے اس شکل میں بھی دیا کہ میں سکول میں داخل ہوا پھر میٹرک

کے امتحان میں سکول میں اوّل آیا اور وہاں سے آنے والے مجھے بتایا کرتے تھے کہ میرا نام وہاں سکول کے آنرز بورڈ پر لکھا ہوا ہے۔ جس لڑکے نے مجھے تھپڑ مارا تھا وہ بھی سکول کا طالب علم تھا اس کا انجام یہ ہوا کہ وہ میٹرک نہ کر سکا۔ پہلے پان اور سگریٹ کی دکان کھولی پھر سٹیشنری کی معمولی دکان کھولی۔

مکرم محمد نذیر صاحب فاروقی کے بعد ایک صاحب محمد اسماعیل صاحب ان کی جگہ ضلع دار مقرر ہو کر آئے۔ وہ والد صاحب کے پاس اکثر آکر بیٹھا کرتے تھے اور والد صاحب ان کو دعوت الی اللہ کرتے تھے۔ ہمارے کوارٹر کے سامنے آم کا ایک درخت تھا اس کے نیچے چارپائیاں بچھی ہوتی تھیں اور وہیں تبلیغی گفتگو کی مجلس ہوتی تھی۔ محمد اسماعیل صاحب والد صاحب کی باتیں توجہ سے سنتے تھے لیکن اس بات کی کبھی کوئی علامت ظاہر نہ ہوئی کہ انہوں نے کوئی اثر قبول کیا ہو۔ ان کا ایک لڑکا تھا جس کا نام منیر احمد تھا۔ ایک مرتبہ محمد اسماعیل صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب براہین احمدیہ پڑھنے کے لیے لے گئے۔ جب کتاب واپس آئی تو میں نے دیکھا کہ کتاب کے حاشیہ پر جگہ جگہ ناپسندیدہ الفاظ اور فقرے لکھے ہوئے تھے لیکن جس بات پر مجھے تعجب ہوا وہ یہ تھی کہ والد صاحب کی طبیعت ایسی باتوں کو برداشت کرنے والی نہ تھی مگر ان کی طرف سے کوئی ردِّ عمل ظاہر نہ ہوا۔ منیر احمد نے میٹرک کا امتحان دیا ہوا تھا جب نتیجہ نکلا تو وہ فیل تھا۔ اس وقت والد صاحب نے فرمایا کہ مجھے پہلے ہی علم تھا کہ اس نے پاس نہیں ہونا کیونکہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب پر نازیبا فقرے لکھے تھے۔

ہارون آباد میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو ہمارے لیے نیا تھا۔ ریاست میں بالعموم خاص طور پر ریلوے لائن کی جنوبی طرف زیر زمین پانی کڑوا تھا اور لوگ پینے کے لئے نہر کا پانی استعمال کرتے تھے اور نہر کا پانی کچے یا پکے گڑھے میں سٹور کر لیتے تھے۔ اس کو ڈِگی کہتے تھے۔ ہارون آباد کینال کالونی میں بھی ایک پکی ڈِگی بنی ہوئی تھی کالونی والے وہاں سے پانی لیتے تھے۔ گرمیوں کے دن تھے، عشاء کی نماز کے بعد کا وقت تھا۔ والدین اور بہن بھائی سب کوارٹر کے اندر صحن میں سوئے ہوئے تھے اور میں کوارٹر سے باہر کھلی جگہ میں سویا ہوا تھا۔ والدہ صاحبہ نے والد صاحب سے کہا کہ گھڑے میں پانی نہیں ہے آپ ڈِگی سے پانی لا کر گھڑے میں ڈال دیں صبح تک ٹھنڈا ہو جائے گا۔ چنانچہ والد صاحب ڈِگی سے پانی لینے گئے تو ایک چپڑاسی وہاں اونچے اونچے (ڈھولے) گا رہا

تھا۔ والد صاحب نے آرام سے اس کو کہا کہ خاموش ہو جاؤ اور رات کے وقت لوگوں کو بے آرام نہ کرو۔ میں قریب ہی تھا اس سے زیادہ بات نہیں ہوئی اور وہاں کوئی اور شخص موجود نہ تھا۔

ان دنوں ایکسئین (ملک غلام محمد صاحب) قاضی والا میں دورہ پر آئے ہوئے تھے۔ اور SDO بھی وہاں تھا۔ صبح سویرے اچانک SDO صاحب ہارون آباد نہر کے بنگلہ پر پہنچ گئے اور بتایا کہ اُس چپڑاسی نے ایکسیئن کے پاس رپورٹ کی ہے کہ بابو محمد بخش صاحب نے رات میرا گلا گھونٹ کر قتل کرنے کی کوشش کی ہے لہٰذا انہیں پولیس میں دیا جائے۔ SDO نے والد صاحب کا بیان لیا اور اسی طرح عملہ کے دوسرے اراکین کے بیان لیے جو سب رات کو اپنے گھروں میں سوئے ہوئے تھے اور موقع پر موجود نہ تھے۔ ان سب نے والد صاحب کے خلاف بیان دے دیئے۔ جب SDO بیانات لے کر ایکسئین صاحب کے پاس گئے اور انہوں نے سب بیانات پڑھے تو انہوں نے بیانات میں بہت سے تضادات نوٹ کیے اور سب کاغذات پھاڑ کر پھینک دیئے کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ ہمارے لیے یہ عجیب پریشانی کا موقع تھا۔ ہمارا گھر ایک طرف اور باقی سب کالونی دوسری طرف تھی۔

ملک غلام محمد صاحب ایکسئین شریف النفس آدمی تھے اور بعض اوقات والد صاحب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب لے کر پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے والد صاحب کو کہا کہ کچھ مذہبی گفتگو کرنی ہے۔ والد صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے لیکن تھوڑی دیر کے لیے یہ بھول جائیں کہ آپ میرے افسر ہیں اور میں آپ کا ماتحت ہوں گفتگو آزادانہ ہوگی۔ جس کو انہوں نے تسلیم کیا۔

ہارون آباد شہر کے مشرقی کنارے پر سکول تھا۔ اس سے آگے ریت کے ٹیلے تھے جس کے آگے قبرستان اور پھر نہر تھی۔ ہم قادیان کے پروَردَہ تھے۔ جن بھوت کا کوئی ڈر نہ تھا۔ ایک دن رات ہوگئی اور شہر سے کینال کالونی ان ٹیلوں (ریت کے) کے راستہ آئے تو کالونی کے لوگ بہت حیران ہوئے کہ وہاں نو گزوں (9 گز لمبے انسان) کی قبریں ہیں۔ وہاں سے تو رات کو کوئی نہیں گزرتا۔ جس کو آنا ہوتا ہے وہ دوسرے راستہ سے آتا ہے۔

کالونی میں ہمارے گھر کے ساتھ کافی خالی جگہ تھی اور نہر کے پانی کا کالونی والوں کا موگا تھا۔ پانی کی کوئی کمی نہ تھی۔ والد صاحب کی زیرِ ہدایت ہم سب بھائیوں نے مل کر سبزیاں کاشت کی ہوئی

تھیں۔ کدو، کریلے، ٹماٹر، بھنڈی، تریں، خربوزے وغیرہ۔ ہماری ضرورت سے بہت زیادہ سبزی ہو جاتی تھی۔ دوسروں کو بانٹ دیتے تھے۔

ہمارے قاضی والا اور ہارون آباد قیام کے زمانہ میں ملکی حالات کا ایک اہم پہلو یہ تھا کہ پاکستان سے ہندو اور سکھ مکان، زمینیں، کارخانے اور دوسری جائیداد چھوڑ کر ہندوستان چلے گئے اور ہندوستان سے مسلمان مکان زمینیں، کارخانے اور دوسری جائیداد چھوڑ کر پاکستان آ گئے۔ اس لیے حکومت نے الگ محکمہ قائم کیا جو ہندوستان سے آنے والوں کو مکان زمینیں اور کارخانے وغیرہ الاٹ کرتا تھا۔ والد صاحب کو بھی بہت سے دوستوں نے مشورہ دیا کہ مکان الاٹ کروالیں۔ لیکن آپ نے اس طرف توجہ نہ دی۔ دوسرے لوگ افسروں کے پیچھے پھرتے تھے کہ ان کو جائیدادیں الاٹ کی جائیں۔ والد صاحب کو تحصیل دار نے خود کہا کہ آپ کے بچے چھوٹے ہیں آپ کہیں تو آپ کو زمین الاٹ کر دوں۔ والد صاحب نے کہا کہ نہیں۔ اگر یہاں زمین لے لی تو پھر میرے بچے ربوہ نہیں جائیں گے۔

## دسویں کلاس میں داخلہ

1948ء کے موسم گرما کی تعطیلات کے بعد مَیں گورنمنٹ ہائی سکول ہارون آباد کی دسویں جماعت میں داخل ہوا۔ وہاں محترم بابا حفیظ اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر تھے، ان کا بڑا رعب و دبدبہ تھا، اساتذہ پر بھی اور طلبا پر بھی، اور دیندار آدمی تھے۔ ایک دفعہ کوئی مذہبی بات تھی۔ غالباً قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر کی بات تھی تو محترم بابا حفیظ اللہ صاحب کے ساتھ اباجی کھڑے تھے اور سکول کے دو اساتذہ (جو مولوی تھے، عربی اور دینیات پڑھاتے تھے) بھی کھڑے تھے۔ باباجی نے سوال کیا۔ مولویوں میں سے ایک جواب دینے لگے تو باباجی نے ان کو کہا کہ میں نے آپ سے نہیں پوچھا ان سے (یعنی اباجی سے) پوچھا ہے۔ معلوم ہوتا تھا سلسلہ کی تفسیروں سے ان کو واقفیت تھی۔

محترم بابا حفیظ اللہ صاحب حساب پڑھاتے تھے۔ نائب ہیڈ ماسٹر غلام حسین صاحب جتوئی تھے۔ یہ علی گڑھ کے پڑھے ہوئے تھے مظفر گڑھ ضلع کے گاؤں جتوئی کے رہنے والے تھے۔ انگلش، تاریخ اور جغرافیہ پڑھاتے تھے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب سے ان کی ذہنی ہم آہنگی نہ تھی۔ ان کا خیال تھا

کہ بابا حفیظ اللہ صاحب (جو غالباً ریٹائرڈ اور ان سے کم تعلیم یافتہ تھے) کی بجائے ان کو ہیڈ ماسٹر ہونا چاہیے۔ کیونکہ وہ بی۔ اے، بی۔ ٹی ہیں۔ بابا حفیظ اللہ صاحب بہت اچھے استاد تھے۔

اُردو اور فارسی کے استاد احمد دین صاحب تھے۔ عربی پڑھانے والے مولوی صاحب (نام یاد نہیں) بہت اچھے تھے مذہبی فرق کو نظر انداز کرتے تھے جبکہ دوسرے مولوی صاحب ایسا نہ کرتے تھے۔ محمد احمد صاحب پی ٹی ماسٹر تھے۔ ایک استاد امانت علی صاحب بھی تھے۔ ایک ڈرائنگ کے استاد تھے ان کا نام یاد نہیں۔ وہ اپنا واقعہ بیان کیا کرتے تھے کہ میں سکول میں تھا تو پڑھتا نہیں تھا۔ میرے والد نے مجھے گاؤں لے جا کر زمین میں ہل چلانے پر لگا دیا۔ میں نے توبہ کی اور وعدہ کیا کہ اب ضرور پڑھوں گا۔ اس پر والد صاحب نے مجھے پھر سکول بھیج دیا۔

سردیوں میں بازار کے ساتھ شہر کی جو جامع مسجد تھی وہاں سکول کے طالب علم ظہر کی نماز پڑھتے تھے۔ میں بھی وہاں الگ نماز پڑھ لیتا تھا۔ کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ اس مسجد کا پانی سخت کڑوا تھا۔ اسی سے وضو کرتے تھے۔ مسجد اوپر کی منزل میں تھی نیچے دکانیں تھیں۔ نیچے ایک کمرہ میں لائبریری تھی جہاں پر کوئی جا کر اخبار پڑھ سکتا تھا۔ میں بھی وہاں کبھی کبھی چلا جاتا تھا۔ ان دنوں ربوہ کی زمین نئی نئی خریدی گئی تھی اور اخباروں میں اس کا چرچا تھا۔ ربوہ کے صحیح تلفظ سے لوگ آگاہ نہ تھے۔ لائبریری میں بیٹھے ہوئے لوگ تبصرہ کرتے ہوئے اس کو رَبوَہ کی بجائے رَبُوُہ (Raboh) پڑھتے تھے۔

ہم قادیان سے گئے تھے وہاں تو محلہ دارالفضل کے بابا نواب دین صاحب (جن کی آواز بہت بلند ہوتی تھی) کی اذان پر روزہ کھلتا تھا۔ جبکہ یہاں جامع مسجد میں پہلے ڈھول بجتا تھا جو ہمارے لیے اچنبھے کی بات تھی۔

ہارون آباد ہائی سکول میں کچھ طالب علم تو شہر کے رہنے والے تھے اور کچھ ارد گرد کے دیہات کے تھے۔ اس زمانہ کے ساتھی طالب علموں میں سے فتح خان اختر تھے، وہ بعد میں زیادہ نمایاں ہوئے اور ڈاکٹر فتح خان اختر کے نام سے مشہور ہیں۔ Urology کے Specialist ہیں۔ میو ہسپتال لاہور سے بھی منسلک رہے ہیں اور غالباً کِنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے بھی منسلک رہے۔ جب حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ بیمار ہوئیں تو ان کی آخری بیماری میں جو ڈاکٹرز ان کو دیکھنے آئے ان میں ڈاکٹر فتح خان اختر بھی تھے۔

اس زمانہ میں نواب صاحب بہاول پور بھی ہارون آباد تشریف لائے تھے، ان کو سکول کے احاطہ میں ہی استقبالیہ دیا گیا تھا۔ نواب صاحب کو ریاستی زبان میں ”دولہا سائیں“ کہتے تھے۔ عمائدین شہر و علاقہ نے جب ان کا استقبال کیا تو وہ ان پر چاندی کے روپے نچھاور کرتے تھے جو اُن کے خدام ساتھ ہی اٹھا لیتے تھے۔ استقبال کرنے والے ریاست کے سرکاری لباس اچکن، شلوار اور ترکی ٹوپی پہن کر آئے تھے۔ نواب صاحب کا بھی یہی لباس تھا۔ استقبال کرنے والے نواب صاحب کے گھٹنوں کو بھی ہاتھ لگاتے تھے۔ (حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے) ہمارے ہیڈ ماسٹر بابا حفیظ اللہ صاحب نے ان کا استقبال سٹیج کے قریب کیا۔ بابا صاحب کا روزمرہ کا لباس کھدر کی شلوار قمیض، تنکے کا کلہ، اس پر کھدر کی پگڑی، پاؤں میں دیسی جوتی اور سردیوں میں دیسی گرم کپڑے کا کوٹ ہوتا تھا۔ اس دن انہوں نے بھی اچکن، شلوار، بوٹ اور ترکی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ نواب صاحب کے استقبال کے وقت وہ نہ جھکے اور نہ انہوں نے نواب صاحب کے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا۔ اس زمانہ میں نیا نیا پاکستان بنا تھا اور فوجی ٹریننگ کا رواج تھا۔ سکول کے طالب علموں نے ریاست کی خاکی یونیفارم اور خاکی ترکی ٹوپیاں پہن کر نواب صاحب کو سلامی دی تھی۔ نواب صاحب نے تقریر بھی کی تھی۔ نواب صادق محمد خان صاحب عباسی نے پاکستان بننے کے بعد پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کیا تھا۔

محترم بابا حفیظ اللہ صاحب کے کھدر کے کپڑے پہننے کی وجہ یہ تھی کہ وہ پاکستان بننے سے پہلے کانگرس کے ممبر تھے اور گاندھی جی کی تحریک تھی کہ صرف ملک کی بنی ہوئی چیز استعمال کرنی ہے اور غیر ملک کی بنی ہوئی چیز استعمال نہیں کرنی پر عمل کرتے تھے۔

سکولوں میں جب دسویں جماعت کے طالب علموں کو نویں جماعت والے امتحان سے پہلے الوداع کرتے ہیں تو تقریب منعقد کی جاتی ہے۔ ہمارے سکول میں بھی یہ تقریب منعقد ہوئی اور ایڈریس وغیرہ پیش کیے گئے۔ الوداع کا یہ موقع ایک جذباتی رنگ رکھتا ہے۔ جس سکول سے لمبا تعلق رہا ہو اس کو ہمیشہ کے لیے چھوڑنے کا مرحلہ بھی ایک گونہ اداسی اور غم کے جذبات پیدا کرتا ہے۔ جو تقریریں ہوئیں ان میں ہمارے ایک استاد تھے انہوں نے بھی تقریر کی اور خاص طور پر یہ شعر پڑھا:

ہم تم میں جدائی ہو گی یہ ہوائی کسی دشمن نے اُڑائی ہو گی

اس زمانہ میں ایسے موقعوں پر یہ شعر عام پڑھا جاتا تھا معلوم نہیں کس کا شعر ہے۔ سکول چھوڑے70 سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے لیکن مجھے اس سکول میں جانے کا دوبارہ موقع نہیں ملا۔ ایک دفعہ سفر کے دوران سکول کے پاس سے صرف گزر ہوا تھا۔ میں سکول میں میٹرک کے امتحان میں سکول میں اول آیا تھا۔ وہاں سے بعض آنے والے بتاتے ہیں میرا نام سکول میں آنرز بورڈ پر لکھا ہوا ہے۔

اس زمانہ میں میٹرک کا امتحان پنجاب یونیورسٹی لاہور لیتی تھی۔ ریاضی، فزکس اور کیمسٹری کے مضامین انگریزی میں پڑھائے جاتے تھے۔ ہمارے سکول کے طالب علم تھوڑے تھے اس لیے امتحان دینے کے لیے سب طلبا بہاول نگر گئے تھے۔ بہاول انٹر کالج کے ہال میں سنٹر بنا تھا۔

میٹرک کے امتحان کے نتیجہ کا مرحلہ بھی دلچسپ ہوتا ہے۔ہارون آباد بہاول نگر سے 24 گھنٹے میں صرف ایک گاڑی آتی تھی۔ اس کے آنے کا وقت عشاء کے قریب تھا اور اسی گاڑی سے ڈاک میں سکول کا نتیجہ آنا تھا۔ ہمارا گھر چونکہ ریلوے سٹیشن سے دور اور شہر سے باہر تھا اس لیے والد صاحب کا خیال تھا کہ سٹیشن پر جانے کی کیا ضرورت ہے صبح نتیجہ کا پتہ چل جائے گا۔ مگر میں اصرار کر کے چلا گیا۔ اساتذہ اور طالب علم بھی سٹیشن پر گئے ہوئے تھے۔ وہیں سکول والوں نے ڈاکخانہ والوں سے اپنے نتیجہ کا لفافہ لیا، وہیں کھولا اور وہیں سب کو ان کے نمبرز بتا دیئے میرے 850 میں سے 623 نمبر تھے اور سکول میں اوّل تھا۔

## وقف کی منظوری

میٹرک کا نتیجہ نکلنے کے بعد بوجہ وقف ربوہ وکیل الدیوان صاحب کو اطلاع دی اور آئندہ کے لیے ہدایت کی درخواست کی۔ ان کی طرف سے تار ملا کہ کالج میں داخل ہونے کے لیے تیار ہو کر 14 ستمبر 1949ء کو ربوہ آجاؤ۔ ہمارے بہنوئی مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب دیال گڑھی لائل پور میں مربی تھے۔ میں ہارون آباد سے اُن کے پاس آیا۔ انہوں نے مجھے لائل پور سے سرگودھا کی بس پر بٹھایا اور ربوہ کی علامات بتائیں تا صحیح جگہ اُتروں۔ ربوہ پہنچنے کے بعد وکالت دیوان میں رپورٹ کی۔

اُس وقت وکیل الدیوان مکرم محمد شریف صاحب خالد تھے۔ اُنہوں نے بتایا کہ کل صبح ٹیسٹ ہو گا حضور خود پرچہ Set کریں گے۔ میرے ساتھ اور بھی لڑکے تھے جن میں مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب، مکرم چوہدری سمیع اللہ سیال صاحب، مکرم بشیر احمد رفیق خان صاحب، مکرم محمد شفیق صاحب سہگل، مکرم محمد رمضان صاحب سرور اور مکرم خواجہ منظور احمد صاحب کے نام یاد ہیں۔ اگلے دن ہم وقت مقررہ پر حاضر ہو گئے۔ حضور کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا سوالات کا پرچہ تھا۔ 15 منٹ وقت مقرر ہوا کہ اس کے اندر سوالات کے جوابات لکھنے ہیں۔ سوالات لکھوا دیئے گئے۔ جب ہم لڑکوں نے پرچے حل کر لیے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں اطلاع دی گئی کہ لڑکوں نے پرچہ حل کر لیا ہے۔

اس وقت ربوہ کی عارضی کچی کالونی بنی تھی۔ غالباً ربوہ کی ٹاؤن پلاننگ ابھی نہیں ہوئی تھی اور پختہ مکانات بننے کا سلسلہ بھی شروع نہیں ہوا تھا۔ جہاں حضرت اماں جانؓ کی یادگار ہے اس کے ارد گرد حضور کے مکانات تھے۔ حضور کے مکانات کے مشرق کی طرف پرائیویٹ سیکرٹری کا دفتر تھا۔ حضور کی رہائش کے جنوب مشرق کی طرف بیت مبارک تھی۔ اس کے مغرب کی طرف نور ہسپتال تھا۔ (جہاں اب ظہور احمد واہلہ صاحب کے مکانات ہیں یہاں نور ہسپتال تھا) ہمارا دارالصدر جنوبی والا مکان بھی اس وقت کچی آبادی کا حصہ تھا اور یہ اس کچی آبادی کا مشرق کی طرف آخری مکان تھا۔ ہمارے گھر کے سامنے والی سڑک سے آگے ریلوے اسٹیشن کے لگ بھگ مین بازار تھا۔ اس سے پہلے لنگر خانہ (دارالضیافت) تھا وغیرہ۔ نظام جنرل سٹور والوں کی دکان انصاراللہ کے دفتر کے سامنے کی جگہ ہوتی تھی۔ جہاں دارالضیافت کا مشرقی حصہ ہے وہاں تحریک جدید کے دفاتر تھے اور ان سے جنوب کی طرف (ریلوے لائن کی طرف) صدر انجمن کے دفاتر ملحق تھے۔ جہاں صدر انجمن کے دفاتر ختم ہوتے تھے اس سے آگے ڈاکخانہ تھا۔ دونوں دفاتر کے درمیان لائبریری تھی۔

جب ہمارے پرچہ حل کر لینے کی اطلاع حضور کی خدمت میں کی گئی تو اس وقت صدر انجمن احمدیہ کے ناظران کا اجلاس حضور کی موجودگی میں ہو رہا تھا۔ حضور نے فرمایا لڑکوں کو یہیں بلا لیں۔ ہم حاضر ہو گئے اور ہمارے جوابات کے پرچے بھی حضور کی خدمت میں پیش کر دیئے۔

جس کمرہ میں حضور کی موجودگی میں صدر انجمن کا اجلاس ہو رہا تھا اس کی کیا کیفیت تھی؟ حضور کے گھر کے صحن سے حضور کے داخل ہونے کے لیے اس کمرہ میں ایک کھڑکی تھی۔ اس کھڑکی کی طرف ہی حضور تشریف رکھتے تھے۔ (یہی کمرہ حضور کی ملاقات کا کمرہ تھا) کچا کمرہ تھا، سفیدی بھی نہیں ہوئی تھی، کچا فرش تھا، کباڑ میں سے خرید کردہ کھڑکیاں اس کمرہ میں لگی ہوئی تھیں، کچے فرش پر ایک دری بچھی ہوئی تھی۔ دری نئی نہیں تھی، کسی قدر پرانی تھی، اسی دری پر حضور بیٹھے ہوئے تھے اور اسی پر ناظر صاحبان بیٹھے ہوئے تھے۔ نہ کوئی کرسی تھی نہ کوئی میز تھا، نہ کچھ اور تھا۔ اُس وقت یہ چیزیں خلیفہ وقت کے ملاقات کے کمرہ کے لیے میسر نہ تھیں۔ جماعت کے لیے بڑا ہی مالی تنگی کا دور تھا۔ بڑی بے سروسامانی کی کیفیت تھی۔ لیکن سب کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاری تھے۔ یہ پہلا سبق تھا کہ کام اس طرح اور ان حالات میں جاری رکھے جاسکتے ہیں اور یہ کہ ظاہر کوئی چیز نہیں۔

حضور نے صدر انجمن کے اجلاس کی کارروائی روک دی۔ ناظر صاحبان تشریف فرما ہے اُن کی موجودگی میں ہی ہم میں سے ہر ایک کا پرچہ پڑھا، پڑھ کر سنایا اور ہمارے جوابات پر تبصرے فرمائے۔ طلبا کے دلچسپ جوابات، حضور کی شفقت، ان معصوم غلطیوں پر مسکراہٹ، اور جوابات کی غلطیوں کی نشان دہی پر بڑا ہی خوشگوار ماحول پیدا ہو گیا۔ ناظر صاحبان کے لیے Relaxation کی صورت پیدا ہو گئی۔ ہمیں نہیں معلوم ہمارے آنے سے پہلے کیا گفتگو ہو رہی تھی لیکن اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ایک بزرگ ناظر صاحب نے فرمایا ”ذرا پہلے آجاناسی“۔ ہمارا یہی احساس تھا کہ ناظر صاحبان کے لیے یہ اجلاس کچھ بھاری تھا۔ قارئین کی دلچسپی کیلئے پرچہ سوالات ذیل میں درج ہے۔

1. حضرت مسیح ناصری کی والدہ کا نام کیا تھا؟ کیا مسیحؑ کے صلیب کے واقعہ کے وقت وہ زندہ تھیں یا فوت ہو چکی تھیں؟
2. ربوہ کا نام ربوہ کیوں رکھا گیا ہے؟
3. رسول کریم ﷺ کے والد کا کیا نام تھا؟
4. حضرت سلیمانؑ کون تھے اور ان کے والد کا کیا نام تھا؟
5. حضرت آدمؑ کے بیٹوں میں سے کسی کا نام یاد ہو تو بتاؤ؟
6. حضرت یوسف کے دادا کا کیا نام تھا؟

7. مکہ سے مدینہ کو ہجرت کس ہجری سن میں ہوئی تھی؟
8. حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس سن میں پیدا ہوئے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کس سن میں فوت ہوئے تھے؟
9. اس وقت جماعت کے مشنری کہاں کہاں ہیں؟ اور کن کن کے نام آپ کو یاد ہیں وہ لکھیں؟
10. امریکہ مشن کس مبلغ نے شروع کیا تھا؟ اب وہاں کتنے مبلغ ہیں؟
11. پانی میں چمچہ کی ڈنڈی ڈالیں تو وہ کیسی نظر آئے گی؟
12. بادل کہاں سے آتے ہیں اور وہ ایک خاص جگہ پر آکر کیوں برسنے لگتے ہیں؟
13. گڈے کے دو پہیے موجد نے کیوں تجویز کیے؟
14. ریل کے نیچے لوہے کی لائن کیوں بچھاتے ہیں؟
15. کپاس بونے کا وقت کونسا ہے؟
16. دنیا کے روحانی طور پر فتح کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ اسکی تفصیلی مشکلات اور ان کا علاج بتاؤ اور سنت اللہ سے اس کی دلیلیں دو۔
17. کسی کام میں کامیابی کا گُر کیا ہوتا ہے؟

اس پرچہ سے یہ اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ ایک میٹرک پاس احمدی نوجوان سے کتنی دینی اور دنیاوی معلومات کی توقع رکھتے تھے۔

یہ عجیب تصرف الٰہی ہے کہ جن لڑکوں کو حضرت صاحب نے ناظران کے اجلاس میں شامل کیا اور وہ بعد میں وقف میں رہے تو وہ سب کے سب اپنی زندگی کے کسی نہ کسی مرحلہ پر صدر انجمن احمدیہ کے ناظر یا تحریک جدید کے وکیل بن گئے۔ جہاں خلفاء کی دعائیں عند اللہ مقبول ہوتی ہیں وہاں ان کے افعال بھی عند اللہ مقبول ہوتے ہیں۔

ان احباب کے نام یہ ہیں: مکرم بشیر احمد خاں رفیق صاحب، مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب، مکرم چوہدری سمیع اللہ سیال صاحب اور خاکسار۔ مکرم محمد شفیق سہگل صاحب بھی ہمارے گروپ میں تھے جو تعلیم مکمل کرنے کے بعد حضور کی اجازت سے رخصت پر چلے گئے تھے لیکن اب اپنے وقف کے تحت خدمت کے لئے حاضر ہوگئے ہیں اور بطور نائب وکیل التصنیف کام کر رہے ہیں۔

مندرجہ بالا پرچہ کے سوالات میں زیادہ الٹ پلٹ جواب گڈے کے دو پہیوں کے بارے میں لڑکوں نے دیئے۔ کسی نے یہ پہلو لیا کہ ایک پہیہ کیوں نہیں رکھا گیا، کسی نے تین پہیوں کی بحث چھیڑی اور کسی نے چار پہیوں کی۔ صحیح جواب یہ تھا کہ چونکہ گڈے نے کچے رستوں پر سفر کرنا ہوتا تھا۔ اور بیلوں نے اس کو کھینچنا تھا اس لیے دو پہیے رکھے گئے کہ بیل پورا زور لگائیں تو ایک ہی جست میں گڈے کو کیچڑ وغیرہ سے نکال لیں۔ چار پہیے ہونے کی صورت میں اگلے پہیے نکل جاتے تو پچھلے پھنس جاتے وغیرہ۔

سائنس کے سوالات کے جوابات تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ سے میٹرک کرنے والوں کے نسبتاً زیادہ غلط تھے جبکہ دوسرے سکولوں سے پڑھ کر آنے والوں کے کسی قدر صحیح تھے۔ جس پر حضور نوراللہ مرقدہ نے تبصرہ فرمایا کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں سائنس کی تدریس تسلی بخش نہیں۔

ایک لڑکے سے حضور نے پوچھا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا میں امبرسر کا رہنے والا ہوں۔ حضور نے فرمایا "امبرسر" کیا ہوتا ہے؟ وہ حضور کے منشا کو نہ سمجھا جس پر حضور نے فرمایا کہ صحیح لفظ اِمرِتْسَر ہے۔ چونکہ اَمَرتُسَر مشہور ہو گیا ہے جو غلط العام کا درجہ رکھتا ہے اس لیے وہ بھی درست ہے۔

بعد ازاں ہمارا سب کا طبی معائنہ ہوا اور سب کے وقف منظور ہوئے۔ میری طبی رپورٹ میں یہ درج تھا کہ دل کی دھڑکن تیز ہے اس لیے میرے بارے میں حضور نے فرمایا کہ آرٹس کے مضمون لے۔

## الیف۔ اے میں داخلہ

تحریری امتحان، انٹرویو اور طبّی معائنہ میں کامیابی کے بعد ہمارا وقف منظور ہونے پر مکرم وکیل الدیوان صاحب ہمیں لاہور لے گئے اور تعلیم الاسلام کالج میں (جو اس وقت D.A.V.College کی عمارت میں تھا) داخل کروادیا۔ مجھے Economics, Mathematic اور Arabic کے مضامین لے کر دیئے گئے۔ انگریزی لازمی تھی۔ ابتدائی ایام

میں کچھ مشکل پیش آئی کیونکہ میرا سائنس کے مضامین کی طرف میلان تھا۔ بہر حال کچھ عرصہ کے بعد نئے مضامین سے موافقت ہو گئی۔

کالج میں مکرم پروفیسر سلطان محمود صاحب شاہد (جو خود واقف زندگی تھے) واقف زندگی طلبا کے نگران مقرر ہوئے۔ انہوں نے ہمیں حوصلے بلند رکھنے کی تلقین کی کہ کسی سے ڈرنا نہیں وغیرہ۔

D.A.V.College کی ساری عمارت ہمارے کالج کو نہیں ملی تھی (کالج کے سارے ہوسٹل پناہ گزینوں کے قبضہ میں تھے جو اُن کی کھڑکیاں دروازے ایندھن کے طور پر جلا کر ختم کر چکے تھے) اس لیے ہوسٹل بھی کالج کے کمروں میں ہی تھا۔ کالج کے ہال کے پیچھے ایک Corridor تھا اور اس کے کنارے پر چار کلاس روم تھے اور بعض دوسرے کمرے بطور ہوسٹل استعمال ہو رہے تھے۔ ایک بڑے کمرہ میں ہم فرسٹ ایئر کے آٹھ طلبا فروکش تھے۔ میرے علاوہ اس کمرہ میں دیگر طلبا مکرم محمد شفیق سہگل صاحب، مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب، مکرم چوہدری سمیع اللہ سیال صاحب، مکرم عبدالوحید پراچہ صاحب، مکرم ریاض احمد شمس صاحب (مونگ رسول کے تھے) نیز دو اور طالب علم تھے۔

ہماری کلاس کے انگلش کے استاد مکرم اخوند عبدالقادر صاحب تھے بعدہٗ مکرم منور احمد صاحب پڑھانے لگے، حساب کے استاد مکرم راجہ مقبول الٰہی صاحب تھے، اکنامکس کے استاد مکرم فیض الرحمٰن فیضی صاحب تھے اور عربی کے استاد مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب تھے۔ ہوسٹل میں وارڈن / سپرنٹنڈنٹ مکرم چودھری محمد علی صاحب تھے اور ٹیوٹر مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان بزرگوں نے لڑکوں کی تربیت میں دن رات ایک کر دیا تھا۔ مکرم صوفی صاحب مرحوم کی کسی قدر سختی کو طالب علمی کے زمانہ میں طلبا کچھ محسوس کرتے تھے لیکن بعد میں طلبا کا یہی احساس تھا کہ اُن کی توجہ کی وجہ سے ان کی تربیت کی تکمیل ہوئی ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ہمارے لیے اچھا نہ ہوتا۔

لاہور کے کالجوں میں پڑھنے والے واقفِ زندگی طلبا کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ نے ہمیشہ یاد رکھا۔ جب ہم فرسٹ ایئر میں پڑھتے تھے تو حضور نے تعلیم الاسلام کالج کے واقف

زندگی اساتذہ اور واقف زندگی طلبا کا مشترکہ اجلاس بلایا۔ سٹاف روم کے ساتھ والے کمرہ میں یہ اجلاس ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اس وقت پرنسپل تھے آپ اجلاس کے دوران مسلسل حضور کے پیچھے کھڑے رہے۔ واقف زندگی اساتذہ احتراماً کسی قدر ایک طرف ہو کر بیٹھے ہوئے تھے اور طلبا نسبتاً آگے بیٹھے ہوئے تھے۔ طلبا کو حضور نے فرمایا کہ محنت کرنی ہے اور اساتذہ کو ہدایت فرمائی کہ ان کا خیال رکھنا ہے۔

ایک دفعہ حضور رتن باغ میں تشریف لائے ہوئے تھے اور وہاں لاہور کے کالجز کے واقفین زندگی طلبا کو بلایا اور شرف ملاقات بخشا۔

تمام واقف زندگی طلبا علم اپنی ہفتہ وار رپورٹ مقررہ فارم پر (ادائیگی نماز، دینی مطالعہ اور کالج کی پڑھائی کے متعلق) بھجواتے تھے۔

خاکسار نے 1951ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایف۔ اے کا امتحان دیا۔ فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوا اور 414 نمبر حاصل کیے کل نمبر غالباً 650 تھے۔

## بی۔ایس سی میں داخلہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ نے بی۔ ایس سی میں داخلہ لینے کا ارشاد فرمایا اور مضمون Mathematics اور Statistics تجویز ہوئے۔ Statistics پڑھنے کے لیے پنجاب یونیورسٹی جانا پڑتا تھا۔ تدریس کا اور Practical کا وہاں ہی انتظام تھا دوسرے کالجوں کے طلبا بھی Statistics پڑھنے وہاں ہی آتے تھے۔ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ تھے اور وہی ہمیں پڑھاتے تھے۔ پریکٹیکل کے لیے اس زمانہ میں پرانی وضع کی مشینیں استعمال ہوتی تھی۔ مشین کے پیڈل کو بار بار گھمانا پڑتا تھا یہ مضمون اس زمانہ میں نیا نیا شروع ہوا تھا۔ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب نے اس کو مقبول بنانے کے لیے بڑی کوشش کی۔

تعلیم الاسلام کالج میں انگلش مکرم اخوند عبدالقادر صاحب پڑھاتے تھے اور ریاضی مکرم راجہ مقبول الٰہی صاحب پڑھاتے تھے۔ اسی طرح مکرم محمد صفدر صاحب سے بھی کالج کے دوران کچھ عرصہ ریاضی پڑھی۔

1953ء میں بی۔ ایس سی کا امتحان پاس کیا۔ 500 / 348 نمبر تھے۔ پنجاب یونیورسٹی میں دوم رہا۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب سے دفاتر صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں ملاقات ہوئی۔ تو آپ نے خاص طور پر مبارک باد دی۔ میری اس نمایاں کامیابی کی خبر لاہور کے اخبار ''ملّت'' میں میری تصویر کے ساتھ شائع ہوئی تھی۔

جب بی۔ ایس سی کا امتحان دے چکا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ سب واقف زندگی طلبا نتیجہ نکلنے تک دفاتر تحریک جدید میں کام کریں۔ میری ڈیوٹی نائب وکیل التصنیف تحریک جدید کے دفتر میں لگی۔ ان دنوں میاں عبد المنان عمر صاحب نائب وکیل التصنیف تھے۔ وہ عرصہ خدمت کے درمیان اکثر وقت ربوہ سے باہر ہی رہے۔ میرے ساتھ کام کرنے والوں میں مکرم سید میر محمود احمد صاحب، مکرم سید کمال یوسف صاحب اور بعض دوسرے مربیان بھی تھے۔

حضرت ملک غلام فرید صاحب اس وقت قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ اور انگریزی تفسیر کی Five Volume Commentary کے footnotes کے سلسلہ میں کام کر رہے تھے اور مری میں مقیم تھے۔ ہم سب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ کی غیر مطبوعہ تقریریں نقل کرتے تھے جو حضرت ملک صاحب کو بھجوائی جاتی تھیں۔

دوسرا کام ان دنوں یہ ہوا کہ قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کے proofs آئے ہوئے تھے وہ میں دیکھتا تھا اور اصل کے ساتھ مقابلہ کرتا تھا اور یہ ہدایت تھی کہ اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے تو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ یا حضرت مولوی محمد دین صاحب سے دریافت کرنی ہے۔ اس غرض کے لیے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ سے ملاقات کرنا یاد ہے۔

تیسرے دفاتر تحریک جدید میں ایک بک سٹور تھا جس کا نام مکتبہ تحریک جدید تھا۔ اس کا چارج اور ریکارڈ مجھے دیا گیا۔

چوتھے ملک نذیر احمد ریاض ان دنوں اس شعبہ میں تھے وہ غالباً انڈونیشیا کی جماعت کی البم مرتب کر رہے تھے۔

پانچویں اسی محکمہ میں مکرم گیانی عباد اللہ صاحب قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ کر رہے تھے۔

چھٹے (Oriental and Religious Publishing Corporation (ORPCO کا کام بھی ایک حد تک میں کرتا تھا۔

اس زمانہ کی ایک دلچسپ یاد یہ ہے کہ تصنیف کے ساتھ والے کمرہ میں دو کارکن تھے جو بالکل کوئی کام کرتے نظر نہیں آتے تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ جلسہ سالانہ کے کارکن ہیں۔ ایک غلام احمد صاحب اور ایک حبیب اللہ صاحب نائک تھے ان کے لیے یہ وقت Off تھا۔ ساتھ والے کمرہ میں اس لیے بیٹھتے تھے کہ میاں عبد المنان صاحب عمر اُس وقت افسر جلسہ سالانہ تھے۔

## ایم۔ اے میں داخلہ

بی۔ ایس سی کا نتیجہ نکلنے پر حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے (جو اس وقت تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل تھے) حضور سے درخواست کی کہ یہ لڑکا کالج کے سپرد کر دیں۔ ہم اس کو حساب کا ایم۔ اے کروائیں گے تاکہ کالج میں لیکچرار لگا سکیں کیونکہ کالج لاہور سے ربوہ منتقل ہونا ہے اور غیر احمدی سٹاف ربوہ نہیں آئے گا اور ہمیں سٹاف کی کمی ہو جائے گی جس کی حضور نوراللہ مرقدہ نے منظوری مرحمت فرمادی۔ چنانچہ میں لاہور مزید تعلیم کے لیے چلا گیا اور تعلیم الاسلام کالج میں $5^{th}$-ایئر میں داخل ہو گیا۔

بی۔ ایس سی تک وکالت تعلیم تحریک جدید مجھے وظیفہ دیتی رہی اور ایم۔ اے کے دوران تعلیم الاسلام کالج کی طرف سے وظیفہ ملتا رہا۔ اُس زمانہ میں طالب علم داخل تو کسی ایک کالج میں ہوتا تھا لیکن ایم۔ اے کی تدریس ساری پنجاب یونیورسٹی میں ہوتی تھی۔

1953ء میں یونیورسٹی میں شعبہ ریاضی کے ہیڈ مکرم پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب تھے۔ اُن سے ہم نے Electricity and Magnetism, Advanced Vector Analysis اور کچھ Tensors پڑھے۔ 1953ء کے آخر میں آپ انگلستان چلے گئے تھے۔

ڈاکٹر صاحب وقت کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔ کلاس کا وقت شروع ہونے سے ایک منٹ پہلے دروازہ کے باہر آکر کھڑے ہو جاتے تھے تاکہ پہلے استاد کے باہر نکلتے ہی وقت پر پڑھانا شروع کر دیں اور کوئی وقت ضائع نہ ہو۔ ورنہ کالجوں میں اس Change over میں بھی چند منٹ ضائع ہو جاتے تھے۔

پڑھاتے وقت Notes کی مدد لیتے تھے اور کافی تیز رفتار سے پڑھاتے تھے۔ طالب علموں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے، مزید مطالعہ کی تحریک کرتے تھے۔ خود بھی رسالہ

American Mathematical Monthly میں مسائل (Problems) حل کرتے تھے اور طلبا کو بھی تحریک کرتے تھے۔

ایک دفعہ ہماری کلاس ($5^{th}$ year) نے کہا کہ ہم نے کل چھٹی کرنی ہے لیکن ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ نہیں۔ طالب علموں نے کہا کہ پھر ہم کل نہیں آئیں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں آؤں گا آپ نہیں ہوں گے تو دیواروں کو لیکچر دے کر چلا جاؤں گا۔ بہر حال طلبا نے اپنا چھٹی کرنے کا خیال ترک کر دیا۔

اس زمانہ میں یونیورسٹی میں جن اساتذہ سے پڑھنے کا موقع ملا ان میں سے اسلامیہ کالج لاہور کے پروفیسر شیخ نصیر الدین صاحب Complex Variable کا پرچہ پڑھاتے تھے۔ بہت قابل استاد تھے طلبا میں ان کا بہت احترام تھا۔ یہ شاید کبھی نہ ہوا ہو گا کہ کوئی طالب علم ان کا کام نہ کر کے لائے۔ وہ ایم۔ اے میں بھی گھر کا دیا ہوا کام چیک کرتے تھے۔ پروفیسر شیخ نصیر الدین صاحب نے Hydrostatics بھی پڑھائی۔ پروفیسر انجم رومانی صاحب کا دیال سنگھ کالج سے تعلق تھا اور وہ Real Analysis پڑھاتے تھے۔ پروفیسر رشید احمد صاحب کا اسلامیہ کالج سے تعلق تھا وہ Differential Equations پڑھاتے تھے۔ پروفیسر ثناءاللہ صاحب Projective Geometry اور Differential Geometry پڑھاتے تھے۔ پروفیسر فیض الرحمٰن صاحب (گورنمنٹ کالج) Modern Algebra اور منیر احمد صاحب M.A.O. College کے Infinite Series، پروفیسر ریاض الدین صاحب Electricity and magnetism جبکہ پروفیسر محمد یٰسین صاحب (گورنمنٹ کالج لاہور کے) Dynamics اور Statics پڑھاتے تھے وغیرہ۔

1954ء میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ منتقل ہو گیا تو میں گورنمنٹ کالج لاہور میں migrate کر گیا۔ اس وقت مکرم قاضی محمد اسلم صاحب پرنسپل تھے۔ رہائش گورنمنٹ کالج کے نیو ہوسٹل میں اختیار کر لی اور ایک سال وہاں رہا۔ نیو ہوسٹل میں ایک بات یہ سامنے آئی کہ وہاں بہت غیر معمولی محنت کرنے والے طالب علم دیکھے جو 15 گھنٹے روزانہ سے بھی زائد پڑھتے تھے۔

ایم۔ اے کے آخری سال میں بہت محنت کرنا پڑی۔ یونیورسٹی سے آکر شام کو مغرب سے پہلے ڈیڑھ یا دو گھنٹے سو جاتا تھا۔ پھر مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے اور کھانا کھا کر قریباً ساڑھے

پانچ بجے یا چھ بجے شام سردیوں میں میز پر بیٹھ جاتا تھا اور صبح قریباً 4 بجے تک پڑھتا تھا۔ پھر دن کو یونیورسٹی میں پڑھنے کے علاوہ بھی پڑھتا تھا۔

1955ء میں ایم۔ اے کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا اور پنجاب یونیورسٹی میں چوتھی پوزیشن حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج سے اکیڈیمک رول آف آنر ملا تھا۔

## کالج کے زمانہ کی بعض یادیں

1949ء تا1954ء یعنی تعلیم الاسلام کالج میں تعلیم کے دَور کے بعض واقعات درج ذیل ہیں:

1۔ 1949ء دسمبر میں ربوہ جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے اور ڈیوٹی دینے کا موقع ملا۔ ڈیوٹی گوجرانوالہ کی جماعت کی مہمان نوازی کے شعبہ میں لگی تھی۔ اُس جماعت کے نوجوان بھی ہمارے ساتھ کھانا لانے اور کھلانے میں شامل ہوتے تھے۔

2۔ 1949ء میں جب وقف اور کالج کے داخلہ کے سلسلہ میں ربوہ آئے تو ایک دوپہر مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب، مکرم مجیب الرحمٰن صادق صاحب اور میں لنگرخانہ میں تھے۔ مکرم سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب لنگرخانہ میں ایک کمرے میں مقیم تھے۔ انہوں نے ہمیں دُرِّ ثمین دی اور فرمایا کہ اس میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم سناؤ۔ غالباً مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب نے نظم سنانا شروع کی۔ مکرم سیٹھ صاحب کھڑے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو رَواں تھے۔ میں اور غالباً مجیب صاحب چارپائی پر بیٹھے تھے وہ ہم سے ناراض ہوئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم پڑھی جارہی ہے اور تم بیٹھے ہوئے ہو اور ہمیں بھی کھڑے ہونے کو کہا۔ یہ مکرم سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب مکرم سید کمال یوسف صاحب کے دادا ہیں۔

3۔ 1950ء میں خدام الاحمدیہ کے اجتماع کا موقع تھا۔ ہم تعلیم الاسلام کالج کے طالب علم اجتماع میں شرکت کے لیے لاہور سے ماڑی انڈس (ٹرین) پر آئے۔ رات 8 یا 9 بجے کے لگ بھگ گاڑی ربوہ پہنچتی تھی۔ لنگر جو اس وقت ریلوے سٹیشن کے ساتھ ہی تھا، ہمارے آنے کی لنگر والوں کو پہلے سے اطلاع تھی۔ ہم گئے تو حضرت مولانا حکیم فضل الرحمٰن صاحب افسر لنگرخانہ بنفس نفیس موجود تھے۔ صحن میں نیچے کھانا کھلانے کے لیے صفیں بچھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے بڑی محبت اور شفقت سے خود اپنی نگرانی میں سب طلبا کو کھانا کھلوایا۔

**4۔** 1950ء میں خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر مکرم ڈاکٹر محمد شفیق صاحب سہگل اور خاکسار صدر مجلس کے معاون تھے۔ اُس وقت حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے۔ حضور فرماتے تھے کہ یہ میرے رفیق ہیں۔ متفرق کام حضور جو فرماتے تھے وہ ہم بجالاتے تھے۔

اجتماع کے دوسرے دن جب دوپہر کے کھانے کے لیے وقفہ ہوا تو حضور اپنے خیمہ میں آکر لیٹ گئے اور شیر خان صاحب حضور کی ٹانگیں دبانے لگے۔ مکرم شفیق صاحب اور میں خیمے کے باہر کھڑے تھے حضور نے مجھے فرمایا کہ جاؤ لنگر سے پتہ کر کے آؤ کہ کتنی روٹی پکی ہے۔ میں لنگر کی طرف چند قدم ہی گیا تھا تو مجھے واپس بلایا اور فرمایا کہ تمہیں تو ماسٹر فضل داد صاحب (جو ایک سخت گیر منتظم کے طور پر مشہور تھے) لنگر کے اندر داخل ہی نہیں ہونے دیں گے۔ حضور نے اپنے کندھے سے صدر کا بیج اتارا اور مجھے دیا اور فرمایا کہ یہ بیج اپنے بازو پر لگا کر جاؤ یہ اس بات کی علامت ہے کہ تم میرے نمائندہ ہو۔ خاکسار بیج لگا کر اُن سے روٹی کی رپورٹ پوچھ کر آیا اور حضور کو آکر رپورٹ دی۔

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے فعل بھی عند اللہ مقبول ہوتے ہیں۔ چنانچہ 19 سال بعد ان کی خلافت کے عہد میں خاکسار فی الواقعہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر ہو گیا۔ الحمدللہ علی ذالک

**5۔** جب ربوہ میں بیت مبارک کی بنیاد رکھی گئی تو خاکسار اس میں شامل تھا۔ گو الفضل میں جو نام چھپے ہیں ان میں میرا نام نہیں ہے لیکن ہمارے بہنوئی مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب دیال گڑھی نے اُس وقت چٹ لکھ کر دی تھی جس پر میرا نام بھی تھا۔ اس وقت اعلان ہوا تھا کہ شامل ہونے والے اپنا نام لکھ کر دے دیں۔ حضور بنیاد میں کھڑے تھے اور بنیاد میں ڈالنے کے لیے جو مصالحہ تیار ہوتا تھا اس میں حضور کے بعد خاندان کے افراد کھڑے تھے ان کے بعد صحابہ تھے۔ ان کے بعد واقفین زندگی اور ان کے بعد دوسرے لوگ کھڑے تھے۔ مجھے واقفین والے حصہ میں شامل ہو کر بنیاد رکھنے میں شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مصالحہ سب کے ہاتھوں سے گزر کر پھر حضور تک پہنچتا تھا اور حضور اس کو بنیاد میں ڈالتے تھے۔

**6۔** جب حضرت اماں جانؓ کی وفات ہوئی (1952ء میں) تو ان کے جنازہ میں شرکت کے لیے ہم لاہور سے ربوہ آئے تھے۔ جنازہ گھر سے اٹھانے سے لے کر نماز جنازہ، تدفین اور آخری

دعا میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ گھر سے جب جنازہ نکلا تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کندھا دے رہے تھے۔ کافی دور تک حضور نے کندھا دیا، اندازاً دارالضیافت سے بیت مبارک جانے والی موجودہ سڑک کے دائیں طرف ہی سے گزر کر جنازہ گیا تھا۔ بیت محمود کوارٹرز تحریک جدید، دفاتر تحریک جدید اور دفاتر صدر انجمن احمدیہ ابھی نہیں بنے تھے۔

تدفین سے قبل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بلند آواز سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام کو باری باری بلایا تا وہ قریب آجائیں۔ باقی لوگ ارد گرد کچھ فاصلہ پر کھڑے تھے، حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ پاس ہی کسی دوست کے ساتھ ٹہل رہے تھے۔ اس وقت بہشتی مقبرہ کی اندرونی یا بیرونی چار دیواری نہیں بنی تھی۔

**7۔** ربوہ کے ابتدائی چند سالوں میں لاہور اور ربوہ، فیصل آباد اور ربوہ کے درمیان بہت کم بسیں چلتی تھیں سارا دن سڑک خالی رہتی تھی، ٹرک بھی بہت کم تھے۔ بچے سڑک کو کھیل کے لیے بھی استعمال کر لیتے تھے۔ غالباً سرگودھا اور لاہور کے درمیان یونائیٹڈ ٹرانسپورٹ اور کراؤن بس سروس والوں کی دن میں دو دو بسیں چلتی تھیں۔ 1952ء کے خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے موقع پر بس نہ ملنے کی وجہ سے برادرم مولوی محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی مجھے اپنے پیچھے سائیکل پر بٹھا کر ربوہ سے لائل پور لے گئے تھے۔ آپ سائیکل پر کافی سفر کیا کرتے تھے۔ بتایا کرتے تھے کہ پاکستان بننے کے بعد جب میری ڈیوٹی لائل پور لگی تو سائیکل کے ذریعہ ہی سارے ضلع لائل پور کا سفر کر کے میں نے بتدریج ان جگہوں کی نشاندہی کی جہاں جہاں احمدی ہندوستان سے آکر آباد ہوئے تھے اور اس طرح جماعتوں کا قیام عمل میں آیا۔ اُس زمانہ میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ بھی ضلع لائل پور میں شامل تھا۔

**8۔** ان دنوں ربوہ میں (اور پاکستان کے دوسرے علاقوں میں) نیم فوجی تربیت دینے پر کافی زور تھا۔ ایک شیر خان صاحب پٹھان ہوا کرتے تھے جو ریٹائرڈ فوجی تھے وہ اس میں پیش پیش تھے۔

**9۔** جب میں فرسٹ ایئر میں تھا تو جماعت کی طرف سے نوجوان کشمیر کے محاذ پر جنگ کے لیے جایا کرتے تھے۔ جماعت کی کمپنی یا بٹالین کا نام فرقان فورس تھا۔ جب فرسٹ ایئر کا نتیجہ نکل چکا تو طلبا میں سے انتخاب ہوا۔ مجھے بہت چھوٹا ہونے کی وجہ سے منتخب نہ کیا گیا۔

**10۔** 1952ء کے جلسہ میں ہم شریک ہوئے تھے۔ اس وقت ہمارے دارالنصر والے مکان کی بنیادیں بھری جا چکی تھیں، جنوری، فروری 53ء میں مکان کی تکمیل ہوئی۔ غالباً فروری 53ء کے آخر میں بی۔ ایس سی کے امتحان کی تیاری کے لیے میں ربوہ آ گیا تھا۔ جب ربوہ پہنچا اور بس سے اتر کر ریلوے لائن پار کر کے گھر کے قریب پہنچا تو والدہ صاحبہ پر مکان کی تکمیل کی خوشی میں ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ مجھے دور سے ہی فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ کر مکان میں داخل ہونا۔ اس وقت مکان کے صرف تین کمرے بنے تھے جو ایک قطار میں ہیں۔

لاہور میں جماعت کے خلاف فسادات نے میرے ربوہ آنے کے بعد زور پکڑا۔

## ربوہ میں مکان کی تعمیر اور رہائش

1948ء میں جب ربوہ کی بنیاد رکھی گئی اور پھر ربوہ کے پلاٹس کی فروخت کا سلسلہ شروع ہوا اس وقت ہم ہارون آباد میں تھے۔ دس مرلہ کے پلاٹ کی قیمت -/50 روپے تھی لیکن پچاس روپے بھی موجود نہ تھے۔ کالونی کے کسی غیر احمدی سے 20 روپے والد صاحب نے قرض لیا، 30 روپے اپنے پاس سے ڈالے اور 50 روپے ربوہ دس مرلہ زمین کے لیے بھجوائے جن سے ہمیں محلہ دارالنصر (شرقی) میں 10 مرلہ زمین الاٹ ہوئی جس پر والد صاحب نے 1953ء میں مکان بنایا۔ (ہمارے ساتھ والا پلاٹ برادرم مولوی محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی کا تھا جس میں انہوں نے غالباً 1950ء یا اس سے پہلے ایک کمرہ بنایا ہوا تھا)

ربوہ کا مکان بنانے کے لیے رقم کا انتظام کیسے ہوا؟ والد صاحب 1929ء میں احمدی ہوئے تھے اس سے پہلے انہوں نے زندگی کا بیمہ کروایا ہوا تھا۔ جب احمدی ہوئے تو یہ سوال اٹھا کہ جماعت کے نزدیک زندگی کا بیمہ ناجائز تھا۔ جب تفصیلات میں گئے تو یہ سامنے آیا کہ اگر بیمہ کی رقم کی ادائیگی بند کر دیں اور بیمہ سے الگ ہو جائیں تو جو رقم اقساط کے طور پر دی تھی وہ اصل رقم سے بھی کم رقم ملتی تھی۔ اس لیے یہی طے ہوا کہ بیمہ جاری رکھیں۔ جب بیمہ کی مدت ختم ہو تو اصل سے جو زائد رقم ملے وہ اشاعت (دین حق) میں دے دیں اور اصل رقم ذاتی استعمال میں لے آئیں۔ پاکستان بننے کے قریب بیمہ کی مدت ختم ہوئی۔ بمبئی کی ایک بیمہ کمپنی تھی جس نے بیمہ کیا ہوا تھا اس نے ہندوستان کے ایک بنک اور ہندوستانی کرنسی کا بیمہ کی رقم کا چیک بھجوایا جو پاکستان

میں کیش نہ ہو سکتا تھا۔ دونوں حکومتوں کے تعلقات اس قسم کے تھے کہ بنکوں کے ذریعہ بھی ابھی رقم برآمد کروانا ممکن نہ تھا۔ اس لیے وہ چیک ایک تاجر کے پاس بھیج دیا کہ وہ چیک کیش کروالے اور ہمیں رقم دے دے۔ چیک بیچنے سے اتنی ہی رقم ملی جتنی کہ والد صاحب نے ادا کی ہوئی تھی۔ اسی رقم سے ربوہ کا مکان بنا۔

1952ء کے جلسے سے پہلے ریاست بہاولپور سے ساری فیملی ربوہ آگئی تھی اور تعمیر کا سامان وغیرہ خریدا جا چکا تھا۔ ہارون آباد سے والد صاحب کا تبادلہ فورٹ عباس ہو گیا۔ وہاں سے ہم 1952ء میں ربوہ منتقل ہوئے تھے۔

جب پاکستان بنا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کا ارشاد تھا کہ چونکہ ہمیں قادیان سے زبردستی نکالا گیا ہے اور ہم قادیان اب بھی واپس جانا چاہتے ہیں، اس لیے جماعت کے دوست قادیان کے مکانوں کا حکومت کے پاس کلیم داخل نہ کریں اور اس کے بدلے کوئی جائیداد نہ لیں اور کلیم نہ کر کے جماعت کے مؤقف کو مضبوط کریں۔ چنانچہ والد صاحب نے قادیان کے دارالفضل والے مکان کا کوئی کلیم حکومت کے پاس نہ کیا اور نہ اس کے بدلہ کوئی جائیداد لی۔

کلیم کرنے سے مراد یہ ہے کہ جب پاکستان سے ہندو اور سکھ ہندوستان چلے گئے اور ہندوستان سے مسلمان پاکستان آگئے تو ہندوستان اور پاکستان کی حکومتوں نے ان جائیدادوں کی فہرستیں مع مالکوں کے ناموں کے تیار کروائیں جو لوگ چھوڑ کر دوسرے ملک میں چلے گئے تھے۔ جب کوئی شخص کہتا تھا کہ میں ہندوستان کے فلاں شہر میں فلاں محلہ میں یہ جائیداد چھوڑ کر آیا ہوں تو اس کو کلیم کرنا کہتے تھے اور اس کے لیے باقاعدہ محکمہ کھلا ہوا تھا۔ وہ محکمہ پھر ہندوستان سے آئی ہوئی فہرستوں سے چیک کرتا تھا کہ وہ شخص واقعی وہاں مذکورہ جائیداد چھوڑ کر آیا ہے یا نہیں۔ جب اس بات کی تصدیق ہو جاتی تھی تو پھر جتنی اندازاً اس جائیداد کی قیمت ہوتی تھی (جو وہ چھوڑ کر آیا تھا) اتنی قیمت کی جائیداد اس شخص کو پاکستان میں الاٹ کر دیتے تھے۔ پاکستان میں متروکہ جائیدادوں کی فہرستیں دفتروں سے مل جاتی تھیں جن کے ساتھ ان کی قیمتیں لکھی ہوتی تھیں۔ ان فہرستوں سے لوگ اپنی جائیداد کی قیمت کے برابر کی جائیداد چن لیتے تھے۔ جو کلیم منظور ہوتا تھا وہ یہ ہوتا تھا کہ یہ شخص اتنی قیمت کی جائیداد ہندوستان میں چھوڑ آیا ہے وہ اس قیمت کے برابر قیمت کی ہندوؤں اور سکھوں کی چھوڑی ہوئی جائیداد لے سکتا ہے۔ گویا منظور شدہ کلیم ایک قسم کا چیک ہوتا تھا۔

جب ہم نے ربوہ 1953ء کے شروع میں مکان بنایا تھا تو ریلوے کراسنگ جس سے گزر کر بیت اقصیٰ جاتے ہیں اس کے مشرق کی طرف دارالنصر کے درمیان پہاڑی تک صرف ایک بلڈنگ تھی وہ فضل عمر ریسرچ کی تھی جس جگہ اب جامعہ احمدیہ جونئیر کی بلڈنگ ہے۔ اور اس پہاڑی سے آگے دریا تک دارالنصر شرقی میں صرف چار مکان تھے۔ ایک ہمارا، ایک مکرم مولوی محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی کا، ایک ٹھیکیدار عبدالرحمٰن صاحب کا اور ایک گوجرانوالہ کے محمد اقبال صاحب کا، باقی سب مکان بعد میں بنے۔ دارالنصر کی پہاڑی سے ہمارے مکانوں تک کوئی ایک بھی اور مکان نہ تھا۔ محلہ دارالنصر میں ابتدائی قیام میں بہت سی مشکلات تھیں۔ پہلا مسئلہ حفاظت کا تھا، دوسرا ضروریات زندگی کا مہیا ہونا تھا۔ محلہ میں اس وقت ایک بوٹی بکثرت ہوتی تھی۔ (اب بھی ہے غالباً بہت کم۔ شاید اس کا نام ہرمل ہے) ایک لمبے عرصہ تک اس کو ہی کاٹ کر جلاتے رہے۔ سودا لینے کے لیے جانا ہوتا تھا تو کہتے تھے شہر جانا ہے۔ شہر سے مراد گول بازار والی جگہ (جہاں ابھی گول بازار کی بالکل ابتدا تھی) یا منڈی والی جگہ ہے۔ آٹا پیسنے کی ایک چکّی گول بازار میں جہاں بیت المہدی ہے وہاں ہوتی تھی اور ایک چکّی منڈی میں ہوتی تھی۔ گدھا، ریڑھا، ٹانگہ نہ ہونے کے برابر تھے۔ سر پر ہی گندم اٹھا کر گول بازار یا منڈی لے جاتے تھے اور وہاں سے پسوا کر سر پر ہی اٹھا کر دارالنصر گھر لاتے تھے۔ سبزی، گوشت، دوسرے سودے اور لکڑی (جلانے کے لئے) بھی وہاں سے لے کر آتے تھے۔ سائیکل بھی کوئی نہ تھا۔ ڈیڑھ یا 2 میل کے درمیان فاصلہ تھا جو پیدل ہی طے کرنا ہوتا تھا اور سودا خود اٹھا کر لانا ہوتا تھا۔ پھر سانپ بہت تھے۔ چاندنی راتوں میں اس کھلے میدان میں چاندنی ایک عجیب لطف دیتی تھی۔ ریلوے لائن گھروں کے قریب تھی۔ گاڑی کے گزرنے سے ہی یہ احساس بیدار ہوتا تھا کہ ہم کسی آباد علاقہ میں ہیں۔ 1953ء کے فسادات جب ہم ربوہ آئے تو شروع تھے۔ فسادات میں گرفتار شدگان کی لاریاں سرگودھا روڈ سے گزرتی تھیں تو مخالفین جماعت نعرے لگاتے ہوئے جاتے تھے۔ رات کے وقت کئی کئی بسیں گزرتی تھیں اور وقفے وقفے سے نعروں کی آوازوں سے پتہ چلتا تھا کہ قیدی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیے جا رہے ہیں۔

# شادی اور اولاد

میرا نکاح 7 فروری 1960ء کو ہوا تھا۔ نکاح مکرم مولانا محمد یار صاحب عارف نے پڑھا تھا۔ آپ کسی زمانہ میں انگلستان میں جماعت کے مبلغ رہے تھے۔ مکرم طاہر عارف صاحب مرحوم جو پولیس میں ایڈیشنل آئی جی کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے تھے مکرم مولانا محمد یار صاحب کے بیٹے تھے۔ میرا نکاح سرگودھا میں میرے سسرال کے 9-بلاک والے مکان کی بیٹھک میں ہوا تھا اور شادی 4 ستمبر 1960ء کو ہوئی تھی۔ اس دن دوپہر کے کھانے سے پہلے سخت آندھی آئی اور ساتھ ہی تیز بارش شروع ہوگئی جو کچھ دیر کے بعد تھم گئی لیکن سب انتظامات کو درہم برہم کر دیا اور آرائشی گیٹ شامیانے وغیرہ سب اکھڑ گئے۔ اس لیے دوپہر کا کھانا مکرم رانا محمد مستقیم صاحب کے مکان کے نچلے حصہ میں کھلایا گیا۔ 5 ستمبر کو ولیمہ میری ہمشیرہ محترمہ منور سلطانہ صاحبہ کے مکان واقع محلہ دارالنصر وسطی کے بڑے کمرے میں ہوا تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ (جو اس وقت پرنسپل تعلیم الاسلام کالج تھے) ولیمہ میں شامل ہوئے تھے۔ مؤرخہ 8 ستمبر 1960ء کے الفضل میں دعوتِ ولیمہ کا درج ذیل اعلان شائع ہوا:

"مکرم بابو محمد بخش صاحب محلہ دارلنصر شرقی ربوہ نے مؤرخہ 5 ستمبر 1960ء بروز دوشنبہ اپنے صاحبزادے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب ایم۔ اے لیکچرار ریاضی تعلیم الاسلام کالج کی دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ چوہدری حمید اللہ صاحب کی شادی رضیہ خانم صاحبہ بنت مکرم عبدالجبار خان صاحب آف سرگودھا کے ہمراہ مؤرخہ 4 ستمبر کو ہوئی ہے۔ دعوتِ ولیمہ میں ممبران اسٹاف تعلیم الاسلام کالج اور بعض دیگر احباب کے علاوہ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل ٹی۔ آئی کالج اور مکرم سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے بھی شرکت فرمائی۔ دعوتِ طعام کے اختتام پر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے اجتماعی دعا کرائی۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر طرح خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 8- ستمبر 1960ء صفحہ 5)

خاکسار کے سسر صاحب کا نام مکرم عبد الجبار خان صاحب تھا اُن کا سرگودھا سے تعلق تھا، ساس صاحبہ کا نام محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ تھا۔ میری اہلیہ محترمہ کے دادا جان کا نام حضرت حاجی عبد اللہ خان صاحبؓ تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کرم دین کے مقدمہ کے سلسلہ میں جہلم تشریف لے گئے تھے تو اس وقت انہوں نے بیعت کی تھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحابی ہونے کا شرف پایا۔ جب 1857ء میں انگریزوں کے خلاف بغاوت ہوئی جس کو عام طور پر غدر کہا جاتا ہے اس وقت وہ فرخ آباد (صوبہ بہار انڈیا) میں مقیم تھے۔ غدر کے وقت سفر کر کے جہلم آ گئے۔ جب انگریزوں نے سرگودھا کا شہر اس گزشتہ صدی کے شروع میں آباد کیا تو وہ سرگودھا آ گئے۔ آپ سرگودھا میونسپل کمیٹی میں ملازم تھے۔ حضرت حاجی عبد اللہ خان صاحبؓ اور ان کی اہلیہ صاحبہ حضرت فضل بی بی صاحبہؓ سرگودھا میں دفن ہیں لیکن ان کی قبریں معروف نہیں رہیں۔

حضرت فضل بی بی صاحبہؓ بھی صحابیہ حضرت مسیح موعودؑ تھیں۔ آپ حافظہ قرآن تھیں اور آپ کو بھی حج کرنے کی توفیق ملی۔ انہوں نے کثرت سے سرگودھا میں بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ انہوں نے حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کے بھائی مولوی لقمان الدین صاحب کی شاگردی میں قرآن کریم حفظ کیا تھا۔ اُن کی بہو عائشہ بیگم صاحبہ یعنی میری بیوی رضیہ خانم صاحبہ کی والدہ صاحبہ نے اُن کے بعد تاحیات بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ 25 سال تک لجنہ سرگودھا کی صدر رہیں۔ 1986ء میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں دفن ہوئیں۔ میری اہلیہ کی دادی حضرت فضل بی بی صاحبہؓ کے بھائی حضرت ڈاکٹر یعقوب خان صاحبؓ بھی صحابی حضرت مسیح موعودؑ تھے اُن کا تعلق بھی جہلم سے تھا اور انہوں نے بھی کرم دین کے مقدمہ کے موقعہ پر جہلم میں بیعت کی تھی۔ اُن کے بیٹے مکرم ڈاکٹر یوسف خاں صاحب امریکہ میں آنریری مبلغ رہے وہ بھی بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں دفن ہیں۔ مکرم ڈاکٹر یوسف خاں صاحب کی بہن محترمہ امۃ اللہ جان صاحبہ، بیگم چوہدری محمد اشرف صاحب لندن، مسز اشرف کے نام سے لندن میں معروف تھیں آپ بھی موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں دفن ہیں۔

میری اہلیہ کے نانا جان کا نام حضرت میاں احمد صاحبؓ تھا آپ کا گجرات سے تعلق تھا اور صحابی حضرت مسیح موعودؑ تھے۔ آپ موصی تھے۔ دفن تو گجرات میں ہوئے لیکن بہشتی مقبرہ قادیان

میں چار دیواری کے اندر جنوب مشرقی حصہ میں ان کا یادگاری کتبہ لگا ہوا ہے۔ ان کے والد حضرت ملک امیر الدین صاحبؓ بھی صحابی تھے ان کا تعلق بھی گجرات سے تھا۔

## میری اولاد

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں عطا کیں جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

### 1۔ عزیزم رشید اللہ سلمہٗ

عزیزم رشید اللہ سلمہٗ سرگودھا میں پیدا ہوا اور اس کی تاریخ پیدائش 4-اکتوبر 1962ء ہے۔ اس وقت میرے سسر صاحب زندہ تھے۔ ان کی وفات 29 دسمبر 1963ء کو ہوئی وہ رشید اللہ سلمہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے۔ رشید اللہ سلمہ کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ نے رکھا تھا۔ عزیزم رشید اللہ جب پانچویں کلاس میں پڑھتا تھا تو اس وقت مجلس صحت نئی نئی قائم ہوئی تھی اور اُس کے تحت سیر کا پہلا مقابلہ تھا سیر کے بعد اپنے مشاہدات پر مشتمل مضمون ہر ایک نے لکھنا تھا۔ عزیزم رشید اللہ سیر کے لئے گیا اور اُس نے بھی مضمون لکھا جو اوّل آیا اور ماہنامہ تشحیذ الاذہان میں درج ذیل عنوان سے شائع ہوا جو قارئین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

### سیر میں خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا نظّارہ

گزشتہ دنوں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا تھا کہ ربوہ کے سب اطفال، خدام اور انصار جمعہ کے دن نمازِ فجر کے بعد دو گھنٹے کی سیر کریں اور اس سیر میں خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے جو نظّارے دیکھیں انہیں اپنے الفاظ میں لکھیں۔ چنانچہ حضور کے اس ارشاد کے مطابق 12 مئی 1972ء جمعہ کے دن ربوہ کے اطفال، خدام اور انصار نے ساڑھے پانچ بجے سے ساڑھے سات بجے تک سیر کی اور بعد میں اپنے الفاظ میں اپنی سیر کا حال لکھ کر مجلس صحت کو بھجوا دیا۔ مجلس صحت کے فیصلہ کے مطابق عزیزم رشید اللہ صاحب محلہ دارالصدر جنوبی جو جماعت پنجم کے طالب علم ہیں اوّل آئے۔ ایک تقریب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خوش قسمت بچے کو بھی انعام عطا فرمایا۔

ذیل میں عزیزم رشید اللہ صاحب کا مضمون ان کے اپنے الفاظ میں بغیر کسی تبدیلی کے شائع کیا جارہاہے۔(ایڈیٹر)

''ہم کالج سے گروپ بن کر نکلے۔ اور باسکٹ بال کی دو گراؤنڈیں ہیں اور ایک گراؤنڈ ہائی سکول کی ہے اور آگے بہت سے گھر تھے۔ ایک گھر کے آگے گل عباسی لگی ہوئی تھی۔ تین کوٹھیاں بہت خوبصورت تھیں اور یونیورسٹی میں بہت سے درخت لگے ہوئے تھے اور وہاں دو کُتّے بھی تھے اور ایک لڑکا بھینس کے اُوپر بیٹھا ہوا تھا اور پھر وہاں پٹھانوں کا ڈیرہ بھی تھا۔ ان کے بیس اونٹ بھی تھے وہ اپنا سامان لادنے کے لئے کہیں تیار تھے۔ اور ایک پہاڑی تھی اُس کے ساتھ مکان آباد تھے اور کنک (گندم) کے سِٹّے کاٹ کر دانے نکال رہے تھے اور کنک کے سٹّوں کا بہت بڑا ڈھیر تھا۔ وہاں لوبیئے کے پودے بھی تھے۔ وہاں پر ٹٹیریاں بھی تھیں وہاں ریت میں چھوٹے چھوٹے گڑے نکالے ہوئے تھا اور انہوں نے دو دو انڈے دئے ہوئے تھے وہاں سے بیت اقصیٰ بھی نظر آتی تھی۔ اسی طرح کھیتوں میں چھوٹے چھوٹے کپاس کے پودے تھے اور وہاں مکئی کے بھی پودے تھے۔ اور وہاں ایک کنواں بھی تھا جسے دو بیل چلا رہے تھے۔ ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں تمباکو بھی لگا ہوا تھا۔ اور وہاں مشین سے ایک آدمی چارہ کاٹ رہا تھا جہاں پہاڑی کے ساتھ مکان آباد تھے۔ اُس گاؤں میں ایک بچہ رو رہا تھا اسی گاؤں میں ایک لڑکی چھج لے کر جارہی تھی۔ وہاں پر دو بیل ہل جوت رہے تھے۔ وہاں چارپائیاں بھی بچھی ہوئی تھی۔ اُن کے پاس نیچے ایک گھڑا بھی تھا دریا میں تھوڑا سا پانی تھا ہم تھوڑے سے پانی میں سے گزر گئے۔ پنچھی بھی تھی۔ اور جو پہاڑی کے پاس گاؤں تھا وہاں ایک آدمی سٹّوں میں سے دانے نکال رہا تھا جب ہم واپس آرہے تھے وہاں مسجد کے پاس نلکا لگا ہوا تھا۔ وہاں بہت سے جوان تھے۔ وہاں پر ہرمل بھی تھی۔ وہاں پر پنجالی بھی تھی جو دو بھینسوں کے گلے میں ڈالی جاتی ہے۔ وہاں پر کھمبوں کے ذریعے تاریں جارہی تھیں وہاں بجلی کی لائن جارہی تھی دور سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہاں ٹیوب ویل لگا ہوا ہے۔ اور وہاں سے پُل بھی نظر آرہا تھا اور پُل کے بیچ میں سے گاڑی جارہی تھی اُس کے اُوپر سے ٹرک اور بس جارہی تھی۔ شمال کی طرف سے ایک ٹانگہ بھی

آرہا تھا۔ دریا کی دو شاخیں نکلتی تھیں دونوں شاخوں کے درمیان پلچھی کے بہت سے پودے تھے۔“

(تشحیذ الاذہان ربوہ۔جولائی 1972ء)

عزیزم رشید اللہ نے بی ایس سی تک تعلیم حاصل کی اور تعلیم مکمل کرنے کے بعد کچھ عرصہ کراچی میں کمپیوٹر پروگرامنگ کا کام سیکھا جسکے بعد 1990ء میں کینیڈا چلا گیا۔ کینیڈا جانے کا سبب اس طرح پیدا ہوا کہ 1989ء کے جلسہ سالانہ U.K کے موقع پر خاکسار نے ملاقات کے دوران حضور سے اپنے بیٹے عزیزم رشید اللہ کی شادی کے بارے میں راہنمائی چاہی۔ اس وقت وہ کراچی میں شاہنواز لمیٹڈ میں کمپیوٹر پروگرامنگ کا کام سیکھ رہا تھا۔ حضور نے اسکے Job کے حالات دریافت فرمانے کے بعد فرمایا رشید اللہ کو کینیڈا بھجوادیں۔ چنانچہ رشید اللہ کو پیغام دیا کہ وہ لندن آجائے۔ عزیزم رشید اللہ کو لندن کا ویزہ مل گیا اور وہ ستمبر 1989ء میں انگلستان چلا گیا۔ انگلستان آکر اُس نے Canadian High Commission میں Immigration کے لئے درخواست دے دی جو 1990ء کے شروع میں منظور ہوگئی اور عزیزم رشید اللہ 7 مئی 1990ء کو immigration پر کینیڈا چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کا کینیڈا جانا بابرکت کرے۔ 28 تا 31 ستمبر 1989ء وہ آخری موقع تھا کہ ہم ماں باپ اور تینوں بچے اکٹھے رہ سکے۔

عزیزم رشید اللہ کی شادی مکرم محمود احمد صاحب ناگی (ابن مکرم محمد یحیٰ صاحب ابن حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ آف نیلا گنبد لاہور) کی بیٹی عزیزہ فائزہ محمود صاحبہ سے ہوئی۔ ان کا ایک بیٹا اور بیٹی ہے۔ بیٹے کا نام جری اللہ ہے جو کہ ٹورانٹو کینیڈا میں سکول کی تعلیم مکمل کر چکا ہے اور بیٹی کا نام اسماء ہے، وہ بھی سکول کی تعلیم مکمل کر چکی ہے۔

عزیزم رشید اللہ کی شادی کا اعلان روزنامہ الفضل ربوہ میں حسب ذیل شائع ہوا۔

## تقریب شادی

”محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کے صاحبزادے عزیز مکرم رشید اللہ حمید صاحب کی شادی ہمراہ عزیزہ مکرمہ فائزہ محمود صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب اسلام آباد انجام پائی۔ مؤرخہ 29 فروری 1992ء کو اسلام آباد میں

محترم سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے ایک لاکھ روپیہ حق مہر پر نکاح پڑھا۔ اگلے دن تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جہاں مولانا موصوف نے ہی دعا کروائی۔ مؤرخہ 2مارچ 1992ء کو ربوہ میں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے اپنی رہائش گاہ واقع دارالصدر جنوبی میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں ناظر صاحبان اور وکلاء سمیت مربیان سلسلہ اور خادمان دین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ دعوت کے اختتام پر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ نے دعا کروائی۔ مکرم رشید اللہ حمید صاحب محترم بابو محمد بخش صاحب کے پوتے ہیں۔ آپ کینیڈا میں قیام فرما ہیں۔ مکرمہ فائزہ محمود صاحبہ مکرم محمد یحییٰ صاحب آف نیلا گنبد آف لاہور کی پوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ فرمائے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 7-مارچ1992ء)

## 2۔ عزیزہ طیبہ حمید سلمھا (طیبہ حیات)

عزیزہ طیبہ حمید صاحبہ کی پیدائش بھی سرگودھا میں ہوئی تھی۔ اس کی تاریخ پیدائش یکم فروری 1965ء ہے۔ اس دن رمضان المبارک کا آخری روزہ تھا عزیزہ طیبہ حمید نے 1980ء میں 850/740 نمبر حاصل کر کے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور سرگودھا بورڈ میں لڑکیوں میں دوسری پوزیشن حاصل کی جس پر اُسے بورڈ کی طرف سے گولڈ میڈل دیا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ازراہ شفقت اُس کی اس نمایاں کامیابی پر "تفسیر صغیر" بطور تحفہ عطا فرمائی جس پر حضور کے دستخط ثبت تھے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ عزیزہ طیبہ حمید نے ایم۔ ایس سی (فزکس) تک تعلیم حاصل کی اس کے بعد اُسکی شادی ہو گئی۔

عزیزہ طیبہ صاحبہ کی شادی عزیزم ظہیر احمد حیات صاحب ابن مکرم بشیر احمد حیات صاحب مرحوم آف لندن کے ساتھ ہوئی۔ بشیر احمد حیات صاحب کے والد حضرت عمر حیات صاحبؓ کا تعلق سیالکوٹ سے تھا اور آپ حضرت مسیح موعودؑ کے رفیق تھے۔ پاکستان بننے سے قبل کینیا (Kenya) چلے گئے تھے۔ وہیں ان کی وفات ہوئے اور وہیں دفن ہیں۔

عزیزم ظہیر احمد حیات اور عزیزہ طیبہ حیات کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا ہے۔ بڑا بیٹا مصور احمد حیات اور چھوٹا بیٹا سفیر احمد حیات ہے، دونوں واقفین نو ہیں۔ بیٹی کا نام سمیرا حیات ہے۔ عزیزہ سمیرا حیات کی شادی احمد ابراہیم صاحب مربی سلسلہ سے ہو چکی ہے اور اس کی ایک بیٹی ہے جس کا نام صفورہ ہے۔

مصور حیات کی شادی عائشہ سطوت بنت ملک محمود احمد صاحب واقف زندگی لندن سے ہو چکی ہے۔

عزیزہ طیبہ حمید کے نکاح کا اعلان حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے کیا۔ حضور نے درج ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

## خطبہ نکاح

خطبہ نکاح فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بنصرہ العزیز بمقام بیت فضل لندن بتاریخ 27 نومبر 1988ء بعد نماز مغرب حسب ذیل ہے

حضور انور نے تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی مسنون آیات کی تلاوت کی اور فرمایا:

The announcement of Nikah which I am going to make this evening is settled between Aziza Tayyaba Hamid D/o Mukarram Chaudhry Hameedullah Sahib Wakil-e-Ala and Azizam Zaheer Ahmad Hayat S/o Mukarram Bashir Ahmad Hayat Sahib.

Although primarily I make my address here in English except Sermons but occasionally, I make deviations particularly when I am announcing some Nikahs, because both of the relatives of those brides or bridegrooms which are in Pakistan, they cannot understand English and they like to hear my own words that I state during the Nikah announcements of their relatives and friends. So once again I make an exception and will announce the remaining portion of my address of this Nikah in Urdu. I have said enough in English for those who do not understand

Urdu. You know what is happening here tonight and to remain witness of the Nikah in particular when the Nikah is announced.

.........یہ نکاح جن دو خاندانوں کے درمیان طے پایا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی مخلص خاندان ہیں۔ چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ کسی تعارف کے محتاج نہیں کیونکہ تمام دنیا کی جماعتیں ان کو بحیثیت وکیل اعلیٰ بہت اچھی طرح جانتی ہیں اور اس سے پہلے بھی وہ مختلف حیثیتوں سے جماعت میں معروف رہے ہیں۔ وکیل اعلیٰ بنے ہوئے اُنہیں کچھ سال ہوئے لیکن جلسہ سالانہ کے افسر کے طور پر تمام دنیا سے وہ مہمان جو جلسہ سالانہ پر ربوہ تشریف لے جایا کرتے تھے، ان کے حسن انتظام سے خوب واقف ہیں۔ اسی طرح بحیثیت صدر مجلس انصار اللہ انہوں نے لمبا عرصہ کام کیا اور اس طرح بحیثیت صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھی۔ اس پہلو سے ان کی ذات کسی ظاہری تعارف کی محتاج نہیں۔ جہاں تک روحِ وقف کا تعلق ہے، ان کے متعلق میں جانتا ہوں کہ خدا کے فضل سے ان کا وقف مثالی ہے۔ اور دوسرے تمام واقفین کو اسی راہ پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیئے، جو قربانی کی راہ اور وقف کی راہ انہوں نے اپنے عمل سے متعین کی ہے۔ ان کی بیگم بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت مخلص اور ایک واقفِ زندگی کی شایانِ شان بیگم ہیں۔ ہر لحاظ سے مکمل طور پر تعاون کرنے والی۔ اس لئے دوسرے واقفین کی بیگمات کے لئے وہ بھی ایک نیک نمونہ ہیں۔

جہاں تک دوسرے خاندان کا تعلق ہے۔ ان میں سے بننے والے دولہا کی والدہ مولوی قمر الدین صاحب کی بیٹی ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک لمبی خدمت کی توفیق پا چکے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ وہ واقف زندگی تھے یا نہیں مگر سلسلے کے مختلف عہدوں پر جہاں بھی وہ فائز رہے، انہوں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت ہی عمدہ خدمت کی توفیق پائی۔ اور وہ سارا خاندان جماعت احمدیہ میں ایک معروف خاندان ہے۔ حضرت مولوی جلال الدین صاحب شمس رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ اور خدا کے فضل سے مولوی منیر الدین صاحب شمس، جو آجکل انگلستان میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں یہ بھی اسی خاندان کے فرد ہیں۔ اور جہاں تک بشیر حیات صاحب کا تعلق ہے ان کو صرف آپ ہی نہیں جانتے، کیونکہ سوال و جواب کی مجالس کی کیسٹس کے ذریعہ ساری دنیا

ان کی واقف ہو چکی ہے۔ یہاں تک کہ میں بعض ایسے ملکوں میں گیا، جہاں بظاہر ان کا کوئی شناسا نہیں ہونا چاہیئے مثلاً نائیجیریا۔ وہاں مجلس میں سوال ہوا کہ بشیر حیات صاحب کا کیا حال ہے ؟۔ میں نے کہا: آپ کیسے جانتے ہیں ؟ انہوں نے جواب دیا کہ جو آپ کی کیسٹس سنتا ہے یا دیکھتا ہے وہ ضرور ان کو جانتا ہے کیونکہ سوال وجواب کی مجلس میں اُن کا ہونا ایک لازمی چیز بن گیا ہے۔ ان کے سوالات میں بھی لوگ دلچسپی لیتے ہیں۔ یہاں جو مذاق اُن سے کیا جاتا ہے، وہ محبت کا مذاق ہے، کوئی تحقیر کا مذاق نہیں۔ اور وہ بھی خدا کے فضل سے بڑے حوصلے سے اِسی رنگ میں اس مذاق کو لیتے ہیں۔ دونوں طرف کے خاندانوں کی روایات سلسلے کے لحاظ سے ماشاء اللہ روشن اور معروف ہیں۔ اس پہلو سے ہم اُمید رکھتے ہیں کہ نئی بننے والی دلہن اور بننے والے دولہا کے تعلقات بھی آئندہ نہایت پاک اور خدمت کرنے والی، وقف کی روح سے مزیّن نسلیں پیدا کریں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم دعا میں بھی اس بات کو یاد رکھیں گے اور اُمید ہے کہ خدا کے فضل سے ایسا ہی ہو گا۔ یعنی لمبے عرصے تک ان کے ذریعے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نیک نسلیں جاری ہوں گی۔ اللہ ان کو دین اور دنیا کی حسنات سے نوازے۔ طمانیتِ قلب نصیب کرے اور وہ مثالی میاں بیوی بننے کی توفیق عطا فرمائے جس کا تصور اسلام پیش کرتا ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد اَب میں اِس نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔ دولہن کی طرف سے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ ولی ہیں۔ انہوں نے اپنی طرف سے وکالت کا حق مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق کو دیا ہے۔ (اس کے بعد حضور نے ایجاب و قبول کروایا) اور فرمایا: حیات فیملی کا ویسے ذکر کرنا بھول گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ فیملی بھی جماعت کے کاموں میں پیش پیش اور مخلص ہے اور جب میں مشرقی افریقہ کے دورے پر گیا تھا تو وہاں ان کی نیک یادیں میں نے پائیں جو آج تک زندہ ہیں اور لوگ محبت سے اور اخلاص سے ان کا ذکر کرتے ہیں۔ احمدی بھی اور غیر احمدی بھی ان کے حسنِ اخلاق سے اور مہمانوازی سے بہت ہی متأثر تھے اور آج تک لوگ ان کو یاد کرتے ہیں۔ پس اللہ کے فضل سے ہر لحاظ سے یہ رشتے مبارک ہیں اور مبارک ہونے چاہئیں۔ اب ہم دعا کر لیتے ہیں۔“

عزیزہ طیبہ صاحبہ کے نکاح کا اعلان 3 دسمبر 1988ء کے الفضل میں درج ذیل الفاظ میں شائع ہوا۔

”حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے 27 نومبر 1988ء کو بیت فضل لندن میں محترمہ طیبہ حمید صاحبہ بنت مکرم و محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کے نکاح کا اعلان مکرم ظہیر احمد صاحب حیات کے ساتھ فرمایا۔ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کی طرف سے دلہن کے وکیل مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق تھے۔

اس موقع پر حضور انور نے فرمایا دلہن کے والد مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ ہونے کی وجہ سے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ افسر جلسہ سالانہ کے فرائض سر انجام دیتے ہیں، دنیا بھر کی احمدیہ جماعتوں میں معروف ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وقف کے سلسلہ میں ایسی روح خدمت رکھتے ہیں کہ تمام واقفین کو ان کے نمونہ پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ حضور انور نے دلہن کی والدہ محترمہ کے سلسلے میں فرمایا کہ وہ نہایت مخلص اور ایک واقفِ زندگی کے شایان شان بیگم ہیں۔ اور ہر لحاظ سے مکمل تعاون کرنے والی ہیں۔

دولہا کے متعلق حضور نے ارشاد فرمایا کہ ان کی والدہ مکرم مولوی قمر الدین صاحب (برادر حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ) کی بیٹی ہیں جنہوں نے ایک لمبے عرصے تک جماعت کی خدمت کی ہے۔

حضور نے فرمایا دولہا (کے والد) بذات خود اس وقت دنیا بھر کی احمدیہ جماعتوں میں معروف ہیں۔ حتّٰی کہ جب میں نائیجیریا کے دورہ پر تھا تو ایک مجلس میں سوال ہوا کہ بشیر حیات صاحب کا کیا حال ہے۔ جب میں نے پوچھا کہ آپ کو بشیر حیات صاحب کا کس طرح پتہ لگا تو سوال کرنے والے نے بتایا کہ ان کے ذریعہ ہمیں حضور کی کیسٹیں ملتی ہیں۔ حضور نے دونوں خاندانوں کی خدمات کو سراہا اور ایجاب و قبول کے بعد حاضرین سمیت دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر طرح سے اور سب کے لئے ہر قسم کی برکات کا موجب بنائے۔

قارئین الفضل سے بھی درخواست ہے کہ اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 3-دسمبر 1988ء صفحہ 1)

عزیزہ طیبہ حمید کی شادی ور خصتی کا اعلان **"روزنامہ الفضل"** میں حسبِ ذیل شائع ہوا۔

## تقریب رخصتانہ

"محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ کی صاحبزادی مکرمہ طیبہ حمید صاحبہ کی تقریب رخصتانہ 17 مارچ 1989ء کو بخیر وخوبی انجام پائی۔ دولہا مکرم ظہیر احمد صاحب حیات اس تقریب کے لئے انگلستان سے تشریف لائے تھے۔

اس موقع پر مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی جبکہ عزیز بکر عبیدی آف تنزانیہ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا شیریں کلام خوش الحانی سے سنایا۔ رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔

مکرمہ طیبہ حمید صاحبہ کے نکاح کا اعلان حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے لندن میں 27 نومبر 1988ء کو فرمایا تھا۔ اس موقع پر حضور انور نے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب اور دولہا کے والد محترم بشیر احمد حیات صاحب کی دینی خدمات کا خاص طور پر ذکر فرما کر احباب جماعت کو اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔

تقریب رخصتانہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے خاندان کے افراد حضرت اقدس کے رفیق محترم مولانا محمد حسین صاحب اور ربوہ کے عمائدین نے شرکت کی۔ مکرم ظہیر احمد حیات صاحب محترم مولوی قمر الدین صاحب کے نواسے ہیں اور طیبہ حمید صاحبہ محترم بابو محمد بخش صاحب کی پوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رشتہ کو ہر طرح اور سب کے لئے بابرکت کرے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ-30 مارچ 1989ء صفحہ 1)

### 3۔ رضوانہ حمید سلمہا (رضوانہ یوسف)

عزیزہ رضوانہ سلمہا کی پیدائش ربوہ میں ہوئی تھی۔ اس کی تاریخ پیدائش 26 دسمبر 1968ء ہے۔ قریباً صبح 9 بجے پیدا ہوئی تھی۔ عین اس وقت جبکہ جلسہ سالانہ کا افتتاح ہو رہا تھا۔ عزیزہ رضوانہ حمید نے بی۔اے تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد اُس کی بھی شادی ہو گئی۔

عزیزہ رضوانہ کی شادی سویڈن میں عزیزم سید نثار یوسف صاحب ابن مکرم مولانا سیّد کمال یوسف صاحب مربی سلسلہ سے ہوئی۔ ان کے بھی دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ بڑا بیٹا عزیزم اعتزاز یوسف وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ سکول کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں یونیورسٹی سے جرنلزم کی ڈگری لینے کے بعد جرنلزم کی عملی ٹریننگ لے رہا ہے۔ چھوٹے بیٹے کا نام ایاز یوسف ہے اور بیٹی کا نام شمائلہ یوسف ہے یہ دونوں زیر تعلیم ہیں۔

عزیزہ رضوانہ کے نکاح کا اعلان بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سویڈن میں فرمایا تھا۔ اس نکاح کا اعلان روزنامہ الفضل میں اس طرح شائع ہوا:

## اعلان نکاح

”سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ کی صاحبزادی عزیزہ مکرمہ رضوانہ حمید صاحبہ کا نکاح ہمراہ عزیز مکرم سید نثار یوسف صاحب ابن مکرم سید کمال یوسف صاحب مربی سلسلہ سویڈن مبلغ ایک لاکھ روپیہ حق مہر پر 10 ستمبر 1991ء کو سویڈن میں پڑھا۔

احباب کرام سے اس رشتہ کے ہر جہت سے مبارک اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ-29 ستمبر 1991ء صفحہ 1)

1991ء کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر مؤرخہ 23 دسمبر 1991ء کو میری فیملی کی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ملاقات ہوئی اس ملاقات کے دوران حضور نے عزیزہ رضوانہ حمید کی شادی کی دعا کروائی اس کا ذکر رپورٹ دورہ قادیان 1991ء میں مکرم ہادی علی چوہدری صاحب نے حسب ذیل کیا ہے۔

”آج مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ نے بھی اپنی فیملی کے ساتھ شرف ملاقات حاصل کیا۔ حضور انور نے اُن کی بیٹی عزیزہ رضوانہ حمید کی شادی کی دعا بھی وہیں دفتر میں ہی کرائی۔ عزیزہ رضوانہ حمید کی شادی مکرم نثار یوسف صاحب ابن کمال یوسف صاحب سابق مبلغ سکینڈے نیویا سے طے ہوئی تھی۔“

(رپورٹ دورہ قادیان 1991ء مرتبہ ہادی علی چوہدری صاحب صفحہ 83)

اس دعا میں حضور کے ساتھ خاکسار حمید اللہ، خاکسار کی اہلیہ رضیہ خانم صاحبہ، عزیزم نثار یوسف صاحب اور عزیزہ رضوانہ شامل تھے۔

عزیزہ رضوانہ حمید کی شادی (رخصتی) کی تقریب مؤرخہ 6 جنوری 1992ء کو ربوہ میں ہوئی۔ جس کا حسب ذیل اعلان روزنامہ الفضل میں شائع ہوا۔

## تقریب شادی

"محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کی صاحبزادی عزیزہ مکرمہ رضوانہ حمید صاحبہ کی شادی محترم سید کمال یوسف صاحب مربی سلسلہ (سویڈن) کے صاحبزادے عزیزم مکرم نثار یوسف صاحب کے ساتھ 6 جنوری 1992ء بروز سوموار انجام پائی۔

تقریب رخصتانہ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کی رہائش گاہ واقع دارالصدر جنوبی میں منعقد ہوئی تلاوت قرآن کریم مکرم قاری محمد عاشق صاحب نے کی بعد ازاں سیدنا حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا دعائیہ منظوم کلام محترم مغفور احمد صاحب قمر مربی سلسلہ نے ترنم سے سنایا جس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے دعا کروائی جس میں کثیر تعداد میں موجود احباب نے شرکت فرمائی اگلے روز مؤرخہ 7 جنوری کو احاطہ دفتر انصار اللہ پاکستان میں دعوت ولیمہ منعقد ہوئی جہاں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے دعا کروائی مکرم سیّد کمال یوسف صاحب اس موقع پر تشریف نہیں لا سکے تھے اُن کی نمائندگی اُن کے خالہ زاد بھائی مکرم سید مسعود مبارک شاہ صاحب ناظر مال خرچ نے کی۔

اس جوڑے کا نکاح سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 10 ستمبر 1991ء کو گوٹن برگ (سویڈن) کی بیت ناصر میں پڑھا تھا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اس رشتہ کو ہر جہت سے مبارک کرے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ 15- جنوری 1992ء صفحہ 1)

# حصہ دوم

# جماعتی خدمات

# خدماتِ سلسلہ عالیہ احمدیہ

سلسلہ کی خدمت کے حوالہ سے خاکسار کو جن اداروں کے ساتھ وابستہ رہنے کا موقع ملا وہ حسب ذیل ہیں:

1۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ (1955ء تا1974ء)

2۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ (1959ء تا1973ء)

3۔ دارالضیافت ربوہ (1974ء تا1982ء)

4۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ (1982ء تاحال)

5۔ مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ (1982ء تا1999ء)

ان اداروں کے ساتھ وابستگی کے دوران بہت سے زائد کام بجالانے کا موقع بھی ملا جن کی مکمل فہرست یادداشت سے بنانا شاید ممکن نہ ہو۔ بعض اہم کام حسب ذیل ہیں۔

1۔ افسر جلسہ سالانہ ربوہ (1973ء تاحال)

2۔ صدر کمیٹی امداد مستحقین و محرومین (1977ء تا1999ء)

3۔ صدر منصوبہ بندی کمیٹی فضل عمر ہسپتال (1986ء)

4۔ صدر کمیٹی جلسہ سالانہ قادیان (1991ء)

5۔ ایڈیشنل ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ (برائے ہنگامی امور سندھ و بلوچستان) (1986ء تاحال)

6۔ صدر انٹرنیشنل رشتہ ناطہ کمیٹی (کچھ عرصہ کے لئے)

7۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ (1969ء تا1973ء)

8۔ صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ (1982ء تا1989ء)

9۔ صدر مجلس انصاراللہ پاکستان (1990ء تا1999ء)

10۔ سرپرست انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس وانجینئرز (IAAAE) (1982ء تا1999ء، دوبارہ2010ء تاحال)

11۔ پاکستان میں سیکریٹری صدسالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ بندی کمیٹی (جوبلی1989ء)

12۔ صدر صدسالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کمیٹی بیرون پاکستان (جوبلی1989ء)

13۔ صدر خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی مرکزی کمیٹی 2008ء

14۔ نگران ادارہ تعمیرات

15۔ امیر مقامی ربوہ (خلافت ثالثہ میں ایک سے زائد مرتبہ)

## تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں بطور لیکچرار خدمت

ایم۔اے پاس کرنے کے بعد یکم اکتوبر 1955ء کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں بطور لیکچرار ریاضی خاکسار کا تقرر ہوا اور انٹرمیڈیٹ، بی۔ اے / بی۔ ایس سی اور آنرز کی کلاسز کو ریاضی پڑھانے کی توفیق ملی۔

تدریسی فرائض کے علاوہ غیر تدریسی فرائض انجام دینے کا موقع بھی ملا۔ مثلاً بطور نگران ٹک شاپ، پراکٹر اور چیف پراکٹر، انچارج بیڈ منٹن، ٹائم ٹیبل فریمر (Time Table Framer)، سٹاف سیکرٹری، پروفیسر انچارج کالج یونین۔

خاکسار کے طالب علموں نے طالب علمی کے زمانہ میں بھی اور بعد میں بھی میرے ساتھ ہمیشہ عزت اور احترام کا سلوک کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے شاگرد ساری دنیا میں پھیل چکے ہیں۔ جن جن ملکوں میں جانے کا موقع ملا ہے ہر جگہ بڑی محبت سے پیش آئے ہیں۔

1955ء سے 1965ء تک حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کالج کے پرنسپل تھے، آپ کے ماتحت کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ کا میرے ساتھ بڑا محبت، شفقت اور پیار کا سلوک تھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ اپنے بچوں کی طرح عزیز رکھتے تھے تو مبالغہ نہ ہو گا۔ سلسلہ کے کاموں کی جو توفیق بعد میں ملی وہ آپ کی ہی راہنمائی، توجہ، تربیت، نمونہ اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب چیف پراکٹر تھے۔ جب وہ ٹاؤن کمیٹی کے چیئر مین مقرر ہوئے تو ان کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے مجھے چیف پراکٹر مقرر فرما دیا۔ جب مکرم صوفی صاحب کچھ عرصہ کے بعد ٹاؤن کمیٹی کی چیئر مین شپ سے سبکدوش ہوئے تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ مکرم صوفی صاحب کو پھر چیف پراکٹر مقرر کر دیا جائے تو آپ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں اور مجھے چیف پراکٹر برقرار رکھا۔

کالج میں ٹک شاپ کا نگران بننا ایک مشکل امر تھا۔ میس اور ٹک شاپ کے نگران کے حصہ میں تنقید ہی آتی تھی۔ ٹک شاپ کا انتظام عجیب انداز میں میرے سپرد ہوا۔ میں ایک دفعہ آپ کے پاس پرنسپل کے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا تو ٹک شاپ کا مینجر ٹک شاپ کے حسابات والا رجسٹر لے کر آپ کو دکھانے آیا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ اس کے حسابات چیک کر دو۔ میں نے وہیں بیٹھے بیٹھے حسابات چیک کر دیئے۔ پھر چند دن کے بعد اسی طرح اتفاق ہوا کہ ٹک شاپ کا مینجر میرے ہوتے ہوئے حسابات لے کر آیا اور آپ نے مجھے حسابات دیکھ لینے کا فرمایا جو میں نے وہیں بیٹھے بیٹھے چیک کر دیئے پھر آپ نے مجھے فرمایا کہ آپ ہی ٹک شاپ کے حسابات دیکھ لیا کریں۔ اس طرح آپ نے بتدریج ٹک شاپ کے کام میں Involve کر کے مجھے اس کا نگران بنا دیا۔ صرف ایک اصولی ہدایت دی کہ جو آمد ہو وہ روزانہ خزانہ میں ٹک شاپ کی امانت میں جمع ہو اور جو خرچ کرنا ہو وہ اس امانت میں سے بر آمد کروا کے کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹک شاپ کی حالت بہتر ہوئی جو پرانے قرضے تھے وہ اترے اور مالی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑی ہو گئی۔

ٹک شاپ کو شروع سے ہی حضور نے اپنی نگرانی میں رکھا۔ حضور کا منشا تھا کہ طالب علموں کو خالص خوراک میسر ہو۔ شروع میں کالج ٹک شاپ کی بیکری مکھن میں تیار ہوتی تھی بناسپتی گھی یا تیل کا استعمال بالکل نہیں ہوتا تھا ٹک شاپ پر ایک Baker ملازم رکھا ہوا تھا جو بیکری تیار کرتا تھا۔

بطور چیف پراکٹر کافی محنت کرنی پڑتی تھی کافی وقت دینا پڑتا تھا۔ چیف پراکٹر کے فرائض مندرجہ ذیل تھے۔

1۔ ان طالب علموں کی نگرانی جو کالج کے ہوسٹل سے باہر شہر میں رہتے تھے۔ اس فرض کے لیے ہر محلہ میں مانیٹر مقرر کئے ہوتے تھے جو محلہ میں طلبا کی نگرانی کرتے تھے۔ رات کو وقتاً فوقتاً طلبا کی حاضری لیتے تھے کہ گھروں پر موجود ہیں کہ نہیں، ان کو پراکٹوریل مانیٹر کہتے تھے۔

2۔ یونیفارم پہننے کی پابندی کروانا۔ کالج کی یونیفارم ہاف گاؤن اور سیاہ جناح کیپ تھی۔

3۔ طلبا کے لڑائی جھگڑوں اور کالج کے ڈسپلن سے متعلق معاملات کو deal کرنا، سزا تجویز کرنا اور پرنسپل صاحب سے منظوری لے کر اس کا اعلان کروانا وغیرہ۔

چیف پراکٹر کا ہوسٹل کے معاملات سے کوئی تعلق نہ تھا، وہ وارڈن کی ذمہ داری تھی۔ چیف پراکٹر کا تعلق صرف طلبا بیرون از ہوسٹل سے کالج کے اوقات میں اور کالج کے بعد تھا۔

# تعلیم الاسلام کالج کی بعض یادیں

1۔ چیف پراکٹر کے فرائض کے متعلق ایک واقعہ بیان کرنا دلچسپی کا باعث ہو گا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ کی پرنسپل شپ کے آخری ایام میں ایک طالب علم کو کسی شکایت کی بنا پر پرنسپل صاحب کی طرف سے ایک بڑی رقم جرمانہ کیا گیا تھا۔ میں نے اس سارے معاملہ کی تحقیق کی تھی۔ جب آپ خلیفۃ المسیح الثالث کے مقام پر فائز ہو گئے تو اُس لڑکے کے والد نے خلیفہ وقت کے پاس پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کے فیصلہ کے خلاف اپیل کر دی۔ حضور نے مجھ سے رپورٹ طلب فرمائی۔ میں نے تفصیلی واقعات لکھ کر بھجوا دیئے۔ حضور نے سزا کو بحال رکھا۔

لیکن اس کے مقابل پر طالب علموں کے دو گروپس کی سخت لڑائی ہوئی تھی۔ خلیفہ بننے کے چند دن بعد اس لڑکے کے والد حضور سے ملاقات کے لیے گئے جس کو دوسرے لڑکوں نے مارا تھا۔ حضور نے اُن سے صرف اس قدر فرمایا کہ کیا آپ نے اپنے مجرموں کو معاف کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے معاف کر دیا اور کسی Disciplinary کارروائی کا تقاضا نہ کیا۔

2۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ 1965ء میں خلیفہ منتخب ہونے سے پہلے صدر انجمن احمدیہ کے صدر بھی تھے۔ آپ نے بحیثیت صدر کسی انکوائری کے لیے ایک کمیشن مقرر فرمایا۔ اس کمیشن کے تین یا چار ممبر تھے۔ میں بھی اس کا ممبر تھا۔ ایک دوست اس کے صدر تھے۔ آپ نے کچھ دنوں کے بعد ان صاحب کی بجائے کمیشن کے ایک دوسرے ممبر کو کمیشن کا صدر مقرر فرما دیا۔ اس تبدیلی کے چند دن بعد خاکسار آپ سے آپ کی کوٹھی پر کسی کام کے سلسلہ میں ملنے گیا تو آپ نے مجھے صدر تبدیل کرنے کی وجہ بتائی اور نیز فرمایا کہ میں نے ایک ہفتہ دعا کرنے کے بعد یہ تبدیلی کی ہے۔

3۔ 1972ء میں تعلیم الاسلام کالج کو جب بھٹو کی حکومت نے نیشنلائز کر لیا تو حضور نے فوراً کالج کے واقف زندگی اساتذہ کا اجلاس بلایا۔ یہ اجلاس نیو کیمپس (تعلیم الاسلام کالج) میں ہوا تھا۔ ایک تو حضور نے سب کو تسلی دی کہ کوئی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ نیز فرمایا اصل چیز کالج کی روایات ہیں وہ قائم رہنی چاہئیں اور یہ آپ واقفین زندگی اساتذہ کی ذمہ داری ہے۔ خاکسار کو حضور نے واقفین اساتذہ کی اس مجلس کا سیکرٹری مقرر فرمایا۔ نیز فرمایا کہ ایک رپورٹ تیار کر لی جائے کہ کالج کی موجودہ حالت کیا ہے؟ اور روایات کیا ہیں؟ یہ رپورٹ حضور نے دیکھی تو معمولی اصلاح بھی فرمائی تھی۔ یہ اصلاح شدہ رپورٹ میرے پاس موجود ہے۔

**4۔** حضور شام کو ہوا خوری کے لیے تعلیم الاسلام کالج نیو کیمپس جایا کرتے تھے اور وہاں لان میں مع فیملی بعض دفعہ چائے بھی نوش فرمایا کرتے تھے۔ ایک شام مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب اور خاکسار وہاں سیر کے لیے گئے ہوئے تھے اچانک حضور بھی وہاں تشریف لے آئے اور نیو کیمپس کی عمارت پر نظر دوڑائی تو دیکھا کہ کھڑکیوں دروازوں کا Paint ماند پڑا ہوا ہے۔ مجھے فرمایا کہ یہ Paint کروادیں۔ جلد بعد حضور سے ملاقات ہوئی تو حضور نے فرمایا کہ اس دن میں نے Paint کرنے کی ہدایت دے دی تھی مگر کالج تو نیشنلائز ہو چکا ہوا ہے لہٰذا میں تو اب کوئی ہدایت دینے کا مجاز ہی نہیں۔

اس دن شام کو حضور نے ہم دونوں کو روکا اور شام کی چائے کے لئے جو چیزیں لائے ہوئے تھے ان میں سے کچھ مٹھائی لا کر دی جو ہم دونوں نے کھائی۔

**5۔** کالج کے زمانہ کا ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ جب بیویاں میکے چلی جاتی تھیں تو پروفیسر صاحبان کا مسکن کالج کا سٹاف روم ہوتا تھا۔ ہوسٹل کے ایک کارکن کا نام شادی خان تھا جو ہوسٹل سے کھانا لا دیتا تھا جس کا معاوضہ ہوسٹل کو ادا کر دیا جاتا تھا۔ چائے ٹک شاپ سے آجاتی تھی بعض دفعہ ایک سے زیادہ پروفیسر صاحبان بھی اکٹھے ہو جاتے تھے، مجلس لگ جاتی تھی اور چائے کا دور ہو جاتا تھا۔

ایسے ہی ایک موقعہ پر مغرب کے وقت خاکسار سٹاف روم میں گیا۔ ابھی میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ لال دین صاحب (مددگار کارکن کالج) مرغ پلاؤ کی پلیٹ لے کے سٹاف روم میں آئے۔ میں نے پوچھا کہ یہ مرغ پلاؤ کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ میاں صاحب (یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ) کے گھر سے آیا ہے اور انہوں نے فرمایا تھا کہ جو سٹاف روم میں بیٹھا ہو اس کو دے آؤ چنانچہ میں نے وہ مرغ پلاؤ کھایا۔ حضور نے خود بھی اس واقعہ کو بعض دفعہ چھوٹی مجالس میں بیان فرمایا کہ دانے دانے پر مہر ہوتی ہے اس طرح میں نے مرغ پلاؤ بھجوایا تو آگے چوہدری صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔

**6۔** خاکسار کو 1959ء میں پروفیسر مکرم چوہدری محمد علی صاحب اور پروفیسر مکرم نصیر احمد خان صاحب (جو Senate پنجاب یونیورسٹی کی رکنیت کے امیدوار تھے) کے لئے ووٹ حاصل کرنے ملتان اور بہاولپور بھجوایا گیا تھا۔ ملتان میں چودھری اکرام اللہ صاحب اور جمیل صاحب

نے میری معاونت کی اور بہاولپور میں محمد امین صاحب نے میری معاونت کی۔ ملتان میں مجھے عزیز ہوٹل میں ٹھہرایا گیا وہاں ایک لان میں کشتی نوح پڑھ کر سنائی جارہی تھی جس پر بڑی حیرانگی ہوئی، بعد میں معلوم ہوا کہ اس ہوٹل کے مالک لاہوری احمدی ہیں یہ ان کی مجلس تھی۔

**7۔** میں بالکل نوعمری میں کالج میں لیکچرار لگ گیا تھا۔ میرے ایک دوست 1955ء کی گرمیوں میں ربوہ میں مقیم تھے۔ ان کا نام جری اللہ خان صاحب ہے، لاہور میں نامور وکیل ہیں۔ C.S.S کے امتحان کے سلسلہ میں ان دنوں حضرت مولوی محمد دین صاحب سے انگریزی پڑھتے تھے۔ وہ خود سکول میں استاد رہے تھے اس لئے ان کو میرے متعلق بڑی فکر تھی کہ کلاس کو کنٹرول کر سکوں یا نہ کر سکوں۔ آپ مجھے مختلف گُر بتاتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے عملاً مجھے کبھی میرے طالب علموں کی طرف سے کوئی دقت پیش نہ آئی۔

اس نوعمری کے زمانہ میں ایک دلچسپ واقعہ یہ تھا ابھی کالج میں لگے ہوئے ایک دو سال ہوئے تھے کہ حضرت میاں صاحب (حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ) نے مجھے بلا بھیجا، میں کلاس کو پڑھا رہا تھا۔ طالب علموں سے چند منٹ کے لئے معذرت کرکے پرنسپل کے دفتر میں گیا تو وہاں ایک سرپرست اپنے بیٹے کو داخل کروانے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اس لڑکے کی عمر 25 سال تو ضرور ہوگی۔ (یعنی مجھ سے 3 یا 4 سال بڑا ہوگا) میرے دفتر میں حاضر ہونے پر آپ نے اس کے والد کو کہا ہمارے تو استاد اس عمر کے ہیں ہم آپ کے بیٹے کو کالج میں داخل نہیں کرسکتے اور مجھے فرمایا کہ آپ جا کر پڑھائیں۔

**8۔** ایک دفعہ ایک صاحب اپنے بیٹے کو داخل کروانے آئے اس وقت میں بھی پرنسپل صاحب کے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ سلسلہ کے ایک بزرگ سفارش کے لیے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ والد نے اپنے بیٹے کے متعلق کہا کہ یہ کافی قابل اصلاح ہے اور خلاصۃً یہ بیان کیا کہ یہ لڑکا اگر پوری دیانت داری سے کوشش کرے کہ سچ بولے تو نہیں بول سکتا۔ حضور نے فرمایا جن بزرگ کو آپ ساتھ لائے ہیں ان کے لحاظ کی وجہ سے داخل کررہا ہوں لیکن میں نے دیکھا کہ وہ لڑکا کوئی ایسا برا نہ تھا کالج میں ٹھیک ہی behave کرتا تھا۔ بعض والدین بچوں سے زیادہ بلند معیار کی توقع رکھتے ہیں۔

# ذیلی تنظیموں میں خدمات

## مجلس اطفال الاحمدیہ میں خدمات

مجلس اطفال الاحمدیہ کا جب 1940ء میں قیام ہوا تو خاکسار اس وقت تقریباً 7 سال کا تھا لہٰذا اطفال الاحمدیہ کی تنظیم ابھی بالکل ابتدائی مراحل میں تھی جس میں تدریجاً ترقی ہوتی رہی۔ اس لئے مجلس اطفال الاحمدیہ میں خدمات کا موقع کم ملا تاہم مجلس اطفال الاحمدیہ کی تنظیم میں خاکسار کو اپنے محلہ میں سائق کے طور پر کچھ خدمت کرنے کا موقع ملا۔ مجھے یاد ہے کہ ڈاکٹر حمید احمد صاحب ابن ڈاکٹر مکرم سردار نذیر احمد صاحب لندن، وہ اور اُن کے بھائی میرے حزب میں تھے۔ چھپی ہوئی کاپیاں ہوتی تھیں جن میں نام کا خانہ ہوتا تھا ہر نام کے ساتھ Horizontally پانچ پانچ خانے پانچ نمازوں کیلئے ہوتے تھے اور Vertical لکیریں کھینچ کر مہینہ کی ہر تاریخ کے لئے الگ کالم ہوتا تھا ہمارے مربی اطفال مکرم سید صادق علی صاحب (سفینہ صادق والے) ہوتے تھے۔ انہوں نے اطفال کی بہت اچھی تربیت کی۔

## مجلس خدام الاحمدیہ میں خدمات

فضل عمر ہوسٹل تعلیم الاسلام کالج لاہور میں کالج کے زمانہ میں مقامی سطح پر مجلس خدام الاحمدیہ میں بطور منتظم رکن مجلس عاملہ مختلف خدمات کی توفیق ملتی رہی۔ اس زمانہ میں ہمارے زعیم چوہدری سمیع اللہ سیال صاحب ہوا کرتے تھے۔

ایم۔اے کرنے کے بعد 1955ء میں ربوہ آیا۔ 1957ء میں ربوہ کے قائد مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب تھے ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ پھر مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب قائد منتخب ہوئے ان کے ساتھ بھی کام کرنے کا موقع ملا۔ 1959ء میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی مجلس عاملہ میں بطور مہتمم صحت جسمانی عاملہ کا رکن بنا۔ اس وقت مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے۔ (صدر اُس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ خود تھے)۔ 1960ء کے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر شوریٰ نے دستور پر نظر ثانی کرنے والی جو کمیٹی بنائی تھی اس کا خاکسار بھی ممبر تھا۔ یکم نومبر

1960ء تا 31-اکتوبر1962ء مکرم سید داؤد احمد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر تھے ان کی مجلس عاملہ میں خاکسار مہتمم مال تھا۔ یکم نومبر 1962ء تا 31-اکتوبر1966ء مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر تھے ان کی صدارت کے دوران بھی مجھے مہتمم مال کے طور پر خدمت کا موقع ملا۔ یکم نومبر 1966ء تا 31-اکتوبر1969ء مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ صدر تھے ان کی مجلس عاملہ میں بھی بطور معتمد اور مہتمم تربیت ممبر تھا۔ (ایک سال ایک دوسرا شعبہ تھا جو یاد نہیں)

## بطور صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ خدمت

مؤرخہ 20-اکتوبر 1969ء کو خاکسار مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر بذریعہ انتخاب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ منتخب ہوا۔ نیز 1971ء میں دوبارہ صدر منتخب ہوا۔ گویا خاکسار کو یکم نومبر1969ء تا 31-اکتوبر 1973ء چار سال بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ خدمت سلسلہ کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار کے پہلی بار بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ منتخب ہونے پر روزنامہ الفضل ربوہ میں درج ذیل رپورٹ شائع ہوئی۔

> ''امسال سالانہ اجتماع میں مجلس شوریٰ نے آئندہ دو سال کے لئے نئے صدر خدام الاحمدیہ کے تقرر سے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں سفارش بھی پیش کرنا تھی۔ چنانچہ حضور کے ارشاد کے ماتحت محترم جناب سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے 18-اخاء کو بعد دوپہر مجلس شوریٰ کے اجلاس میں تشریف لاکر اپنی زیر صدارت انتخاب کرایا۔ صدارت کے لئے 6 نام پیش ہوئے۔ شوریٰ نے حسب قواعد آراء کی تعداد کے لحاظ سے پہلے تین نام مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب، مکرم رفیق احمد صاحب ثاقب اور مکرم عطاء المجیب صاحب راشد کے اسماء حضورانور ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کیے۔ حضور نے آئندہ سال کے لیے ان میں سے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کی بطور صدر خدام الاحمدیہ تقرری کی منظوری عطا فرمائی۔''
>
> (روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 21-اکتوبر1969ء صفحہ 1)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے ایوان محمود ربوہ میں محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کے تین سال تک صدر مجلس کی حیثیت میں گرانقدر خدمات انجام دینے پر آپ کے اعزاز میں مؤرخہ 29-اکتوبر 1969ء کو الوداعی دعوت دی گئی۔ جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بھی شمولیت فرمائی۔ اس موقع پر آپ نے جو تقریر فرمائی اس میں فرمایا:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ایک عظیم وعدہ یہ بھی دیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد جماعت احمدیہ اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی قیامت تک اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ کرتی رہے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں اسے قدرت ثانیہ (یعنی خلافت حقہ) قرار دیا ہے۔ چونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اس پر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ آپ بہر حال انسان ہیں ایک وقت میں آپ نے اس دنیا سے کوچ کر جانا ہے۔ کیا آپ کی وفات کے بعد جماعت اس مجسم قدرت سے محروم ہو جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نہیں جماعت اس سے محروم نہیں ہوگی۔ آپ نے اس خوف کو دور کرنے کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت سنائی کہ میرے بعد بھی جماعت میں اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہوتی رہیں گی۔ اور یہ سلسلہ جب تک کہ جماعت احمدیہ پر قیامت نہیں آجاتی اور روحانی طور پر یہ جماعت مردہ نہیں بن جاتی (والعیاذ باللہ) اس وقت تک یہ جماعت خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ کرتی رہے گی۔

قرآن کریم میں خلافت کے دو کام بتائے گئے ہیں۔ ایک ہے تمکین دین اور دوسرا ہے خوف سے حفاظت۔ اور قرآن کریم کی رو سے یہ دونوں کام جب تک خلافت ہے کسی اور کے ذریعہ سے سرانجام نہیں پا سکتے۔ اس لئے (جس طرح پہلے الٰہی سلسلوں میں ہوتا رہا ہے) جماعت احمدیہ میں بھی مختلف تنظیمیں تمکینِ دین اور خوف کو امن سے بدلنے کے سامان پیدا کرنے کے لئے بطور ہتھیار کے استعمال ہوتی ہیں۔ اور یہ ہتھیار خلیفۂ وقت کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

ہماری جماعت میں اس وقت مختلف تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔ مثلاً صدر انجمن احمدیہ ہے یہ سب سے پرانی تنظیم ہے اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی موجود تھی۔ پھر تحریک جدید ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے دنیا بھر میں اشاعت اسلام کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اور جماعت کی جدوجہد کو تیز اور اس کے جہاد بالقرآن میں ایک شدت پیدا کرنے کے لئے تحریک جدید کو قائم کیا۔ پھر وقف جدید ہے۔ اسی طرح وقف عارضی کا نظام ہے۔ پھر موصیوں کی انجمن ہے۔ گو اس کے کام کی ابھی ابتدا ہے اور جو اس کی ذمہ داریاں ہیں ان کو نبھانے کے لیے یہ تنظیم بھی انشاء اللہ اپنے وقت پر نمایاں شکل میں سامنے آجائے گی۔ خدام الاحمدیہ کے ساتھ ہی مجلس اطفال الاحمدیہ ہے۔ اس واسطے میں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ پھر لجنہ اماء اللہ کی تنظیم ہے۔ یہ تنظیمیں خلیفۂ وقت کے ہاتھ میں ایک ہتھیار کی حیثیت میں بڑے ہی مفید کام کرتی رہی ہیں اور اب بھی کر رہی ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی کرتی رہیں گی۔ لیکن ہر تنظیم میں بعض دفعہ وقتی طور پر بعض کمزوریاں بھی آجاتی ہیں۔ یہ خلیفۂ وقت کا کام ہوتا ہے کہ ان کمزوریوں کو جس طرح وہ مناسب سمجھے اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی اُسے ہدایت ہو، دور کرنے کی کوشش کرے۔ بسا اوقات ایک ظاہر بین آنکھ اس کوشش کو دیکھ ہی نہیں سکتی جو کسی کمزوری کو دور کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ لیکن بہرحال خلیفہ تو کسی وقت بھی اپنی ذمہ داری سے غافل نہیں ہو سکتا۔ خواہ دنیا اسے دیکھے یا نہ دیکھے اور سمجھے یا نہ سمجھے۔ غرض جماعت کی کسی تنظیم میں بعض دفعہ عارضی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اسے دور کیا جاتا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ میں بھی بعض کمزوریاں پیدا ہوئیں اس ہال پر بھی بعض بدنما داغ لگے لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا یہ داغ صاف کر دیئے گئے اور ان پر خوبصورت رنگ و روغن کر دیا گیا اور مجلس خدام الاحمدیہ جو آہستہ آہستہ غیر محسوس طور پر (آپ کے نقطۂ نگاہ سے غیر محسوس طور پر) تنزل کی طرف جا رہی تھی اس میں زندگی کی رو پیدا ہوئی اور اس کے کاموں میں وسعت پیدا ہوئی۔ کچھ اعداد و شمار آپ کے سامنے ہیں۔ گو اس وقت زیادہ تفصیل سے تو نہیں بتائے جا سکے لیکن ہر لحاظ سے کمزوریاں جو تھیں وہ دور ہوئیں لیکن ابھی ہم اپنے کام میں سو فیصدی کامیاب نہیں ہو سکے۔ اور میرے خیال میں انسان سو فیصدی کامیاب ہو بھی نہیں سکتا ورنہ اس کی جدوجہد ختم ہو جائے۔ پس ابھی مزید ترقی بھی

کرنی ہے۔ اس لیے ایک طرف تو ہم سب کو ممنون ہونا چاہیئے آپ کے بے نفس صدر (یعنی مرزا طاہر احمد صاحبؒ۔ ناقل) کا جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ وہ بہت سی غلطیوں اور غفلتوں کو دور کر سکیں۔ نیز بعض بد نما دھبوں کو اس مجلس کے چہرے سے دھو سکیں اور ایک خوبصورت رنگ میں ایک فعال مجلس کی حیثیت میں ایک تیز دھار والے روحانی آلے کے طور پر اسے خلیفۂ وقت کے ہاتھ میں رکھ سکیں کیونکہ بہر حال یہ روحانی تلوار خلیفۂ وقت نے چلانی ہے۔ زید یا بکر نے نہیں چلانی۔

دوسری طرف مجھے خوشی ہوئی ہے کہ ایک لمبے عرصہ کے بعد اب ایک ایسے مخلص اور بے نفس نوجوان صدر بنے ہیں جن کا جسمانی رشتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نہیں۔ لیکن جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس ذمہ داری کو نبھانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء اور اس کی مدد اور نصرت کے بغیر کوئی شخص صحیح اور صالح عمل نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو عمل صالحہ کی اہلیت تو عطا کر رکھی ہے مثلاً یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکے لیکن انہی انسانوں میں سے جن میں سے ہر ایک قرب الٰہی کے حصول کی قابلیت اور اہلیت رکھتا ہے ابو جہل بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے اور بھی کئی بد قسمت لوگ پیدا ہو جاتے ہیں حالانکہ ان میں قربِ الٰہی کے حصول کی اہلیت بھی پائی جاتی ہے۔ لیکن محض اہلیت کا ہونا کافی نہیں ہے۔ اہلیت کے ساتھ جب تک تدبیر اور دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی نصرت کو حاصل نہ کیا جائے اس وقت تک اہلیت کھلتی نہیں بند کلی کی شکل میں ہی رہتی ہے اور بعض دفعہ وہیں ختم ہو جاتی ہے۔ حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو وہی گلاب کا ایک خوبصورت پھول بن جاتا ہے۔

پس صدر بننے والے نوجوان (چوہدری حمید اللہ۔ ناقل) کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے۔ اور اس عہدہ سے سبکدوش ہونے والے مخلص نوجوان (صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب۔ ناقل) کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول کرے۔ اور آنے والے کو یہ توفیق دے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے پہلوں سے زیادہ کام کر کے دکھائیں۔ ہم کسی جگہ پر ٹھہر نہیں سکتے ہمارا ہر فرد جس پر نئے سرے سے ذمہ داری عائد کی جاتی ہے ان کو پہلوں سے آگے نکلنے کی کوشش

کرنی چاہیئے کیونکہ جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھیلاؤ اور وسعت آرہی ہے۔ جماعت کے کام بھی بڑھ رہے ہیں، اس کی ذمہ داریاں بھی بڑھ رہی ہیں۔

غرض میں یہ بتا رہا تھا کہ جنہوں نے مجلس کی صدارت کا چارج لیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خونی رشتہ کے لحاظ سے خاندان کے فرد نہیں ہیں لیکن روحانی رشتہ کے لحاظ سے ہر شخص اپنی ہمت اور کوشش اور اپنی دعا اور عاجزی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی روحانی اولاد بننے کے قابل ہے اور سچا اور حقیقی روحانی بیٹا اسے بننا چاہیئے اور بہت لوگ ہیں جو جسمانی اولاد سے بھی زیادہ آگے نکل جاتے ہیں حالانکہ وہ محض روحانی اولاد ہوتے ہیں۔ جسمانی تعلق تو ایک دنیوی تعلق ہے۔ مذہب یا روحانیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ان نئے صدر کو بھی بڑی ہمت دی ہے اور بڑا اخلاص دیا ہے جو ہر ظاہری آنکھ دیکھتی ہے۔ لیکن میری آنکھ یا آپ کی آنکھ نے تو فیصلہ نہیں کرنا۔ فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ نے کرنا ہے۔ اس لیے ہم تو صرف دعا کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بھی اس سے زیادہ اخلاص ہو جو ہمیں نظر آتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ عزم و ہمت اور بے نفسی و فدائیت ہو جو ہمیں بظاہر دکھائی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت میں سینکڑوں ہزاروں ایسے نوجوان پیدا کرے جو قیادت کرنے کے اہل ہوں۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 14- جنوری 1970ء صفحہ 3 تا 5)

خاکسار کی صدارت پر ایک سال گزرنے پر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے 1970ء کے سالانہ اجتماع کے موقع پر الفضل نے اجتماع کی کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے درج ذیل رپورٹ شائع کی:

## "اجتماع کی ایک اہم اور نمایاں خصوصیت

مجلس خدام الاحمدیہ کے اس 28ویں سالانہ اجتماع کی سب سے اہم اور خدائی تائید و نصرت کی آئینہ دار نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس میں شرکت کرنے والی مجالس اور خدام کی تعداد بفضل اللہ تعالیٰ تمام گزشتہ اجتماعوں کے بالمقابل بہت زیادہ تھی۔ امسال 401 مجالس کے 3182 خدام نے شرکت کی سعادت حاصل کی جبکہ گزشتہ سال 247 مجالس کے قریباً اڑھائی ہزار خدام نے شرکت کی تھی۔ گویا امسال شرکت کرنے والی

مجالس کی تعداد میں 154 مجالس کا اور شرکت کرنے والے خدام کی تعداد میں قریباً سات سو خدام کا اضافہ ہوا۔ بالخصوص 1966ء کے مقابلہ میں جبکہ 1963ء کے بعد سے شرکت کرنے والی مجالس کی تعداد گرتے گرتے صرف 101 رہ گئی تھی، امسال شرکت کرنے والی مجالس کی تعداد غیر معمولی طور پر بہت زیادہ رہی۔ گویا 1966ء کے مقابلہ میں امسال شرکت کرنے والی مجالس کی تعداد میں تین سو مجالس کا اضافہ ہوا جو اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے فضل ورحم پر دلالت کرتا ہے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 20-اکتوبر 1970ء صفحہ 1و8)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع 1970ء کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا:

"1966ء تک اجتماع میں شامل ہونے والی مجالس کی تعداد گرتی رہی تھی حتی کہ 210 سے گر کر 1966ء میں یہ تعداد 101 رہ گئی تھی۔ اس کے بعد تین سال تک آپ کو گویا ہسپتال میں رکھا گیا اور خدا کے فضل سے یہ تعداد بڑھنی شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ 1969ء تک یہ 247 تک جا پہنچی۔ یہ بتدریج ترقی واضح طور پر صحت کی علامت تھی۔ اس کے بعد میں نے ایک مخلص بچہ کو جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جسمانی تعلق تو نہ تھا لیکن روحانی تعلق بہت پختہ تھا خدام الاحمدیہ کی صدرات سونپی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی، اس کی کوششوں میں برکت ڈالی اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمایا۔ 1970ء میں یہ تعداد یکدم 247 سے 401 تک جا پہنچی ہے۔ اس لحاظ سے آپ کا یہ اجتماع آپ کے حق میں غسلِ صحت کا درجہ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فضل اور احسان کو دیکھ کر میرا دل اپنے رب کی حمد سے معمور ہے اور میری روح سے خوشیوں کے دھارے بہہ رہے ہیں۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا یہ خوشی کا مقام ہے کہ خدام الاحمدیہ کی تنظیم کا جسم صحت یاب ہو گیا ہے اب آپ غلبۂ اسلام کی کوششوں کی شاہراہ پر انشاء اللہ العزیز آگے ہی آگے قدم بڑھاتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ خلوص نیت کی وجہ سے ہماری کوششوں کو قبول فرمائے گا اور ان کا وہ نتیجہ نکالے گا جو ہم چاہتے ہیں کہ ہماری حقیر

کوششوں کا اس کے فضلِ خاص کے ماتحت نتیجہ نکلے۔ لیکن ہمیں یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ جو نتیجہ ہم چاہتے ہیں کہ نکلے وہ توحید پر پختگی سے قائم ہونے سے نکل سکتا ہے۔ ضروری ہے کہ ہم توحید پر اس قدر پختگی سے قائم ہوں کہ شرک کی کوئی ملونی اس میں نہ پائی جائے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 20-اکتوبر 1970ء صفحہ 8)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے انتیسویں سالانہ اجتماع 1971ء کے اختتامی خطاب میں فرمایا:

"پس خدا تعالیٰ کا بڑا ہی احسان ہے اس قوم پر جس کو اس نے خادم کا مقام عطا فرمایا۔ خادم کا احساس دیا اور خدمت کا جذبہ عطا کیا۔

یہی مقام آج خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو دیا ہے اور یہی مقام ہر احمدی نوجوان کا ہے۔ پس تم خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاؤ، اپنے سروں کو اونچا مت کرو اور خدمت کے مقام کو کبھی نہ بھولو۔

حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے خدمت اور اخوت اور پیار کی جو تعلیم دی ہے وہ ہمہ گیر ہے وہ کسی قوم ملک اور زمانہ سے خاص نہیں اس لئے بلا امتیاز رنگ و نسل ہر ایک کی خدمت کرو۔ تم اس شخص کی بھی خدمت کرو جو تمہارا جاں نثار ہے اور تم اس شخص کی بھی خدمت کرو جس نے اپنی ساری زندگی تمہاری مخالفت میں صرف کر دی ہے بلکہ تم نے ہر اس چیز کی خدمت کرنی ہے جو ہمارے محبوب و مطلوب خدا کی خلق ہے خواہ وہ جاندار ہے یا بے جان، مخلوق الٰہی کا کوئی حصہ تمہاری خدمت سے محروم نہیں رہنا چاہیئے۔

اس بصیرت افروز تقریر کے بعد حضور نے دعا کروائی۔ عہد دہرایا اور پھر حضور نے اس امر پر خوشنودی کا اظہار فرمایا کہ موجودہ حالات میں خیال تھا کہ شاید کم مجالس اس میں شامل ہوں لیکن پچھلے سال کی نسبت بھی تعداد میں زیادتی ہوئی ہے پچھلے سال 415 مجالس اجتماع میں شامل ہوئی تھیں مگر اس سال 428 شامل ہوئی ہیں پھر خدام بھی جس تعداد میں آئے ہیں وہ بھی خوش کن ہے انہوں نے بڑی ہمت سے کام لیا ہے اور اپنا قدم آگے بڑھایا ہے۔ اس کی وجہ سے ہمیں خدا تعالیٰ کا شکر کرتے رہنا چاہیئے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 12-اکتوبر 1971ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خاکسار کے مجلس انصاراللہ میں داخل ہونے اور نئے صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے منتخب ہونے کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع منعقدہ موٴرخہ 5نومبر 1973ء کے موقع پر اختتامی خطاب میں درج ذیل تذکرہ فرمایا:

”انہوں نے بہت ہمت، محنت، جانفشانی اور خوش اسلوبی کے ساتھ صدارت کی اہم ذمہ داریوں کو نبھایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 6-نومبر 1973ء)

خاکسار کے بعد مکرم عطاء المجیب راشد صاحب صدر منتخب ہوئے۔ چنانچہ ماہنامہ خالد میں نومبر 1973ء کے شمارہ میں **”انتخاب صدر“** کے عنوان سے اداریہ لکھا گیا جس میں نئے صدر کے انتخاب اور منظوری کا ذکر حضور کے خط کشیدہ الفاظ میں اس طرح کیا گیا:

”اس سال سالانہ اجتماع کے موقعہ پر آئندہ دو سال کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ کے صدر کا انتخاب ہوا۔ مجلس شوریٰ کے نمائندگان نے قواعد کے مطابق حضورؒ کی خدمت میں تین ناموں کی سفارش کی حضورؒ نے اجتماع میں اپنے ولولہ انگیز خطاب کے آخر پر مکرم عطاء المجیب صاحب راشد مبلغ انگلستان کی منظوری کا اعلان فرمایا کہ:

”آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ کے متعلق اپنی آراء کا اظہار کیا۔ مکرم ابوالعطا صاحب جن کو میں نے اپنی طرف سے بطور نمائندہ اس انتخاب کے لئے بھجوایا تھا ان کی رپورٹ کے مطابق مرزا غلام احمد صاحب ایم۔ اے کو 474 ووٹ ملے ہیں اور مکرم لئیق احمد طاہر صاحب کو 476 ووٹ ملے ہیں اور مکرم عطاء المجیب صاحب کو 534 ووٹ ملے ہیں آپ کی رائے کے مطابق ہی میں فیصلہ دیتا ہوں اور عطاء المجیب صاحب کو آئندہ دو سال کے لئے خدام الاحمدیہ کا صدر منتخب کرتا ہوں اللہ تعالیٰ انہیں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خدام الاحمدیہ کو عملی میدان میں آگے سے آگے لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے چوہدری حمید اللہ صاحب نے بڑی محنت سے بڑی جانفشانی سے اور بڑے اخلاص سے کام کیا ہے اور جو نتائج نکلے ہیں ان کے لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ بڑی دعاؤں کے ساتھ اور بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو نبھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں احسن جزا دے اور اللہ تعالیٰ بعد میں آنے والوں کو یہ سمجھ عطا کرے کہ ایک جگہ

ٹھہرنا جماعت احمدیہ اور ہماری دوسری تنظیموں کی موت و ہلاکت ہے۔ ہمارا ہر قدم نہ پیچھے ہٹنا چاہیے نہ کھڑا ہونا چاہیے کیونکہ ہم آگے ہی آگے بڑھنے کے لیے پیدا ہوئے ہیں کسی ایک جگہ ٹھہرنے کے لیے نہیں بنائے گئے۔ عطاء المجیب صاحب اور ان کے بعد آنے والوں کو اللہ تعالیٰ یہ سمجھ عطا فرمائے اور وہ دن رات ایک کر کے مجلس کی کارگردگی کو بہتر سے بہتر بنانے کی سعی بھی کریں اور دعائیں بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو مشکور بنائے ان میں برکت ڈالے اور کامیابی عطا فرمائے۔“

(ماہنامہ خالد۔ نومبر 1973ء)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے خاکسار کی الوداعی تقریب میں درج ذیل ایڈریس پیش کیا گیا۔

”اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز و احباب کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام آج خصوصی تقریب مکرم محترم چوہدری حمید اللہ صاحب سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ کے چار سالہ کامیاب دور صدارت پر اپنے دلی جذبات، عقیدت اور تشکر کا اظہار اور دعا کے لئے منعقد کی گئی ہے۔

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کا چار سالہ دور صدارت تاریخ خدام الاحمدیہ میں ایک زریں باب کا اضافہ ہے۔ جس میں خدام الاحمدیہ عالمگیر نے اپنی کیفیت اور کمیت کے اعتبار سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی رہنمائی میں، ہر شعبہ میں نمایاں کام کیا۔ محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے انتہائی خاکساری، بے نفسی اور مسلسل محنت کے ساتھ نوجوان نسل میں اطاعت و وفا کیشی اور خلافت سے وابستگی جیسی دلکش صفات کو اجاگر کیا جو ان کے مستقبل کے لئے نشان راہ ثابت ہوں گی، انشاء اللہ العزیز۔ آپ کے دور صدارت میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کی خواہش کے مطابق خدام الاحمدیہ کے ہر شعبہ نے نمایاں ترقی کی۔ خصوصاً اجتماعات، تربیتی کلاسز، نئی مجالس کے قیام، مجالس کی تنظیم و تاسیس، تعلیم، اشاعت، خدمت خلق، اطفال، صحت جسمانی، گھوڑ دوڑ اور سائیکل سفر کی طرف آپ نے بہت توجہ فرمائی۔

آپ کے دور صدارت میں سیدنا حضرت المصلح الموعود کے زریں ارشادات کو کتابی شکل میں **''مشعل راہ''** کے نام سے شائع کیا گیا۔ اطفال احمدیت کے لئے کتابچہ **''یاد رکھنے کی باتیں''** شائع ہوا۔ مجلس مرکزیہ کا عمومی اور خصوصاً مالی نظام مستحکم ہوا۔ جس کی بدولت شہری اور دیہاتی مجالس میں نمایاں بیداری رونما ہوئی۔

محترم چوہدری صاحب موصوف خدام الاحمدیہ عالمگیر کی بہبودی اور ترقی کے لئے اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہے۔ آپ ہمیشہ اس طریق کار پر محبت اور فدائیت کے ساتھ سختی سے کاربند رہے کہ حضرت خلیفۃ المسیحؑ کے ہر حکم اور اشارہ کی دل و جان سے اطاعت کی جائے اور حضور کے جملہ ارشادات کی لفظاً و معناً تعمیل میں ہر ممکن وسیلہ بروئے کار لایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس وصف کو اپنے فضلوں سے نوازا اور مجلس کا تیز رفتاری سے اٹھتا ہوا قدم اس کا بین ثبوت ہے۔

صدارت کی عظیم ذمہ داری سے قبل مختلف وقتوں میں آپ کو مرکزی مجلس عاملہ کے رکن کے طور پر خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ 1959ء میں پہلی بار مجلس مرکزیہ کے رکن بنے۔ مہتمم صحت جسمانی، مہتمم تجنید، مہتمم مال، مہتمم عمومی، اور معتمد مجلس مرکزیہ اور مہتمم تربیت کے طور پر آپ کو گراں قدر خدمات سرانجام دینے کی سعادت میسّر آئی۔

آپ کی حسن کارکردگی کے مظہر ہمارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وہ کلمات جن میں حضور نے آپ کے اخلاص کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ سالانہ اجتماع 1970ء کے موقعہ پر حضور نے فرمایا:

''بہت دعاؤں کے ساتھ میں نے ایک سادہ، بے نفس اور عشق کا جذبہ رکھنے والے نوجوان کو جس کا حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ جسمانی تو نہیں روحانی تعلق

مضبوط تھا، خدام الاحمدیہ کا صدر مقرر کیا۔ خدا تعالیٰ نے اس مخلص نوجوان کو کام کرنے کی توفیق دی۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ 20-اکتوبر 1970ء)

پھر آپ کے چار سالہ دور صدارت کے اختتام پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان دعائیہ الفاظ سے اپنے خادم کو نوازا:

"انہوں نے بہت ہمت، محنت، جانفشانی اور خوش اسلوبی کیساتھ صدارت کی اہم ذمہ داریوں کو نبھایا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔"

محبت بھرے دل کے ساتھ محترم چوہدری صاحب موصوف کو پر خلوص طور پر الوداع کہتے ہوئے ہم ممبران مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ بڑے ادب کے ساتھ حضور کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ حضور دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب موصوف کو دین حق اور احمدیت کی بیش از پیش خدمات بجالانے کی توفیق سے نوازتا رہے اور اپنے فضلوں، برکتوں اور رحمتوں سے آپ کو سرشار رکھے۔ ہر رنگ میں آپ کا حافظ و ناصر ہو اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو آئندہ بھی نہایت اخلاص، للّٰہیت اور انتہائی محنت کے ساتھ کام کرنے والے کارکنان عطا فرماتا رہے اور مجلس خدام الاحمدیہ کا قدم ہمیشہ آگے ہی بڑھتا چلا جائے۔ آمین

ہم ہیں ممبران مجلس عاملہ
خدام الاحمدیہ مرکزیہ"

خاکسار نے اس الوداعی ایڈریس کے جواب میں درج ذیل گزارشات کیں۔

"آج کی اس تقریب کے اہتمام کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا دلی طور پر شکرگزار ہوں۔ وہ کام جن کا ایڈریس میں ذکر کیا گیا ہے اور میری طرف منسوب کئے گئے ہیں حقیقتاً وہ کسی فرد واحد کا کام نہیں تھا بلکہ مرکزی عہدیداروں، علاقائی و ضلعی قائدین، مقامی عہدیداران اور اراکین خدام الاحمدیہ سب نے مل کر یہ کام کیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں خدام الاحمدیہ کا جو کام میری صدارت کے دوران ہوا ہے حقیقتاً وہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی توجہ اور شفقت کا نتیجہ ہے اور خدام الاحمدیہ نے بھی دوسری تنظیموں اور اداروں کی اس مومنٹم سے حصہ پایا ہے جو حضور کے دور خلافت میں جماعت کی مختلف تنظیموں اور اداروں کو حاصل ہوا۔

میں حضور کی خدمت میں اس موقعہ پر اور حاضر احباب کی خدمت میں حضور کی اجازت سے درخواست کروں گا کہ ان سب لوگوں کے لئے خواہ وہ مرکز میں تھے یا باہر جماعتوں میں تھے، جنہوں نے بڑے اخلاص کے ساتھ اور بڑی محبت کے ساتھ تعاون فرمایا ہے، ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس تعاون اور ان کی اس مساعی کو قبول فرمائے اور ان کو بھی اور مجھے بھی آئندہ سلسلہ احمدیہ کی خدمت بجالانے کی توفیق بخشے۔ جزاکم اللہ"

(ماہنامہ خالد-نومبر 1973ء)

خاکسار کی گزارشات کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"آج کی تقریب کے دو پہلو ہیں۔ ایک کا تعلق جانے کے ساتھ ہے اور ایک کا تعلق آنے کے ساتھ ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے ایک صدر تو کامیاب صدارت کے بعد اس کام کو چھوڑ کر دوسرے کاموں میں مشغول ہو رہے ہیں۔ جانے والے کے متعلق تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احسن جزاء دے اور آنے والے کے متعلق یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہترین اور مقبول خدمت کی توفیق عطا کرے۔"

مجلس خدام الاحمدیہ مختلف ادوار میں سے گزر کر اس مقام تک پہنچی ہے جہاں دنیا اسے آج دیکھ رہی ہے۔ ابتداء اس کی ایک چھوٹے سے بیج کی مانند تھی اور اس وقت ایک صحت مند بھرپور جوانی والے خوبصورت درخت کی شکل یہ بیج اختیار کر گیا ہے۔

ہر صدارت نے اپنی صدارت کے زمانہ میں دو کام کئے۔ کسی نے بہت ہی اچھے طریقہ پر اور کسی نے درمیانے طریقہ پر اور کسی نے اپنا وقت گزارا بعض پہلوؤں کے لحاظ سے۔ بہر حال دو کام کئے ہر صدارت نے۔ ایک جو روایات بن چکی تھیں ان کو قائم رکھنے کی

سعی اور دوسرے جو ضروریات پیدا ہو چکی تھیں ان سے نپٹنے کے لئے کوشش۔ ایک زندہ وجود کو یہی دو کام کرنے پڑتے ہیں۔

درخت کی شاخیں تنے سے ابتداء سے ہی نکل آتی ہیں۔ مختلف درختوں کی عمروں کے لحاظ سے اپنی عمر کے اوقات میں درمیان کا تنا جو ہے وہ اپنی شاخیں نکالتا ہے پھر شاخ خود تنے کی طرح اُس تنے سے بھی موٹی، جو اُس کی شکل ہوتی ہے پھیلتا ہے اور اس کی اپنی شاخیں نکالتا ہے۔ اسی طرح اپنی زندگی کے دور کو پورا کرتا ہے۔ اور مجلس خدام الاحمدیہ کی زندگی قیامت تک کے لئے ممتد ہے کیونکہ اس تنظیم کا تعلق نبی اکرم ﷺ کے اس مہدی کی جماعت کے ساتھ ہے جس کے متعلق یہ بشارت دی گئی ہے کہ قیامت تک کی ذمہ داریاں اس کی جماعت پر ڈالی جائیں گی۔ قیامت تک کی وہ ذمہ داریاں جن کا تعلق اصولاً بھی اور تفصیلاً بھی اُمّتِ محمدیہ سے اور اسلام سے ہو گا۔ چونکہ جماعت احمدیہ کی زندگی قیامت تک ممتد ہے اسلئے جماعت احمدیہ کی تمام ذیلی تنظیموں کی زندگی بھی قیامت تک ممتد ہے۔ اور ہر دور جس میں سے بنیادی تنظیم، اصلی تنظیم یعنی جماعتی تنظیم یا اس کی ذیلی تنظیمیں جس میں سے گزریں ہر دور میں پہلی خوبصورتی اور حسن اور جمال کو محفوظ رکھنا اور اس میں زیادتی کرتے چلے جانا یہ فرض بن جاتا ہے اُن لوگوں کا جن کے ہاتھ میں اس کی قیادت دی جاتی ہے۔

ہم کہیں ٹھہر نہیں سکتے کیونکہ ٹھہرنا موت کے مترادف ہے۔ یہ ایک بنیادی اصول ہے زندگی کا۔ جب زندگی ٹھہر جاتی ہے تو بالکل موت واقع ہو جاتی ہے اسلئے ہر نئے آنے والے صدر پر پہلے سے زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کیونکہ اس سے پہلے کے صدر نے دو سال پہلے سے قبل کی حالت کو قائم رکھ کے آگے بڑھنا تھا۔ اور اس صدر نے اُس وقت کے لحاظ سے پہلے کی حالت میں جس میں مزید دو سال کی کیفیت شامل ہو گئی اُسے قائم رکھتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔ کام میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ نئی ہدایات مرکزی ہدایت یعنی خلافت سے جاری ہوتی ہیں۔ نئی ذمہ داریاں نئے حالات کے مطابق ڈالی جاتی ہیں۔ پُرانی روایات کو قائم بھی رکھنا ہوتا ہے اور نئی ضرورتوں کے حصول کے لئے اور نئے مسائل کے سمجھانے کے لئے نئی کوشش نئے عزم کے ساتھ بھی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ عزیز بھائی اور بچے حمید اللہ صاحب کو جو انہوں نے جماعت کے لئے کیا، جس رنگ میں ذمہ داریوں کو نبھایا اس پر انہیں احسن جزاء دے اور انہیں آئندہ بھی توفیق دے کہ مزید ذمہ داریاں اور دوسرے شعبوں کی جس رنگ میں بھی ان کے کندھوں پر پڑیں آخر وقت تک انہیں وہ اسی طرح خوش اسلوبی سے نبھاتے چلے جائیں اور ادا کرتے چلے جائیں۔ اور جو اُن کی جگہ لے رہے ہیں خدا انہیں بھی ہر وقت چوکس رہ کر ہمّت اور عزم کے ساتھ تندہی کے ساتھ، فراست کے ساتھ، تقویٰ اور طہارت کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ کو آگے سے آگے لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔"

اس کے بعد حضور نے دعا کروائی اور دُعا کے بعد یہ بابرکت تقریب اختتام پزیر ہوئی۔

(ماہنامہ خالد-نومبر 1973ء صفحہ 3 تا 8)

## عہد صدارت میں ہونے والے نمایاں کام

خاکسار کے عہد صدارت میں ہونے والے قابل ذکر کاموں کا کچھ ذکر سپاسنامہ میں گزر چکا ہے تاہم ان کے علاوہ درج ذیل خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علی ذالک

1۔ خاکسار کو صدر منتخب ہونے سے پہلے 6 سال تک بطور مہتمم مال کام کرنے کا موقع ملا اسلئے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں کافی زیادہ مالی استحکام ہوا اور چندہ جات کی وصولی میں نمایاں اضافہ ہوا جس کے نتیجہ میں آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔

2۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماعات پر حاضری میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔

3۔ خاکسار کے عہد صدارت میں اجتماع کے موقع پر دیگر کھیلوں کے علاوہ گھوڑ دوڑ بھی رکھی گئی جس کو بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ’’خَیۡلٌ لِلرَّحۡمٰن‘‘ کلب بنا دیا جس سے الگ طور پر سالانہ گھوڑ دوڑ ٹورنامنٹ کا سلسلہ شروع ہوا۔

4۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد کی تعمیل میں خاکسار کے عہد صدارت میں 1973ء میں سائیکل سفر کا آغاز ہوا۔ اور 1973ء کے سالانہ اجتماع میں ایک ہزار سائیکل سوار پاکستان کے طول و عرض سے اجتماع میں شامل ہوئے۔

5۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شعبہ تعلیم میں بھی کافی ترقی ہوئی جو سہ ماہی امتحانات لئے جاتے تھے ان میں شاملین کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا۔ امتحان میں شامل ہونے والے کے لئے مقررہ نصاب کی کتب چھپوا کر خدام تک پہنچانے کا سلسلہ شروع ہوا۔

6۔ خدام الاحمدیہ کے ماہنامہ ’’خالد‘‘ کی اشاعت میں کافی زیادہ توسیع ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بیرون ملک دورہ جات پر مبنی سپیشل نمبرز شائع کئے گئے۔

7۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ارشاد کی تعمیل میں خدام الاحمدیہ کیلئے ’’رومال‘‘ کا اجراء ہوا۔

8۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت کئی کتب شائع ہوئیں جن میں ’’مشعل راہ‘‘ اور ’’یاد رکھنے کی باتیں‘‘ زیادہ قابل ذکر ہیں۔ یہ دونوں کتب پہلی دفعہ خاکسار کے عہد صدارت میں شائع ہونا شروع ہوئیں۔

## عہد صدارت کے بعض پیغامات و تقاریر

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے عہد صدارت میں ماہنامہ ''خالد'' ربوہ میں بحیثیتِ صدر مجلس خاکسار کے شائع ہونے والے اہم پیغامات، سالانہ اجتماعات اور دیگر مواقع پر ہونے والی بعض تقاریر و رپورٹس دورہ جات قارئین کی دلچسپی کیلئے پیش کیے جارہے ہیں۔

### خدام کے نام پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

ھو الناصر خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

برادران!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ میں خدام کے نام پیغام دوں۔ اپنی طرف سے کچھ کہنے کی بجائے میں امام الزمان حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو آپ کی خدمت میں پیش کرنا کافی سمجھتا ہوں۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔

''صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے۔ جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو۔ پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ میرے اس گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کے کلام میں یہ وعدہ ہے۔ اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّار یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہے میں اس کو بچاؤں گا۔''

''اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو۔ اور اس کے بندوں پر رحم کرو۔ اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبّر نہ کرو۔ گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیئے ہیں بہت ہیں جو اُوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں

ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے اُن پر تکبّر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو۔ اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو۔ اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے یہ گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دُھوئیں کی طرح دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں۔ بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔ تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے۔ کیا تم اس کو دھوکا دے سکتے ہو؟ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرّہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبرّ ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں، وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو۔ اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلّل اختیار کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا

ہی بد قسمت ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بد بخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیوّر ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پر کتّوں اور چیونٹیوں یا گِدّوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے۔ ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے۔ وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا۔ وہ جو اس کے لئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کیلئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا۔ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتحتوں پر اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جاوے۔"

"سو اَے وَے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہو گی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہو گا۔"

(کشتی نوح-روحانی خزائن جلد نمبر 19 صفحہ 10-11)

میں اُمید رکھتا ہوں کہ سب خدام ان نصائح کو بار بار پڑھیں گے۔ اور اپنے ذہنوں میں ہر وقت مستحضر رکھیں گے اور اپنے اعمال کو ان ارشادات کے مطابق ڈھالنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ اور اپنے اندر ایک نیک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔
خدا تعالیٰ ہم سب کو ایسا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

والسلام
(دستخط۔ چوہدری حمید اللہ صاحب)
صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

(ماہنامہ خالد ربوہ۔ ماہ نومبر 1969ء صفحہ 17 تا 19)

1970ء میں جب خاکسار صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھا، پاکستان کی بعض بڑی بڑی مجالس کے دوروں کے دوران خدام سے جو تقاریر کرنے کی توفیق ملی ان کے خلاصے ماہنامہ خالد ربوہ کے ماہ ستمبر کے شمارہ میں شائع ہوئے جو قارئین کے استفادہ کے لئے پیش کئے جا رہے ہیں۔
1970ء کے اجتماع سے پیشتر سالانہ اجتماع میں بکثرت شمولیت کرنے کی تحریک کے پیش نظر درج ذیل پیغام ماہنامہ خالد کے ٹائیٹل صفحہ پر شائع کیا گیا۔

## سالانہ اجتماع 1970ء

16، 17، 18 اخاء (اکتوبر 1970ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
”ہمارا مقصد ہمیں صرف اس وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ جب ہم یہ کوشش کریں اور ہماری روایت اور معمول یہ ہو کہ ان اجتماعات میں ہر جماعت کی نمائندگی ضرور ہو اور یہ کم از کم معیار ہے۔۔۔۔ گو ہر جماعت کے نوجوان سارے تو اجتماع میں شامل نہیں ہو سکتے لیکن اُن کا ایک ایک نمائندہ اس اجتماع میں ضرور پہنچے۔“

(ٹائیٹل پیج ماہنامہ خالد ستمبر 1970ء)

# مجالس خدام الاحمدیہ کو نصائح

مجالس خدام الاحمدیہ حیدرآباد ڈویژن کے سالانہ اجتماع کے افتتاح کے موقعہ پر توجہ دلائی:

"آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

ترکت فیکم امرین لن تضلّوا ما تمسّکتم بھما کتاب اللہ وسُنۃ رسولہ۔

یعنی اے مسلمانوں! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کہ جب تک تم اُن پر عمل پیرا ہوگے کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسرے سُنّتِ رسولؐ۔ پس خدام کو چاہیے کہ وہ قرآن کریم کو حرزِ جان بنائیں اور سُنّتِ رسولؐ پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں۔ قرآنی تعلیم کو گھر گھر اور گاؤں گاؤں عام کریں جیسا کہ حضرت مصلح موعود کی تمنا کا اظہار حضور کے اس شعر سے ہوتا ہے:

پانی کر دے علومِ قرآن کو　　　　گاؤں گاؤں میں ایک رازی بخش

(ماہنامہ خالد ربوہ- ستمبر 1970ء)

# کالجز کے احمدی طلبا کو نصائح

ماہِ ظہور میں مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں کا دورہ کرتے ہوئے کالجز کے احمدی طلبا کو جو نصائح کیں وہ حسب ذیل ہیں:

"آپ مستقبل کا اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ بننے والے ہیں۔ لازماً جماعتی اور قومی ذمہ داریوں کا بوجھ آپ کے کندھوں پر پڑے گا اس لیے ضروری ہے کہ دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ اپنی دینی تعلیم کی تکمیل کی طرف بھی توجہ دیں۔ اس غرض کے لئے آپ کو قرآن مجید کا علم حاصل کرنا چاہیئے اور حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے سلسلہ کی کتب کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ یاد رکھیں کہ آپ جب تک اپنی دینی تعلیم مکمل نہیں کریں گے اُس وقت تک آپ کے لئے یہ ممکن نہیں ہوگا کہ دُنیا میں جو تحریکات اور نظریات پھیل رہے ہیں اُن کے زہریلے اثرات سے اپنے آپ کی حفاظت کر سکیں۔ مثلاً آج کل اقتصادی مسائل کے حل کے بارہ میں مختلف قسم کے نظریات پھیلے ہوئے ہیں آپ کا فرض ہے یہ

معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ ان مسائل کے بارے میں (دین حق) کا نظریہ کیا ہے؟ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات میں آپ کو (دین حق) کے اقتصادی نظام اور اس کے فلسفہ کی تفاصیل مل جائیں گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے لیکچرز (دین حق) کا اقتصادی نظام، نظامِ نو اور احمدیت یعنی حقیقی (۔۔۔۔) اور تفسیر کبیر میں یہی مضمون بڑی تفصیل سے بیان ہوا ہے۔"

(ماہنامہ خالد ربوہ-نومبر 1970ء)

## سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ 1970ء

"انسان کی جدّوجہد اور کوشش کی بنیاد ہمیشہ بعض صداقتوں کے علم اور اُن پر یقین کر لینے پر رہی ہے۔ اور انسان کو ہر زمانہ میں اس بات کی جستجو رہی ہے کہ وہ قدرت کے مختلف قسم کے قوانین کی حقیقیت کو پاسکے اور اس کو قطعیت کے ساتھ اس بات کا علم ہو جائے کہ فلاں کام کا یہ فائدہ یا یہ نقصان ہے یا فلاں چیز میں یہ خوبی یا یہ نقص قطعی طور پر موجود ہے یا فلاں بات پر عمل کرنے سے ایک خاص نتیجہ بر آمد ہو گا اور اس کے خلاف نہ ہو گا۔ ادویہ اور بیماری کے علاج کی مثال لے لیں۔ تحقیق کا رُخ یہی ہے کہ تجربات سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جائے کہ ایک خاص قسم کی بیماری میں کونسی دوائی قطعی طور پر کیا فائدہ دیتی ہے؟

انسان کی فطرت میں اس بات کی جستجو پائی جاتی ہے کہ قانونِ قدرت یا خدا تعالیٰ کے قانون کو معلوم کرے اور پھر اس سے فائدہ اُٹھائے یا بعض نقصانات سے بچے۔ مثلاً ہم سب ذاتی تجربہ سے اس بات کی صداقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ آگ جلاتی ہے اسلئے ہم آگ میں انگلی داخل کرنے سے بچتے ہیں تا کہ کہیں انگلی جل نہ جائے اور اس بات کی صداقت کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ پانی میں آگ کو بجھانے کی خاصیت پائی جاتی ہے اور پھر پانی کی اس خاصیت سے آگ بجھانے کا کام بھی لیتے ہیں۔

ہماری زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق خدا تعالیٰ کا قانون موجود اور جاری ہے اور ہماری کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے قانون کو سمجھیں اور اُس کے مطابق

عمل کریں۔ خدا تعالیٰ کے قانون کے خلاف چلنے اور اس کے ساتھ ٹکر لینے میں سراسر نقصان ہی نہیں بلکہ مکمل تباہی کا خطرہ ہے۔

جس طرح بارشوں کے برسنے، ہواؤں کے چلنے، پودوں کے اُگنے اور اُن کی نشو و نما کے لئے خدا تعالیٰ کے قوانین موجود ہیں اسی طرح قومی ترقی اور عروج کے لئے بھی دنیا میں خدا تعالیٰ کے قوانین جاری ہیں، جن کا ہمیں علم ہونا چاہیے تا ہم اس کو بنیاد سمجھ کر قومی سطح پر کسی جدوجہد کا آغاز کر سکیں یا جو کوششیں جاری ہیں اُن کو تیز کر دیں۔

ہماری جماعت کا ایک خاص مدّعا اور مقصد ہے وہ یہ کہ ہم (دین حق) کا علم حاصل کریں، اس پر اچھی طرح سے عمل کریں اور اس پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ جو روحانی اور جسمانی فوائد وابستہ ہیں وہ بھی ہمیں واقعتاً حاصل ہو جائیں۔ پھر ہمارا ایک بہت بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ (دین حق) کی اشاعت کریں اور اس کی خوبیوں کا ملک ملک، شہر شہر اور بستی بستی میں چرچا کر دیں اور ہر قوم، ہر رنگ اور ہر ملک کے لوگوں کو اس دین کے قبول کرنے کی دعوت دیں۔ یہ کوئی چھوٹا سا اور معمولی کام نہیں بلکہ بہت بڑا کام ہے۔ باوجود اس کے کہ ہم سے پہلے ہمارے بڑوں نے بہت غیر معمولی قربانیاں دیں اور محنت کی لیکن پھر بھی ہمارے سامنے کام کیلئے ایک بہت وسیع میدان بدستور موجود ہے اور جب تک کئی ایک نسلیں اشاعتِ (دین حق) کی طرف مسلسل توجہ نہیں دیتی چلی جائیں گی یہ کام اپنی انتہا کو نہیں پہنچ سکے گا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس بات کی کوئی ضمانت ہے کہ پہلی نسل کے بعد دوسری نسل اور دوسری نسل کے بعد تیسری نسل اور پھر ہر بعد میں آنے والی نسل ضرور اس کام کو پورے ذوق اور شوق کے ساتھ سرانجام دیتی چلی جائے گی۔ ہاں یہ تبھی ممکن ہے کہ ہر پہلی نسل اپنی زندگی میں ہی بعد میں آنے والی نسل (جو بچوں اور نوجوانوں پر مشتمل ہوگی) کی پوری اور صحیح تربیت کر دے اور اغراض و مقاصد کی ضرورت اور اہمیت اُن کے ذہن نشین کرا دے اور اُنکے اندر ایسی عادت پیدا کر دے کہ وہ اُس مدّعا کو پورا کرتے چلے جائیں جس کے لئے کہ جماعت قائم ہوئی ہے۔ گویا وہ قوم جو خاص مقاصد اور خاص نظریات رکھتی ہو اور پھر اُن کو ساری دنیا میں پھیلانے کا عزم بھی رکھتی ہو اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی آئندہ نسل کی تعلیم و تربیت اور ٹریننگ کا پختہ اور مکمل انتظام

کرے ورنہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ کیونکہ اگر ایک نسل اپنا فرض ادا کر دے اور اگلی نسل اُسکو بُھلا دے تو تسلسل ٹوٹ گیا حالانکہ مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ وہ احمدیت کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کی تعلیم اور تربیت کا ایسا انتظام کرے کہ وہ (دینِ حق) کی تعلیم کا علم حاصل کریں، اس پر بہترین طریق پر عمل کریں اور اُن میں اشاعتِ (دینِ حق) کا ایسا شوق پیدا ہو جائے کہ وہ اپنی خوشی سے اس کام کو کرتے ہی چلے جائیں اور کبھی ایسا وقت نہ آئے کہ احمدیت کی کوئی نسل اپنے ان فرائض سے غافل ہو۔ افراد زندہ نہیں رہ سکتے لیکن قومیں اگر چاہیں تو اپنی آئندہ نسلوں کی صحیح تربیت کر کے صدیوں تک زندہ رہ سکتی ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے اور یہ ایک عظیم الشان صداقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں کہ ہر قوم کی زندگی اسکے نوجوانوں سے وابستہ ہے اور یہ صداقت ہماری جماعت میں بھی حضرت مصلح موعود کے الفاظ میں: ''قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی'' سے مشہور و معروف ہے۔ یہ وہ قاعدہ کلیّہ ہے جو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے اور یہ وہ قانون ہے جس کے ساتھ ہمیں موافقت اختیار کرنی چاہیئے۔ اگر ہم اس کے خلاف چلیں گے تو ہمارا اپنا نقصان ہے۔

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

''نئی نسلیں جب تک اُس دین اور اُن اصولوں کی حامل نہ ہوں جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسکے نبی اور مامور دنیا میں قائم کرتے ہیں اس وقت تک اس سلسلہ کا ترقی کی طرف کبھی بھی صحیح معنوں میں قدم نہیں اُٹھ سکتا۔''

(مشعلِ راہ صفحہ 11)

اور مجلس خدام الاحمدیہ بھی اسی اصل اور اسی بنیاد پر قائم ہے۔ زمانہ حال میں بھی اور آئندہ زمانہ میں بھی سلسلہ احمدیہ کی ترقی کی رفتار اور ترقی کی مقدار کا ہماری اُن کوششوں سے بہت گہرا تعلق ہے جو ہم خدام اور اطفال کی تعلیم، تربیت اور اخلاقی اور عملی ٹریننگ کے لئے اس وقت کر رہے ہیں۔ ایک نوجوان یا ایک بچے کی تربیت سے اس وقت کی غفلت آئندہ جا کر بہت بڑے نقصان کا موجب بن سکتی ہے کیونکہ جو خود دین کے علم سے کورا اور پھر اُس کی اخلاقی اور دینی تربیت بھی نہیں ہوئی یقیناً اُسکی اولاد بھی اس سے کچھ

حاصل نہیں کرے گی اور وہ اپنے گھر کے علاوہ بھی جن لوگوں کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا ہے اُن پر بھی کسی مفید رنگ میں اثر انداز نہیں ہوسکے گا کیونکہ جو خود محروم ہے وہ دوسروں کو بھی محروم رکھے گا۔ ہمارے عہدیداران کا فرض ہے کہ پیار اور محبت سے خدام اور اطفال کو ترغیب اور تحریص دلائیں کہ وہ اُس چشمہ سے فیض یاب ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جاری ہوا ہے خدا تعالیٰ کے حکموں کا علم حاصل کریں اور اُن پر عمل کریں اور (دین حق) کا صحیح نمونہ اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں یہ کام آسان نہیں بلکہ غیر معمولی محنت، دعا اور صبر کو چاہتا ہے۔

خدام سے میں کہوں گا کہ ان کی اصلاح اور اُن کی تعلیم اور اُن کی تربیت کی اصل ذمہ داری خود ان پر ہے کوئی عہدیدار موجود ہو یا نہ ہو اُن کو اپنی فکر خود کرنی چاہیے اور علمی اور عملی ہر دو لحاظ سے اپنی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ابتداء میں اگر ناکام بھی ہو تو گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ ”پھر کوشش کرو“ کے اصول کو یاد رکھتے ہوئے پیہم جدّوجہد کرتے چلے جانا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

1۔ ”نہایت ہی بدقسمت ہے وہ انسان جو حق کی طلب کے لئے نکلے اور پھر حسن ظن سے کام نہ لے۔ ایک کِل گو کو ہی دیکھو کہ اُس کو مٹی کا برتن بنانے میں کیا کچھ کرنا پڑتا ہے۔ دھوبی کو ہی دیکھو کہ وہ ایک ناپاک اور میلے کچیلے کپڑے کو جب صاف کرنے لگتا ہے تو کس قدر کام اُس کو کرنے پڑتے ہیں کبھی کپڑے کو بھٹی پر چڑھاتا ہے، کبھی اُس کو صابن لگاتا ہے، پھر اُس کی میل کچیل کو مختلف تدبیروں سے نکالتا ہے۔ آخر وہ صاف ہوکر سفید نکل آتا ہے اور جس قدر میل اُسکے اندر ہوتی ہے سب نکل جاتی ہے۔ جب ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کے لئے اس قدر صبر سے کام لینا پڑتا ہے تو پھر کس قدر نادان ہے وہ شخص جو اپنی زندگی کی اصلاح کے واسطے اور دل کی غلاظتوں کو دور کرنے کے لئے یہ خواہش کرے کہ یہ پھونک مارنے سے نکل جائیں اور قلب صاف ہو جائے۔“

2۔ ”یاد رکھو اصلاح کے لئے صبر شرط ہے۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ تزکیہ اخلاق اور نفس کا نہیں ہو سکتا جب تک کہ کسی مزکّی نفس انسان کی صحبت میں نہ رہے۔۔۔۔۔ جب کوئی تریاقی صحبت مل جاتی ہے تو اندرونی پلیدی رفتہ رفتہ دور ہونی شروع ہوتی ہے کیونکہ

پاکیزہ روح جس کو قرآن کریم کی اصطلاح میں روح القدس کہتے ہیں اُس کے ساتھ تعلق نہیں ہو سکتا جب تک کہ مناسبت نہ ہو۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ تعلق کب پیدا ہو جاتا ہے ہاں ''خاک شو پیش ازانکہ خاک شوی'' پر عمل ہونا چاہیئے۔ اپنے آپ کو اس راہ میں خاک کر دے اور پورے صبر اور استقلال کے ساتھ اس راہ میں چلے۔ آخر اللہ تعالیٰ اس کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرے گا اور اس کو وہ نور اور روشنی عطا کرے گا جس کا وہ جویاں ہوتا ہے۔''

(بحوالہ ماہنامہ خالد ربوہ ماہ نومبر 1970ء)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع 1971ء کے موقع پر خاکسار نے خدام سے جو تقریر کی اسے ماہنامہ ''خالد'' ربوہ نے اپنے نومبر 1971ء کے شمارہ میں شائع کر دیا جسے قارئین کے استفادہ کے لئے ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

## تقریر بر موقعہ مرکزی سالانہ اجتماع 1971ء

''میں اس وقت کچھ متفرق امور بیان کروں گا مجالس کے دورہ اور ان کی رپورٹیں دیکھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہمارے قائدین کا ایک بڑا حصہ مقررہ قواعد و ضوابط کے بعض ضروری حصوں پر عمل نہیں کر رہا۔ ممکن ہے بعض کو اس کا علم نہ ہو اور ممکن ہے بعض کو علم تو ہو لیکن وہ اس کی اہمیت کو محسوس نہ کرتے ہوں۔ میرے جائزہ کے مطابق قائدین نے مجلس عاملہ کے تقرر اور مجلس عاملہ کے اجلاسات کی طرف پوری توجہ نہیں دی۔ عاملہ کے ممبر اس غرض سے رکھے گئے ہیں کہ وہ قائد کا بوجھ بٹائیں اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ جن امور میں مشورہ کی ضرورت ہے ان کے بارہ میں ملکر مشورہ کر لیا کریں۔ عملاً اکثر جگہوں پر یہ شکل بن جاتی ہے کہ قائد خود ہی سارے کام کر رہا ہوتا ہے اپنے ساتھیوں سے مشورہ بھی نہیں کرتا اور جو کام اس سے ہو گیا وہ اس نے کر لیا جو نہ ہوا وہ نہ کیا۔ اگر خلیفہ وقت کی طرف سے منظور کردہ دستور پر عمل کیا جائے۔ مقامی، ضلعی امور اور علاقائی ہر لیول پر عہدیداران مقرر کر کے مرکز سے ان کی منظوری حاصل کی جائے اور ان کے اجلاسات مہینے میں ایک دفعہ یا دو دفعہ یا ضرورت ہو تو زیادہ دفعہ

بلائے جائیں تو اس سے مجلس کا کام کئی گنا زیادہ ترقی کر سکتا ہے۔ مجلس عاملہ کو آپ اسی طرح سمجھ لیں جیسے ہماری مجلس شوریٰ ہے۔ وہ مقامی شوریٰ کا رنگ رکھتی ہے یہ عالمگیر مجلس خدام الاحمدیہ کی نمائندگی کرتی ہے وقتاً فوقتاً مل کر بیٹھنا چاہیے مشورہ کرنا چاہیے پروگرام بنانے چاہئیں اور پھر ان پر عمل کرنا چاہیے۔

مجالس عاملہ کے اجلاسات یا تو بالکل نہیں ہوتے یا بہت کم ہوتے ہیں۔ ان اجلاسات کو باقاعدگی سے منعقد کرنے کا اور سب شامل ہونے والوں سے مشورہ لینے کا رواج جو ہے وہ جاری کیا جائے۔ ایک تو عاملہ کے اجلاس منعقد کرنے سے جو مقامی عہدیداران ہیں ان میں اپنے آپ پر اعتماد پیدا ہوگا۔ دوسرے مل کر بیٹھنے سے جو لائحہ عمل ہے اس کے بہت سے پہلو جو ایک آدمی سے چھپے رہتے ہیں اگر سامنے رکھ کر غور کریں گے تو وہ سامنے آجائیں گے تیسرے اکیلے قائد کی بجائے عاملہ کے کئی ممبر جو ہیں وہ ایک پروگرام یا بعض پروگراموں کے چلانے پر متفق ہو جائیں گے اپنے مشورہ کے بعد اور اس صورت میں اپنے آپ کو زیادہ پابند سمجھیں گے اور زیادہ دلچسپی لیں گے اور وہ سمجھیں گے کہ انہوں نے مشورہ دیا ہے اور ان کے مشورے کے بعد پروگرام طے ہوا اور اسے کامیاب کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔

تو جتنے بھی یہاں مجالس کے نمائندگان ہیں قائدین ہیں یا نئے قائدین مقرر ہوں گے ان کو چاہیے کہ عہدیداران کے اجلاس کو اپنے پروگرام کا مستقل حصہ بنائیں عاملہ کے اجلاس میں دو حصے ہونے چاہئیں ایک حصہ میں اس بارے پر غور ہو کہ مجلس جو کام کر رہی ہے وہ کیسا ہے؟ تسلی بخش ہے یا نہیں اور دوسرا حصہ یہ چاہیے کہ آئندہ کیا کام کرنا ہے؟ اگر یہ دونوں حصے عاملہ میں ساتھ ساتھ چلتے رہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ مجلس کا کام ترقی نہ کرے۔

دوسری بات جو میں اس وقت آپ بھائیوں کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر ہم اپنے خدام الاحمدیہ کے سارے نظام پر غور کریں تو ایک رنگ میں اس کا خلاصہ کچھ اس طرح نکل آتا ہے کہ ہمارے کاموں کا ایک حصہ تعلق رکھتا ہے وعظ و نصیحت سے اور یہ وعظ و نصیحت ہے جو ہم اپنے اجلاسات عام کے دوران کرتے ہیں۔ دوسرا حصہ ہمارے کام کا یہ ہے کہ جو وعظ و نصیحت کی جاتی ہے اس کو عملی طور پر نافذ کرنے کی کوشش کی جائے۔

وعظ و نصیحت سے کچھ لوگ خود بخود فائدہ اٹھا لیتے ہیں اور ایک طبقہ ایسا ہوتا ہے کہ جو خود بخود فائدہ نہیں اٹھاتا اس کو پھر وعظ و نصیحت کے بعد بھی تحریک کرنی پڑتی ہے یا انگلی پکڑ کر چلانا پڑتا ہے۔ اسلئے محض وعظ و نصیحت یا محض جلسہ عام یا محض کسی بزرگ کو بلانا کافی نہیں اس کے مقابل میں تنظیم کا حرکت میں آنا ضروری ہے ہماری جماعت کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ ہمارے ہاں صرف وعظ و نصیحت کا نظام ہی موجود نہیں بلکہ وعظ و نصیحت میں جو باتیں بیان کی جاتی ہیں ان کو نافذ کرنے کے لیے تنظیم بھی موجود ہے اگر یہ تنظیم نہ ہو تو اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ وعظ و نصیحت کے دوران جو باتیں کہی جائیں وہ ضائع جائیں یا ان کے بعض حصے ضائع ہو جائیں۔ اسی طرح جس طرح ایک بیج کو کھیت کے اوپر پھینک دیا جائے اور مٹی میں دبایا نہ جائے تو اس کے ضائع ہونے کا زیادہ امکان ہے ممکن ہے اس سے پودا ہی نہ اُگے تو وعظ و نصیحت کے ساتھ ساتھ تنظیم کو حرکت دینا بہت ضروری ہے۔

مثلاً ایک مجلس کے عہدیداران اپنی مجلس کے حالات کے پیش نظر یہ پروگرام بناتے ہیں کہ ماہانہ اجلاس منعقد کیا جائے اور اس میں اصلاح وارشاد اور ان کے جو طریق ہیں اس پر تقریر کروائی جائے۔ اس غرض کے لئے کسی بزرگ کو بھی بلاتے ہیں۔ وہ بزرگ تشریف لاتے ہیں۔ اپنے علم کی بناء پر اپنے تجربے کی بناء پر بہت باتیں جو ہیں وہ خدام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اب اگر اس جلسے کے بعد اور اس تقریر کے بعد مقامی مجلس کے قائد اور ناظم صاحب اصلاح وارشاد اور عاملہ اس تقریر میں بیان کردہ باتیں جو ہیں ان کو نافذ کرنے کے لئے ان پر عمل کرنے کے لئے اپنی مجلس کے لئے کوئی پروگرام تجویز نہ کریں تو وہ اس وعظ و نصیحت کو ضائع کرنے والی بات ہو گی، سوائے اس کے کہ کوئی ایک دو آدمی جو ہیں اپنے طور پر اس نصیحت پر یا اس کے کچھ حصہ پر عمل کر لیں۔

تو یہ بات سب عہدیداران کو اور سب خدام کو ذہن نشیں کرنی چاہیے کہ ایک صرف وعظ و نصیحت کا سلسلہ جو ہے وہ مستقل طور پر جاری رہنا چاہیے۔ فَذَكِّرْ فَاِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نصیحت کرتے چلے جاؤ اور نصیحت بالآخر انشاء اللہ کارگر ہو گی یہ حصہ جو ہے یہ جاری رہنا چاہیے لیکن نصیحت کا جلدی نتیجہ حاصل

کرنے کے لئے اسے ضائع ہونے سے بچانے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ تنظیم جو ہے وہ وعظ کی روشنی میں فوراً پروگرام بنائے اور حرکت میں آجائے۔

میں نے اصلاح وارشاد کی مثال دی ہے، اور مثال لے لیں، آپ اپنے گاؤں میں یا شہر میں نماز باجماعت کے متعلق تحریک کرتے ہیں مغرب کی نماز کے بعد جلسہ ہوتا ہے، قرآن مجید کی آیتیں، احادیث بزرگوں کے اقوال، ذاتی تجربات تقریر کرنیوانے بزرگ بیان فرماتے ہیں سب سننے والے جو ہیں وہ اس کا اثر قبول کرتے ہیں اور دل میں اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم نماز کے بارے میں غفلت نہیں کریں گے، لیکن پھر بھی ایک طبقہ ایسا ہوتا ہے جس کی سستی ایک روک بن جاتی ہے اگر عہدیداران اس جلسہ کے بعد گھر جا کر سوجائیں اور اگلی نماز یعنی فجر کی نماز میں خدام کو گھروں سے لانے کی کوشش نہ کریں تو یہ اس وعظ و نصیحت کو ضائع کرنیوالی بات ہوگی۔ تو آپ اپنے ہاں اجلاس عام کا جو طریق ہے اسے باقاعدگی سے جاری کریں۔ وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے اور دوسرے وعظ و نصیحت جو ہے اپنی مجلس کے حالات کے مطابق کروائیں۔ اور تیسرے جو نصائح کی جائیں ان کو اپنے عہدیداران کے ذریعہ اپنی تنظیم کے ذریعہ سے اور اراکین کے ذریعہ سے نافذ کرنے کی کوشش کی جائے۔ ورنہ محض تقاریر کروالینے کا اتنا فائدہ نہیں ہوسکتا۔ اجلاس عام جو ہے وہ بہت ہی اہم چیز ہے بعض دفعہ مجالس اس کی اہمیت کو محسوس نہیں کرتیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا۔

کہ دلوں کا آپس میں جوڑنا اور آپس میں محبت پیدا کرنا اور دلوں کے آپس میں جوڑنے کے نتیجہ میں دماغوں کا آپس میں جوڑنا بہت ضروری ہے۔

دو آدمی بیٹھے ہوئے ہوں کسی بات سے متفق ہوں ایک جیسے ان کے خیالات ہوں اُن میں کوئی اختلاف نہ ہو تو بڑی طاقت ہے وہ مل کے کام کر سکتے ہیں لیکن اگر دو آدمی بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے خیالات کا آپس میں اتفاق ہی نہ ہو اتحاد ہی نہ ہو ایک دوسرے کو غلط سمجھتا ہو تو وہ مل کے کام کر ہی نہیں سکتے۔ وہ کوئی طاقت نہیں۔ باوجود دو ہونے کے دونوں صورتوں میں وہ دو ہیں ایک صورت میں ان کے خیالات ایک جیسے ہیں وہ خیالات کے

لحاظ سے متحد ہیں اور ان کی بڑی طاقت ہے۔ دوسری صورت میں خیالات کے لحاظ سے متحد نہیں ہیں۔ ان کی کوئی طاقت نہیں ہے۔

اجلاس عام جو ہے وہ خدام کے اندر اتحادِ خیال پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ سب خدام یا اطفال ایک ہی آدمی کی زبان سے ایک ہی قسم کی باتیں سنتے ہیں اور ان باتوں کو اپناتے ہیں اور ان کے اندر ایک قدر مشترک پیدا ہو جاتی ہے جس کو ہم اتحاد خیال کہہ سکتے ہیں۔ جب تک کسی تنظیم یا جماعت یا مجلس کے اندر اتحادِ خیال نہ ہو اس وقت تک اس کے اندر اتحادِ عمل نہیں پیدا ہو سکتا۔ اتحاد خیال چاہیے ہی اتحادِ عمل پیدا کرنے کے لئے۔ ایک مثال لیں۔ رسہ کشی کا یہاں مقابلہ ہوا۔ دو ٹیمیں ہوتی ہیں۔ گیارہ آدمی ایک طرف ہیں گیارہ دوسری طرف ہیں ایک ٹیم کے اندر اس بات پر اتحاد خیال ہوتا ہے کہ اس نے رسہ کو اس طرف کھینچنا ہے اور دوسری ٹیم کے اندر اتحاد خیال ہوتا ہے کہ اس نے رسہ کو دوسری طرف کھینچنا ہے اگر ایک ٹیم کے گیارہ ممبر جو ہیں ان میں سے دس جو ہیں ان میں تو اتحاد خیال ہو کہ رسہ اس طرف کھینچنا ہے لیکن گیارھویں کے دماغ میں یہ بات سمائی ہوئی ہو کہ نہیں رسہ دوسری طرف کھینچنا ہے تو وہ اپنی ٹیم کو ہرا دے گا۔ تو ایک آدمی کا بھی جماعت کے ساتھ خیالات کے لحاظ سے متفق نہ ہونا جماعت کا زور جس طرف لگ رہا ہے اسے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اجلاسات عام جو ہیں وہ نوجوانوں کے اندر سلسلہ کی تعلیم کی روشنی میں (دین حق) کی تعلیم کی روشنی میں قرآن مجید کی تعلیم کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں خلیفہ وقت کی طرف سے جاری کردہ پرو گراموں کی روشنی میں اتحاد خیال پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں اگر ہم ان کو یہ اہمیت نہ دیں تو خیا لات کے لحاظ سے ہم متحد نہیں ہو سکتے۔ انتشار کے امکانات ہیں اسلئے ماہانہ اجلاس عام جو ہمارے قواعد کی رو سے ہر مجلس میں ہونا چاہیے اس کو کم ضروری نہ خیال کریں ہمیشہ اس رنگ میں کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ اجلاسات ہو سکیں خدام کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے تا کہ سب کے سب خدام جو ہیں وہ ایک خیال پر قائم ہو جائیں اور ایک ہی طرف زور لگائیں اور خواہ وہ تربیت کا میدان ہو خواہ وہ دعوت الی اللہ کا میدان ہو لیکن مل

کر کام کر رہے ہوں کسی کی طاقت دوسرے کے خلاف استعمال نہ ہو رہی ہو۔ ہر ایک کی طاقت جو ہے وہ دوسرے کی مدد کر رہی ہو۔

تیسری بات جو میں اس وقت پیش کرنا چاہتا ہوں وہ اس پہلے مضمون کی تفصیل ہی ہے کہ وعظ اور نصیحت اور اس کے بعد تنظیم کی مدد سے اراکین میں اس کا نفاذ۔

یہ جو باتیں میں نے بیان کی ہیں ان کا خلاصہ ایک دو فقروں میں آجاتا ہے۔ وعظ و نصیحت کا انتظام اور تنظیم کی مدد سے اس وعظ و نصیحت کا اراکین میں نفاذ عملی رنگ میں۔

یہ سوچنے والی بات ہے کہ کب ہم کہیں گے کہ فلاں نصیحت جو تھی وہ مجلس میں نافذ ہو گئی ہے۔ مثلاً نصیحت یہ کی گئی تھی کہ پانچوں نمازیں مسجد میں آکر جماعت کے ساتھ ادا کریں (یا محلے میں اکیلا احمدی بھی رہتا ہے تو حضرت خلیفہ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کے ارشاد کے مطابق اپنے گھر میں ہی اذان دیکر اپنے بچوں کو ساتھ ملا کے نماز باجماعت پڑھ لیا کریں) اب کیسے ہمیں پتہ لگے گا کہ یہ نصیحت جو ہے نافذ ہو گئی یہ تو نہیں کہ آج نصیحت کی گئی اور قائد صاحب نے اگلے دن پانچوں نمازیں جو ہیں وہ سب خدام کو یا اکثر کو پڑھا دیں اور اس کے بعد سمجھ لیا کہ نصیحت جو ہے وہ نافذ ہو گئی ہے اور اس سے اگلے دن خواہ آگئے یا کم آئیں یا کوئی نہ آئے۔

نصیحت کے نفاذ کی علامت یہ ہے کہ کی گئی نصیحت پر خدام واطفال اتنی دفعہ اور بار بار اور اس حد تک عمل کریں کہ ان کو نصیحت کے مطابق نماز پڑھنے کی عادت ہو جائے یا دعوت الی اللہ کی عادت ہو جائے سچ بولنے کی عادت ہو جائے یا جو بھی نصیحت کی جائے اسکی عادت ہو جائے۔

تو نصیحت اور نصیحت کا نفاذ بذریعہ تنظیم اس کا نتیجہ بالآخر یہ نکلنا چاہیئے کہ کی گئی نصیحتوں کے مطابق خدام کے اندر وہ عادتیں جو ہیں پیدا ہو جائیں۔ جب کوئی عادت پیدا ہو جاتی ہے تو پھر اس کے لئے زور نہیں لگانا پڑتا خود بخود آدمی عادت کے زور پر کام کرتا چلا جاتا ہے لیکن جب کسی چیز کی عادت نہ ہو تو وہ کام کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ جن کو صبح اٹھنے کی عادت نہیں ہوتی ان کو جب صبح اٹھایا جاتا ہے تو بڑی مشکل سے اٹھتے ہیں تو عادت ڈالنے کے لئے منتظمین کو بھی مجاہدہ کرنا پڑتا ہے جس نے عادت اختیار کرنی ہوتی ہے اسے بھی مجاہدہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ ایک عادت کو چھوڑ کے دوسری عادت کو اختیار کرنا

کافی مشکل کام ہے اس کے لئے صبر اور استقلال اور ہمت چاہیے تو ہمارے وعظ و نصیحت اور ہماری تنظیم کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلنا چاہیے کہ نوجوانوں کے اندر اور بچوں کے اندر وہ اچھی عادات پیدا کریں۔ جو (دین حق) چاہتا ہے کہ پیدا ہوں۔

ہماری عادات جو ہیں اور ہمارے خصائل جو ہیں اور ہمارے اخلاق جو ہیں یہ ہم تک محدود نہیں ہیں ان کا اثر ہماری ذات سے باہر بھی پڑتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ اپنی مجلس میں اپنے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

"ہر ایک اجنبی جو تم کو ملتا ہے وہ تمہارے منہ کو تاڑتا ہے اور تمہارے اخلاق، عادات استقامت، پابندی احکام الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں اگر عمدہ نہیں تو وہ تمہارے ذریعہ ٹھوکر کھاتا ہے۔"

پس ان باتوں کو یاد رکھیں آپ سے کوئی غلطی ہوتی ہے تو سب کہیں گے ایک احمدی نے یہ غلطی کی ہے۔

دوسرا آپ کی اچھی یا بری عادات کا پرتو ہر دیکھنے والے پر ہے خواہ وہ واقف ہو یا ناواقف۔ اگر بری عادت ہے تو اس کا برا اثر جو ہے کسی دوسرے پر پڑتا ہے اور آپ بھی اس کے گناہ میں شریک ہو جاتے ہیں اسی طرح جب ایک آدمی کی نیکی کو دیکھ کر کوئی آدمی نیکی اختیار کرتے ہیں اور اس کا بدلہ جو ہے وہ اس آدمی کا ہی ہوتا ہے۔ اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ۔ جو نیکی کی تحریک کرتا ہے وہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسا نیکی کرنے والا۔ پس اپنے نمونہ کو اپنی عادات کو اور اپنے خصائل کو اس نقطۂ نگاہ سے بھی جانچنا چاہیے کہ یہ ہماری ذات تک محدود نہیں بلکہ ہمارے گھر میں محلے میں شہر میں دوستوں میں دفتر میں بھی ان کا اثر پڑتا ہے۔

آخری بات جو میں اس وقت پیش کرنا چاہتا ہوں آپ کی خدمت میں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بذریعہ الہام یہ وعدہ فرمایا تھا کہ اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ کہ ہر ایک جو تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہے میں اس کو بچاؤں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ ولسلام فرماتے ہیں:

"اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں۔" (کشتی نوح)

یہ ایک بہت عظیم الشان وعدہ ہے کسی کو یہ بتادیا جائے کہ تم حفاظت میں ہو اور امن میں ہو اور تمہیں کوئی دکھ نہیں پہنچے گا اور زمانے کے نشیب و فراز سے تم محفوظ رہو گے خواہ باقی لوگ محفوظ رہیں یا نہ رہیں۔ لیکن اس وعدہ کے ساتھ ایک شرط لگی ہوئی ہے کہ میرے گھر میں وہی شامل ہے جو میری پیروی کرتا ہے ہم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ کیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری پوری پیروی کر رہا ہے اگر اس کی پوری پیروی کی تسلی ہے تو پھر ہی اس کے حق میں حفاظت کا وعدہ جو ہے وہ پورا ہو سکتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ فضل فرمادے تو فرمادے ہم اپنے ذاتی محاسبہ کی بناء پر اس کی توقع نہیں رکھ سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کے لوگوں کی حفاظت کے اسی مضمون کو ایک دوسری جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے:

”میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے۔ جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اسے موت در پیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا ہے اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بندہ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں سے ہے اور میں اس میں سے ہوں۔“

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار دیواری کے اندر رکھے اور اس کے باہر نکلنے سے بچائے کیونکہ حضور فرماتے ہیں۔

”ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار“

(ماہنامہ خالد ربوہ- نومبر 1971ء)

خاکسار نے جنوری 1972ء میں ضلع لاہور کا دورہ کیا اس دورہ کی رپورٹ ماہنامہ خالد میں شائع ہوئی جو قارئین کے استفادہ کے لئے درج ذیل ہیں۔

# دورہ مجالس ضلع لاہور

مؤرخہ 22 تا 23 جنوری 1972ء کو ضلع لاہور اور مجلس خدام الاحمدیہ اسلامیہ پارک، ماڈل ٹاؤن، دارالذکر اور دہلی گیٹ کا دورہ کیا۔ اس دورہ کے دوران عہدیدارانِ مجالس کو دی جانے والی ہدایات اور مجلس ماڈل ٹاؤن کے ایک روزہ اجتماع کی مختصر رپورٹ مجالس اور خدام و اطفال کے استفادہ کے لئے درج ذیل ہے۔

"مؤرخہ 22 جنوری بوقت ایک بجے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیّہ ربوہ سے مکرم ملک منوّر احمد صاحب جاوید قائد ضلع و علاقہ لاہور کے مکان پر پہنچے۔ جہاں قائدین اضلاع علاقہ لاہور اور عہدیدران ضلع لاہور نے آپ کا استقبال کیا۔ 1:30 بجے مکرم ملک منور احمد جاوید قائد علاقہ لاہور نے صدر محترم کے اعزاز میں ظہرانہ دیا۔ جس میں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، محترم چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور، مکرم مربی صاحب لاہور، بعض مرکزی سیکرٹری صاحبان جماعت احمدیہ لاہور، قائدین اضلاع گوجرانوالہ، شیخوپورہ، سیالکوٹ بعض سابقہ قائدین ضلع و علاقہ لاہور۔ مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کے تمام اراکین، قیادت ہائے لاہور شہر کے قائدین اور خدام الاحمدیہ سے انصار اللہ میں جانے والے بعض خدام نے شرکت فرمائی۔

ظہرانہ سے قبل ایک مختصر سے اجلاس میں تلاوت کے بعد مکرم قائد صاحب ضلع و علاقہ لاہور نے صدرِ محترم کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا جس میں آپ کو مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ لاہور کی طرف سے خوش آمدید کہا گیا اور بعض عہدیداران کو انصار میں جانے پر الوداع کہا۔ بعض بزرگوں کا ان کے تعاون پر شکریہ ادا کیا۔ نئے قائدین مجالس لاہور کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش کے مطابق جانفشانی سے کام کرنے کی تلقین کی اور تنظیمِ نَو کے قائد منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کی۔ پھر گزشتہ سہ ماہی میں قیادت ضلع لاہور کے کام کا تعارف کروایا۔

ایڈریس کے جواب میں صدرِ محترم نے فرمایا کہ مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ میں بھی اس موقع پر کچھ بیان کروں۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت ہمارے سامنے دو کام ہیں۔ ایک اندرونِ جماعت ہے اور دوسرا بیرون جماعت۔ جماعت کے بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا کام ہمیں اندرونِ جماعت کرنا ہے اور دعوت الی اللہ اور اصلاح وارشاد کا کام ہمیں بیرون جماعت کرنا ہے۔ عملی طور پر اس کو نافذ کرنا خدام الاحمدیہ کا کام ہے۔ ہمیں بچوں اور نوجوانوں کو بتانا ہے کہ (دینِ حق) ہم سے کیا چاہتا ہے اور ہم سے کیا اُمیدیں وابستہ رکھتا ہے اور ان کو کس طرح عملی جامہ پہنانا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعود نوراللہ مرقدہ نے خدام الاحمدیہ کی تنظیم قائم فرمائی تھی۔ اس تنظیم کو جس شکل میں قائم کیا گیا ہے وہ تفصیلی ہے اجمالی نہیں۔ مثلاً سائقین اور احزاب کا قیام ہمیں خود بخود توجہ دلاتا ہے کہ ہمیں ہر فرد تک پہنچنا ہے اور اس کو خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کے پروگراموں میں شامل کرنا ہے۔ اسلئے ہماری کوشش کا انداز بھی تفصیلی ہونا چاہیئے محض اجمالی نہیں۔"

(رپورٹ مبارک احمد خالد نائب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

## اجلاسات

1. قائدین اضلاع علاقہ لاہور اور مجلس ضلع لاہور کا اجلاس 22 جنوری 1972ء تین بجے بعد دوپہر بر مکان ملک منور احمد جاوید صاحب۔
2. مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مغلپورہ 22 جنوری 1972ء بعد نماز مغرب بمقام بیت احمدیہ مغلپورہ۔
3. مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ دہلی گیٹ آٹھ بجے شام 22 جنوری 1972ء بیت احمدیہ دہلی دروازہ۔
4. مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ اسلامیہ پارک گیارہ بجے 23 جنوری 1972ء بیت احمدیہ اسلامیہ پارک۔

5. مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن، تین بجے بعد دوپہر 23 جنوری 1972ء بیت احمدیہ ماڈل ٹاؤن۔
6. مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ دارالذکر۔ چھ بجے شام 23 جنوری 1972ء بیت احمدیہ دارالذکر۔

ہر اجلاس کے سود مند ہونے اور زیر غور آنے والی تجاویز اور ہونے والے فیصلہ جات پر عمل پیرا ہونے کے لئے دعا کی۔ اس کے بعد عہدیداران کے کام کا مختصر جائزہ لیا گیا۔

اور اس مجلس کے حالات اور عہدیداران کے مشورہ کو مدّ نظر رکھ کر آنحضرت ﷺ کے وقت کی اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اور حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء اور صحابہ کی مثالیں دے کر آئندہ کام کو منظم اور احسن طریق پر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے لائحہ عمل کی روشنی میں کرنے سے متعلق عہدیداران کی راہنمائی کی اور بعض کاموں کے کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے اس مجلس کے لئے ٹارگٹ بھی مقرر کیا۔ عہدیداران کی مشکلات اور مسائل کو سُن کر اُن کی راہنمائی کی اور کام کے طریق کے متعلق راہنمائی کی۔

## ہدایات

☆ لاہور کی موجودہ قیادتوں کی تقسیم: حضور کے ارشاد پر موجودہ قیادتوں کو اسلئے قائم کیا گیاہے کہ لاہور کی قیادت میں جتنا کام ہوتا تھا وہ لاہور جیسی مجلس کے لئے بہت کم تھا اور جتنا کام ہونا چاہیئے تھا وہ نہیں ہو رہا تھا اور سب خدام اس میں حصہ نہیں لیتے تھے۔ اسلئے اس کمی کو دور کرنے کے لئے اور اس کیفیت کو ختم کرنے کے لئے اس کو پانچ چھوٹے یونٹوں میں تقسیم کرنا پڑا۔ تاکہ یہ فعّال یونٹ بن کر کام کی کمی کو پورا کریں۔

☆ اجلاساتِ عاملہ کا مقصد خیالات میں یگانگت پیدا کرنا ہوتا ہے تا وہ جماعت کے اغراض ومقاصد اوراس کے پروگرام سے متعلق ایک ہی خیال پر قائم ہو جائیں اور خیالات کے لحاظ سے ان کے اندر مکمل اتحاد ہو جائے۔ اور اتحادِ خیال کے بعد اتحادِ عمل پیدا ہو۔ اسلئے عاملہ کے اجلاسات میں باہم مشورہ سے جو امور زیر غور آئیں اور فیصلہ ہو جائے اس پر متفق ہو کر اور باہم یگانگت کے ساتھ اس پر عمل کیا جائے۔

☆ خدام الاحمدیہ کے اراکین، جماعت کے دست و بازو کی حیثیت رکھتے ہیں اسلئے ان کو کسی نہ کسی کام میں لگے رہنا چاہیئے۔

☆ قائدین کے لئے اور دوسرے عہدیداران کے لئے اُن کے ساتھ مل کر بوجھ اُٹھانے والے رفقاء کی کمی کا سوال ہر جگہ موجود ہے۔ دینی سلسلے جو رضاکارانہ طور پر چلتے ہیں۔ ان کے عہدیداران کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے اور کام کرنے والوں کو ہر وقت یہ بات مدّ نظر رکھنی چاہیئے کہ جو کچھ کرنا ہے وہ خدا کی محبت کی خاطر کرنا ہے اس کے لئے زیادہ محنت اور دعا کی ضرورت ہوتی ہے۔

عہدیداران کو چاہیئے کہ وہ خدام کو سِدھا کر، سکھا کر اور سمجھا کر ان کے اندر تنظیم کی آواز کی شناخت اور اُس آواز پر دوڑے چلے آنے کا مادہ پیدا کر دیں۔ کیونکہ اچھے رفقاء کار پیدا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ خدام کی طرف نہ صرف اجتماعی توجہ دی جائے بلکہ ایک ایک فرد کے طور پر بھی ان کی طرف توجہ دی جائے۔ کامیابی کا سنہری اصول حضرت المصلح الموعودؓ کے الفاظ میں یہ ہے:

> ”سمجھانا اور سمجھا کر قوم کے افراد کو ترقی کے میدان میں اپنے ساتھ لئے جانا یہ کامیابی کا ایک اہم گُر ہے۔“

(روزنامہ الفضل ربوہ-10-اپریل1938ء)

☆ بعض بھائیوں کو خیال ہو جاتا ہے کہ وہ بہت زیادہ مصروف ہیں۔ تنظیم عام حالات میں زیادہ وقت کا مطالبہ نہیں کرتی۔ اگر عہدیدران 15 منٹ بھی روزانہ باقاعدگی سے وقت دیں تو کام کہیں بہتر ہو سکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ وقت باقاعدگی سے بلاناغہ دیں خواہ تھوڑا ہو۔

☆ جب کوئی پروگرام بنایا جائے تو سب سے پہلے عہدیدران اس پر عمل کر کے نمونہ پیش کریں۔ خدام کے بعض پروگراموں میں خاطر خواہ طور پر دلچسپی نہ لینے کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ عہدیدران خود عملی نمونہ پیش نہیں کر رہے ہوتے۔

☆ ناظمین کا کام ہے کہ زعماء اور منتظمین کے کام کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ حلقوں میں جا کر اپنے سامنے کام کروائیں اور اس کی حوصلہ افزائی کریں۔

☆ رابطہ کمیٹیاں جو بنائی جائیں وہ حلقہ جات میں دورے کر کے خدام سے ذاتی تعلق پیدا کریں۔

# شعبہ جات کے کام سے متعلق ہدایات

اپنے دورہ کے دوران عمومی ہدایات کے علاوہ عہدیداران کو خصوصاً شعبہ تعلیم، تربیت اور اصلاح وارشاد، اطفال سے متعلق راہنمائی کی۔

## شعبہ تعلیم

☆ قرآن مجید باترجمہ پڑھانے کا انتظام کیا جائے۔

☆ خدام کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی طرف خاص طور پر توجہ دلائیں۔ کیونکہ جو حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھتے رہتے ہیں اُن کے دلوں کا زنگ دُھلتا رہتا ہے، اُن کی کمزوریاں دور ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے لئے درج ذیل طریق اختیار کئے جاسکتے ہیں۔

☆ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے درس کا انتظام کیا جائے۔

☆ مرکز نے خدام کے لئے ہر ماہ ایک کتاب مقرر کی ہے۔ اس کو پڑھنے کی طرف توجہ دلائیں اور لائحہ عمل کے مطابق مہینے کے آخر پر امتحان بھی لیں۔

☆ گشتی لائبریری کے ذریعہ خدام کے پاس کتب پہنچائیں۔ یعنی کچھ کتابیں سائق کو دی جائیں جو گھر گھر جا کر خدام کو پڑھنے کے لئے کتاب دے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد اس کتاب سے متعلق معلوم کر کے کہ خادم نے پڑھ لی ہے اس کو اور کتاب دے دی جائے۔

☆ جو خدام نماز سادہ نہیں جانتے ان کو نماز سادہ سکھائی جائے اور جو نماز کا ترجمہ نہیں جانتے ان کو ترجمہ سکھایا جائے۔

## شعبہ تربیت

تربیت میں سب سے زیادہ ضروری چیز یہ ہے کہ خدام مسجد میں آکر نماز باجماعت پڑھیں اور دُعا کریں۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل طریق اختیار کئے جائیں۔

1۔ نماز کی اہمیت خدام کو بتلائی جائے کہ یہ دعائیں کرنے کا وقت ہے۔

2۔ نمازوں کے لئے صرف وعظ و نصیحت کافی نہیں بلکہ ناظم تربیت اور سائق مل کر خدام کو گھروں سے بلا کر لایا کریں۔

3۔ نماز باجماعت کی حاضری کا انتظام کیا جائے۔

☆ شعبہ تربیت میں دوسری بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا تھا کہ الخیر کلہٗ فی القرآن کہ تمام قسم کی بھلائی قرآن میں ہے۔ قرآن مجید کو زیادہ سے زیادہ پڑھا جائے، اس کے علوم کو سیکھا جائے۔ خدام کے پاس سادہ قرآن مجید ہو، اس سے روزانہ تلاوت کریں اور یہ انکی زندگی کا مستقل جزو ہو۔

☆ تہجّد کی عادت ڈالنے کے لئے بھی کبھی کبھی اجتماعی نمازِ تہجّد کا اہتمام کیا جائے۔

## شعبہ اصلاح وارشاد

☆ اسلام کو ساری دنیا میں پھیلانے کا کام ہمارے سپرد ہے۔ ہم پر احمدیت کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اس کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل طریق اختیار کئے جاسکتے ہیں:

1۔ تبلیغی اور علمی تقریبات منعقد کی جائیں۔ خدام ایسے احباب کو جو اُن کے زیر اثر ہوں ایسی تقریبات میں لائیں اور کسی بزرگ کی تقریر کروائی جائے۔ نیز فریضۂ تبلیغ ادا کرکے آنے والے مبلغین سے ملاقات کروائی جائے اور ان سے بھی وہاں کے حالات سے متعلق تقریر کرواکر لوگوں کو جماعت احمدیہ کی دعوت الی اللہ سے متعلق مساعی سے آگاہ کیا جائے۔

2۔ غیر از جماعت احباب تک احمدیت کا پیغام اور جماعت کی مساعی پہنچانے میں اس امر کو مدّ نظر رکھیں کہ اس سلسلہ میں ہمیں اپنی جدّوجہد کے ایک حصہ کو بظاہر ضائع ہوتے دیکھ کر مایوس نہیں ہونا چاہیئے کہ فلاں کے پاس گئے تھے اُنہوں نے ہماری بات نہیں سُنی، لٹریچر نہیں لیا، اچھی طرح پیش نہیں آئے۔ کیونکہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہیرے تلاش کرنے والے ایک ہیرے کی خاطر سینکڑوں من مٹی چھان دیتے ہیں۔ انکی محنت کا ایک حصہ ضائع جاتا نظر آتا ہے لیکن وہ اس سے مایوس نہیں ہوتے اور ہیروں کی تلاش میں لگے رہتے ہیں اور جب گوہرِ مقصود مل جاتا ہے تو ساری محنتوں کا بدلہ مل جاتا ہے۔

## شعبہ اطفال

۔۔۔۔حالانکہ اطفال کا شعبہ بھی خدام الاحمدیہ جتنی توجہ چاہتا ہے ہمیں صرف اپنی ذات کی فکر ہی نہیں کرنی چاہیئے بلکہ اپنے بچوں، عزیزوں کی اپنے سے زیادہ فکر ہونی چاہیئے کیونکہ کل کو سب

ذمہ داریاں ان بچوں پر پڑنی ہیں۔ آنے والی نسلوں کو انشاء اللہ ہم سے بڑا انتظام سنبھالنا ہو گا اسلئے ہمیں اپنی آئندہ نسل کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئیے اور شعبہ اطفال کے تحت جماعت کے نونہالوں کی تعلیم و تربیت اور تنظیم کے کام کو اس طریق پر انجام دینا چاہیئے کہ کل کو جب جماعت کے کام کی عظیم ذمہ داری ان کے کندھوں پر پڑے تو وہ اس کو بخوبی سنبھال سکیں۔

## یک روزہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن لاہور

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زیر ہدایت نئی قائم شدہ مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن لاہور کا پہلا ایک روزہ اجتماع خدا تعالیٰ کے فضل سے انتہائی کامیابی سے بتاریخ 23 صلح (جنوری) 1972ء بروز اتوار منعقد ہوا۔

بروز اجتماع صبح ہی سے آسمان پر بادل چھائے تھے اور سردی پوری شدّت سے تھی مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے نو بجے تک قریباً 85 خدام اور چالیس اطفال مقامِ اجتماع پر پہنچ چکے تھے۔ خدام کی آمد جاری تھی جبکہ صدر مجلس کی آمد پر مکرم مبشر احمد صاحب دہلوی قائد مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن نے آپ کا استقبال کیا اور عہدیداران مجلس سے آپ کو متعارف کرایا۔ اس وقت مجلس اطفال الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن لاہور کی نمائندگی میں ایک طفل نے صدر صاحب کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔ صدر صاحب کے مقامِ اجتماع میں داخل ہونے پر خدام نے کھڑے ہو کر **اھلاً وسھلاً ومرحبا** سے آپ کا ستقبال کیا۔ جملہ خدام و اطفال اپنے اپنے حلقہ کی قطار میں بیٹھے تھے۔

### افتتاحی اجلاس

تلاوتِ قرآن کریم سے افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا۔ بفضلہ تعالیٰ اس وقت 112 خدام اور 94 اطفال حاضر تھے۔ تلاوت کے بعد خدام اور اطفال نے صدرِ محترم کی اقتداء میں عہد دہرایا۔ بعدہٗ مکرم قائد صاحب نے محترم صدر صاحب کی خدمت میں افتتاحی خطاب کے لئے درخواست سے قبل مختصر خطاب کیا۔ جس میں اس امر کا اظہار کیا گیا کہ جب نئے انتظام کے تحت انہیں قائد کے عہدہ کے لئے منتخب کیا گیا تو وہ اپنے آپ کو اس منصب کے لئے کمزور پاتے تھے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے اور خدام بھائیوں کے تعاون سے آج انکی دیرینہ خواہش پوری ہو گئی کہ مجلس ماڈل

ٹاؤن میں ایک کامیاب اجتماع منعقد کیا جائے۔ جس میں صدرِ محترم بھی رونق افروز ہوں۔ بعدہٗ آپ نے صدر صاحب کی خدمت میں افتتاح کے لئے درخواست کی۔

تشہّد تعوّذ کے بعد صدرِ محترم نے پون گھنٹہ تک خدام اور اطفال سے خطاب فرمایا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اس وقت مجھے یہاں آکر خوشی ہوئی ہے کہ خدام و اطفال بھائیوں سے ملنے کا موقع ملا۔ میرے دل میں اس بات کی خواہش تھی کہ کئی لحاظ سے مجلس ماڈل ٹاؤن ایک فعّال یونٹ اور جماعت کا بیدار حصہ بن سکتی ہے۔ حضور اقدس نے لاہور کو پانچ قیادتوں میں تقسیم کرنے کا جو فیصلہ فرمایا تھا بفضل تعالیٰ اس کے اچھے نتائج نکل رہے ہیں۔ اس نئے دور میں آپ کے عہدیداران نے بڑے شوق اور محنت سے کام کیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ عہدیداران کے ساتھ آپ بھی شامل ہیں۔ اِس پر میں بہت خوش ہوں اور نصیحت کرتا ہوں کہ مجلس ماڈل ٹاؤن میں جو بیداری پیدا ہوئی ہے وہ یہاں رُکے نہیں بلکہ اس کا قدم آگے بڑھتا چلا جائے۔ آمین۔ صدر محترم نے فرمایا کہ آپ خدام عمر کے اس حصہ سے تعلق رکھتے ہیں جب انسان کے تمام قویٰ اپنی بہترین حالت میں ہوتے ہیں۔ آپ جسمانی طاقت کے لحاظ سے بھی فعّال ہیں اور ذہنی طاقت کے لحاظ سے بھی فعّال ہیں لہٰذا آپ کو چاہیئے کہ ان طاقتوں کا پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حصہ عمر کو نہایت اہم قرار دیا ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا انیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔ تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے۔ اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے یہ آخری زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔ اس وقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقع دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں اسلئے صدق اور خدمت کا یہ آخری موقع ہے جو نوع انسان کو دیا گیا ہے اب اسکے بعد کوئی موقع نہ ہوگا۔ بڑا ہی بد قسمت وہ ہے جو اِس موقع کو کھودے۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ 263)

صدر محترم نے فرمایا کہ جیسا کہ حضورؑ نے فرمایا ہے انسانی زندگی کی غرض وغایت کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ اسکے بغیر انسان انسان کہلا ہی نہیں سکتا۔ اگر اسکو یہ پتہ نہ ہو کہ اس کو پیدا کرنے والے نے اس کو کس غرض کے لئے پیدا کیا ہے تو وہ اپنے مقصد کو نہیں پا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ذہن، جسم اور روح عطا فرمائی ہے۔ انسان ان طاقتوں سے مرکب ہے اور انسانی کمال یہ ہے کہ ہم ان طاقتوں کا صحیح استعمال کریں۔

بعض لوگ جسمانی اور بعض لوگ ذہنی نشو ونما کی طرف توجہ دیتے ہیں اور اسی طرح بعض صرف روحانی طاقتوں کو کمال تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ دراصل جو اپنی طاقتوں کے جس حصہ کو استعمال کرتا ہے وہ اس میں ترقی کرلیتا ہے۔

صدر محترم نے فرمایا کہ ہمارے نوجوانوں میں دینی کتب کے مطالعہ کی عادت کم ہے۔ اگر طلبا ہیں تو اپنے کورس کے گرد گھومتے ہیں اور دوسرے خدام پڑھائی کی طرف سے غافل ہیں لہٰذا سب خدام کو پڑھائی کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ ہر خادم کو چاہیے کہ وہ اپنے پروگرام میں کم از کم پندرہ منٹ دینی کتب پڑھنے کے لئے رکھے۔

اجتماع میں موجود اطفال کو مخاطب کرتے ہوئے صدرِ مجلس نے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ:

”ایک دفعہ حضورؑ بمعہ اصحاب اس راستہ کی طرف جو یکوں ٹمٹموں کا راستہ متصل محلہ خاکروبان بٹالہ کو جاتا ہے۔ سیر کو تشریف لے گئے۔ واپسی پر راستہ کے ایک طرف درخت کیکر کسی کا گرا ہوا تھا۔ بعض دوستوں نے اس کی خود شاخیں کاٹ کر مسواکیں بنالیں۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ اس وقت حضرت خلیفہ ثانی بھی تھے (اس وقت دس بارہ سال عمر تھی) ایک مسواک کسی بھائی نے ان کو دے دی اور انہوں نے بوجہ بچپن کی بے تکلفی کے ایک دفعہ کہا کہ ابا تسیں مسواک لے لو۔ حضور علیہ السلام نے جواب نہ دیا۔ پھر دوبارہ یہی کہا۔ حضور علیہ السلام نے پھر جواب نہ دیا۔ سہ بارہ پھر کہا کہ ابا مسواک لے لو۔ تو حضور علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ”پہلے یہ بتاؤ کہ مسواکیں کس کی اجازت سے لی گئی ہیں؟“ اس فرمان کو سنتے ہی سب نے مسواکیں زمین پر پھینک دیں۔“

(سیرت المہدی حصہ چہارم صفحہ 156-155، روایت نمبر 1218)

بچوں کو چاہیے کہ اس واقعہ کو ہمیشہ یاد رکھیں اور اس میں جو سبق موجود ہے اس پر ہمیشہ عمل کریں کہ کسی چیز کے مالک کی اجازت کے بغیر اُسکی چیز کو نہ ہاتھ لگانا ہے نہ اپنے استعمال میں لانا ہے۔

آخر میں آنمکرم نے خدام کو حضرت مصلح موعود کا یہ شعر خاص طور پر سامنے رکھنے کا ارشاد فرمایا:

خدمتِ دین کو اِک فضل الٰہی جانو		اس کے بدلہ میں کبھی طالب انعام نہ ہو

اور فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں خدمت کا موقع دیا۔ صحابہ کی تو ہمیشہ ہی خواہش تھی کہ وہ بار بار کی زندگی حاصل کریں تا بار بار انہیں خدمت دین کا موقع ملے اور بار بار اسی راہ میں خدمت کرتے ہوئے وہ جان جان آفرین کو پیش کریں۔"

(ماہنامہ خالد ربوہ)

1972ء میں خاکسار کے دورِ صدارت میں چینی سفیر "چانگ تنگ" ربوہ میں اپنے مختصر قیام کے دوران مجلس خدام الاحمدیہ کے دفتر میں بھی تشریف لائے جس کی درج ذیل رپورٹ ماہنامہ "خالد" ربوہ میں شائع ہوئی۔

## "ہز ایکسی لینسی چانگ تنگ سفیر عوامی جمہوریہ چین کی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے دفتر میں تشریف آوری

18-اپریل 1972ء کو ہمارے عظیم اور مخلص ہمسایہ ملک عوامی جمہوریہ چین کے سفیر ہز ایکسی لینسی چانگ تنگ اپنے مختصر قیام ربوہ کے دوران مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے دفتر میں بھی تشریف لائے۔ جناب سفیر کے ہمراہ چینی سفارت خانہ کے تھرڈ سیکرٹری مسٹر چین سونگ لو بھی تھے جنہوں نے ترجمان کے فرائض ادا کیے۔

سفیر موصوف کی کار ٹھیک آٹھ بج کر بیس منٹ پر ایوان محمود میں آکر رُکی تو صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب ایم۔ اے نے آگے بڑھ کر السلام علیکم کہا اور جناب سفیر موصوف کو خوش آمدید کہتے ہوئے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد صدر محترم نے نائب صدر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب اور مرکزی عاملہ کے دیگر ارکان کا (جو ایک قطار میں کھڑے تھے) تعارف کرایا۔ تعارف کے بعد معزز سفیر

نے صدر مجلس کی راہنمائی میں دفتر مرکزیہ کے مختلف حصوں کو دیکھا۔ صدر صاحب نے سفیر محترم کو بتایا کہ مجلس کے اراکین نے زیادہ تر اپنی کوشش اور عطایا کے ذریعہ اپنے اِس دفتر اور ہال کو بنایا ہے جو کہ اِن ڈرو کھیلوں، ٹیبل ٹینس اور بیڈ منٹن کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور کانفرنس ہال کا کام بھی دیتا ہے۔

اس کے بعد جناب چانگ تنگ کو دفتر کے دوسرے حصے دکھائے گئے۔ گیلری میں ایک میز پر مجلس مرکزیہ کی جملہ مطبوعات کو نہایت قرینے سے سجایا گیا تھا۔ صدر مجلس نے سفیر موصوف کو مجلس کے ماہانہ رسائل خالد اور تشحیذ الاذہان خاص طور پر دکھائے۔ نیز اطفال کی کتب Lessons on Islam جن کا فرانسیسی زبان میں بھی ترجمہ ہوا ہے دکھائیں۔ بعد میں معزز مہمان چند منٹ کے لئے صدر مجلس کے دفتر میں تشریف فرما ہوئے۔ سفیر موصوف کے ساتھ ان کے ترجمان تھے اور مرکزی عاملہ کے ممبران بھی اس موقع پر موجود تھے۔ صدر محترم نے معزز سفیر کو بتایا کہ احمدی نوجوانوں کی اس تنظیم کا نام مجلس خدام الاحمدیہ ہے۔ اس کی بنیاد 1938ء میں رکھی گئی تھی۔ یہ ایک رضاکارانہ تنظیم ہے۔ مغربی پاکستان میں اس وقت اس کی 700 کے قریب شاخیں ہیں۔ تمام احمدی نوجوان جن کی عمر پندرہ سے چالیس سال تک ہے اس کے رُکن ہیں اور سات سے پندرہ سال تک کی عمر کے بچے بھی اس تنظیم کے ذیلی شعبہ اطفال الاحمدیہ کے ممبر ہیں۔ سفیر موصوف کو بتایا گیا کہ ہر مقامی شاخ انتخاب کے ذریعہ اپنا قائد چُنتی ہے، جو اپنی مجلس عاملہ ترتیب دیتا ہے۔ اسی طرح مرکز میں دو سال کے لئے صدر کا انتخاب ہوتا ہے جو اپنی مجلس عاملہ ترتیب دیتا ہے۔

مجلس کے اغراض و مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے صدر مجلس نے معزز مہمان کو بتایا کہ دینی تعلیم، خواندگی کی شرح بڑھانے، محنت اور ہاتھ سے کام کرنے کی عادت کے قیام، کھیلوں کے فروغ اور ٹورنامنٹس کے انعقاد کی طرف خاص طور پر توجہ دی جاتی ہے۔ صدر محترم نے مزید بتایا کہ مجلس ہر سال دو ہفتے کا ایک تربیتی کیمپ منعقد کرتی ہے جس میں پانچ سو کے قریب اراکین شامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہر سال ایک تین روزہ سالانہ اجتماع میں سب ارکین شامل ہوتے ہیں صدر مجلس نے بتایا کہ پانچ ہزار کے قریب نمائندگان

(خدام واطفال) اس میں شامل ہوتے ہیں جس سے وہ بہت متاثر ہوئے۔

آخر میں معزز سفیر نے دریافت فرمایا کہ تنظیم کے لئے اخراجات کا انتظام کس طرح ہوتا ہے؟ جس پر صدرِ مجلس نے ان کو بتایا کہ ہمارا ہر رکن اپنی آمد کا ایک فیصد ماہوار چندہ کے طور پر تنظیم کو دیتا ہے۔ جس میں سے تیس فیصد مقامی طور پر خرچ ہوتا ہے اور ستر فیصد مرکز میں آتا ہے۔

صدرِ محترم اور ہز ایکسی لینسی سفیر چین کے مابین گفتگو ترجمان کے ذریعہ ہوتی رہی۔ پہلے صدرِ مجلس ایک فقرہ انگریزی میں مکمل کرتے۔ چینی ترجمان مسٹر چین سونگ لو اس فقرہ کا چینی زبان میں ترجمہ کرتے اور سفیر موصوف کی بات چینی زبان میں سُن کر صدر مجلس کے لئے انگریزی میں ترجمہ کر دیتے۔ گفتگو کا یہ سلسلہ قریباً دس منٹ جاری رہا۔

اس مختصر نشست کے اختتام پر معزز مہمان صدر محترم کے ہمراہ برآمدہ میں سے گزرتے ہوئے گیلری میں پہنچے۔ وہاں مہتممین سے الوداعی مصافحہ ہوا۔ سب چہروں پر مسکراہٹیں کھِل رہی تھیں۔ سفیر موصوف مسکراہٹوں کا جواب مسکراہٹوں سے دے رہے تھے۔

آخر پر صدر مجلس نے مصافحہ کیا اور اس کے بعد عزت مآب سفیر چین کار میں بیٹھ گئے۔ کار چلنے لگی تو سب ہاتھ فضا میں اُٹھ گئے۔ سفیر موصوف نے کار میں سے ہاتھ ہلا ہلا کر الوداعی جواب دیا۔ اور یوں یہ مختصر یادگار تقریب انجام پزیر ہوئی۔"

(ماہنامہ خالد ربوہ ستمبر 1972ء)

مئی 1972ء میں مجلس خدام الاحمدیہ خان پور ضلع رحیم یار خان کی دوروزہ تربیتی اجتماع کے موقع پر (قائد صاحب مجلس کی درخواست پر) اس اجتماع کے لئے خاکسار نے جو پیغام بھجوایا اُسے ماہنامہ "خالد" ربوہ نے شائع کیا جو ذیل میں درج ہے:

## مجلس خدام الاحمدیہ خان پور کے نام پیغام

(بر موقعہ دوروزہ تربیتی اجتماع منعقدہ 19، 20 مئی 1972ء)

برادرانِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ خان پور ضلع رحیم یار خان

موٴرخہ 19، 20 مئی کو خان پور میں اپنی تربیتی کلاس منعقد کر رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کلاس کو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے اور اس کے ذریعہ سے شامل ہونے والوں کا علم بھی بڑھے اور تربیت کا معیار بھی ترقی کرے۔ انسانی ترقی کا ایک بڑا ذریعہ اچھی عادت ہے جس قوم یا جماعت میں اچھی عادات قومی طور پر پیدا ہو جائیں یعنی یہ کہ وہ عادت صرف چند آدمیوں میں نہ ہو بلکہ قوم کے ہر آدمی میں ہو۔ چھوٹا یا بڑا، تو ایسی قوم جلدی ترقی کر جاتی ہے۔ اگر ورزش کرنے کی عادت پیدا ہو جائے تو قوم صحت و قوت اور ہمت کے لحاظ سے ترقی کر جاتی ہے۔ اگر سوچنے، جانچنے پڑتال کرنے اور پڑھنے لکھنے کی عادت پڑ جائے تو قوم ذہنی اور علمی لحاظ سے ترقی کر جاتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفات پر یقین ہو جائے اور دعا، نماز، ذکر الٰہی کی عادت پڑ جائے تو قوم روحانی لحاظ سے ترقی کر جاتی ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض بھی یہی ہے کہ احمدی نوجوانوں کی صحتیں اتنی اچھی ہوں کہ وہ دنیا میں سب سے زیادہ محنت کر سکیں اور مشقت برداشت کر سکیں، ان کے ذہن اتنے اچھے ہوں کہ وہ ہر بات کو جلدی اور اچھی طرح سمجھنے لگ جائیں اور ان کو دُعا اور ذکر الٰہی اور نماز کی اتنی پختہ عادت ہو کہ اُن کا خدا تعالیٰ سے پختہ تعلق قائم ہو جائے، اُن کی دعائیں قبول ہوں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر ہستی کو ہیچ سمجھیں۔

ہماری تربیتی کلاسز اور اجتماعات کا بھی یہی مقصد ہے کہ خدام اور اطفال چند دن ایک مقررہ پروگرم کے ماتحت گزاریں اور منتظمین پروگرام کے ذریعہ اُن اچھی عادات کی نشاندہی کرتے رہیں جو اختیار کرنی چاہئیں۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس کلاس میں شامل ہونے والے سب خدام مقررہ پروگرام پر پورا پورا عمل کریں گے۔ اپنا وقت ضائع نہیں کریں گے۔ نمازیں باقاعدگی سے اور توجہ سے اور خشوع و خضوع سے ادا کریں گے۔ اُٹھتے بیٹھتے ذکر الٰہی کرتے رہیں گے۔ ملک، جماعت اور سارے انسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے دعائیں کریں گے۔ جو باتیں ان کے سامنے بیان کی جائیں گی اُن کو توجہ سے سنیں گے، ان پر غور کریں گے اور اُن پر کلاس کے دوران میں عمل کرنا شروع کر دیں گے اور کلاس کے دوران ہی اس بات کا عہد کریں گے کہ انہوں نے اپنی صحت کو بہتر بنانا ہے۔، علم کو ترقی دینی ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”دعامیں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہو گا دُعا ہی کے ذریعہ ہو گا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی ہتھیار ہمارے پاس نہیں۔“

(ملفوظات جلد نہم صفحہ 28-27)

ہر احمدی نوجوان کا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اِس ارشاد کو یاد رکھے اور اس پر عمل کرے۔

مقامی، ضلعی اور علاقائی تربیتی کلاسز بھی تعلیم و تربیت کا ذریعہ ہیں۔ لیکن مرکز سلسلہ میں آکر رہنا، خلیفۂ وقت سے ملنا اور آپ کے ارشادات خود سُننا اور آپ کی ذات اور آپ کے کلمات سے برکت حاصل کرنا کچھ اور ہی رنگ رکھتا ہے آپ لوگ مرکز سے کچھ دور رہتے ہیں۔ اس لئے آپ کو کوشش کرنی چاہئیے کہ مرکز سلسلہ ربوہ میں آتے رہیں اور اپنے مرکز کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کریں۔ چند دن تک ربوہ میں مرکزی تربیتی کلاس شروع ہو رہی ہے جس کے انعقاد کی منظوری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمادی ہے۔ آپ کی جماعت سے کم از کم ایک خادم اس کلاس میں ضرور شامل ہونا چاہیئے۔

والسلام

آپ کا بھائی

حمید اللہ

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

(ماہنامہ خالد ربوہ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے تیسویں سالانہ اجتماع کے سلسلہ میں ماہنامہ ”خالد“ ربوہ میں خاکسار کی طرف سے درج ذیل پیغام شائع کیا گیا:

## ہمارا تیسواں سالانہ اجتماع

## ہر مجلس کے نمائندے سالانہ اجتماع میں شامل ہوں

مجلس خدام الاحمدیہ کا تیسواں سالانہ اجتماع انشاء اللہ تعالیٰ 5 تا 7- اکتوبر 1972ء بروز

جمعرات، جمعہ، ہفتہ کو ربوہ میں منعقد ہو گا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ انشاء اللہ تعالیٰ 5-اکتوبر 1972ء 11 بجے قبل دوپہر اجتماع کا افتتاح فرمائیں گے۔

مرکزِ سلسلہ میں کسی وقت بھی آنا بابرکت ہے لیکن اِس قسم کے خاص اجتماعات کے ساتھ غیر معمولی برکات وابستہ ہوتی ہیں۔ اور ہر احمدی نوجوان جو اِن برکات سے آگاہ ہے وہ اس اجتماع سے غیر حاضری کو برداشت نہیں کر سکتا۔

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے زندگی بخش ارشادات، ذکر الٰہی اور دعاؤں کے لئے ساز گار فضا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر آپؑ کے صحابہ کرام کی زبان سے علمی تشنگی کو بجھانے والی علماءِ سلسلہ کی تقاریر، خدام کے اپنے علمی اور ورزشی مقابلہ جات، باہمی ملاقات کے ذریعہ اسلامی اخوت کا قیام ہمارے اس اجتماع کی بڑی بڑی خصوصیات ہیں۔ اس نہر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چشمہ ہی کا پانی جاری ہے۔ آئیں اور کثرت سے آئیں۔ قریب والے بھی آئیں اور دور والے بھی آئیں۔

يأتيك من كل فجٍّ عميقٍ، يأتون من كل فجٍّ عميقٍ

اس کی مدد ہر ایک دور کی راہ سے تجھے پہنچے گی۔ دور کی راہ سے مدد کرنے والے آئیں گے۔(تذکرہ صفحہ 365)الہام کو پورا کرتے ہوئے آئیں اور جی بھر کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جاری کردہ چشمہ کے پانی سے اپنی پیاس بجھائیں۔

والسلام

حمید اللہ

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

(ماہنامہ خالد ربوہ ستمبر 1972ء)

## مجلس انصار اللہ میں خدمت

خاکسار 1974ء میں مجلس انصار اللہ کا ممبر بنا۔ مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے عہد صدارت میں ان کی مجلس عاملہ میں 78-1977ء میں بطور نائب صدر صف دوم اسی طرح حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے عہد صدارت میں 1979ء تا 1981ء بطور نائب صدر صفِ دوم خدمت کی توفیق ملی بعد ازاں 1981ء تا 9 جون 1982ء بطور نائب صدر خدمت کی توفیق ملی۔

## بطور صدر مجلس انصار اللہ تقرر

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات کے بعد 10 جون 1982ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ، خلیفۃ المسیح الرابع منتخب ہوئے تو آپ اس وقت مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے صدر تھے۔ انتخاب کے اگلے دن آپ نے تینوں انجمنوں کے ممبران اور تینوں ذیلی تنظیموں کی مجالس عاملہ کا اجلاس قصر خلافت میں بلایا۔ جس میں بہت سی ہدایات دیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ آئندہ اُن کے بجائے خاکسار صدر مجلس انصار اللہ ہوگا۔ 11 جون 1982ء سے 31 دسمبر 1999ء تک قریباً ساڑھے 17 سال اللہ تعالیٰ نے مجھے مجلس انصار اللہ کے صدر کے طور پر کام کرنے کی توفیق دی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

جون 1982ء تا دسمبر 1989ء خاکسار صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ تھا (یعنی دنیا کے سب ممالک کی مجالس انصار اللہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے ماتحت تھیں۔) اور یکم جنوری 1990ء تا 31 دسمبر 1999ء میں خاکسار کو بطور صدر مجلس انصار اللہ پاکستان خدمت کی توفیق ملی۔

## عہد صدارت میں ہونے والے نمایاں کام

خاکسار کے عہد صدارت میں ہونے والے کام کی تمام تفصیلات ”تاریخ انصار اللہ جلد سوم“ میں شائع ہو چکی ہے۔ یہ جلد 1059 صفحات پر مشتمل ہے اور یہ ساری جلد خاکسار کے عہد صدارت پر ہی مبنی ہے۔ یہاں پر مختصراً بعض قابل ذکر کاموں اور خدمات کا ذکر کر دیتا ہوں مزید تفصیلات مذکورہ جلد سے معلوم کی جا سکتی ہیں۔

## ☆ توسیع گیسٹ ہاؤس انصار اللہ

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ سے پہلی ملاقات منعقدہ مؤرخہ 14 جون 1982ء میں فرمایا:

”مجلس مرکزیہ گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں مزید چار فیملی ٹائپ رہائشی کمرہ جات (مع غسلخانہ) جلسہ سالانہ سے قبل تیار کروائے جائیں۔“ چنانچہ حضور انور کے ارشاد کی تعمیل میں یہ بلاک تعمیر کروایا گیا۔

## ☆ کارکنان دفتر انصار اللہ کے لئے مکانات

1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد کی تعمیل میں کارکنان کے لئے مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے زمین خرید کر پلاٹوں کی شکل میں اپنے ایسے کارکنان کو مفت دی جن کا اپنا ذاتی کوئی گھر نہیں تھا۔ مکانات بنانے کے لئے قرضہ کی سہولت بھی مہیا کی گئی۔

## ☆ جدید بلاک گیسٹ ہاؤس انصار اللہ کی بالائی منزل کی تعمیر

1985ء میں جدید بلاک گیسٹ ہاؤس انصار اللہ کی بالائی منزل کی تعمیر مکمل کی گئی۔

## ☆ قرآن کریم کے گجراتی ترجمہ کی اشاعت

قرآن کریم کا ترجمہ گجراتی زبان میں شائع کروانے کے اخراجات ادا کرنے کی مجلس انصار اللہ مرکزیہ کو توفیق ملی۔

## ☆ دفتر میں کمپیوٹر کے استعمال کا آغاز

1987ء میں انصار اللہ میں کمپیوٹر کا استعمال شروع کروایا گیا۔

## ☆ سلائیڈز لائبریری کا قیام

مکرم مولانا محمد اسمٰعیل منیر صاحب قائد اصلاح و ارشاد کی نگرانی میں مجلس انصار اللہ میں سلائیڈز کی لائبریری کا قیام کیا گیا جس میں کم و بیش ایک ہزار رنگین سلائیڈز بنائی گئیں جو دنیا میں جماعتی مساعی پر مشتمل تھیں۔

## ☆ امداد برائے کشمیر

1990ء میں مبلغ 10 ہزار روپے بطور امداد برائے کشمیر مجلس انصار اللہ پاکستان کی طرف سے دی گئی۔

### ☆ امداد مستحقین قادیان

مجلس انصار اللہ پاکستان کو قادیان کے مستحقین کیلئے مبلغ 50 ہزار روپے پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

### ☆ قیادت تعلیم القرآن کا قیام

مئی 1992ء تک تعلیم القرآن کا کام شعبہ تربیت کے ماتحت ہوتا رہا۔ اسکے بعد جون 1992ء سے تعلیم القرآن کی الگ قیادت قائم کی گئی۔

### ☆ میڈیکل کیمپ پروجیکٹس

1993ء سے پاکستان میں مختلف مقامات پر میڈیکل کیمپس کے باقاعدہ انعقاد کے ذریعہ مستحقین تک مفت طبی سہولیات پہنچانے کا ایک مستقل سلسلہ جاری ہوا۔

### ☆ اعانت خرید زمین برائے جلسہ گاہ لندن

مجلس انصار اللہ پاکستان نے خرید زمین جلسہ گاہ لندن کے لئے 9مارچ 1994ء میں تین لاکھ روپے کی ادائیگی کی۔

### ☆ خرید پنکھے برائے اسیران راہ مولیٰ

مجلس انصار اللہ پاکستان نے اسیران راہ مولیٰ کیلئے پنکھوں کی خرید کی غرض سے 7 مئی 1994ء کو ناظر صاحب اعلیٰ کے ذریعہ 10 ہزار روپے کی ادائیگی کی۔

### ☆ المھدی ہسپتال مٹھی

صد سالہ احمدیہ جوبلی کی مناسبت سے شکرانے کے طور پر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے المھدی ہسپتال مٹھی سندھ بنوا کر وقفِ جدید انجمن احمدیہ کے سپرد کیا۔

### ☆ ٹرانسکرپشن ترجمۃ القرآن کلاس

نظارت اشاعت کی خواہش پر مجلس انصار اللہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ترجمۃ القرآن کے سلسلہ میں منعقدہ تمام کلاسز کی آڈیو کیسٹس کو ٹرانسکرائیب کروایا گیا۔

### ☆ اعانت تعمیر یکصد بیوت الذکر جرمنی

جرمنی میں یکصد بیوت کے لئے مجلس انصار اللہ پاکستان کو دسمبر 1997ء میں 15 لاکھ روپے یکصد بیوت الذکر جرمنی کی تعمیر کیلئے پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

## ☆ توسیع گیسٹ ہاؤس انصار اللہ

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ کے دور صدارت میں جو چار بیڈ رومز معہ غسلخانہ جات تعمیر ہوئے تھے ان پر دوسری منزل تعمیر کروائی گئی۔ اسکے بعد پہلی منزل میں ڈرائینگ روم، ڈائننگ روم، کچن، سٹور اور 8 بیڈ رومز مع باتھ رومز تعمیر کروائے گئے جن کا مسقف ایریا سات ہزار ستر مربع فٹ تعمیر ہوا۔ تعمیر بڑی معیاری اور دیدہ زیب کروائی گئی اور کمروں کو اعلیٰ معیار کے فرنیچر اور سہولیات سے مزّین کیا گیا۔

## ☆ مرکزی تربیتی کلاسز برائے دعوتِ الی اللہ

دعوتِ الی اللہ کے کام کو تیز کرنے اور داعیان کو ضروری دینی تعلیم سے متعارف کروانے اور بنیادی مسائل سکھانے کیلئے مرکزی قیادت اصلاح وارشاد کے تحت تربیتی کلاسز کا باقاعدہ اجراء ہوا۔ جس میں چیدہ چیدہ اضلاع سے محدود داعیان کو مدعو کیا جاتا تھا۔

## ☆ امداد یتامیٰ سیرالیون

سیرالیون کے یتامیٰ کیلئے مجلس انصار اللہ پاکستان نے 15 مارچ 1999ء میں ایک لاکھ روپے ادا کئے۔

## ☆ سبیل الرشاد کی اشاعت

مجلس انصار اللہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کے ارشادات پر مشتمل ''سبیل الرشاد'' کی پہلی جلد مرتب کرکے شائع کی گئی۔

## سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی شفقت وعنایت

مجلس انصار اللہ پاکستان اپنی ماہانہ رپورٹ کارگزاری سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں باقاعدگی کے ساتھ پیش کرتی رہی۔ اسی طرح حسب سابق مقامی مجالس کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے قائدین، علمائے کرام اور مرکزی نمائندگان کے ذریعہ تربیتی دورہ جات کا انعقاد کرتی رہی۔ ان دورہ جات کی منصوبہ بندی اور موئثر کارکردگی کو یقینی بنانے کیلئے مرکز میں ایک دورہ کمیٹی قائم تھی۔ ہر ماہ ان دوروں کی تفصیلی رپورٹ حضور انور کی خدمت میں ارسال کی جاتی رہی۔ حضور انور کے تین جوابی خطوط یہاں ریکارڈ کئے جاتے ہیں۔

1۔ ”آپ کی طرف سے مجلس انصار اللہ کے تحت قائدین اور علماء سلسلہ کے تربیتی دوروں کی رپورٹ زیر 350،467 مؤرخہ 14-اپریل1999ء موصول ہوئی۔ ماشاء اللہ بہت اچھی رپورٹ ہے۔ الحمد اللہ ثم الحمدللہ۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ مساعی کو بابرکت فرمائے۔ دوروں کے نیک نتائج ظاہر ہوں۔ تعلیم و تربیت اور دعوت و تبلیغ کے کاموں میں تیزی پیدا ہو۔ میری طرف سے تمام معاونین کو بہت بہت محبت بھرا اسلام پہنچائیں۔“

(لندن 13-اپریل1999ء)

2۔ ماہ اپریل 1999ء کی رپورٹ کارگزاری ملاحظہ فرمانے کے بعد حضور انور نے مساعی کو سراہا اور مربیان اور کارکنان اور معاونین کے لئے دعا کی اور فرمایا:

”بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔“

(لندن 21-مئی1999ء)

3۔ مجلس انصا اللہ پاکستان کی طرف سے بھجوائی گئی رپورٹ پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے حضور نے ازراہ شفقت تحریر فرمایا:

”آپ کی طرف سے جو رپورٹ بحوالہ 1432 مؤرخہ 13 ستمبر 1999ء آئی ہے۔ اسے پڑھ کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ الحمدللہ۔ اللّٰھم زد وبارك۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزا فی الدنیا والآخرۃ۔ ماشاء اللہ انصار بڑی باقاعدگی اور سلیقے سے کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مقررین، کارکنان کے کام میں برکت ڈالے۔ میری طرف سے سب کو محبت بھرا اسلام پہنچائیں۔“

## الوداعی تقاریب

خاکسار کے اعزاز میں منعقد ہونیوالی الوداعی تقاریب پر مبنی رپورٹس جو **”تاریخ مجلس انصار اللہ جلد سوم“** میں شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں سے چند پیش ہیں:

”مؤرخہ 31دسمبر 1999ء بروز جمعۃ المبارک محترم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس کے اعزاز میں مجلس انصاراللہ پاکستان کے زیر اہتمام ایک پُر وقار الوداعی تقریب منعقد ہوئی جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان و امیر مقامی، حضرت مرزا عبدالحق صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ

پنجاب (و رکن خصوصی مجلس عاملہ انصار اللہ) کے علاوہ مجلس عاملہ انصار اللہ کے اراکین، ناظران ووکلاء تحریک جدید، صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان، مختلف شعبہ جات اور مجلس کے دیگر معززین و کارکنان حضرات نے شرکت کی۔

مجلس انصار اللہ پاکستان کے ہال میں نہایت خوبصورتی اور سادگی سے ترتیب دیئے گئے سٹیج پر ساڑھے چار بجے مہمانان خصوصی کے ہمراہ محترم چوہدری حمید اللہ صاحب اور نئے صدر مجلس محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب رونق افروز ہوئے تو حاضرین نے نہایت والہانہ انداز میں استقبال کیا۔

اس الوداعی دعائیہ تقریب کا آغاز زیر صدارت مکرم ناظر صاحب اعلیٰ تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم منصور احمد عمر صاحب قائد تعلیم القرآن نے کی۔ مکرم چوہدری صاحب نے عہد دہروایا۔ بعد ازاں محترم محمد اسلم شاد صاحب قائد عمومی نے سپاسنامہ پیش کیا جس میں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کے سترہ سالہ عہد صدرات کی خدماتِ جلیلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے مجلس عاملہ کی طرف سے دلی جذبات تشکر وامتنان کا اظہار کیا۔

## سپاسنامہ

"مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان کے زیر اہتمام آج کی یہ خصوصی تقریب محترم ومکرم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کے سترہ سالہ کامیاب عہد صدارت کے اختتام کے موقع پر اپنے دلی جذبات تشکر و امتنان کے اظہار اور دعا کی خاطر منعقد کی گئی ہے۔

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب خدا کے فضل وکرم سے فطرتاً اور عملاً پوری طرح روح وقف سے سرشار ہیں۔ وقف زندگی اور اعلیٰ تعلیم کے بعد تعلیم الاسلام کالج میں خدمات کے ساتھ ساتھ ایک عام خادم سے لے کر صدر مجلس خدام الاحمدیہ، ایک ناصر سے لے کر صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ اور صدر انصار اللہ پاکستان، ایک عام کارکن سے لیکر افسر جلسہ سالانہ اور ایک واقف زندگی کے طور پر مختلف مراحل کے بعد وکیل اعلیٰ تحریک جدید کے عالی منصب تک پہنچنے اور فائز رہنے کے دوران خدا کے فضل سے محترم چوہدری صاحب کی

کما حقہ‘ بے لوث، انتہائی سنجیدہ اور بھرپور توجہ سے مساعی قابل ستائش اور تاریخ احمدیہ کا حصہ ہے۔

محترم چوہدری صاحب کا عہد صدارت 1982ء سے لے کر 1999ء تک محیط ہے۔ اس سے پہلے آپ نائب صدر مجلس تھے کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے منصب خلافت پر متمکن ہونے پر آپ کو صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نامزد فرمایا۔ نومبر 1989ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہر ملک کی الگ الگ صدارت قائم فرمادی۔ اس وقت سے آج یعنی 31 دسمبر 1999ء تک محترم چوہدری صاحب نے بحیثیت صدر مجلس انصار اللہ پاکستان تاریخی خدمات سرانجام دی ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

نائب صدر مجلس مرکزیہ کی حیثیت میں آپ نے جرمنی، سوئٹزرلینڈ، سویڈن، ناروے، ہالینڈ، انگلینڈ، امریکہ اور کینیڈا کا دورہ کیا جس کے ساتھ ہی بعض جماعتی امور کے سلسلہ میں میکسیکو اور جاپان بھی تشریف لے گئے۔ ان ممالک کا یہ دورہ محترم چوہدری صاحب کی قوت عمل اور غیر معمولی انتظامی صلاحیت کا زبردست ثبوت ہے۔ چنانچہ اس وقت کے صدر مجلس حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے فرمایا:

”جہاں تک یورپ کے ممالک کا تعلق ہے پہلی مرتبہ مرکزی ریکارڈ میں اتنی روشنی پیدا ہوئی ہے کہ پوری بصیرت کے ساتھ ان ممالک کو مخاطب کیا جاسکے۔ اُمید ہے کہ اس مضبوط بنیاد پر انشاء اللہ ایک بلند اور وسیع عمارت تعمیر ہوگی اور دیگر ممالک بھی پاکستان کے شانہ بشانہ انصاراللہ کے کاموں میں حصہ لینے لگیں گے۔“

اس دورہ سے واپسی پر آپ کے اعزاز میں منعقدہ تقریب میں حضرت صدر مجلس نے فرمایا:

☆”چوہدری صاحب نے ہماری توقعات سے کہیں بڑھ کر کام کیا اور کامیابی حاصل کی۔“

☆”چوہدری صاحب نے جب تک کام پوری طرح مکمل نہ کر لیا آرام نہ کیا۔“

☆”چوہدری صاحب نے دورے کے دوران ستاون مجالس کا قیام کیا۔“

☆”آج بیرون پاکستان مجلس انصاراللہ پہلے سے کہیں مستحکم اور مضبوط ہوگئی ہے۔“

اس انتہائی قابلِ قدر لائقِ ستائش کارکردگی کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے محترم چوہدری صاحب نے 1982ء سے 1999ء تک سترہ سال مجلس انصار اللہ مرکزیہ پھر مجلس انصاراللہ پاکستان کی صدارت فرمائی۔ آپ کا دور تاریخی ہی نہیں تاریخ ساز بھی ہے۔ اسی دوران 1984ء کا پر آشوب زمانہ گزرا اور خلیفۂ وقت کی پاکستان سے ہجرت اور طویل عرصہ تک عدم موجودگی میں آپ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے انصاراللہ کے عہد کے عین مطابق انصاراللہ پاکستان کو خلیفۂ وقت سے وابستگی اور مجسم لبیک بنانے میں کامیاب رہنما کا کردار ادا فرمایا۔

محترم چوہدری صاحب کے عہد صدارت کا پہلا اجتماع 1982ء میں ہوا جس کی اعلیٰ کامیابی کا سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہایت احسن رنگ میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کا بے انتہا احسان اور کرم ہے کہ ہر پہلو سے مجلس انصاراللہ کا یہ اجتماع کامیاب رہا۔“

اس اجتماع میں گزشتہ سال کے مقابل ایک سو دس مجالس، سات سو اراکین اور ایک ہزار ایک سو اڑتیس زائرین کا اضافہ ہوا۔ اسی طرح سائیکل پر آنے والے انصار بیاسی کے مقابلے میں ایک سو ستانوے شریک ہوئے۔

☆ آپ کے دور میں مجلس انصاراللہ کی طرف سے صد سالہ جوبلی کے سلسلے میں اظہارِ تشکر کے طور پر نگرپارکر سندھ میں ایک شاندار ہسپتال کی تعمیر یاد رہنے والا کارنامہ ہے۔

☆ ایم ٹی اے کے لئے سٹوڈیو قائم کر کے مختلف پروگرام ریکارڈ کرنے کا انتظام ہوا۔

☆ شعبہ جات میں رفتار کار بہتر بنانے کے لئے کمپیوٹر کا نظام قائم ہوا۔

☆ انصاراللہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشادات پر مشتمل ”سبیل الرشاد“ کی پہلی جلد مرتب کر کے شائع کی گئی۔ اس کی اگلی جلد، اسی طرح تاریخ انصار اللہ کی دوسری جلد کے سلسلہ میں گراں قدر کام ہو چکا ہے۔

☆ گیسٹ ہاؤس میں توسیع اور تعمیر کا قابل قدر کام ہوا۔

ترقیات کے گراف کا ایک عکس کسی تنظیم کا بجٹ بھی ہوا کرتا ہے۔ محترم چوہدری صاحب کے عہد میں بجٹ خدا کے فضل سے بڑھ کر بیس گنا ہو چکا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک
محترم چوہدری صاحب کی شبانہ روز محنت، توجہ، لگن اور رہنمائی میں بجٹ کی طرح ہر شعبہ روز افزوں ترقیات کا آئینہ دار رہے۔ ہمارے محبوب آقا سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے محترم چوہدری صاحب کی خدمات اور آپ کی رہنمائی میں انصار اللہ کی ترقیات کا متعدد خطوط میں شاندار ذکر فرمایا ہے۔ ایک مکتوب میں فرمایا:
"ماشاء اللہ بہت عمدہ مساعی ہے۔ الحمد للہ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء اللّٰھم زد و بارک"
ان جامع دعائیہ الفاظ کے ساتھ ہم اپنے محبوب و محترم صدر صاحب کو دلی دعاؤں کے ساتھ پُرخلوص الوداع کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ محترم چوہدری صاحب کو آئندہ بھی بیش از پیش خدمات دینیہ کی توفیق بخشتا رہے اور ہر رنگ میں آپ کا حافظ و ناصر اور معین و مددگار ہو۔ آمین۔"

## تقریر بجواب سپاسنامہ

سپاسنامہ کے جواب میں محترم چوہدری صاحب نے مندرجہ ذیل خطاب فرمایا:
"آج کی اس تقریب کے انعقاد کے لئے میں مجلس عاملہ انصار اللہ پاکستان کا شکر گزار ہوں۔ ایک تو میری عزت افزائی فرمائی ہے دوسرے بہت سے بزرگوں کو اس موقع پر بلایا گیا ہے اور ان کی دعائیں لینے کا موقع میرے لئے مہیا کیا ہے۔
جہاں تک میرے دورِ صدارت میں ہونے والے کاموں کا تعلق ہے۔ جن کا محترم قائد صاحب عمومی نے اپنے ایڈریس میں ذکر کیا ہے۔ جو کچھ ہوا محض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوا۔ بڑا حصہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی کا ہے اور اس حوصلہ افزائی کا ہے جو مسلسل رہی اور ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی رہے گی۔
پھر اکیلے تو خاکسار کوئی کام نہیں کر سکتا تھا ساتھیوں نے ساتھ دیا۔ بھرپور ساتھ دیا۔ مرکزی سطح پر بھی، علاقائی سطح پر بھی، ضلعی سطح پر بھی، مقامی سطح پر بھی، تو جو بھی نتائج نکلے ہیں ان سب کی اجتماعی کوشش کا نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب رفقائے کار کو اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی بہترین جزاء عطا فرمائے۔

جہاں کام ہوئے ہیں وہاں بعض کام نہیں بھی ہوئے۔ بعض کماحقہٗ نہیں ہوئے۔ کوتاہیاں بھی ہوئی ہیں۔ بھولیں بھی ہوئی ہیں۔ میں احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ دعا کریں جو کچھ پیش کیا ہے ہم سب نے مل کر، اسے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور جو نہیں پیش کر سکے اس سے صرفِ نظر فرمائے۔

محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کے وجود میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہترین صدر سے نوازا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا ہادی و رہبر اور رفیق و مددگار ہو۔ اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ جس طرح آپ مجھ سے تعاون فرماتے رہے اسی طرح ان سے بھی تعاون فرمائیں گے بلکہ اس سے بھی بہت بڑھ کر۔

اس عرصہ میں عین ممکن ہے کہ کسی کو مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو اس کیلئے میں معذرت خواہ ہوں اور دعا کی درخواست کے ساتھ آپ سے رخصت چاہتا ہوں۔"

اس دعائیہ تقریب میں محترم چوہدری شبیر احمد صاحب (رکن خصوصی مجلس انصار اللہ پاکستان) نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل دعائیہ منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔

حمد و ثناء اُسی کو جو ذات جاودانی    ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی

## کارکنان مجلس انصار اللہ پاکستان

دفتر مجلس انصار اللہ پاکستان کے کارکنان نے مؤرخہ 13 جنوری 2000ء کو مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کے اعزاز میں ایک الوداعی دعوت دی۔ یہ تقریب زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب منعقد ہوئی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حفیظ احمد صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ اس کے بعد مکرم طارق محمود صاحب منگلا نے نظم پیش کی اور کارکنان کی طرف سے سپاسنامہ مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب پبلشر ماہنامہ انصار اللہ نے پیش کیا۔

سپاسنامہ کے بعد محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے کارکنان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ سب کارکنان کے شکر گزار ہیں۔ مجلس کے سب کارکنان جو موجود ہیں یا موجود نہیں، سب نے میرے ساتھ نہایت محبت بھرے انداز میں تعاون کیا۔ بہتر کارکردگی میں کارکنان مجلس کا بڑا دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو آئندہ اس سے بہتر خدمت کی توفیق دے۔ آخر پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دعا کروائی اور یہ بابرکت تقریب اختتام کو پہنچی۔

## مجلس انصار اللہ ربوہ مقامی

مؤرخہ 31 جنوری 2000ء کو مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ کی طرف سے محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کے سبکدوش ہونے پر اور نئے صدر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کے اعزاز میں الوداعی اور استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ تقریب کا آغاز زیر صدارت حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ، تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم عزیز الرحمٰن صاحب خالد نے کی۔ بعدہٗ مکرم غلام سرور صاحب نے خوش الحانی سے نظم پڑھی اور مکرم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری زعیم اعلیٰ ربوہ نے سپاسنامہ پیش کیا جس میں آپ نے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کی خدمات کا ذکر کیا اور نئے صدر صاحب کو خوش آمدید کہا۔

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے مجلس اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور اپنے خطاب میں تعلیم و تربیت کے شعبوں میں کام کرنے پر زور دیا۔ نیز اس تقریب کے انعقاد پر منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔

بعد ازاں صدر مجلس محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے خطاب کیا اور احباب سے دعا اور تعاون کی درخواست کی۔ اس تقریب میں مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب نے انصار کو مخاطب ہو کر اپنی نظم پیش کی۔ آخر میں حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب نے دعا کروائی۔ نماز مغرب کے بعد مجلس مقامی کی طرف سے احباب کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

## مجلس انصاراللہ ضلع فیصل آباد

مؤرخہ 2-اپریل 2000ء کو مجلس انصار اللہ ضلع فیصل آباد کی طرف سے محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کے اعزاز میں الوداعی اور محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب منعقد کی۔ یہ تقریب دارالحمد فیصل آباد میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب صدر مجلس کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم دعائیہ کلام کے بعد محترم چوہدری عبدالرحمٰن سیفی صاحب ناظم ضلع فیصل آباد نے محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے سپاسنامہ پیش کیا اور نئے صدر محترم سے بھرپور تعاون کا اظہار کیا۔ محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے مجلس کا شکریہ ادا کیا اور اظہار فرمایا کہ یہ کام اکیلے آدمی کا نہیں سب مل کر کام کرتے ہیں۔ جو کام ہوا وہ ہم سب نے مل کر کیا۔

اللہ تعالیٰ سب کو جزاء عطا فرمائے۔ آپ نے فیصل آباد کی بزرگ ہستی حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر مرحوم کا ذکر خیر کیا اور محترم چوہدری غلام دستگیر صاحب اور محترم شیخ مظفر احمد ظفر صاحب امیر ضلع فیصل آباد کے تعاون کا بھی شکریہ ادا کیا۔

صدر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ خاکسار مجلس انصار اللہ ضلع فیصل آباد کا شکر گزار ہے۔ آپ نے محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کے ساتھ خاکسار کو بلایا ہے اور میرے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جزا دے۔ دعا کریں خدا تعالیٰ میرا حامی و ناصر ہو۔ کوئی کوتاہی نہ ہو۔ کام پہلے کی طرح ترقی پذیر رہے۔

آپ نے ضلعی ریفریشر کورس کے حوالہ سے ہدایات فرمائیں کہ تنظیمی کام میں کامیابی تبھی ہوسکتی ہے اگر سب ممبران کو پروگرام کا علم ہو۔ ہمارا کام ہونا چاہئے کہ اپنے لائحہ عمل سے ہر رکن کو متعارف کروائیں۔ ہدایات والے رسالہ کا مطالعہ ہر رکن عاملہ ضرور کرے۔ قائدین کی طرف سے آنے والے خطوط اور سرکلرز کا بغور مطالعہ کریں۔ اعلانات پر غور کریں۔ سائقین کے نظام کو فعال بنائیں۔ آپ نے شعبہ تربیت میں نماز باجماعت اور نماز جمعہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔ نماز کا ترجمہ سیکھنے اور ایم ٹی اے پر حضور کے تازہ ارشادات سے مستفیض ہونے کی تاکید فرمائی۔ آپ نے ہدایت کی کہ اپنی اپنی مجالس میں جاکر ان امور کی طرف توجہ دلائیں اور عمل کروائیں۔ آخر میں صدر مجلس نے انصار اللہ کا عہد دوہروایا اور دعا سے اجلاس ختم ہوا۔

## سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا خراجِ تحسین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت و عنایت مکرم محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے مندرجہ ذیل خطوط تحریر فرمائے۔ یہ خطوط محترم چوہدری صاحب کے کامیاب و کامران عہد صدارت کا بھرپور سرٹیفکیٹ اور تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔۔۔۔۔ذالك فضل الله يوتيه من يشاء۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لندن

10-07-99

پیارے مکرم صدر صاحب انصاراللہ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی طرف سے رپورٹ بحوالہ 861/99-5-13 موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء
آپ ماشاء اللہ CONSTANTLY بڑا اچھا کام کرررہے ہیں۔ میں نے ساری رپورٹ بڑی غور سے دیکھی ہے۔ جو کوشش آپ کی طاقت اور بس میں ممکن ہے وہ آپ نے بڑی ہمت اور صبر کے ساتھ جاری رکھی ہوئی ہے۔ آپ کے سارے ساتھی اچھا کام کر رہے ہیں۔ ان سب کو میری طرف سے بہت بہت محبت بھرا اسلام پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے اموال، نفوس اور اخلاص میں برکت ڈالے اور اپنے فرشتوں کی حفاظت میں رکھے اور حامی و ناصر ہو۔

والسلام خاکسار

(دستخط) مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ "

لندن

30-12-99

پیارے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی فیکس ملی۔ ماشاء اللہ آپ نے اپنے زمانہ صدارت میں بہت عمدگی اور تقویٰ سے کام کیا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ اللہ آئندہ بھی مختلف شعبوں میں اعلیٰ خدمتوں کی توفیق دے اور اپنی رضا عطا فرمائے۔ میری طرف سے تمام معاونین و افسران کو محبت بھرا اسلام اور عید مبارک۔

والسلام خاکسار

(دستخط) مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ"

(تاریخ انصار اللہ جلد سوم صفحہ 608 تا 614)

# جلسہ سالانہ پر ڈیوٹی

جلسہ سالانہ کا کام قادیان میں بچپن سے شروع کیا۔ قادیان کے زمانہ کے دو کام یاد ہیں۔ ایک تو سرگودھا کی جماعت کے مہمان نواز کے ساتھ معاون کے طور پر کھانا کھلانے اور پانی پلانے کی ڈیوٹی دی۔ اس وقت عمر 9 یا 10 سال ہو گی۔ پھر دارالعلوم میں ہمارے مربی اطفال سید صادق علی صاحب مرحوم ہوتے تھے ان کے ساتھ پرچی خوراک محلہ دارالعلوم کے دفتر میں ڈیوٹی دی۔ یہ دفتر بابو اکبر علی صاحب مرحوم کی کوٹھی کے احاطہ میں تھا۔

ہندوستان کی تقسیم کے بعد کالج میں بطور طالب علم ربوہ میں جلسہ سالانہ کے موقع پر شعبہ مہمان نوازی ضلع گوجرانوالہ (اس وقت کچی بیرکس میں اس ضلع کا قیام ہوتا تھا) اور شعبہ خدمتِ خلق میں ڈیوٹی دینے کا موقع ملا۔

1955ء میں کالج میں بطور لیکچرار تقرری کے بعد مختلف وقتوں میں نائب ناظم استقبال، نائب ناظم لنگر خانہ (دارالعلوم نمبر 3)، نائب ناظم مکانات، ناظم مکانات، ناظم سپلائی، نائب افسر جلسہ اور پھر افسر جلسہ کے طور پر خدمت کرنے کی توفیق ملی۔

میں جب نائب ناظم تھا تو ناظم استقبال مکرم ابوالمنیر نورالحق صاحب مرحوم تھے۔ ناظم لنگر خانہ نمبر 3 مکرم پروفیسر نصیر احمد خاں صاحب مرحوم تھے اور ناظم مکانات مکرم پروفیسر حبیب اللہ خاں صاحب مرحوم تھے۔ مجھے ان تینوں بزرگوں سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ 1955ء میں ربوہ آکر ڈیوٹی دینی شروع کی تو افسر جلسہ سالانہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ تھے۔ ان کے بعد 1963ء میں مکرم سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم افسر جلسہ سالانہ مقرر ہوئے۔

اس دوران جو واقعات پیش آتے رہے اُن میں سے جس قدر یاد ہیں اور قابل ذکر ہیں ان کو لکھنے کی کوشش کروں گا۔

1۔ میں جب نائب ناظم لنگر خانہ نمبر 3 تھا اور میری رات کی ڈیوٹی تھی۔ رات 2 بجے دفتر کی کھڑکی کسی نے کھٹکھٹائی، کھڑکی کھولی تو چند مہمان تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم ابھی نارووال سے

آنے والی سپیشل ٹرین سے اُترے ہیں اور ہم نے کھانا کھانا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ روٹی تو پک رہی ہے جو میسر ہے لیکن دال تیار نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے کھانا کھانا ہے اگر تم نے ہمیں کھانا نہ دیا تو ہم صبح جلسہ کے افتتاح کے وقت سٹیج پر حضور سے تمہاری شکایت کریں گے۔ میں نے اُن سے تھوڑا انتظار کرنے کے لئے کہا اور ایک معاون کو تعلیم الاسلام کالج میں بھجوایا کہ اگر رات کا بچا ہوا کچھ سالن وہاں موجود ہو تو لے آئے۔ چنانچہ وہاں سے رات کا بچا ہوا سالن مل گیا جو ان مہمانوں کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔

میں نے اس واقعہ پر ہمیشہ غور کیا ہے۔ ایک تو نارووال سے ربوہ تک کوئی ایسا سٹیشن نہیں تھا جہاں سے کھانا مل سکے اگر مل بھی سکتا ہو تو ضروری نہیں کہ آنے والوں کے پاس اتنی رقم بھی ہو کہ کھانا خرید سکیں۔ پھر سفر کی دوسری مشکلات بھی مانع ہو جاتی ہیں۔ آنے والے مہمانوں کو سخت بھوک بھی لگی ہوئی تھی۔ لنگر کی کھڑکی کھٹکھٹانا ہی انہوں نے مناسب سمجھا۔

2۔ 1959ء میں میں ناظم مکانات تھا۔ ہم جلسہ پر خیمے، شامیانے، قناتیں علیم اینڈ کمپنی لائل پور سے لیا کرتے تھے ان کا ہمارے ساتھ معاملہ اچھا تھا، ریٹ بھی مناسب تھے۔

لیکن جلسہ سے قبل لاہور کی ایک کمپنی منان سنز کے نمائندہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ سے ملے اور جلسہ کیلئے اُن کو کرایہ پر سامان سپلائی کرنے کا موقع دینے کی درخواست کی۔ حضور نے اُن سے زبانی کچھ فرمایا اور انہوں نے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ سے آکر کہا کہ جلسہ کے سامان کا آرڈر ہمیں دیا جائے حضور نے اس طرح فرمایا ہے۔ افسر صاحب جلسہ سالانہ نے بحیثیت ناظم مکانات مجھے ان سے نرخ معلوم کرنے کیلئے کہا نیز یہ کہا کہ اُن سے کہیں کہ لاہور سے کوئی شخص ضامن دیں کہ آپ سے جو بھی معاہدہ ہو گا اس کی پابندی کریں گے۔

ضامن والی بات کی کچھ وضاحت کرنے کی ضرورت ہے۔ منان سنز نئی پارٹی تھے (یہ حضرت شیخ رحمت اللہ صاحبؓ مالک انگلش ویئر ہاؤس کے پوتے تھے اور شیخ عبدالحمید صاحب کے بیٹے تھے۔ شیخ عبدالحمید صاحب حضرت مصلح موعود نوراللہ مرقدہ کے کلاس فیلو بھی رہے تھے۔) نئی پارٹی ہونے کی وجہ سے میں نے لاہور سے کسی ضامن کے دینے کا اُن سے کہا۔ انہوں نے مجھے جواب دیا کہ ہم نے کوئی ضامن نہیں دینا حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ آرڈر تم کو ملے گا۔

چنانچہ میں نے ساری صورتحال افسر صاحب جلسہ سے بیان کی۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ تم حضرت صاحب کو سارے حالات لکھ کر پوچھو کہ کیا ارشاد ہے۔ چنانچہ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں لکھا کہ ہمارے پرانے سپلائر علیم اینڈ کمپنی لائل پور میں ہیں اور گزشتہ سالوں میں اُن کا کام بھی تسلی بخش تھا اُن کے ریٹ بھی کم ہیں وغیرہ۔ اس پر حضور کا ارشاد موصول ہوا کہ تھوڑا فرق ہو تو کوئی بات نہیں۔ چنانچہ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں اُن کو آرڈر دے دیا گیا اور معاہدہ طے پا گیا۔ معاہدہ کی ایک شرط یہ تھی کہ منان اینڈ سنز لاہور سے سامان لے کر روانہ ہوتے وقت بذریعہ فون اپنی روانگی کی اطلاع دیں گے۔ غالباً 19 دسمبر کو انہوں نے سامان لے کر آنا تھا اور اس دن ربوہ میں بے حد بارش ہوئی۔ سڑکیں کچی تھیں ٹرک اندر نہیں آسکتا تھا۔ جن جگہوں پر خیمے لگانے تھے وہ بھی گیلی تھیں اس لیے خیمے لگ نہیں سکتے تھے۔ مکرم سعید احمد صاحب رحمانی خاکسار کے نائب تھے۔ خدام الاحمدیہ کے (پرانے) دفتر میں مکانات کا دفتر تھا۔ رات گیارہ بجے کے قریب منان سنز والوں کا فون آیا کہ ہم اس وقت راوی کے پل سے پہلے جو چونگی ہے اُس پر ہیں اور روانہ ہو رہے ہیں نیز بتایا کہ یہاں ہلکی بوندا باندی ہو رہی ہے۔ میں نے اُن سے کہا ٹھیک ہے ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ رات اڑھائی بجے کے قریب وہ ربوہ اڈا پر پہنچے۔ اس وقت اڈا بیت مبارک والی سڑک سرگودھا روڈ کے کنارے پر تھا جب اُن سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پہلی بات یہ کہی کہ جب راوی کی چونگی سے فون کیا تھا اگر آپ اُس وقت مجھے بتا دیتے کہ ربوہ میں بارش ہوئی ہے تو میں وہیں سے ٹرک واپس لے جاتا۔ اس وقت افسر صاحب جلسہ سالانہ کو جو خدشہ تھا اسکے درست ہونے کا احساس ہوا۔ ٹرک والے نے شہر کے اندر داخل ہونے سے انکار کر دیا کہ میرا ٹرک کچی سڑک پر کہیں دھنس گیا تو کون نکالے گا؟ چنانچہ ٹرک کا سامان اڈا بس پر سڑک کے کنارے اتار دیا گیا اور مرکزی دفتر میں لے جانے کی بجائے جہاں جہاں سامان لگنا تھا وہاں براہ راست پہنچا دیا گیا۔ ربوہ میں بارش کے بعد ساری رات ہوا چلتی رہی۔ اسکے نتیجہ میں جن جگہوں پر خیمے لگنے تھے نہ صرف خشک ہو گئیں بلکہ زمین اتنی سخت بھی ہو گئی کہ کیلے وغیرہ ٹھونکے جا سکیں۔

جلسہ ختم ہونے کے جلد بعد منان سنز والے بل لینے آئے۔ مکرم عبدالحمید صاحب کے بیٹوں میں سے کوئی تھا۔ شفقت یا رفعت نام تھا۔ ظہر، عصر کے درمیان وہ حساب اور بل کی وصولی سے

فارغ ہوئے۔ فارغ ہوتے ہی انہوں نے کہا کہ اب ہم نے حضرت صاحب (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) سے ملنا ہے۔ میں نے اُن سے گزارش کی کہ حضور اس وقت آرام فرما رہے ہوں گے۔ لیکن انہوں نے اصرار کیا کہ ابھی ملنا ہے نیز یہ کہا کہ حضرت صاحب نے مجھے فرمایا تھا کہ جس وقت مرضی ہو آجاؤ تمہاری ملاقات ہو جائے گی۔ چنانچہ اُن کے اصرار پر میں اُن کے ساتھ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر چلا گیا۔ مکرم محمد شریف صاحب اشرف پرائیویٹ سیکرٹری تھے انہوں نے بھی اُس وقت ملاقات کروانے سے معذرت کی لیکن اُن صاحب نے اتنا اصرار کیا کہ وہ حضرت صاحب کو اطلاع کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اطلاع کی تو حضور نے اُسی وقت بلا لیا۔ ساتھ انہوں نے میری بھی اطلاع کی (کہ پروفیسر حمید اللہ بھی ساتھ ہیں) جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا میں سمجھا تھا کہ ان کے ساتھ لاہور کے کوئی پروفیسر آئے ہیں۔ رفعت صاحب نے جاتے ہی حضور سے شکایت کی کہ دفتر والوں نے میری ملاقات کروانے میں پس و پیش کی تھی۔ حضور نے فوراً دفتر والوں کو بلایا۔ مکرم منشی فتح دین صاحب حاضر ہوئے۔ حضور نے فرمایا کہ نوٹ کر لیں کہ ان کے دادا صحابی حضرت مسیح موعودؑ تھے اور ان کے والد میرے کلاس فیلو تھے یہ جس وقت بھی آئیں ان کی ملاقات کروا دی جائے۔

ملاقات کے دوران حضور پر ایک عجیب ربودگی کی کیفیت طاری تھی۔ حضور نے فلالین کی قمیض اور پاجامہ پہنا ہوا تھا۔ پاجامہ کا نچلا حصہ جرابوں کے اندر تھا۔ سر پر صوبہ سرحد میں مروّج کڑھائی والی گول گرم ٹوپی تھی۔ حضور صوفہ پر تشریف رکھتے تھے۔ ہم دونوں نے کوئی بات کی تو صرف اسکا حضور نے جواب دیا ورنہ خاموش رہے۔

3۔ جلسہ کے انتظامات میں جو بہتری بتدریج ہوتی رہی وہ تو ایک لمبی تفصیل ہے۔ یہ مضمون اس کے بیان کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ میرے ناظم مکانات بننے سے پہلے یہ طریق تھا کہ جو احباب جلسہ پر الگ رہائش کے انتظام کی خواہش کرتے تھے ان کو لکھ دیا جاتا تھا کہ آپ جب 23، 24، 25 دسمبر کو جلسہ میں شرکت کے لئے آئیں تو اپنی رہائش کی جگہ دفتر ناظم مکانات سے پتہ کر لیں۔ چنانچہ اس طریق کے نتیجہ میں بالخصوص 25 دسمبر کو مہمانوں کا بڑا اکٹھ ہو جاتا تھا اور ان سے معاملہ کرنا اور ان کو ان کی جائے رہائش بتانا، کارکنان کیلئے اس صورتحال کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا تھا۔ پھر بعض کو الگ رہائش مہیا کرنے سے معذرت بھی کرنی پڑتی تھی جو کوئی خوشگوار کام نہ

ہوتا تھا۔ پھر بعض نئے لوگ (جنہوں نے پہلے نہیں لکھا ہوتا تھا) بھی الگ رہائش کے طلبگار ہوتے تھے ان کو بھی نبٹانا ہوتا تھا۔

چنانچہ میں نے اس کام کا چارج لینے کے بعد اگلے سال سے یہ طریق جاری کیا کہ ہر وہ شخص یا فیملی جس کو کوئی کمرہ یا خیمہ الاٹ کیا جاتا تھا اسکو اس جگہ کے پورے پتہ سے پیشگی مطلع کر دیا جاتا تھا بلکہ صدر محلہ کا نام بھی لکھ دیا جاتا تھا تاکہ اُن سے مکان تلاش کرنے کے لئے رابطہ کر سکیں اور سیدھے متعلقہ جگہ چلے جائیں۔ چنانچہ اس سے بڑا آرام ہو گیا اور 24 یا 25 دسمبر کو صرف نئے لوگ آتے تھے یا جن کو ہماری الاٹمنٹ کی جگہ پسند نہیں آتی تھی وہی آتے تھے۔ ان سے معاملہ کرنا کوئی ایسا بڑا کام نہ تھا۔

**4۔** اس زمانہ میں نظامت مکانات کے سپرد رہائش کے انتظام کے علاوہ پرالی، ظروف گلی، پختہ سٹور گمشدہ اشیاء و بچگان اور معلومات کے کام بھی ہوتے تھے۔ 1963ء میں جب مکرم میر داؤد احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ مقرر ہوئے تو نظامت مکانات کو مزید نظامتوں میں تقسیم کیا گیا اور مندرجہ ذیل الگ الگ نظامتیں قائم ہوئیں:

1- نظامت پرالی

2- نظامت معلومات و فوری امداد۔ گمشدہ اشیاء اور گمشدہ بچگان کا کام "نظامت معلومات و فوری امداد" کے سپرد ہوا۔

3- نظامت پختہ سٹور و ظروف گلی

اس کے بعد خاکسار کو "نظامت مکانات" کے بعد "نظامت سپلائی" سپرد ہوئی۔

سپلائی کے ساتھ 69ء، 70ء، 71ء میں نائب افسر جلسہ بھی تھا۔ 70ء اور 72ء میں افسر خدمت خلق بھی تھا۔ 71ء میں جلسہ سالانہ نہیں ہوا۔ (بوجہ ہندوستان پاکستان کی جنگ کے)

**5۔** سپلائی کے کام میں مکرم میاں غلام احمد صاحب مرحوم آف انصاف کمپنی فیصل آباد بہت تعاون کرتے تھے۔ کئی سال تک گندم اور لکڑی سندھ سے آتی رہی۔ سندھ سے گندم خرید کر سارے اخراجات ڈالنے کے بعد بھی ربوہ پہنچ کر پنجاب کی نسبت سستی پڑتی تھی۔ اسی طرح پنوعاقل سندھ سے جنڈ کی لکڑی جس کی تپش بھی اچھی ہوتی تھی، باربرداری کے اخراجات ڈال کر بھی سندھ سے ربوہ لا کر پنجاب سے خریدنے کی نسبت سستی پڑتی تھی۔ جب سندھ سے لکڑی

منگوائی ترک کی تو پٹھانوں سے کیکر کی گیلی لکڑی خریدتے تھے ان کو سکھاتے تھے اور آدمی رکھ کر کلہاڑے سے پھڑواتے تھے۔ ان کی تولائی ساتھ ساتھ ہوتی تھی۔ اگست، ستمبر، اکتوبر میں قریباً روزانہ اونٹ آتے تھے اور نومبر میں پھڑوائی ہوتی تھی۔ ربوہ کے اردگرد کے علاقہ سے ٹالوں سے آروں سے مثلاً (چنیوٹ، پنڈی بھٹیاں، سرگودھا کے مضافات) سے بھی لکڑی خریدتے تھے۔ سوئی گیس آنے کے بعد یہ سلسلہ آہستہ آہستہ ختم ہوا۔ بالکل ختم تو نہیں ہوا بلکہ دارالیمن کے لنگر نمبر 5 میں ربوہ کے آخری جلسہ 83ء تک لکڑی استعمال ہوتی رہی۔ گیس سب سے پہلے لنگرخانہ نمبر 1 میں 1968ء میں آئی۔ تنور اور چولہے گیس سے جلائے گئے۔ ربوہ میں بھی اسی سال پہلی دفعہ گیس آئی۔ پھر لنگرخانہ نمبر 2 (دارالرحمت غربی) میں، پھر دسمبر 1973ء میں لنگرخانہ نمبر 3 دارلعلوم میں۔ اسکے بعد نمبر 4 (دارالنصر) میں، اس کے بعد لنگر خانہ نمبر 5 (دارلیمن وسطی) میں، اسکے بعد لنگرخانہ نمبر 6 (دارالصدر غربی) میں اسکے بعد لنگرخانہ نمبر 7 (دارالرحمت شرقی) میں، پھر لنگرخانہ نمبر 12 (بالمقابل لنگرخانہ نمبر 1) میں۔

**6۔** 1966ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر نانبائیوں نے ایک رات ہڑتال کردی جس کی وجہ سے اگلے دن صبح کھانا پوری مقدار میں تیار نہ ہو سکا۔ فجر سے قبل مکرم سید میر داؤد احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو اسکی اطلاع کی۔ فجر کی نماز کے بعد حضور نے جماعت کو ارشاد فرمایا کہ سب لوگ ایک وقت ایک روٹی کھائیں نیز یہ کہ گھروں والے گھروں میں روٹیاں پکا کر لنگرخانہ کو دیں تاکہ لنگرخانہ کو تقسیم کے لئے مناسب مقدار میں روٹی مل جائے۔

اس واقعہ کا ایک پس منظر بھی ہے۔ جس رات یہ صورت حال رات کے پچھلے حصہ میں پیدا ہوئی اس رات کے ابتدائی حصہ میں ایک خط کی پشت پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا لکھا ہوا ایک نوٹ افسر صاحب جلسہ سالانہ کو ملا۔ جو پڑھا نہ جاسکا کہ کیا لکھا ہے۔ حضور کا خط (تحریر) پہچاننے والوں سے بھی پڑھوایا گیا لیکن نہ پڑھا جاسکا۔ magnifying glass بھی استعمال کیا لیکن نہ پڑھا جاسکا۔ جب افسر صاحب جلسہ فجر سے قبل حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی بات سن کر حضور نے فرمایا کہ میں نے تو کل آپ کو warn کر دیا تھا۔ دراصل اس خط کی پشت پر جو الفاظ لکھے ہوئے تھے وہ یہ تھے کہ **"کل کی فکر کریں۔"** تقدیر الٰہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ امتحان پیش آئے ورنہ حضور نے تو warn کر دیا تھا۔

7۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ بعد میں بھی پیش آیا جبکہ خاکسار افسر جلسہ سالانہ تھا، مجھے سن یاد نہیں۔ واقعہ اس طرح ہے کہ جلسہ سالانہ کی افتتاحی تقریر سننے کے لئے مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم (نائب افسر جلسہ سالانہ) اور خاکسار سٹیج کی پچھلی طرف کھڑے تھے۔ تقریر ختم ہوئی پھر دعا ہوئی۔ جب حضور سٹیج سے اتر کر کار میں بیٹھ گئے اور کار چل پڑی، پہیہ ایک دو چکر ہی گھوما ہوگا تو حضور نے کار رکوائی اور انگلی کے اشارے سے مجھے بلایا۔ کار کا شیشہ کھول کر حضور نے مجھے فرمایا کہ **"لنگروں کی فکر کریں"** یہ فرما کر حضور تشریف لے گئے۔ میں نے صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم سے کہا کہ قریب ترین لنگر نمبر 3 (کالج اور سکول کے درمیان) ہے، وہاں چلتے ہیں وہاں گئے تو دروازہ میں داخل ہی ہوئے تھے کہ وہاں شور مچا ہوا تھا کہ گیس کا پریشر قریباً ختم ہے۔ نہ چولھے جل رہے ہیں اور نہ تنور جل رہے ہیں یہ صورت حال اس لحاظ سے تشویشناک تھی کہ دوسرے لنگروں میں اور گھروں میں بھی گیس کے پریشر کی وہی صورت حال ہوئی تو شام کا کھانا بروقت تیار کرنا ممکن نہ ہوگا کیوں کہ اس وقت 11 بجے سے کچھ اوپر وقت تھا اور اس وقت روٹی اور سالن کی پکوائی شروع ہونی چاہیئے تھی ربوہ کے سوئی گیس سٹیشن کے باہر ایک عارضی دفتر کھولا گیا اور فیصل آباد سوئی گیس کے محکمہ سے رابطہ کے لئے کوشش شروع کی کہ اپنی ٹیم بھیجیں جو آکر گیس کا پریشر ٹھیک کریں۔ ابھی ہم اسی تگ و دو میں تھے کہ محکمہ سوئی گیس کی ایک وین سرگودھا کی طرف جا رہی تھی۔ انہوں نے گیس سٹیشن کے پاس لوگوں کا جمگھٹا دیکھا تو انہوں نے اپنی وین روک لی سٹیشن پر آئے تو ان کو بتایا کہ گیس کا پریشر گر گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس master key ہے۔ چنانچہ انہوں نے سٹیشن کا تالا کھولا، چند منٹ میں پریشر ٹھیک کیا اور سرگودھا چلے گئے۔ خلیفۂ وقت کی وارننگ پر فوراً عمل درآمد کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے بہت فضل کیا اور ایک crisis جو بہت بڑا ہو سکتا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹل گیا۔ میں نے 'بہت بڑا' کا لفظ استعمال کیا ہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ روٹی دوپہر 12 بجے پکنا شروع ہو جاتی ہے۔ اگر ہم سوئی گیس والوں کی اس وین کو miss کر دیتے اور فیصل آباد سے نئی ٹیم نے آکر پریشر ٹھیک کرنا ہوتا تو وہ شاید 2 بجے تک بھی نہ پہنچتے اور وہ کھانا جو 5 بجے شام تیار ہو کر تقسیم ہونا شروع ہو جاتا ہے وہ رات 8 یا 9 بجے جا کر تیار ہوتا اور قیامگاہوں اور گھروں میں مہمانوں کو کھانا جو مغرب کے بعد 6 بجے کے لگ بھگ مل جاتا تھا وہ رات 10 یا 11 بجے جا کر ملتا۔

**8۔** 1971ء میں جنگ کی وجہ سے جلسہ نہ ہو سکا۔ اوائل 1972ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے انجمنوں کا مشترکہ اجلاس بلایا جو صدر انجمن احمدیہ کے کمیٹی روم میں منعقد ہوا اور حضور خود اجلاس میں شریک ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ جلسہ نہیں ہو سکا اور جماعتیں مرکز میں نہیں آ سکیں۔ مرکز کا فرض ہے کہ جماعتوں کے پاس جائے۔ ناظران، وکلاء، وغیرہ پر مشتمل وفد بنائے جائیں۔ انجمنوں کی ساری ٹرانسپورٹ pool کی جائے اور علاقے وفود کے سپرد کئے جائیں جو ہر احمدی گھر میں جائیں اور حضورؒ کی طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پہنچائیں۔ اس انتظام کے لئے حضور نے ناظر صاحب اعلیٰ کو صدر اور مجھے سیکرٹری مقرر فرمایا۔ چنانچہ خاکسار نے ناظر صاحب اعلیٰ کی نگرانی میں جماعتوں میں وفود بھجوانے کا انتظام کیا۔ ان کے لئے ٹرانسپورٹ کا انتظام کیا۔ پاکستان کے سب اضلاع میں وفود بھجوائے گئے۔ سب وفود کی تفصیل تو یاد نہیں۔ مثلاً مکرم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب ضلع ساہیوال گئے۔ جماعتیں تو وہاں 40/30 تھیں۔ لیکن انہوں نے آکر بتایا کہ ان کا وفد ضلع ساہیوال میں 121 مقامات پر احمدیوں سے مل کر آیا ہے۔ اسی طرح مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اور مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ضلع میرپور خاص (سندھ) گئے تھے۔

## بطور افسر جلسہ سالانہ تقرر

حضرت میر داؤد احمد صاحب کی وفات کے بعد اپریل 1973ء میں خاکسار کو افسر جلسہ سالانہ مقرر کیا گیا اور تادم تحریر افسر جلسہ سالانہ ربوہ خدمت کی توفیق مل رہی ہے اس دور میں 1973ء تا 1983ء ہر سال جلسہ سالانہ منعقد ہوتا رہا اللہ تعالیٰ نے باقی ساتھیوں کے ساتھ مل کر جلسہ کے انتظامات کو انجام دینے کی توفیق بخشی۔ 1984ء سے (حضورؒ کی لندن ہجرت کے بعد) جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی اجازت حکومت کی طرف سے نہیں دی جاتی۔ اس لیے 1984ء سے تاحال جلسہ منعقد نہیں ہو سکا۔ آگے اللہ تعالیٰ کی کیا تقدیر جاری ہو گی اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اُس سے خیر و برکت کی اُمید رکھتے ہیں۔ لیکن 1984ء سے اب تک جلسہ کے انتظامات میں مختلف جہتوں سے وسعت پیدا کی جا رہی ہے ہر سال ناظمین کا نئے سرے سے تقرر ہوتا ہے، ڈیوٹی چارٹ بنتا ہے۔ دسمبر یا جنوری میں کارکنان کو اکٹھا کیا جاتا ہے اور جلسہ کے انتظامات سے متعلق ہدایات دی جاتی

ہیں۔ کارکنان اپنی ڈیوٹی کے مواقع کو دیکھتے اور اُن سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ اس موقع پر افسر جلسہ سالانہ کی طرف سے جو ہدایات کارکنان کو دی جاتی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

## ہدایات بر موقع معائنہ انتظامات جلسہ سالانہ

ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے قوی امید ہے کہ انشاء اللہ جلسہ ہو گا۔ اس یقین کا تقاضہ ہے کہ ہم دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ کے انعقاد کے حالات پیدا کرے اور اسکے انعقاد کے سامان پیدا کرے۔

لیکن اسکے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم جلسہ کے لیے خاطر خواہ تیاری کریں۔ جلسہ کے بغیر ہم جلسہ کی کیا تیاری کر سکتے ہیں۔

**اوّل:** دعا کریں کہ جلسہ ہو اور دوسرے دعا کریں کہ جو کام سپرد کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سپرد کام کو احسن انداز میں کرنے کی توفیق بخشے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کشتی نوح میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا۔ خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے۔"

(کشتی نوح-روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 23)

**دوم:** جو کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے اس کو سمجھنے کی کوشش کریں بلکہ اسکی جزیات کو اب سمجھنے کی کوشش کریں جس کے لئے ضروری ہے کہ ہر ناظم اپنے کام کی تفصیلی سکیم اپنے نائبین کے ساتھ مل کر تیار کرے اور یہ سکیم معاونین کو بھی اکٹھے کر کے اچھی طرح سمجھائے یہاں تک کہ کام کا ہر گوشہ سب کارکنان پر روشن اور واضح ہو جائے۔

**سوم:** آج کی اس میٹنگ کو جلسہ کی تیاری کے لئے کافی نہ سمجھیں بلکہ ناظمین اپنے نائبین اور معاونین کے ساتھ ایسی میٹنگز کا سلسلہ دوران سال جاری رکھیں۔ مثلاً سہ ماہی بنیادوں پر جس میں سپرد کام اور اسکی جزیات کے متعلق آپس میں تبادلہ خیال ہوتا رہے تا کہ جلسہ کے فرائض کی ادائیگی کا معاملہ ہر وقت ذہنوں میں تازہ رہے۔

**چہارم:** میرا تجربہ ہے بلکہ ساری دُنیا کا تجربہ ہے کہ دفتر میں بیٹھ کر محض عقلی رنگ میں کسی بات کو سوچنا اور سمجھنا اتنا مفید نہیں ہوتا جتنا جا کر کام کے مواقع کو دیکھنا۔ اس لئے آپ کے کام کے جو

مواقع ہیں ان کو جا کر ضرور دیکھیں۔ نائبین یا معاونین کو وہ مواقع دکھائیں یا تقسیم کار میں جو حصہ کسی گروپ کے حصہ میں آتا ہے وہ اس کو دکھائیں۔ بہت سی باتیں دفتروں میں بیٹھ کر پتہ نہیں لگتیں موقع پر جائیں تو ساری صورت حال واضح اور روشن ہو جاتی ہے۔

**پنجم:** مکمل سکیمیں لکھی ہوئی ہر وقت موجود ہونی چاہئیں۔ ایک نقل ناظم کے پاس اور ایک نقل افسر جلسہ سالانہ کے پاس ہو تا کہ جب بھی جلسہ کا موقع پیدا ہو۔ سکیم کا اجراء ہو جائے۔ اور نئے سرے سے سوچنے کی ضرورت نہ پڑے۔

**ششم:** دوران سال جب بھی جلسہ کی کسی نظامت نے اپنا اجلاس کرنا ہو تو جلسہ کا دفتر حاضر ہے۔ قبل از وقت اطلاع دیں گے تو انشاء اللہ آپ کی میٹنگ کا انتظام کر دیا جائے گا۔

جلسہ سالانہ کی ڈیوٹی ایک خوش قسمتی اور اعزاز ہے۔ یہ ڈیوٹی اس لئے ایک اعزاز ہے کہ آج جو ڈیوٹیاں ہم دے رہے ہیں یاد یں گے شروع زمانہ میں یہ سب ڈیوٹیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنے ہاتھ سے انجام دیں۔ مہمان کے لئے خود چارپائی بچھائی، خود بستر لا کر دیا، مہمان کو خود اپنے ہاتھ سے کھانا پیش کیا، خود پانی لا کر دیا، خود لالٹین لا کر دی وغیرہ۔ تو آپ یہ ڈیوٹیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں ادا کر رہے ہیں۔

اس لیے اس اعزاز اور اس خوش قسمتی کا تقاضہ ہے کہ جو فرض بھی آپ کے سپرد کیا جائے اس کو محبت، اخلاص، دلجمعی سے اور تکلیف اُٹھا کر ادا کریں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر:10)

"اور وہ (انصار) خود اپنی جانوں پر دوسروں (یعنی مہاجرین) کو ترجیح دیتے تھے باوجود اس کے کہ انہیں خود تنگی در پیش تھی۔"

یہ قرآن مجید میں اس سلوک کا ذکر ہے جو مدینہ کے انصار نے مکہ سے آنے والے مہاجرین سے کیا۔ انصار نے خود تکلیف اٹھائی مہاجرین کو آرام پہنچایا۔ انصار نے اپنی ضرورتوں کو پس پشت ڈال دیا اور مہاجرین کی ضرورتوں کو مقدم کیا۔

جو مہمان باہر سے جلسہ پر تشریف لاتے ہیں وہ مہاجرین ہی ہوتے ہیں اور ہماری حیثیت انصار یعنی مقامی لوگوں کی ہوتی ہے۔ اس لئے اس ایک بنیادی بات مہمانوں کے سلسلہ میں یاد رکھیں کہ

ہم نے ان کے آرام اور آسائش کو اپنے آرام پر مقدم کرنا اور ان کو ترجیح دینی ہے اور اپنے آپ کو اور اپنی ضرورتوں کو پیچھے رکھنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے کا واقعہ ہے جس کو حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روایت کیا ہے کہ:

”ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر بہت سے آدمی آئے تھے جن کے پاس کوئی پارچہ سرمائی نہ تھا۔ ایک شخص نبی بخش نمبر دار ساکن بٹالہ نے اندر سے لحاف بچھونے منگوانے شروع کئے اور مہمانوں کو دیتا رہا۔ عشاء کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ بغلوں میں ہاتھ دیئے بیٹھے تھے اور ایک صاحبزادہ جو غالباً حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تھے پاس لیٹے تھے اور ایک شتری چوغہ انہیں اوڑھا رکھا تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ نے بھی اپنا لحاف بچھونا طلب کرنے پر مہمانوں کے لئے بھیج دیا۔ میں نے عرض کی کہ حضور کے پاس کوئی پارچہ نہیں رہا اور سردی بہت ہے۔ فرمانے لگے کہ مہمانوں کو تکلیف نہیں ہونی چاہیئے اور ہمارا کیا ہے رات گزر جائے گی۔ نیچے آکر میں نے نبی بخش نمبردار کو بہت برا بھلا کہا کہ تم حضرت صاحب کا لحاف بچھونا بھی لے آئے۔ وہ شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ جس کو دے چکا ہوں اس سے کس طرح واپس لوں۔ پھر میں مفتی فضل الرحمٰن صاحب یا کسی اور سے ٹھیک یاد نہیں رہا لحاف بچھونا مانگ کر اوپر لے گیا۔ آپ نے فرمایا کسی اور مہمان کو دے دو۔ مجھے تو اکثر نیند بھی نہیں آیا کرتی اور میرے اصرار پر بھی آپ نے نہ لیا اور فرمایا کسی مہمان کو دے دو۔ پھر میں لے آیا۔“

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 180)

اب ان نصائح میں سے چند آپ کی خدمت میں عرض کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اپنی زندگی میں وقتاً فوقتاً منتظمین کو فرماتے رہے۔ 25 دسمبر 1903 کو جب کہ بہت سے مہمان بیرون جات سے قادیان میں آئے ہوئے تھے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مہتمم صاحب لنگر میاں نجم الدین صاحب کو بلوا کر تاکیداً فرمایا کہ:

”دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو۔

سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو۔ تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خوب خدمت کرو اگر کسی کو گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کر دو۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 226 ایڈیشن 1984ء)

پھر ایک موقع پر فرمایا:

"لنگر خانہ کے مہتمم کو تاکید کر دی جاوے کہ وہ ہر ایک شخص کی احتیاج کو مد نظر رکھے مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اسے خیال نہ رہتا ہو۔ اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے۔ کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کی تواضع سے دست کش نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں تو یہ ہمارا حق ہے کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو مد نظر رکھیں۔ بعض وقت کسی کو بیت الخلاء کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے۔ میں تو اکثر بیمار رہتا ہوں۔ اس لئے معذور ہوں۔ مگر جن لوگوں کو ایسے کاموں کے لئے قائم مقام کیا ہے یہ ان کا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں۔ کیونکہ لوگ صدہا اور ہزارہا کوس کا سفر طے کر کے صدق اور اخلاص کے ساتھ تحقیق حق کے واسطے آتے ہیں۔ پھر اگر ان کو یہاں تکلیف ہو تو ممکن ہے کہ رنج پہنچے اور رنج پہنچنے سے اعتراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح سے ابتلاء کا موجب ہوتا ہے۔ اور پھر گناہ میزبان کے ذمہ ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 220 ایڈیشن 1984ء)

پھر ایک اور موقع پر فرمایا:

"میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جاوے۔ مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اس سے پیشتر میں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا۔ مگر جب سے بیماری نے ترقی کی اور پرہیزی کھانا کھانا پڑا تو پھر وہ التزام نہ رہا۔ ساتھ ہی مہمانوں کی کثرت اس قدر ہو گئی کہ

جگہ کافی نہ ہوتی تھی اس لئے مجبوری علیحدگی ہوئی۔ ہماری طرف سے ہر ایک کو اجازت ہے کہ اپنی تکلیف کو پیش کر دیا کرے۔ بعض لوگ بیمار ہوتے ہیں۔ ان کے واسطے الگ کھانے کا انتظام ہو سکتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 406 ایڈیشن 1984ء)

متعدد نئے لنگر خانے قائم کئے گئے ہیں۔ مہمانوں کی قیام گاہوں کا نیا نقشہ ہر سال تیار کیا جاتا ہے کہ کونسی جماعت کس عمارت میں ٹھہرے گی بہر حال اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جلسہ کے انعقاد کی توقع میں یہ ریہرسل ہر سال کی جاتی ہے تاکہ جلسہ سالانہ جب کبھی بھی منعقد ہو انتظامی لحاظ سے کوئی دقت پیش نہ آئے۔

خاکسار کے افسر جلسہ سالانہ مقرر ہونے کے بعد بہت سے نئے لنگر خانے بنائے گئے ہیں۔

☆ لنگر خانہ نمبر 4 (محلہ دارالنصر غربی متصل بیت اقبال)۔ اسکی بنیاد حضرت مولوی محمد دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ نے رکھی تھی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بھی اُن دنوں قادیان سے ربوہ آئے ہوئے تھے وہ بھی سنگ بنیاد کی تقریب میں شامل ہوئے تھے۔

☆ لنگر خانہ نمبر 5 (محلہ دارالیمن غربی)

☆ لنگر خانہ نمبر 6 (محلہ دارالصدر غربی حلقہ قمر)

☆ لنگر خانہ نمبر 7 (محلہ دارالرحمت شرقی متصل بیت راجیکی)

☆ لنگر خانہ نمبر 8 (متصل بیت راجیکی و لنگر خانہ نمبر 7)

☆ لنگر خانہ نمبر 9 (کہکشاں کالونی ربوہ۔ اس کا سنگ بنیاد حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب نے جب آپ ناظر اعلیٰ تھے رکھا تھا)

☆ لنگر خانہ نمبر 10 (محلہ دارالنصر وسطی متصل مریم سکول)

☆ لنگر خانہ نمبر 11 (طاہر آباد ربوہ۔ اس کے لئے زمین مکرم چودھری حفیظ احمد صاحب شیلر والوں نے دی تھی)

☆ لنگر خانہ نمبر 12 (بالمقابل لنگر نمبر 1 محلہ دارالصدر)

☆ لنگر خانہ نمبر 13 (محلہ دارالفضل شرقی)

ان کے علاوہ تین لنگر خانے پرہیزی تعمیر کروائے گئے ہیں جہاں مریضوں کے لئے چاول اور کم مرچ والا سالن پکائے جاتے ہیں۔

☆ لنگر خانہ پرہیزی نمبر 1 یہ محلہ دارالصدر غربی کے غربی جانب ٹربائن کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ پہلے یہ لنگر خانہ احاطہ دفتر جلسہ سالانہ میں ہوتا تھا اس جگہ دفتر تعمیر ہو جانے کی وجہ سے اس کو نئی جگہ لے گئے ہیں۔

☆ لنگر خانہ پرہیزی نمبر 2 یہ محلہ دارالرحمت شرقی میں لنگر خانہ نمبر 7 کے ساتھ بنایا گیا ہے اس کی تقسیم خوراک کی کھڑکیاں مدرستہ الحفظ کے سامنے مدرسہ والی سڑک پر کھلتی ہیں۔

☆ لنگر خانہ پرہیزی نمبر 3 یہ لنگر خانہ مریم سکول کے مغرب کی طرف لنگر خانہ نمبر 10 کے ساتھ بنایا گیا ہے۔

☆ آٹومیٹک روٹی پلانٹ یہ بیت راجیکی سے متصل احاطہ میں لگایا گیا ہے جو لنگر خانہ نمبر 8 کہلاتا ہے۔

☆ پرانے روٹی پلانٹس کی improvement اور نئے روٹی پلانٹ بنانے کا سلسلہ جاری ہے۔ اس وقت تک 10 پلانٹ تیار ہو چکے ہیں۔

1973ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے صد سالہ جوبلی (1989ء) کے جلسہ کے مد نظر سلسلہ کے اداروں کو مہمان خانے بنانے کی تحریک کی تھی مختلف سالوں میں مختلف اداروں نے اپنے مہمان خانے بنائے۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے سب سے پہلے مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک صاحب کے عہد صدارت میں مہمان خانہ بنایا جس کی حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ کی صدارت میں توسیع ہوئی۔ پھر خاکسار کی صدارت کے زمانہ میں دو دفعہ توسیع ہوئی۔ بعد میں آنے والے صدران کے زمانہ میں مزید توسیع ہوئی خاص طور پر مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کے عہد صدارت میں۔ اسکے بعد صدر انجمن احمدیہ نے سرائے محبت تعمیر کیا۔ اسی طرح وقف جدید، خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور لجنہ مرکزیہ کے گیسٹ ہاؤسز تعمیر ہوئے۔ تحریک جدید کے احاطہ میں سرائے فضل عمر ایک بڑا مہمان خانہ فضل عمر فاؤنڈیشن نے تعمیر کر کے دیا۔ احاطہ قصر خلافت میں تعمیر شدہ مہمان خانہ ان کے علاوہ ہے سرائے محبت (مہمان خانہ صدر انجمن احمدیہ) کا افتتاح غالباً مارچ 1976ء میں ہوا۔ خاکسار اُس وقت بطور ناظر ضیافت خدمت کی توفیق پا رہا تھا۔ حضور نے

فرمایا کہ اصل افتتاح تو مہمان ٹھہرانے سے ہونا چاہیئے۔ چنانچہ مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ مرحوم اور مکرم چوہدری عبدالوحید صاحب (ایڈووکیٹ لاہور) دارالضیافت میں ٹھہرے ہوئے تھے اُن کو دارالضیافت سے سرائے محبت میں منتقل کیا گیا۔ سرائے محبت کے عقبی لان میں تقریب ہوئی۔ گیسٹ ہاؤس کی چابیاں حضور نے مجھے مرحمت فرمائیں اور گیسٹ ہاؤس کو نظارت ضیافت کے سپرد کیا۔

گیسٹ ہاؤسز کے سلسلہ میں ایک اور رنگ میں بھی توسیع ہوئی۔ ربوہ کے محلوں کو تحریک کی گئی کہ مساجد کے احاطہ میں گیسٹ ہاؤسز یا سہولتوں کے ساتھ مناسب کمرے تعمیر کریں۔ چنانچہ اس تحریک کے نتیجہ میں بھی بہت سے محلوں نے اپنی مساجد کے ساتھ مہمانوں کے لئے مع ضروری سہولتوں کے کمرے تعمیر کئے۔

جماعت کے تعلیمی اداروں میں جلسہ کے موقع پر مہمان ٹھہرا کرتے تھے۔ 1972ء میں ہمارے مردانہ، زنانہ دونوں سکول، دونوں کالج (پرانی عمارت اور کالج کا نیو کیمپس) nationalize ہوگئے تھے لیکن اس کے باوجود 1974ء تک ان میں مہمان ٹھہراتے رہے 1975ء کے جلسہ میں ابھی چند دن باقی تھے تو اچانک محکمہ تعلیم کی طرف سے پیغام آیا کہ جماعت کو تعلیمی ادارے امسال جلسہ پر نہیں ملیں گے۔ جب حضورؒ کی خدمت میں یہ اطلاع کی گئی تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ:

”اگر مہمان باہر کھلے آسمان کے نیچے سوئیں گے تو میں بھی کھلے آسمان کے نیچے سوؤں گا۔“

اس صورتحال کے پیدا ہونے پر ایک وفد ترتیب دیا گیا جس میں مکرم مرزا عبدالحق صاحب، مکرم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب ناظر امور عامہ، خاکسار افسر جلسہ اور ایک دو اور دوست شامل تھے تا کہ کمشنر سرگودھا ڈویژن کو ملیں۔ کمشنر کاظمی صاحب تھے۔ یہ وہی صاحب تھے جو اکتوبر 1974ء میں کمشنر تھے جبکہ سرگودھا میں احمدیوں کے مکانات جلائے گئے تھے۔ سب سے پہلے تو انہوں نے بہت معذرت کی کہ میں نے D.C اور S.P کو بروقت warn کر دیا تھا کہ فضا ٹھیک نہیں ضروری اقدام کر لیں لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بہر حال اس معذرت کے بعد انہوں نے ہم سے آنے کا مدّعا پوچھا، جو مکرم مرزا عبدالحق صاحب نے بیان کیا کہ اوّل تو ہماری جماعت کے افراد

نے چندے دے دے کر یہ ادارے بنائے۔ اگر وہ ان میں جلسہ کے چند دن رہ لیں تو یہ ان کا حق ہے۔ دوسرے اب جب کہ جلسہ میں بمشکل 10 دن باقی ہیں ہمیں یہ نوٹس دیا گیا ہے اور ہم کوئی متبادل انتظام نہیں کر سکتے۔ کمشنر صاحب نے کہا کہ اس بارے میں حکومت پنجاب ہی کوئی فیصلہ کرنے کی مجاز ہے لہٰذا وہ حکومت پنجاب سے پوچھ کر بتائیں گے۔ چنانچہ ہم ربوہ کے لئے روانہ ہو گئے ہمارے ربوہ پہنچنے سے پہلے کمشنر صاحب کا فون آ چکا تھا کہ حکومت نے صرف اس سال کے لئے تعلیمی ادارے جلسہ کے موقع پر استعمال کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

آئندہ کے لئے حضورؒ نے ارشاد فرمایا کہ جماعتیں جلسہ کے موقع پر اپنی رہائش کے لئے اپنی اپنی بیرکس تعمیر کریں۔ چنانچہ اندازہ لگایا گیا کہ ہر جماعت کو رہائش کیلئے کتنا رقبہ درکار ہے اور تعمیر کے اخراجات کا اندازہ کیا گیا اور ہر جماعت کے ذمہ رقم لگائی گئی۔ جماعتیں جوں جوں رقوم بھجواتی رہیں یہ بیرکس تعمیر کی جاتی رہیں۔ مردوں کی بیرکس کے لئے حضورؒ نے بیت اقصیٰ کے غربی جانب خالی جگہ میں بیرکس کی تعمیر کی منظوری دی، ان بیرکس میں اب نصرت جہاں اکیڈیمی قائم ہے۔ اور عورتوں کیلئے دارالضیافت کے جنوبی جانب لجنہ کی 8 کنال زمین پر بیرکس تعمیر کروائی گئیں جہاں اب سرائے مسرور تعمیر ہو چکا ہے۔ جب بیت اقصیٰ کے غربی جانب والی جگہ ختم ہو گئی تو پھر حضور نے بیرکس کیلئے دارالنصر میں پہاڑی کے اردگرد (فضل عمر ریسرچ کے جانب مشرق) جگہ کی منظوری مرحمت فرمائی اور وہاں بیرکس تعمیر ہوئیں۔

سب سے پہلے بیت اقصیٰ کے ساتھ بیرکس کا 3 کمروں کا بلاک جو انتہائی جانب غرب ہے تعمیر ہوا۔ حضور نے مجھے اس کی بنیاد رکھنے کا ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ میں خود کسی وقت آکر دیکھ لوں گا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد حضور نے آکر بیرکس کو دیکھا۔

اُس سال تو حکومت نے تعلیمی ادارے استعمال کرنے کی اجازت دے دی تھی لیکن اگلے جلسہ تک بہت کم بیرکس تعمیر ہو سکیں۔ چنانچہ حضور کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ بیت اقصیٰ اور دوسری بیوت الذکر میں مہمان ٹھہرانے کی اجازت دی جائے۔ حضور نے حالات کی مجبوری کے مدنظر اس بات کی اجازت دی اور فرمایا کہ بیوت الذکر کے تقدس کا خیال رکھا جائے۔ غالباً ایک سال ہی بیوت الذکر اس طرح استعمال ہوئیں۔

بیت اقصیٰ والی بیرکس کے متصل مہمان خانہ دارالرحمت بھی تعمیر ہوا۔ بیت اقصیٰ کے جانب غرب پہاڑی کے مغرب کی طرف بھی بیت اقصیٰ والے پلاٹ کی 6 یا 7 کنال زمین تھی۔ بیرکس کی تحریک ہوئی تو شیخ عبدالوحید صاحب مرحوم امیر جماعت راولپنڈی نے کہا کہ وہ اپنا ایک الگ مہمان خانہ بنانا چاہتے ہیں لیکن عملاً وہ نہ بنا سکے۔ صیغہ جلسہ سالانہ نے پھر صدر انجمن احمدیہ سے رقم لے کر یہ مہمان خانہ بنایا جس میں کچھ سال جامعہ کے Senior Classes کے طالب علم رہتے رہے اور اب اس عمارت میں مدرسۃ الحفظ جاری ہے۔ اسی طرح کراچی کی جماعت کو دارالضیافت کے عقب میں ایک کنال زمین دی گئی۔ انہوں نے بھی وہاں مہمان خانہ بنایا۔

1974ء سے جلسہ سے قبل سرکاری افسران اور جماعت کے نمائندگان کے باہمی اجلاس کا ایک معمول بن گیا تھا۔ حکومت کی طرف سے بالعموم D.C اور S.P اور بعض دوسرے افسران آتے تھے۔ بعض سالوں میں کمشنر صاحب بھی اس اجلاس میں آتے رہے۔ جماعت کی طرف سے چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب ناظر امور عامہ، خاکسار بحیثیت افسر جلسہ سالانہ، مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب اور مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب شامل ہوتے رہے۔ ایک یا دو سال حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب بھی شامل اجلاس ہوئے۔

ان اجلاسات کے بارے میں نمونۃً کچھ باتیں لکھ دیتا ہوں۔ ایک جلسہ کے موقع پر اجلاس میں D.C اور S.P شریک تھے۔ انیس احمد صاحب A.C تھے، منیر احمد صاحب لغاری R.M تھے۔ مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ، مکرم ظہور احمد باجوہ صاحب ناظر امور عامہ، خاکسار اور ہمارے بعض دوسرے دوست شریک اجلاس تھے۔ میونسپلٹی کے ہال کے ساتھ بائیں طرف والے کمرہ میں اجلاس ہو رہا تھا۔ جب سب امور کے متعلق گفتگو ہو چکی تو سرکاری افسران میں ہم نے کھسر پھسر محسوس کی۔ مکرم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب اور A.C صاحب کمرہ سے باہر چلے گئے۔ واپس آئے تو مکرم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب نے بتایا کہ باہر جا کر مجسٹریٹ نے A.C صاحب سے کہا کہ جو بات کہنی ہے آپ نے کہنی ہے وہ میں نے نہیں کہنی۔ یہ تو بات شروع کرنے کا بہانہ تھا۔ بات یہ ہے کہ احمدیوں نے اپنے مکانوں پر جو الہامات اور اقتباسات لکھے ہوئے ہیں ان پر حکومت کو اعتراض ہے۔ مکانوں کے اندر باہر دیواروں پر جو تحریریں لکھی ہوئی تھیں ان کے الفاظ بھی انہوں نے نوٹ کئے ہوئے تھے۔ جب بات شروع ہوئی تو صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم نے فرمایا

کہ دیواروں پر اس طرح لکھنے کو ہم بھی زیادہ پسند نہیں کرتے، نہ یہ کسی سکیم کے ماتحت لکھا گیا ہے۔ لوگوں نے اپنے شوق سے لکھا ہے اور اس میں کوئی ایسی قابل اعتراض بات بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ تحریریں انتظامیہ نے ایک ایک کر کے پڑھنی شروع کیں۔ S.P صاحب خاموش بیٹھے حقّہ پی رہے تھے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا یہ اقتباس پڑھا گیا کہ:

"کسی ماں نے وہ بچہ نہیں جنا جو ہم سے ہماری مسکراہٹیں چھین سکے۔"

تو S.P صاحب بولے کہ یہ اقتباس تو بے شک رہنے دیں۔ میں نے اُن کے اس طرح کہنے سے یہ تاثر لیا کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو suggest کیا کہ کس بے کار کام میں پڑے ہوئے ہو اس کو چھوڑ دو۔

یاد نہیں اس جلسہ کی بات ہے یا کسی اور جلسہ کی بات ہے۔ انتظامیہ نے ایک ٹیم اس کام پر لگا دی کہ جہاں جہاں اقتباسات لکھے ہوئے ہیں وہ اُن کو مٹا دے۔ چنانچہ انہوں نے مٹانے کا یہ سلسلہ شروع کر دیا مکرم کرنل محمد حیات قیصرانی اس سال افسر خدمت خلق تھے۔ وہ رات گئے میرے گھر آئے اور بڑے جوش میں تھے کہ اس طرح انتظامیہ اقتباسات مٹا رہی ہے۔ میں نے بھی ٹیم تیار کر لی ہے۔ وہ مٹاتے جائیں پیچھے ہماری ٹیم اقتباسات کو دوبارہ لکھتی جائے گی۔ میں نے اُن سے عرض کی کہ یہ قدم درست نہیں ہمیں کسی قسم کا اُن سے تصادم نہیں کرنا چاہیے۔ صبح جلسہ ہے اور ہمارا بڑا مقصد یہ ہے کہ جلسہ ہو باقی چیزیں ثانوی ہیں۔ اس طرح تصادم مول لے کر ہم اُن کو موقع دیں گے کہ اس بات کو بہانہ بنا کر جلسہ کے انعقاد میں کوئی روک پیدا کریں۔ انہوں نے میری بات مان لی لیکن وہ کوئی ایسے خوش نہ تھے۔ جب جلسہ ختم ہو گیا تو پھر دوبارہ ملنے آئے کہ اب میں آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں۔ آپ نے صحیح مشورہ دیا تھا اور بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے بھی مل آیا ہوں کہ میں اس طرح کرنے لگا تھا مگر انہوں نے روک دیا تھا۔ یعنی حضور نے بھی میرے مشورہ کو درست قرار دیا۔

مکرم کرنل محمد حیات صاحب قیصرانی سلسلہ کے فدائی تھے، بہت ذہین اور سمجھدار تھے، بہت اطاعت کرنے والے تھے، بہت تعاون کرنے والے تھے، معاملہ فہم اور دور رس تھے۔ بحیثیت افسر جلسہ جب بھی کوئی ہدایت دی تو بڑی خوشی سے تعمیل کرتے۔ ڈیرہ غازی خان کی طرز پر ہمیشہ کہتے "سائیں نوکر"۔

1974ء کے بعد کسی سال کی بات ہے جلسہ بالکل قریب آگیا 4 یا 5 دن رہتے تھے۔ کافی لمبے عرصہ سے ڈپٹی کمشنر جھنگ کو جلسہ کی اجازت کے لئے درخواست گئی ہوئی تھی لیکن کوئی جواب نہ آیا تھا نہ اجازت نامہ آیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ نے بہت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ مکرم چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب ناظر امور عامہ، خاکسار افسر جلسہ اور غالباً صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب D.C سے ملنے جھنگ گئے۔ نام یاد نہیں۔ ڈپٹی کمشنر صاحب، صاحبزادہ صاحب کہلاتے تھے۔ بہاولپور کی نواب فیملی سے اُن کا تعلق تھا، اُن سے جلسہ کا اجازت نامہ جاری کرنے کی گزارش کی۔ ادھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے کہ آپ جلسہ کی تیاری کریں اور بالآخر کہا کہ جلسہ سالانہ کا اجازت نامہ میرے بریف کیس میں پڑا ہوا ہے۔ 25 دسمبر کو ربوہ آؤں گا تو لیتا آؤں گا۔

نہ معلوم حکومت کیا سوچ رہی تھی۔ 25 دسمبر کو وہ آئے اور رات 10 بجے اجازت نامہ جماعت کے سپرد کیا جماعت کو ہر طرح سوچنا ہوتا ہے، کئی قسم کے خدشات ہوتے ہیں۔

1989ء والی صد سالہ جوبلی کے استقبال کے سلسلہ میں 1973ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ نے جلسہ سالانہ کے موقع پر آرائشی گیٹ بنانے کی ہدایت فرمائی۔ سب مرکزی اداروں کے ذمہ گیٹ بنانا لگایا گیا۔ ہر ادارہ کے لئے گیٹ بنانے کی جگہ افسر جلسہ سالانہ کی طرف سے مقرر کی جاتی تھی۔ یہ سلسلہ 1983ء کے جلسہ سالانہ تک جاری رہا اسکے بعد اب تک جلسہ نہیں ہوا۔

1973ء میں ہی صد سالہ جوبلی کے استقبال کے حوالہ سے حضور نے تحریک فرمائی کہ جو کارکن فرض شناسی سے جلسہ پر ڈیوٹی دیں ان کے نام ایک کتاب میں شائع کئے جائیں تا کہ آئندہ آنے والی نسلیں ان کے لئے دعائیں کریں۔ چنانچہ یہ کتاب بعض سالوں میں شائع کی جاتی رہی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کی اس بات کی طرف بہت توجہ تھی کہ جلسہ پر اچھی کوالٹی کا گوشت پکے چنانچہ اس کی تعمیل میں جلسہ کے نظام نے جلسہ پر گوشت کی سپلائی کا ٹھیکہ دینا بند کر دیا اور جلسہ سے تقریباً ایک ماہ پہلے منڈیوں اور دیہات سے جلسہ کے لئے جانور خریدنا شروع کئے جاتے اور ان کو ایک احاطہ میں رکھتے جاتے، ان کے چارہ وغیرہ کا مناسب انتظام کیا جاتا اور جلسہ کے موقع پر صرف جانور ذبح کرنے کا اور گوشت کاٹنے کا ٹھیکہ دیا جاتا۔ ربوہ کے قصاب صاحبان، مکرم محمد اشرف صاحب ابن فیض دین قصاب اور ان کے سب عزیزان جانوروں کی خرید میں صیغہ جلسہ سالانہ کی بھرپور مدد کرتے بلکہ جب 1991ء میں قادیان میں صد سالہ جلسہ ہوا تو اس

وقت بھی اس فیملی نے قادیان جاکر گوشت کے انتظام میں بھرپور مدد کی۔ 1991ء کے بعد بھی کئی سال یہ خدمت ادا کرتے رہے۔

1974ء میں جلسہ پر بہتر گوشت مہیا کرنے کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے صیغہ جلسہ سالانہ کو یہ کام بھی سپرد کیا کہ شروع سال میں کٹے خرید کر جماعتوں میں رکھے جائیں اور جماعتیں سارا سال ان کو پالیں اور جلسہ کے موقع پر افسر جلسہ سالانہ کے سپرد کریں۔ چنانچہ اس ہدایت پر بھی عمل کیا گیا اور غالباً 40 کٹے خرید کر جماعتوں میں رکھے گئے اور جماعتوں نے ان کو اچھی طرح پال کر افسر جلسہ کے سپرد کیا اور ان کا گوشت جلسہ کے موقع پر مہمانوں کے استعمال میں آیا۔

1974ء میں جلسہ کے موقع پر عید الاضحیٰ جلسہ کے دنوں میں تھی۔ حضورؒ نے جماعت کو حکم دیا کہ دوست اپنی قربانی جلسہ کے موقع پر ربوہ میں کریں اور گوشت جلسہ کے مہمانوں کے استعمال میں آئے۔ چنانچہ بھاری مقدار میں دوستوں نے قربانی کے جانور افسر جلسہ سالانہ کو لاکر دیئے اور جو جانور مہیا نہیں کرسکتے تھے انہوں نے افسر جلسہ سالانہ کو رقوم بھجوائیں تاکہ جلسہ کے موقع پر ان کی طرف سے قربانی کر دی جائے۔

1973ء سے جلسہ سالانہ صد سالہ جوبلی 1989ء تک مستقلاً حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے مدنظر تھا۔ اس پس منظر میں حضورؒ نے یہ تحریک فرمائی کہ احباب جماعت جلسہ سالانہ کے لئے دیگیں بطور عطیہ دیں۔ چنانچہ بڑی کثرت سے دوستوں نے افسر جلسہ سالانہ کو دیگوں کے لئے رقوم بھجوائیں ان رقوم سے دیگیں بنوا کر صیغہ جلسہ سالانہ کے سپرد کی گئیں۔

یہ ذکر کرنا رہ گیا ہے کہ جب خاکسار ناظر ضیافت مقرر ہوا تو غالباً 1975ء کے شروع میں مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم نائب ناظر ضیافت مقرر ہوئے اور دارالضیافت اور جلسہ سالانہ کے کاموں میں خاکسار کی معاونت کرتے تھے۔ لیکن 1981ء میں اُن کو کلیۃً صیغہ جلسہ سالانہ میں منتقل کر دیا گیا۔ بہت سمجھ دار، تجربہ کار اور پختہ کار اور سلسلہ کے ساتھ اخلاص کا تعلق رکھنے والے وجود تھے اُن کے سپرد کام کرنے کے بعد پھر وہ کلیۃً ذمہ داری سنبھال لیتے تھے اور اطمینان ہوتا تھا کہ انشاء اللہ کام کو نبھا دیں گے۔ میرے ساتھ انہوں نے بہت تعاون کیا اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر دے، اُن کے درجات بلند فرمائے، اُن کی اولاد اور اُن کے متعلقین کا نسلاً بعد نسلٍ حافظ و ناصر ہو۔ آپ نائب ناظر ضیافت کے علاوہ صدر عمومی ربوہ بھی رہے اور صدر مجلس صحت کے طور پر بھی عمدہ خدمات سرانجام دیں۔

## جلسہ سالانہ قادیان 1991ء اور بعد کے دو جلسے

جلسہ سالانہ قادیان 1990 کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جو پیغام بھجوایا تھا۔ اس میں اس بات کا ذکر کیا تھا کہ اگلے جلسہ پر آپ قادیان آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

فروری 1991ء میں حضور نے جلسہ سالانہ قادیان 1991ء (جو صد سالہ جلسہ بھی تھا) کے انتظامات کے لئے ایک کمیٹی مقرر فرمائی اور خاکسار کو اس کا صدر مقرر فرمایا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ ربوہ اور مکرم مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان اور بعض دوسرے دوست اس کے ممبر تھے۔ مثلاً مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب، مکرم اللہ بخش صاحب صادق ناظر خدمتِ درویشاں وغیرہ۔ ان دنوں مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ربوہ آئے ہوئے تھے چنانچہ کمیٹی کا ابتدائی اجلاس ربوہ میں ہوا اور جلسہ کے انتظامات کی منصوبہ بندی شروع ہوئی۔

اپریل 1991ء کے آخر میں مکرم آفتاب احمد خان صاحب لندن سے ربوہ آگئے۔ 30-اپریل 1991ء کو مکرم آفتاب احمد خان صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب، مکرم اللہ بخش صاحب صادق اور خاکسار دہلی (By Air) گئے۔ مکرم آفتاب احمد خان صاحب نے یکم مئی کو وزارت خارجہ میں افسران سے ملاقات کی جس میں حضرت صاحب کے آنے کا اور جلسہ کے لئے ویزہ کا معاملہ زیر غور آیا۔ قادیان کا ویزہ لے کر 2 مئی کو ہم قادیان آگئے۔ مکرم آفتاب احمد خان صاحب ایک دو دن کے بعد واپس چلے گئے اور ہم تینوں وہاں ٹھہر گئے۔ 12 جون 1991ء تک ہم وہاں ٹھہرے اور افسر صاحب جلسہ سالانہ قادیان، ان کے رفقاء اور ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کے ساتھ مل کر جلسہ کی تفصیلی منصوبہ بندی کی اور ساری منصوبہ بندی کر کے تفصیلی منصوبہ مختلف قسطوں میں حضور کی خدمت میں fax کیا اور ہمارے قادیان قیام کے دوران ہی منصوبوں کی منظوری مل گئی۔

جب ہم قادیان گئے تو خاکسار کو اور مکرم اللہ بخش صادق صاحب کو گول کمرہ میں ٹھہرایا گیا اور مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کو مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے دارالمسیح میں اپنے گھر ٹھہرایا۔

جب ہم قادیان گئے تو وہاں تعمیرات کا سلسلہ شروع تھا اور قبرستان عام کے ساتھ ایک کالونی بن رہی تھی جہاں ایک سکھ ٹھیکیدار کام کروا رہا تھا۔ ہمارے جانے کے بعد مکرم چوہدری عبدالرشید آرکیٹیکٹ آگئے اور محلہ دارالانوار میں گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر کے منصوبہ کا آغاز ہوا۔

اس قیام کے دوران جو کام ہوئے وہ حسب ذیل تھے۔

1۔ افسر جلسہ قادیان کی ٹیم کے ساتھ متعدد میٹنگز کی گئیں اور سب ناظمین کی سکیموں کو آخری شکل دی گئی اور ان پر عملدرآمد شروع کروایا گیا۔ عام طور پر میٹنگز بیت مبارک کے پرانے حصہ میں منعقد کی گئیں۔

2۔ درج ذیل مقامات پر تین لنگر خانوں کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔

(الف) قدیم زنانہ جلسہ گاہ والی جگہ پر۔

(ب) دارالضیافت میں (یہاں چاول پکانے کا لنگر تھا)۔

(ج) محلہ ناصر آباد میں۔

(د) اس کے علاوہ مغربی طرز کا کھانا، ہندوؤں کے لئے وشنو کھانا اور دوسرے خصوصی کھانے پکانے کا انتظام بھی دارالضیافت میں کیا گیا۔

(ر) امروہہ سے نان بائیوں کا انتظام کیا گیا۔

(ز) مالیر کوٹلہ سے باورچیوں کا انتظام کیا گیا۔

3۔ قیام کے سلسلہ میں۔

(الف) دارالانوار میں چار گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر شروع کی گئی۔ (کینیڈا، یوکے، یوایس اے اور جرمنی)

(ب) قبرستان عام سے متصل کالونی کی تعمیر کی گئی۔

(ج) بیت اقصیٰ کی basement کو خالی کرواکے قابل رہائش بنایا گیا۔

(د) حضرت اُمّ طاہرؓ کے مکان کے اوپر اور نیچے کے حصے کو ضروری renovation کر کے قابل رہائش بنایا گیا۔ جلسہ کے موقع پر حضور نے امّ طاہرؓ کے مکان کے اوپر والے حصہ میں جلسہ کے دوران رہائش رکھی۔

(ر) مندرجہ ذیل عمارات مقامی لوگوں سے حاصل کر کے ان میں رہائش کا انتظام کیا گیا۔

1- سکھ نیشنل کالج سابقہ ٹی آئی کالج۔

2- خالصہ ہائی سکول (سابقہ بورڈنگ ہاؤس تحریک جدید)۔

3- کوٹھی شیخ رحمت اللہ صاحب (جہاں دو سکول چل رہے تھے)۔

4- گراؤنڈ سکھ نیشنل کالج (یہاں خیمے لگائے گئے تھے)۔

خالصہ ہائی سکول (سابق بورڈنگ ہاؤس تحریک جدید) کے صحن میں خیمے لگائے گئے۔ دارالعلوم میں اپنی عمارات میں سے بیت نور کی renovation اور اسکی چھت کی مرمت کی گئی نیز چاردیواری کر کے اور گیٹ لگا کر نماز اور رہائش کے قابل بنایا گیا۔ اسی طرح بیت دارالانوار کو renovate کیا گیا۔ جنج گھر اور ہندوؤں کے محلہ میں ایک سکول بھی ملا۔ بہت سے سکھوں نے اپنے مکانات میں سے مہمانوں کی رہائش کے لئے مکانات دیئے۔ احاطہ بہشتی مقبرہ میں بنائے گئے 4یا5 چھپر تھے (لکڑیوں کے ڈھانچہ کو پرالی سے ڈھانپ کر)، اور خیمے بھی لگائے گئے۔ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، لجنہ اماء اللہ اور انصاراللہ کے دفاتر کو قابل رہائش بنایا گیا۔ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کی کوٹھی (جسکے احاطہ میں اب بجلی گھر ہے) رہائش کے لئے حاصل کی گئی۔ مکرم ڈپٹی محمد شریف صاحب کی کوٹھی واقع دارالانوار کو قابل رہائش بنایا گیا۔

دارالضیافت کے کمروں کو ٹھیک کیا گیا۔ دارالضیافت کے چار کمروں کے ساتھ فلش والے باتھ ملحق کر کے اور کارپٹنگ کر کے اور رہائش کی ضروریات مہیا کر کے VIPs کے لئے تیار کیا گیا اور دارالمسیح کے نچلے اور اوپر کے حصہ کو قابل رہائش بنایا گیا۔

**4۔** 1000 بستر تیار کرنے کا منصوبہ بنایا گیا اور عملاً بنوائے گئے۔ تکیہ، گدیلا، چادر اور لحاف کا یونٹ تھا۔

**5۔** خوراک کے انتظام کے لیے اجناس کے اندازے تیار کئے گئے۔

**6۔** پاکستان سے مختلف lines کے انجینئرز جاکر مختلف کاموں کی منصوبہ بندی اور تکمیل کرتے رہے اور مشورے دیتے رہے۔

**7۔** مکرم میاں رفیق احمد صاحب انجینئر جلسہ سالانہ ربوہ نے جاکر روٹی کی مشینیں بنائیں جو ڈیزل آئل سے گرم ہوتی تھیں۔

**8۔** نئی دیگیں تیار کروائی گئیں۔

قادیان سے منصوبوں پر عملدرآمد کے سلسلہ میں مسلسل رابطہ رکھا گیا۔ ایک رابطہ مختلف کاموں کے لئے جانے والے وفدوں کے ذریعہ تھا جو جاکر واپس آنے پر رپورٹس دیتے۔

**9۔** دوبارہ 15-اکتوبر 1991ء کو مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب اور خاکسار قادیان گئے اور 30-اکتوبر 1991ء تک وہاں رہے اور جلسہ کی تیاری کے مختلف حصوں کا جائزہ لیا۔ اس میں حضور کے دہلی میں قیام کے انتظامات اور اگر پہاڑ پر سیر کیلئے جائیں تو اس کے انتظامات کا مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے ساتھ مل کر جائزہ لیا گیا۔

اٹاری سٹیشن پر ہمیں کوئی لینے نہیں آیا تھا ٹیکسی والے کو قادیان لے جانے کیلئے کہا لیکن اس نے کہا شام ہو گئی ہے امرتسر تک لے چلتا ہوں۔ چنانچہ امرتسر ریلوے سٹیشن پر اس نے اتار دیا۔ وہاں سٹیشن پر رات رہنے کے لئے جگہ نہ ملی اس لیے ہم رکشا میں بیٹھ کر ایک ہوٹل میں گئے۔ پہلے تو انہوں نے کمرہ دے دیا لیکن تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ آپ کا سبز پاسپورٹ ہے ہم آپ کو نہیں رکھ سکتے۔ اوپر ہوٹل میں CID والے بیٹھے ہیں ان سے پوچھ لیں۔ وہاں سے ہم دونوں امرتسر ریلوے سٹیشن پر آگئے۔ ہوٹل سے CID والے ہمارے پیچھے وہاں آگئے۔ ان کو بتایا کہ سنٹرل گورنمنٹ کی ہدایت پر ہمیں ویزا ایشو ہوا ہے، پاسپورٹ دیکھ لیں۔ پاسپورٹ دیکھ کر وہ چلے گئے۔ اس کے بعد ہم دونوں نے فیصلہ کیا کہ ریلوے کے تھرڈ کلاس ویٹنگ روم میں رات گزارتے ہیں چنانچہ پاپڑ کھاتے اور چائے پیتے بنچ پر رات گزار دی۔ امرتسر سے بٹالہ کے لئے صبح 4 بجے گاڑی روانہ ہوئی۔ گاڑی فجر کے وقت بٹالہ پہنچی۔ وہاں سے قادیان کی بس لی جو دن چڑھے اڈا بس قادیان پہنچی۔ وہاں سے سروں پر سامان اُٹھایا اور احمدیہ چوک قادیان پہنچے۔

**10۔** تیسری بار ہم دونوں 20 نومبر 1991ء کو براستہ واہگہ، اٹاری قادیان پہنچے اور انتظامات کا جائزہ لیا اور 28 نومبر 1991ء کو پاکستان واپس آگئے۔

**11۔** حضور نے دہلی بذریعہ ہوائی جہاز آنا تھا حضور کے آنے سے پہلے ہم لاہور سے 14 دسمبر 1991ء کو دہلی By Air گئے۔ حضور کے استقبال (غالباً 17 دسمبر 1991ء) کے بعد ہم منتظمین نے حضور سے قادیان جانے کی اجازت لی۔ اگلے دن صبح دہلی سے ہوائی جہاز پر امرتسر جانا تھا لیکن موسم کی خرابی کی وجہ سے فلائٹ کینسل ہو گئی چنانچہ دہلی ائرپورٹ سے دہلی

ریلوے سٹیشن آ گئے جہاں سے شام قریباً 4 بجے امرتسر کے لئے ٹرین ملی۔ ہمارے ہمراہ مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب، مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب، مکرم میر مسعود احمد صاحب، مکرم اللہ بخش صاحب صادق اور بعض دوسرے اصحاب تھے۔ صبح 3 بجے کے قریب گاڑی امرتسر پہنچی۔ ہمیں لینے کے لیے قادیان سے موٹریں آئی ہوئی تھیں۔ صبح تہجد کے وقت ہم قادیان پہنچے۔ اگلے دن جلسہ کے انتظامات میں مصروف ہو گئے۔ حضور جب بذریعہ ریل قادیان تشریف لائے تو ہم سب استقبال کرنے والوں میں بھی شامل تھے۔

**12۔** خاکسار کی اہلیہ محترمہ رضیہ خانم صاحبہ اور بیٹی عزیزہ رضوانہ بھی ربوہ کے قافلہ کے ساتھ قادیان آ گئے۔ میں دارالضیافت میں مردوں کی اجتماعی قیامگاہ (کمرہ) جس میں ناظران وغیرہ تھے، میں ٹھہرا۔ جبکہ خاکسار کی اہلیہ اور بیٹی عورتوں کی اجتماعی قیامگاہ میں (جو ربوہ سے آنے والوں کے لئے دارالضیافت کے اوپر تھی) ٹھہری تھیں۔ بعد میں یہ مکرم مجیب اسلم صاحب کے گھر منتقل ہو گئیں۔

**13۔** عزیزم نثار یوسف اور عزیزہ رضوانہ کا نکاح ہو چکا تھا اور 6 جنوری 1992ء کو رخصتانہ کی تاریخ مقرر ہو چکی تھی۔ عزیزم نثار یوسف بھی حضور کے قافلہ کے ساتھ قادیان آئے ہوئے تھے۔ حضور نے ہم چاروں کو (رضیہ خانم، رضوانہ، نثار یوسف اور خاکسار) کو 23 دسمبر 1991ء کو دفتر میں ملاقات کا شرف بخشا، رضوانہ کے رخصتانہ کی دفتر میں ہاتھ اُٹھا کر دعا کروادی اور حضور کے ساتھ ہمارا فوٹو بھی ہوا۔ الحمدللہ۔

**14۔** جلسہ کے انتظامات کے معائنہ کے لئے جب روانہ ہوئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور خاکسار ایک ہی موٹر میں بیٹھے تھے۔ حضور نے دفتر (ناظر اعلیٰ والے دفتر) سے نیچے اتر کر صحن میں کھڑے مختلف صوبوں کے مہمانوں سے مصافحہ کیا۔ پھر بیت مبارک کے نیچے سے گزر کر جامعہ احمدیہ کی طرف اور دارالضیافت کی طرف تشریف لے گئے۔ درمیان میں لجنہ کی قیام گاہ کے اندر بھی گئے۔ پھر احمدیہ چوک سے گزرتے ہوئے لنگر خانہ نمبر 1 (پرانی زنانہ جلسہ گاہ) تک گئے۔ پھر وہاں سے کاروں میں بیٹھ کر دارالانوار گئے جہاں گیسٹ ہاوسز تعمیر ہو رہے تھے۔ ہر جگہ مہمان دورویہ کھڑے ہو کر استقبال کرتے۔

دارالانوار سے کاروں پر ریتی چھلہ کے مشرق سے گزر کر دارالعلوم اور دارالفضل کی درمیانی سڑک سے گزرے جہاں حضور کو میں نے اپنے قادیان والے گھر کا بھی بتایا۔ پھر بورڈنگ ہاؤس تحریک جدید، بیت نور، Swimming pool، کوٹھی حضرت نواب محمد علی خان صاحب اور اسکے مغربی جانب میدان وغیرہ کی طرف گئے۔ بورڈنگ ہاؤس میں کثرت سے پاکستانی احمدی موجود تھے جنہوں نے بڑے دردمند دل کے ساتھ حضور کا استقبال کیا۔ بورڈنگ ہاؤس کے گیٹ پر شرما صاحب (پرنسپل خالصہ ہائی سکول) نے بھی حضور کا استقبال کیا۔

**15۔** خاکسار کی بیٹی عزیزہ رضوانہ کی شادی کی وجہ سے خاکسار، محترمہ رضیہ خانم اور عزیزہ رضوانہ اور عزیزم نثار یوسف حضور سے اجازت لے کر 3 جنوری 1992ء کو براستہ اٹاری ربوہ واپس آ گئے۔

**16۔** جلسہ سالانہ قادیان 1991ء پر خاکسار کی ڈیوٹی کا ذکر **"رپورٹ دورہ قادیان 1991ء مرتبہ ہادی علی چوہدری"** کے صفحہ 216 تا 226 پر حسب ذیل کیا گیا ہے۔

"جلسہ سالانہ قادیان 1991ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کے نام پیغام بھجوایا اور آئندہ جلسہ سالانہ قادیان (1991ء) کے متعلق ارشاد فرمایا۔

"اگر پہلے جلسہ کی بنیاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے جلسہ تشکر کے انعقاد کا انتظام کیا جائے تو اسکے لئے موزوں سال 1991ء کا بنے گا۔ احباب جماعت سے میں یہ درخواست کروں گا کہ میری اس دلی تمنّا کو برلانے میں دعاؤں کے ذریعہ میری مدد کریں کہ ہم آئندہ سال جب قادیان میں یہ تاریخی جلسہ تشکر منعقد کر رہے ہوں تو میں بھی اس میں شریک ہو سکوں اور کثرت سے پاکستان کے احمدی احباب بھی اس میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کریں۔"

(مکتوب از لندن 5 دسمبر 1990ء)

2 جنوری 1991ء کو مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان (نے) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک مفصل خط لکھا کہ اس عظیم الشان جلسہ میں شرکت کے لئے کثرت سے سب ممالک سے احمدی شرکت کریں گے۔ قریباً 25000 افراد کے قیام و

طعام کا انتظام کرنا ہو گا شرکاء کے لئے قادیان اور انڈیا کے ویزا کے حصول کے لئے خاص کوشش کرنی ہو گی۔ انڈین حکومت کو بھرپور تعاون کے لیے آگاہ کرنے کیلئے روابط کرنے ہوں گے اور حضور کی شرکت کے مد نظر حفاظت کے خصوصی انتظام کرنے ہوں گے۔ وغیرہ۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا خط حضورؒ نے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ ربوہ کو اس ارشاد کے ساتھ بھجوایا کہ۔

"آپ اس جلسہ کے انتظامات کے سلسلہ میں بحیثیت افسر جلسہ سالانہ ان پر غور کریں اور مشورہ دیں۔ نیز عمومی طور پر صدر انجمن احمدیہ میں بھی یہ مسئلہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین اور بیش از پیش خدمات سر انجام دینے کی توفیق دے۔ کان اللہ معکم۔"

اس خط کے جواب میں 1991-2-11 کو مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھا کہ۔

"قادیان کے جلسہ 1991ء کے بارے میں حضور کا ارشاد مل گیا ہے۔ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب یہاں (آئے ہوئے) ہیں ان سے گفتگو ہو چکی ہے۔ نائب افسران جلسہ اور خاکسار بھی مل کر discuss کر چکے ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ کا اجلاس بھی عنقریب حسب ارشاد حضور اس معاملہ پر غور کرے گا۔ اسکے بعد حضور کی خدمت میں تفصیلی رپورٹ لکھ کر بھجواؤں گا۔ انشاء اللہ"

چنانچہ اس کے بعد افسر جلسہ سالانہ اور نائب افسران نے باہم مل کر جلسہ سالانہ قادیان 1991ء کے موقع پر کی جانے والی تیاریوں کے متعلق 91-3-7 کو حضور انور کی خدمت میں 8 صفحات پر مشتمل ایک مفصل رپورٹ بھجوائی جس میں جلسہ سالانہ کے موقع پر 20 تا 25 ہزار افراد کے رہائش، طعام، سفر، مردانہ، زنانہ جلسہ گاہ کے انتظام کے متعلق سفارشات اور شرکاء کے لئے ویزا کے حصول کے لئے لائحہ عمل تجویز کیا گیا اور شرکاء کے آمد و رفت کے انتظامات کے متعلق تفصیلات پیش کی گئیں۔

قادیان میں میسر رضاکاروں کی تعداد بہت تھوڑی تھی اسلئے یہ بھی سفارش کی گئی کہ پاکستان سے جانے والوں میں سے انتظامات جلسہ کے لئے کم از کم چار سو تجربہ کار رضاکار قادیان کے رضاکاروں کی معاونت کے لئے مختص کئے جائیں اور حسب ضرورت نانبائی، باورچی، قصاب،

الیکٹریشن لاؤڈ سپیکر کے کام کے واقف اور ترجمانی کے کام سے واقف سٹاف بھی بھجوایا جائے۔ نیز متعدد دوسری سفارشات بھی پیش کی گئیں۔

افسر صاحب جلسہ سالانہ کی پیش کردہ اس سکیم کا جائزہ لینے کیلئے لندن میں حضور انور نے مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر یوکے، مکرم مبارک احمد ساقی صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر اور مکرم چوہدری ہدایت اللہ بنگوی صاحب افسر جلسہ سالانہ یوکے پر مشتمل کمیٹی مقرر فرمائی۔ افسر صاحب جلسہ سالانہ ربوہ کی رپورٹ پر حضور انور نے جو ارشادات فرمائے، مکرم مبارک احمد ساقی صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر نے ان پر مشتمل خط 91-3-26 کو مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کو لکھا۔

مکرم و محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جلسہ سالانہ قادیان 1991ء کے بارہ میں آپ کی طرف سے ارسال کردہ سکیم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں موصول ہوئی ہے۔ اس بارہ میں حسب ذیل ہدایات نوٹ فرمالیں۔

**1۔** فرمایا ہے کہ انتظامات اور دیگر امور سرانجام دینے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرلی جائے جس کے حسب ذیل ممبران ہوں گے۔

1۔ چوہدی حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ
2۔ ناظر صاحب خدمتِ درویشاں
3۔ ناظر اعلیٰ صاحب
4۔ ناظر صاحب امور عامہ
5۔ ناظر صاحب اصلاح وارشاد
6۔ مرزا وسیم احمد صاحب قادیان

اسکے علاوہ افسر جلسہ سالانہ کے درج ذیل نائبین بھی اس کمیٹی کے ممبر ہوں گے۔

1۔ مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب
2۔ مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب
3۔ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب۔

افسر صاحب جلسہ سالانہ اس کمیٹی کے چیئر مین ہوں گے۔ کمیٹی کا نام **"کمیٹی صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان"** ہوگا۔ فرمایا ہے کہ ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کو مشورہ میں شامل کیا جائے لیکن انتظامی امور کا بوجھ اُن پر نہ ڈالا جائے وہ Liaison آفیسر ہوں گے۔ مزید جلسہ سالانہ کے دوران مجھے بعض دیگر کاموں کے لیے ان کی ضرورت ہوگی۔

**2۔** مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ، مکرم مرزا غلام احمد صاحب اور مکرم ناظر صاحب خدمتِ درویشاں فوری طور پر قادیان جاویں اور جملہ انتظامات کا جائزہ لیں۔ فرمایا ہے کہ ناظر صاحب خدمتِ درویشان کو سر دست چھوڑا بھی جاسکتا ہے۔

**3۔** جو کام مستقل نوعیت کے ہیں اور لمبا وقت چاہتے ہیں مثلاً تعمیرات وغیرہ انہیں فوری طور پر شروع کروادیا جائے۔ حضور کے جانے کا پروگرام ہو یا نہیں یہ علیحدہ بات ہے۔

**4۔** قادیان جاتے وقت مندرجہ بالا ناظر صاحبان کے علاوہ بعض دیگر احباب کو بھی شامل کر لیا جائے جن کا مشورہ انتظامات کے سلسلہ میں مفید ہوسکتا ہے۔ مثلاً آرکیٹیکٹ، سول انجینئر، اوورسیئر وغیرہ۔ اسی طرح Masons اور Plumbing کے ماہر وغیرہ لمبے وقت کے لئے وقف کریں اور آپ کے دورہ کے بعد یہ لوگ کام شروع کر دیں۔

**5۔** قادیان میں جو سٹاف ہے وہ انتظامات کے لئے بالکل ناکافی ہے لازماً پاکستان سے ایک ٹیم تیار کرنی ہوگی جو جلسہ سے کچھ عرصہ قبل وہاں پہنچ جائے اور انتظامات کے ضمن میں وہاں کے سٹاف کے ساتھ کام کرے گی۔

**6۔** ویزوں کے جاری کئے جانے کے لئے ہم یہاں متعلقہ آفیسروں سے بات کریں گے۔ اس کے علاوہ ہندوستان بھی کسی نمائندہ کو بھجوا کر وہاں کی حکومت سے جلسہ کے انتظامات اور ویزے جاری کئے جانے کے بارہ میں رابطہ کیا جائے گا۔

**7۔** قادیان میں جو 32 مکانات بنانے کی سکیم ہے اسبارہ میں یہ بات مدنظر رہے کہ یہ سارے مکانات بیوت الحمد سکیم کے تحت نہیں بنائے جارہے ہیں۔

ان میں سے بعض مکان ان فیملیوں کو آباد کرنے کے لیے استعمال کئے جاویں گے جو اس وقت خستہ مکانوں میں رہ رہے ہیں۔ گویا یہ مکانات سر دست خستہ عمارات کی متبادل جگہ ہے اور

پرانے، خستہ گھروں کے بارے میں یہ فیصلہ ہے کہ ان کو مسمار کر کے وہاں نئی آبادی ہو گی۔ نئی سکیم کے مطابق جو مکان تیار ہو جائیں گے انہیں جلسہ کے لئے استعمال کیا جائے گا۔

8۔ عورتوں کے جلسہ گاہ کے لئے باغ والی جگہ ناموزوں ہے کیونکہ یہ مردانہ جلسہ گاہ سے مغرب کی طرف ہے۔ اس طرح نمازوں کی ادائیگی کے وقت عورتیں امام سے آگے ہوں گی اور اس طرح نماز میں شامل نہ ہو سکیں گی۔ اس لئے اس جگہ کو تبدیل کیا جائے۔ حضرت مولوی سرور شاہ صاحب کے مکان والی طرف ان کے جلسہ گاہ کا انتظام ہو سکتا ہے۔ اسکا جائزہ لیا جائے۔

9۔ ایک تجویز یہ ہے کہ سابق تعلیم الاسلام کالج کی انتظامیہ سے بات کی جائے اور بیت نور اور کالج کے سامنے والی زمین، کھیلوں کے بڑے میدان جہاں پارٹیشن سے قبل جلسہ سالانہ ہوا کرتا تھا۔ اسکے استعمال کی اجازت حاصل کی جائے۔

اس جگہ کے حصول کا ایک فائدہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیت نور کی تزئین اور اس کی مرمت کا موقع مل جائے گا۔ نیز چونکہ مہمانوں کا قیام وہاں کے قریبی سکولوں اور کالجوں میں ہو گا یہ جگہ زیادہ موزوں ہو گی۔ اس کے ساتھ ہی دارالسلام کوٹھی حضرت نواب محمد علی صاحب کے استعمال کا بھی جائزہ لیا جا سکتا ہے اور اس کی حدود میں عارضی رہائش کا بھی جائزہ لیا جائے۔

بہر صورت یہ بات مد نظر رکھی جائے کہ وہ جگہ جہاں گزشتہ چند جلسے ہوتے رہے ہیں وہ بہر حال چھوٹی نظر آرہی ہیں۔ مہمانوں کی تعداد کے مطابق ناکافی ہو گی۔

10۔ فرمایا ہے کہ سارے انتظامات کا ابتدائی ڈھانچہ تیار ہو جائے تو پھر مکرم منیر فرخ صاحب کو بھی ترجمہ کے لئے جائزہ لینے کے لئے قادیان بھجوایا جائے۔

11۔ فرمایا ہے کہ دو کی بجائے تین لنگر ہوں گے۔ ایک جگہ چاول ساتھ سالن جسے پرہیزی کھانا کہا جاتا ہے تیار ہوں۔

☆روٹی پلانٹ مشینیں نصب ہوں اور ضرورت کے مطابق سالن کا انتظام ہو۔

☆یو۔ پی کے نانبائی جن کے بارہ میں رپورٹ میں ذکر ہے کہ وہ تندوروں وغیرہ کا خود انتظام کریں گے۔ یہ جائزہ بھی لے لیا جائے کہ اگر یو۔ پی سے کافی تعداد میں نانبائی مل سکتے ہیں تو پھر کیا روٹی پلانٹ کے لگائے جانے کی ضرورت ہو گی یا نہیں۔

12۔ لنگر خانہ کی site کا فیصلہ کر کے وہاں ضروری تعمیر شروع ہو جانی چاہیئے اگر رہائش گاہیں جلسہ گاہ سے دور ہوں گی تو ممکن ہے کہ کھانا وہاں لے جانے کے لئے ویگنوں یا ٹریکٹر ٹرالیوں کی ضرورت ہو اس پہلو کو بھی دیکھ لیا جائے۔

13۔ دارالانوار میں رہائش کا انتظام ہو سکے تو ٹھیک رہے گا۔

14۔ باہر سے آنے والے مہمانوں کے لئے Toilets کا مناسب انتظام کرنا ہو گا۔

15۔ بعض یورپین ممالک اور امریکہ، کینیڈا، انڈونیشیا، سنگاپور، جاپان وغیرہ کو یہ تحریک کی گئی ہے کہ وہ قادیان میں گیسٹ ہاؤس بنوائیں۔ ان کے لئے فوری طور پر سائٹ کا فیصلہ ہونا ضروری ہے۔ اس کا پلان بنا کر یہاں بھیجیں۔ یہ گیسٹ ہاؤس دو منزلہ ہونگے۔ نیچے اجتماعی رہائش کیلئے کمرے ہوں گے جبکہ اوپر کے حصہ میں فلیٹ ٹائپ کمرے ہوں گے جہاں فیملیاں ٹھہر سکیں گی۔ کچن بھی شامل ہوں گے۔ اسبارہ میں چوہدری رشید آرکیٹیکٹ صاحب نقشہ تیار کر کے بھجوائیں گے۔

فرمایا ہے کہ ممکن ہے بعض ممالک سے رقم پہنچنے میں دیر لگے اس لئے انتظار نہ کیا جائے۔ کام شروع ہو جائے۔ رقم ساتھ کے ساتھ جاتی رہے گی۔

16۔ مکرم آفتاب احمد خان صاحب کو ویزوں کے حصول اور دیگر رابطوں کے لئے ہدایات دی گئی ہیں۔

17۔ اخراجات: قادیان کے جلسہ سالانہ کے اخراجات کے سلسلہ میں وہاں کا بجٹ بہت کم ہے۔ مستقل تعمیرات کے لئے صد سالہ جوبلی فنڈ کی مد سے رقم لی جائے گی۔

18۔ آپ کی طرف سے بھجوائی جانے والی سکیم کے تحت مہمانوں کی تعداد بیس ہزار متوقع ہے۔ فرمایا ہے کہ یہ تعداد تیس ہزار (30,000) تک جا سکتی ہے اس کے مطابق پلان تیار کیا جائے۔

19۔ جو مغربی ممالک اپنے عارضی مہمانوں کے لئے گیسٹ ہاؤس تیار کریں گے۔ ان میں بستروں کا بھی انتظام ہو۔ البتہ پاکستان اور ہندوستان سے آنے والے مہمانوں کو تلقین کی جائے کہ وہ اپنے بستر لے کر آویں۔ لیکن ایمر جنسی کے طور پر ایک ہزار بستر بنانے پر بھی غور کیا جائے۔

20۔ پریس اور گورنمنٹ کے نمائندگان کے لئے خصوصی انتظامات ہوں۔ اس کے لئے ایک علیحدہ شعبہ قائم کیا جائے جو ان امور کا ذمہ دار ہو۔

21۔ سیکورٹی کا ہندوستان کے خصوصی حالات کے پیش نظر خاص انتظام ہو۔ حکومت کے تعاون کا جائزہ لے لیا جائے۔

والسلام خاکسار

دستخط مکرم مبارک احمد ساقی صاحب

(ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

اس دوران 15-3-91 کو حضور نے اپنے اپنے گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر کے متعلق جرمنی، یوکے، کینیڈا اور U.S.A کے علاوہ اور بعض دوسرے امراء کو مندرجہ ذیل خط لکھا۔

مکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا تعالیٰ نے توفیق بخشی تو میرا خیال ہے کہ اس سال قادیان کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کروں۔ اگر امسال نہ بھی توفیق ملے تو آئندہ کوشش اور دُعا یہی ہوگی کہ قادیان کے سالانہ جلسہ میں شمولیت کا موقع ملے۔ اگر میں جلسہ پر گیا تو خیال ہے کہ یورپ، امریکہ، کینیڈا وغیرہ ممالک کی جماعتوں سے کثرت سے دوست وہاں پہنچیں گے۔ اسی طرح پاکستان اور ایشیا کے دیگر ممالک سے بھی بہت سے احباب اس جلسہ میں شامل ہوں گے۔ لیکن اس وقت تک وہاں مہمانوں کے قیام وغیرہ کے لئے مکانات کی بہت دقت پیدا ہوتی ہے خواہ وہ پاکستانی الاصل ہوں یا مقامی باشندے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر کینیڈا، امریکہ، انگلستان، جرمنی اور اسی طرح دیگر یورپین ممالک اپنے اپنے حالات کا جائزہ لے کر قادیان میں اپنے اپنے گیسٹ ہاؤس تعمیر کرنا چاہیں تو وہاں کسی خاص مناسب جگہ پر یہ سارے گیسٹ ہاؤس اکٹھے تعمیر کئے جاسکتے ہیں۔

غالباً یہ مناسب ہوگا کہ نچلے فلور پر ایک طرف خواتین کے اجتماعی قیام کا انتظام ہو اور ایک طرف مردوں کے اجتماعی قیام کا اور دونوں کے لئے ضروری سہولتیں اپنے اپنے حصہ میں ہوں۔ بیچ میں ایک جگہ مشترکہ طور پر باہر سے آنے والے اور ملنے والوں کے لئے استعمال ہوسکتی ہے۔ اُوپر کی منزل پر چھوٹے چھوٹے فیملی یونٹس سٹوڈیو فلیٹ ٹائپ کے

ہو جائیں جس میں چھوٹا سا چولہا بھی مہیا ہو جائے اور Wash basin بھی۔ ٹائلٹ اور باتھ روم وغیرہ ایک طرف اکٹھے بن سکتے ہیں۔

اس عمومی نقشے کے پیشِ نظر اگر آپ کے ملک کی جماعت کو دلچسپی ہو تو جائزہ لے کر مطلع فرمائیں۔ فی الحال اس کا تخمینہ لگانا تو مشکل ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ مختلف سائزوں کے مطابق ایسے گیسٹ ہاؤس پر اگر بہت چھوٹا ہو تو پانچ لاکھ تک اور درمیانے درجہ کا معقول سائز ہو تو بیس لاکھ روپے تک کا بن سکے گا۔

لیکن یہ تفصیلات تو بعد میں طے ہوں گی پہلے آپ اپنے اندازے لگا کر کوائف سے مطلع کریں کہ اندازاً آپ کے ملک کو کتنے فیملی کمروں کی اور کتنی اجتماعی رہائش کی ضرورت پیش آئے گی اور اندازاً کتنا خرچ آپ اپنے ملک کی طرف سے پیش کر سکیں گے۔ اس کے مطابق پھر آرکیٹیکٹ صاحب مشورہ دیں گے۔ چونکہ وقت تھوڑا ہے اسلئے جتنی جلدی ممکن ہو مجھے مذکورہ بالا کوائف بھجوائیں تاکہ اس کی روشنی میں مزید اقدامات کئے جا سکیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

والسلام

خاکسار

(دستخط حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع)

مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ، مکرم صاحبزدہ مرزا غلام احمد صاحب نائب افسر جلسہ سالانہ اور مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب ناظر خدمت درویشاں 30-اپریل 1991ء کو دہلی پہنچے اور وہاں سے قادیان کا ویزا حاصل کرنے کے بعد 4 مئی 1991ء کو قادیان پہنچے۔ اس سفر میں مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر یوکے بھی اُن کے ہمراہ تھے۔

سفر پر روانہ ہونے سے پہلے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب نے حضور سے ہدایات مرحمت فرمانے کی درخواست کی تو حضور انور نے اُن کو مؤرخہ 24-4-91 کو لکھا کہ:

"اصل بات یہ ہے کہ آپ اور امیر صاحب یوکے میرے نمائندہ ہیں۔"

اس کے بعد پاکستان سے مندرجہ ذیل چار انجینئرز صاحبان نے قادیان آکر اپنا کام شروع کر دیا:

1۔ مکرم چوہدری محمد عبدالسمیع صاحب
2۔ مکرم راجہ ناصر احمد صاحب سرگودھا ان کے سپرد Sewerage اور Sanitation کے انتظامات تھے۔
3۔ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب انجینئر ادارہ تعمیر ربوہ۔ ان کے سپرد لنگروں کی تعمیر، بیت نور اور بیت الانوار کی مرمت کے انتظامات تھے۔
4۔ مکرم میاں رفیق احمد صاحب ان کے سپرد روٹی پلانٹ کا بنانا تھا۔

اس کے بعد دسمبر 1991ء تک مختلف کاموں کی مہارت رکھنے والے اور مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے احباب باری باری مسلسل قادیان جاتے رہے اور اپنا اپنا کام کر کے واپس آتے رہے۔ ان میں آرکیٹیکٹ، انجینئر، مکینک، پلمبر، راج، کارپینٹر، الیکٹریشن، سینٹری کے کاریگر، نانبائی، باورچی، قصاب، ڈاکٹرز، مرکزی دفتروں کے کارکن اور متفرق احباب سبھی شامل تھے۔

حیدر آباد دکن سے مکرم ظہور الدین صاحب انجینئر اور اڑیسہ سے سول انجنیئر مکرم فیروز صاحب تشریف لائے اور 32 کواٹرز کی تکمیل کا کام انہوں نے سنبھالا۔

مرکزی کمیٹی کے تینوں ممبران نے مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان اور صدر انجمن احمدیہ کے مختلف ناظران اور افسران صیغہ جات اور افسران صاحب جلسہ سالانہ قادیان مکرم منظور احمد گجراتی صاحب اور ان کے ناظمین جلسہ سالانہ کے ساتھ مل کر جلسہ سالانہ کی منصوبہ بندی کا کام شروع کر دیا۔

مرکزی وفد نے 4 مئی 1991ء تا 12 جون 1991ء تک قادیان میں قیام کیا اور جلسہ سالانہ 1991ء کی ممکن منصوبہ بندی کی۔ وفد نے اس منصوبہ بندی پر مشتمل اپنی پہلی رپورٹ 91-5-7 کو حضور انور کی خدمت میں بذریعہ fax بھجوائی جو 13 صفحات پر مشتمل تھی۔

اسی رپورٹ میں جلسہ گاہ دارلانوار میں چار گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر، بیت نور کی مرمت، بیت الانوار کی مرمت، دارالضیافت کے علاوہ بالمقابل مکان حضرت مولانا سرور شاہ صاحب ایک لنگر اور محلہ ناصر آباد میں دوسرے لنگر خانہ کے قیام کی تجویز، مہمانوں کی قیامگاہوں کا نقشہ، (مع تعداد مہمانان جو ان قیامگاہوں میں ٹھہر سکیں گے) مختلف جگہوں پر 150 چھولداریاں لگانے کی تجویز، بیرکس کی تعمیر، کالونی 32 کوارٹرز (متصل قبرستان عام) کے بارے میں سفارشات۔

بیت قصیٰ، بیت مبارک، دارالمسیح کی جلسہ سے قبل Restoration اور اسکے Sewerage کے انتظامات کے متعلق سفارشات۔ 20 سے 30 ہزار کس کے کھانے کی تیاری اور قیام و طعام کے جملہ انتظامات (خرید اجناس، حصول خیمہ جات و شامیانے، روشنی، آب رسانی، پرالی، خرید دیگ وغیرہ، خرید برتن Stainless steel، لنگروں کی تعمیر، جنریٹرز کے انتظام، ٹرانسپورٹ کا انتظام، خرید Pick up، تیاری 1000 بستر) کے بارے میں سفارشات پیش کی گئیں۔ جن کو بالعموم حضور انور نے منظور فرمایا۔ اور ان کے بارے میں حضور انور کا جواباً مندرجہ ذیل خط موصول ہوا۔

لندن

مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی مراسلہ (رپورٹ) بذریعہ فیکس 91-05-17 از قادیان مشتمل بر 13 صفحات موصول ہوئی۔ آپ کے مشورے عمومی طور پر منظور ہیں۔ بعض جگہ میں نے ان پر نوٹس دیئے ہیں جو آپ کو بھجوائے جارہے ہیں اس کے علاوہ حسب ذیل امور بھی پیش نظر رکھیں۔

گیسٹ ہاؤسز کے بارہ میں ایک قابل غور بات یہ ہے کہ ان کو دارالانوار کی بڑی سڑک پر رکھا جائے یا مکانات کو۔ چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ کا رحجان اس طرف ہے کہ مکانات کو باہر کی سڑک پر رکھنا زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ روزمرہ استعمال ہوتے ہیں اس طرح نگرانی رہے گی۔ اور گیسٹ ہاؤسز اندر کی طرف ہوں۔ مکانیت کے لحاظ سے یہ ممکن ہوگا یا نہیں اس میں کیا ترمیم کرنی پڑے گی۔ اس بارہ میں اگر کوئی دقتیں ہوں تو 91-5-27 تک انتظار کرلیں۔ چوہدری عبدالرشید صاحب خود وہاں تشریف لارہے ہیں۔ موقعہ پر افہام و تفہیم سے معاملہ طے ہو جائے گا۔

لنگر خانوں کے متعلق جو تجویز دی گئی ہے اس میں جہاں دو مکان منہدم کر کے دوسری جگہ لے جانے کی تجویز ہے اور لنگر خانہ کے لئے ایک جگہ تجویز ہوئی ہے اس سلسلہ میں عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ کا خیال ہے کہ لنگر خانہ کو ساتھ کے رستہ کے بالمقابل دو کنال زمین پر منتقل کر دیا جائے تو موزوں رہے گا اور یہ سارا پلاٹ مکانات یا بیرکس وغیرہ کے

لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت میں جن دو مکانات کو منہدم کرنا ہے ان کو بھی اس جگہ کی تعمیر کی سکیم میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

مکرم عبد الرشید صاحب آرکیٹیکٹ وہاں آ رہے ہیں مزید مشورہ وہاں سے موقع پر دے دیں گے۔ Overhead tank سے متعلق بھی عبد الرشید صاحب آرکیٹیکٹ سے مشورہ کر لیں۔

مذکورہ بالا ترمیم یا مزید غور کے قابل امور کے علاوہ باقی تمام تجاویز منظور ہیں۔ اب وقت کم ہے فوری کام ہونا چاہیئے۔

والسلام

خاکسار

دستخط (حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع)

وفد نے اپنی دوسری رپورٹ 91-02-17 کو حضور انور کی خدمت میں بھجوائی۔ یہ رپورٹ بھی 13 صفحات پر مشتمل تھی۔ اس رپورٹ میں قادیان میں تعمیرات کی نگرانی کا نظام تجویز کیا گیا۔ جلسہ گاہ کے انتظامات کے متعلق سفارشات پیش کی گئیں۔ نیز جلسہ پر کن زبانوں میں ترجمانی ہو گی۔ ملکی شوریٰ کے انعقاد کے لئے تاریخ تجویز کی گئی۔ انڈیا میں متعیّن مبلغین کو جلسہ پر قادیان بلوانے کے متعلق سفارش۔ جلسہ گاہ مردانہ وزنانہ کی تیاری کے اخراجات، اس دوران انڈیا کے صوبائی امراء کا اجلاس قادیان میں منعقد ہوا۔ ان کے مشورے اور ان کو دی گئی ہدایات کے بارے میں رپورٹ۔

چار گیسٹ ہاؤسز، ہائی سکول کی عمارت، 32 کوارٹرز کی تعمیر، بیت اقصیٰ کے تہہ خانہ کی تعمیر اور بیت اقصیٰ کے جنوب کی طرف عارضی بیوت الخلاء کی تعمیر، قادیان میں روٹی پلانٹ اور ترجمانی کے آلات کی تیاری، 3 جنریٹرز کی خرید کے متعلق سفارش، قادیان میں انٹرنیشنل فون اور فیکس جلسہ سے قبل لگوانے کے متعلق سفارش، صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پاس موجود ٹرانسپورٹ کے علاوہ مزید دو کاریں اور ایک پک اپ خریدنے کی سفارش، نئے گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر کے متعلق مکرم عبد الرشید صاحب آرکیٹکٹ کے ساتھ مل کر کمیٹی نے جو سفارشات تیار کیں، 32 کوارٹرز کے لئے پانی کی فراہمی کے انتظامات کے بارے میں سفارشات۔

حضور انور کی طرف سے ان سفارشات پر منظوریاں موصول ہونے کے بعد وفد 91-6-19 کو پاکستان واپس آگیا۔ اس دوران خطوط، فیکس اور فون کے ذریعہ قادیان سے رابطہ رہا اور کی پیش رفت سے متعلق اطلاعات ملتی رہیں۔

مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب اور مکرم مرزا غلام احمد صاحب دوسری بار اکتوبر 1991ء اور تیسری بار نومبر 1991ء میں قادیان گئے اور قادیان میں جلسہ کی تیاری کا جائزہ لیا اور حسب ضرورت ہدایات دیں۔ اس دوران جلسہ کے ناظمین کے ساتھ اجلاسات کئے اور ان کے کاموں کی پیش رفت کا جائزہ لیا اور ربوہ آکر کام کی پیش رفت کی رپورٹ حضور انور کی خدمت میں بھجوائی اور بعض مزید سفارشات بھی پیش کیں۔ اسی طرح نومبر 1991ء میں ربوہ سے نور ہسپتال قادیان کو بعض مزید سہولتیں بھی مہیا کرنے کے لئے سفارشات حضور انور کی خدمت میں بھجوائی گئیں۔

اس جلسہ کے لئے حضور انور نے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کو افسر رابطہ جلسہ سالانہ مقرر فرمایا۔

(رپورٹ دورہ قادیان 1991ء مرتبہ ہادی علی چوہدری صاحب صفحہ 216 تا 226)

چنانچہ جلسہ سالانہ قادیان 1991ء کے موقع پر مذکورہ بالا تمام انتظامات کی نگرانی کی خاکسار کو توفیق ملی۔

دورہ قادیان سے واپسی پر حضورؒ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 17 جنوری 1992ء بمقام بیت فضل لندن میں فرمایا:

”الحمدللہ کہ قادیان کے تاریخی اور تاریخ ساز سو سالہ جلسہ میں شمولیت کے بعد ہمارا وفد خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بخیر و خوبی اس عارضی دار ہجرت میں واپس پہنچ چکا ہے۔ یہ جلسہ بہت ہی مبارک تھا، بہت سی برکتیں لے کر آیا اور بہت سی برکتیں حاصل کرنے والا تھا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس جلسہ کی برکات اور اس کے بعد اترنے والے اللہ کے فضل ہماری اگلی صدی کے گھروں کو بھر دیں گے اور اس کے بہت دور رس نتائج ظاہر ہوں گے۔

اس سلسلہ میں میں مختلف پہلوؤں سے جماعت کو آگاہ کر چکا ہوں کہ جماعت احمدیہ کی اس نئی صورتحال میں کیا کیا ذمہ داریاں ہیں۔ مختصراً بعض امور سے متعلق آج بھی میں اس مسئلہ پر گفتگو کروں گا لیکن اس سے پہلے میں ان تمام احباب جماعت کا شکریہ ادا کرنا

چاہتا ہوں جنہوں نے اس جلسہ کو کامیاب بنانے میں بھرپور محنت اور اخلاص اور لگن اور وفا کے ساتھ حصہ لیا اور غیر معمولی قربانی کا مظاہرہ کیا۔ کچھ کام کرنے والے تو ایسے تھے جو لمبے عرصہ سے قادیان کے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کیلئے منصوبے بھی بنا رہے تھے، ان پر عمل درآمد کرنے میں بھی حصہ لے رہے تھے اور کافی لمبے عرصے تک کی یہ خاموش خدمت اس جلسہ کی کامیابی پر منتج ہوئی ہے اور خدمت کرنے والے بعد میں شامل ہوئے۔ قافلہ در قافلہ خدمت کرنے والوں کا ہجوم بڑھتا رہا لیکن آغاز میں کچھ ایسے افراد کو خدمت کا موقع ملا ہے جو ایک لمبے عرصہ سے مسلسل بڑی محنت اور توجہ اور حکمت کے ساتھ اپنے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔پاکستان سے چوہدری حمید اللہ صاحب اور میاں غلام احمد صاحب نے بڑے لمبے عرصہ تک بہت محنت کی ہے اور قادیان جاکر وہاں کے مسائل کو سمجھا اور میری ہدایات کے مطابق ہر قسم کی تیاری میں بہت ہی عمدہ خدمات سرانجام دی ہیں ورنہ قادیان کی احمدی آبادی اتنی چھوٹی ہے کہ ان کے بس میں نہیں تھا کہ اتنے بڑے انتظام کو سنبھال سکتے۔ تمام مرد وزن، بچے ملا کر اس وقت کل 1800 کی تعداد میں قادیان میں درویش اور بعد میں آنے والے بس رہے ہیں اور اتنا بڑا جلسہ جس میں تقریباً بیالیس ہزار مہمان شرکت کر رہے تھے اسے سنبھالنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔“

(خطبات طاہر جلد 11 صفحہ 23-24)

# صد سالہ جشن تشکر کے سلسلہ میں خدمت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1973ء کے جلسہ سالانہ کی تقریر میں جماعت احمدیہ کے قیام پر 23-اگست 1989ء کو صد سالہ جشن تشکر منانے کی تحریک فرمائی۔ 1974ء کی شوریٰ میں اس صد سالہ جشن تشکر کے منانے کے سلسلہ میں منصوبہ بندی اور اُس پر عمل درآمد کے لئے ایک کمیٹی مقرر فرمائی جس کا صدر حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب آف فیصل آباد کو مقرر فرمایا اور خاکسار کو اس کمیٹی کا سیکریٹری مقرر کیا گیا۔

مؤرخہ 21 جنوری 1987ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کو اور خاکسار کو لندن آنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ہم جنوری میں ہی لندن پہنچ گئے۔ مجھے حضور نے امریکہ جانے کا ارشاد فرمایا۔ صد سالہ جوبلی منصوبہ بندی کمیٹی کے اجلاس وہاں محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نائب صدر کمیٹی کی صدارت میں ہو رہے تھے۔ حضور کا منشاء تھا کہ چونکہ پاکستان میں میں نے سیکرٹری منصوبہ بندی کمیٹی کے طور پر کام کیا ہوا تھا اور بہت سی منصوبہ بندی کا مجھے علم تھا اور میں بیرون پاکستان کمیٹی کا صدر بھی تھا اسلئے صد سالہ جوبلی منصوبہ کی تکمیل کے لئے کمیٹی کے اجلاسات میں شامل ہو جاؤں۔ دوسرے وقت بھی تھوڑا تھا، منصوبہ جلد مکمل ہونا چاہیے تھا۔ وہاں کمیٹی کے دوسرے ممبر مکرم صاحبزاہ مرزا مظفر احمد صاحب، مکرم شیخ مبارک احمد صاحب، مکرم عابد حنیف صاحب، مکرم سید جلید احمد صاحب (حال پرنسپل نصرت جہاں اکیڈیمی ربوہ) اور مکرم مشتاق احمد شائق صاحب سیکرٹری تھے۔ کئی لمبے لمبے اجلاس ہوئے اور منصوبہ کو آخری شکل دینے کی سب کو توفیق ملی۔ بعدہٗ یہ منصوبہ کتابی شکل میں شائع بھی ہو گیا جو خلافت لائبریری ربوہ میں موجود ہے۔ یہ کتاب "Plan of Aḥmadiyya Muslim Centenary Thanksgiving Celebrations" کے نام سے شائع شدہ ہے۔

دراصل 1986ء کی انٹر نیشنل مجلس شوریٰ میں صد صالہ جوبلی منصوبہ اور جوبلی منانے کا سوال اٹھا تھا تو بیرون پاکستان نئی کمیٹی مقرر ہوئی تھی جسکا مجھے صدر مقرر کیا گیا۔ مکرم مرزا مظفر احمد صاحب کو نائب صدر، مکرم مشتاق احمد شائق صاحب کو سیکرٹری اور اسکے علاوہ بعض دوسرے ممبران مقرر کئے گئے۔

لندن میں 85-84 اور 87ء میں قیام کے دوران صد سالہ جوبلی منانے اور جشن تشکر کے سلسلہ میں حضور کی زیر ہدایت منصوبہ بندی کا کام ہوتا رہا جس میں ایک کام مرکزی سطح پر ملکوں میں نمائش کا اہتمام تھا۔ تقاریر، چارٹس، کتب، جماعتی مساعی وغیرہ کی نمائش مد نظر تھی۔ اس منصوبہ کی تکمیل لندن میں ہی ہو گئی تھی مکرم منیر الدین شمس صاحب مکرم اظہر احمد صاحب اور بعض دوسرے دوستوں پر مشتمل ایک کمیٹی حضورؒ نے مقرر فرمائی تھی۔ جس نے اس کو آخری شکل دی۔

1989ء جماعت کی صد سالہ جوبلی کا سال تھا۔ ساری دنیا میں جوبلی کی تقریبات ہوئیں۔ ربوہ میں حکومت نے جوبلی کی تقریبات پر پابندی لگا دی کہ نہ چراغاں کر سکتے ہیں نہ جھنڈیاں لگا سکتے ہیں نہ کھانا یا مٹھائی تقسیم کر سکتے ہیں نہ کوئی اور تقریب منعقد کر سکتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جماعتی عمارات پر اور ذاتی عمارات پر چراغاں کے مکمل انتظامات ہو چکے تھے lightsلگ چکی تھیں لیکن حکومت کی پابندی کی وجہ سے ان lightsکو جلا نہ سکے۔ اہل ربوہ کو اس کا سخت دکھ تھا بلکہ اب تک دُکھ ہے۔

# 1974ء کے ہنگامی حالات میں ڈیوٹی

1974ء مئی کے آخر میں (غالباً 29 مئی تھی) جس دن ربوہ ریلوے سٹیشن پر ربوہ کے لڑکوں اور نشتر میڈیکل کالج کے لڑکوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ اُس دن کالج میں موسم گرما کی تعطیلات سے پہلے آخری Working dayتھا۔ اس لئے کالج کے سب طلبہ کیمسٹری تھیٹر میں اکٹھے ہوئے اور اساتذہ نے ضروری نصائح کیں۔ خاکسار نے بھی اس دن تقریر کی تھی۔ 11 یا ساڑھے 11 بجے صبح کے لگ بھگ وقت ہو گا خاکسار کالج سے فارغ ہو کر اپنے گھر دارالصدر جنوبی کو آ رہا تھا۔ ریلوے کراسنگ سے جب خاکسار گزر رہا تھا تو کسی نے ذکر کیا کہ ریلوے سٹیشن پر لڑکوں کی لڑائی ہوئی ہے اور گاڑی رُکی ہوئی ہے۔ تفصیلات کا نہ کسی نے ذکر کیا اور نہ خاکسار نے پوچھیں۔ میری اہلیہ صاحبہ کا چند روز پہلے ہی لاہور میو ہسپتال میں Thyroidکا آپریشن ہوا تھا اس لیے خاکسار ان کی طبیعت کی کمزوری کی وجہ سے زیادہ تر گھر پر ہی رہتا تھا اور ان کی کچھ مدد کر دیتا تھا۔

دوپہر کے وقت صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کا فون آیا کہ ہم یہاں پھنسے ہوئے ہیں اور تم گھر بیٹھے ہوئے ہو۔ چنانچہ خاکسار اُن کے پاس دفتر پرائیوٹ سیکرٹری میں چلا گیا اور جو بھی مدد ممکن تھی کرتا رہا۔ پہلے چند دن تو پرائیوٹ سیکرٹری کے ملاقات والے کمرے میں کام کرتے رہے۔ یہ جگہ تنگ تھی پھر اس کوارٹر میں یہ دفتر منتقل ہو گیا جہاں مکرم بشیر احمد رفیق صاحب کی رہائش تھی جس میں بعد میں قریشی افتخار علی صاحب رہے ہیں۔ اس دفتر میں بہت سے دوست خاکسار کی معاونت کرتے رہے جو نام یاد ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

عزیزم مرزا محمود احمد صاحب مربی سلسلہ، عزیزم ناصر احمد شمس صاحب مربی سلسلہ حال سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ، عزیزم بشارت احمد محمود صاحب (اب نائب ناظر اصلاح وارشاد

مرکزیہ ہیں)، عزیزم عبد الخالق بنگالی صاحب حال مقیم لندن، دفاتر میں سے بہت سے کارکن تھے جن میں سے مندرجہ ذیل نام یاد ہیں۔

مکرم تنویر احمد صاحب، مکرم جماعت علی شاہ صاحب، مکرم شوکت احمد بٹ صاحب اور مکرم سلیمان احمد صاحب (دفتر قضاء) جو ریکارڈ کے سلسلہ میں کام کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے درونِ خانہ مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم اور مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم معاونت کر رہے تھے اور باہر کے دفتر میں تمام کام خاکسار کی زیر نگرانی ہوتا رہا۔

اس دفتر کا ایک حصہ جماعتوں سے آئے ہوئے نوجوان تھے (جو زیادہ تر ضلع سرگودھا سے تعلق رکھتے تھے) جن کو متاثرہ جماعتوں میں دریافت احوال، ہدایات، ان کی مدد اور خورد و نوش کی اشیاء وغیرہ مہیا کرنے کے لیے بھجوایا جاتا تھا۔ یہ کافی نازک کام تھا مخالف ماحول میں جا کر حسب منشاء کارروائی کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان عزیزوں نے اس کام کو بہت عمدگی سے سرانجام دیا۔

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف رونما ہونے والے واقعات کا ایک تاریخوار جائزہ فسادات کے بعد ''روزنامچہ'' کے نام سے شائع ہوا وہ اسی دفتر کا تیار شدہ تھا جسے غالباً مکرم ناصر احمد شمس صاحب مربی سلسلہ حال سیکریٹری فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ نے تیار کیا تھا۔

## دارالضیافت میں خدمت

نومبر 1974ء میں خاکسار نے جب دارالضیافت کا چارج لیا تو بہت سے کام ہونے والے تھے۔ فوری طور پر صرف اتنا کام کیا کہ چار دیواری جو کئی جگہوں سے ٹوٹی ہوئی تھی اس کی مرمت کروادی اور باڑ جو بڑھ کر بہت اُونچی ہو گئی تھی اس کو کٹوا دیا۔ جلسہ سالانہ بہت قریب تھا اور ساری توجہ اس طرف تھی اس لیے مزید کوئی خاص کام نہ کر سکا۔ اس دوران حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے حضورؒ کا یہ پیغام دیا کہ میں نے ان کے سپرد کام کیا تھا مگر انہوں نے کوئی رپورٹ ہی نہیں دی۔ خاکسار نے گزارش کی کہ جلسہ سالانہ سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہوں گا۔ جلسہ سالانہ کے بعد دارالضیافت میں بہتری کے لئے حضور کے ارشادات اکٹھے کئے۔ ریکارڈ تو زیادہ نہ مل سکا لیکن جن زبانی باتوں کا علم ہوا ان کو بھی نوٹ کر لیا۔ چنانچہ مزید کمروں کی تعمیر، بیوت الخلا

کی تعمیر، فلش سسٹم، واٹر سپلائی، رنگ وروغن، فرنیچر، چارپایوں، بستروں برتنوں وغیرہ کی ضرورتوں کی سکیم تیار کی اور حضور سے ملاقات کا وقت لیا۔ یہ فروری 1975ء کی بات ہے جب ملاقات کے لئے جانے لگا تو مجھے خیال آیا کہ جو اخراجات کا اندازہ ہے معلوم نہیں یہ رقم یکشمت ملے یا قسطوں میں۔ اس لیے میں نے منصوبے کے phase بنا لیے۔ جب حضور کی خدمت میں منصوبہ پیش کیا تو حضور نے اس کو بعینہٖ منظور فرما لیا بلکہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو ارشاد فرمایا کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں جتنے تیار لحاف موجود ہیں وہ دارالضیافت کو دے دیں۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ان لحافوں کی تعداد 141 تھی۔ تعمیرات اور مرمتوں میں وقت لگنا تھا اور جماعت کی مشاورت قریب تھی۔ چنانچہ حضورؒ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ مشاورت سے پہلے سفیدی کروا دیں اور دروازے کھڑکیاں دھلوا دیں۔ چنانچہ یہ کام مشاورت سے پہلے کروائے گئے۔ چارپائیاں تھوڑی تھیں اسلئے مشاورت کے موقع پر مہمانوں کے لیٹنے کیلئے کمروں میں لحاف بچھا کر اُوپر چادریں بچھا دیں۔ فوری طور پر گہرے گڑھے کھدوا کر پختہ بیوت الخلاء بنوا دی گئیں۔ ان کو دروازے لگوا دیئے۔ یہ سب وقتی انتظام تھا۔ بہر حال یہاں سے مہمان بالعموم مطمئن گئے۔ نمائندگان شوریٰ کی دعوت بھی احاطہ دارالضیافت کے اندر ہی فرش پر ہوئی۔

شوریٰ کے بعد منصوبہ پر عملدرآمد شروع ہوا۔ دفتر کے ساتھ مغرب کی طرف چھوٹے کمروں میں فلش سسٹم جاری ہوا، واش بیسن اور شاور لگے۔ دفتر کے مشرق کی طرف چار ڈبل بیڈ روم مع ملحق غسلخانے بنے۔ سامنے ان کے برآمدہ بنا۔ تین فیملی کوارٹرز کی بیوت الخلاء میں فلش لگا۔ جنوبی بلاک کے (بڑے کمروں) کے جنوب اور شمال میں برآمدہ بنا۔ بیوت الخلاء اور غسلخانوں کا الگ بلاک بنا جسکو corridor کے ذریعہ نئی عمارت سے ملایا گیا اور انتظار گاہ بنی۔ دو ڈائننگ ہال تھے جن کے ڈائننگ ٹیبل اور کرسیاں بنیں۔ ان میں ایک وقت میں سو سے زائد مہمان کھانا کھا سکتے تھے۔

Stainless steel کے برتن خریدے گئے۔ ان کی خرید میں مکرم میاں غلام احمد صاحب مرحوم آف انصاف کمپنی فیصل آباد نے بہت تعاون کیا۔ مکرم ظفر اللہ چیمہ صاحب آف فیصل آباد کے چھوٹے بیٹے نے بھی مدد کی لیکن ان کا نام یاد نہیں۔ لحاف، گدّے، تکیے، چارپائیاں، بستروں کی چادریں اور کھڑکیوں دروازوں کا روغن اور اسی طرح دوسری ضروریات پوری کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دسمبر 1975ء سے پہلے پہلے یہ منصوبہ مکمل ہو گیا۔ lawn میں گھاس، شجرکاری

اور پھول وغیرہ لگانے کی طرف بھی توجہ دی گئی۔ مشرقی حصہ میں خالی جگہ پر سبزیاں بھی کاشت کی گئیں۔ عمارت کے ساتھ کچے صحن کو پختہ کیا گیا۔ اسکے بعد بھی تعمیرات کا سلسہ جاری رہا۔ تین فیملی کوارٹرز کے ساتھ چوتھا فیملی کوارٹر اور دو کمرے بنے۔ چوتھے فیملی کوارٹر کے ساتھ چار کمرے بنے جن میں معمر دوست جن کو دارالضیافت میں ٹھہرایا گیا تھا ان کو ٹھہرایا جاتا۔ جنوبی لان کو ٹھیک کیا گیا۔ اسی طرح بہت سے متفرق کام کروائے گئے۔ 1974ء کے بعد ربوہ میں پہلی دفعہ ریزیڈنٹ مجسٹریٹ کا تقرر ہوا۔ جو میونسپل کمیٹی کے بھی نگران تھے۔

ستمبر 1979ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ فرمانے لگے پہلے میں نے بات کرنی ہے پھر مجھے بھول نہ جائے۔ فرمایا کہ دارالضیافت کے جانب مشرق میں جو خالی جگہ پڑی ہوئی ہے اس پر تعمیر کرنی ہے۔ نقشے وغیرہ بنالیں رقم میں آپ کو اپریل 1980ء میں دے دوں گا۔

چنانچہ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب اور خاکسار نے مل کر اس کا نقشہ بنایا اور حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے بعض ترامیم کرنے کا فرمایا۔ وہ کرنے کے بعد نقشہ منظور ہوا۔ یہ کام اکتوبر 1979ء میں مکمل ہو گیا۔ اسکے بعد چوہدری عبداللطیف صاحب اوورسیئر سے میونسپل کمیٹی میں پیش کرنے کے لئے نقشے تیار کروالئے کہ جب مناسب موقعہ ہو گا منظوری کے لئے میونسپلٹی میں داخل کر دیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے حالات میں تبدیلی اس طرح آئی کہ دسمبر 1979ء کے شروع میں مجسٹریٹ کا تبادلہ ہو گیا ان کی جگہ نئے مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ جلسہ بالکل قریب تھا اس لئے اس معاملہ کو اٹھانا مناسب نہ سمجھا گیا۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد نئے آر۔ ایم صاحب کو دارالضیافت میں تشریف لانے کی درخواست کی گئی جو انہوں نے منظور کر لی۔ ان کو دارالضیافت کا ایک چکر لگوایا اور مشرقی خالی جگہ بھی دکھائی اور بتایا کہ مہمانوں کے لئے جگہ کم ہے اور اب اس جگہ نئی عمارت بنانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے چنانچہ نقشہ داخل کر دیا گیا جو چند دن میں منظور ہو گیا۔ صدر انجمن احمدیہ میں اخراجات کا اندازہ بھجوایا گیا انہوں نے بھی منظور کر لیا اور حضور انور کی آخری منظوری بھی ہو گئی۔

جدید بلاک کا سنگ بنیاد رکھنے کیلئے کسی تقریب منعقد کرنے کا کوئی پروگرام نہ تھا لیکن اچانک حضور کا ارشاد موصول ہوا کہ حضور خود بنیاد رکھیں گے۔ چنانچہ دن اور وقت طے ہو گیا۔ غالباً

18جون 1980ء کی تاریخ تھی۔ حضور سنگ بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لائے۔ حضور بنیاد میں اترے اور مجھ سے دیافت فرمایا کہ اینٹ کہاں رکھنی ہے۔ خاکسار نے مغربی دیوار کے شمالی حصہ میں اینٹ رکھنے کی درخواست کی۔ ایک ایک کر کے خاکسار نے تین اینٹیں حضور کی خدمت میں پیش کیں جو حضور نے خاکسار کی درخواست کے مطابق بنیاد میں رکھیں اور دعا کروائی۔ بہت سے بزرگوں کو اس موقع پر دعا میں شمولیت کے لئے بلایا گیا جن میں حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ بھی شامل تھے۔ سنگ بنیاد کی اس تقریب کی روئیداد سلسلہ کے لڑیچر میں شائع نہیں ہوئی۔

بنیاد رکھنے کے ساتھ ہی تعمیر کا کام تیزی سے شروع ہو گیا۔ یہ مد نظر تھا کہ جلسہ سے قبل عمارت مکمل ہو جائے اور جلسہ کے موقع پر مہمانوں کے ٹھہرنے کے لیے استعمال ہو سکے۔

غالباً جولائی میں حضور بیرون پاکستان دورہ پر تشریف لے گئے۔

پرانا قصرِ خلافت گر چکا تھا اور حضور احاطہ قصر خلافت میں نئے تعمیر شدہ گیسٹ ہاؤس (سرائے محبت نمبر2) میں منتقل ہو چکے تھے اس گیسٹ ہاؤس میں گزشتہ جلسہ 1979ء تک ممالک بیرون سے آنے والی خواتین جلسہ سالانہ کے موقع پر قیام کرتی تھیں۔

جدید بلاک دارالضیافت کی تعمیر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب نائب ناظر دارالضیافت اور خاکسار نے سر پر کھڑے ہو کر کروائی اور بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم دونوں نے ایک دن بھی ضائع نہیں ہونے دیا۔ کوئی ایسا مرحلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہیں آیا کہ کسی قسم کے مٹیریل کی فراہمی میں کوئی وقفہ آیا ہو اور کام رکا ہو۔ ان دنوں سیمنٹ ضرورت کے مطابق مہیا کرنے کے لئے بڑی تگ و دو کرنی پڑی۔ تعمیر کے ساتھ ساتھ اس بلاک کی ضرورت کے مطابق فرنیچر، بستر اور کھڑکیوں کے پردے بھی تیار ہو رہے تھے۔

جب حضور غیر ملکی دورہ سے واپس آئے تو صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب حضور کا پیغام لے کر آئے کہ حضور دریافت فرماتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر غیر ملکی خواتین کہاں ٹھہریں گی؟ خاکسار نے ان سے کہا کہ حضور کی خدمت میں گزارش کر دیں کہ غیر ملکی خواتین دارالضیافت کے جدید بلاک میں (جو زیر تعمیر ہے) ٹھہریں گی۔ اس وقت عمارت کے فرشوں کے chipsڈالنے کا مرحلہ چل رہا تھا۔ چنانچہ انہوں نے حضور کی خدمت میں گزارش کر دی۔

قریباً دو ہفتے گزرے ہوں گے تو صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب پھر حضور کا پیغام لے کر آئے کہ حضور دریافت فرما رہے ہیں کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر غیر ملکی خواتین کہاں ٹھریں گی؟ خاکسار نے پھر پہلے والا جواب دیا کہ غیر ملکی خواتین دارالضیافت کے جدید بلاک میں (جو زیر تعمیر ہے) ٹھہریں گی۔ صاحبزادہ مرزا لقمان صاحب نے مجھے بتایا کہ حضور نے چند دنوں کے بعد تیسری دفعہ پھر وہی سوال کیا تھا تو انہوں نے عرض کر دیا تھا کہ جب آپ جلسہ سالانہ کے انتظامات کے معائنہ پر جائیں گے تو خود ملاحظہ فرمالیں گے۔ جب حضور معائنہ پر تشریف لائے تو آپؒ نے فرمایا کہ عمارت نئی ہے، گیلی ہے اور ٹھنڈی ہے۔ اسلئے اُپلوں کی ہلکی آگ سب کمروں میں جلادیں تا کہ نمی خشک ہو جائے اور کمرے گرم ہو جائیں۔

جب 22 دسمبر 1980ء کو حضور معائنہ کے لیے تشریف لائے تو دارالضیافت کے جدید بلاک کا بھی معائنہ فرمایا۔ نہ صرف تعمیر مکمل ہو چکی تھی بلکہ بلاک میں رنگ روغن بھی ہو چکا تھا اور کمرے پوری طرح آراستہ تھے۔ حضور نے جنوبی جانب کچن کے ساتھ کمرہ نمبر 1 اندر جا کر دیکھا۔ اس کا غسلخانہ بھی اندر جا کر دیکھا کمرے کے اندر حضور اور میرے علاوہ مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب بھی تھے حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اس وقت لجنہ کی منتظمات اس قیامگاہ کا چارج لے چکی تھیں اور وہاں موجود تھیں ڈرائنگ روم میں حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ بھی تشریف لائی ہوئی تھیں۔ حضور کارکنان کے کمرہ میں بھی تشریف لے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ آخری دفعہ غالباً 21 مئی 1982ء کو دارالضیافت تشریف لائے۔ جب آپ نے محترمہ آپا طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ سے شادی کی تو خیال تھا کہ دارالضیافت حضور کی اور محترمہ بیگم صاحبہ کی دعوت کرے۔ صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب اس وقت میرے ساتھ دارالضیافت میں ہی کام کرتے تھے۔ ان کو اس تجویز کا علم تھا۔ خود ذکر کرتے ہوئے میں جھجکتا تھا۔ صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب دفتر سے گھر گئے تو انہوں نے حضور سے عرض کیا کہ چوہدری صاحب کا ایک خط میں کل لے آؤں گا لیکن آپ نے انکار نہیں کرنا۔ چنانچہ اگلے دن خاکسار نے حضور کی خدمت میں درخواست لکھ دی جو حضور نے از راہ شفقت منظور فرمالی۔ دو حصوں میں کھانے کا انتظام کیا گیا مردوں کے لئے دارالضیافت کے جدید بلاک میں اور عورتوں کے لیے سرائے محبت (گیسٹ ہاؤس صدر انجمن احمدیہ) میں۔

حضور اور سب مہمان کھانے سے پہلے جدید بلاک کے صحن میں تشریف فرما ہوئے۔ جہاں نشست کا انتظام کیا گیا تھا۔

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے صدر انجمن کے ناظران، تحریک جدید کے وکلاء اور وقف جدید سے صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ مدعو تھے۔ ممکن ہے چند اور مہمان بھی ہوں خواتین کے حصہ کا یاد نہیں کہ کون کون خواتین مدعو تھیں۔

جدید بلاک کے دروازے پر میں نے حضور کا استقبال کیا اس دن حضور پر کوئی الگ ہی کیفیت طاری تھی۔ بہت کم باتیں کیں۔ صحن میں جب بیٹھے ہوئے تھے تو خاکسار پیچھے کھڑا تھا فرمانے لگے جب کسی تقریب میں جانا پڑتا ہے تو پھر ڈاک کا کام رہ جاتا ہے۔ ڈائننگ ہال کے اندر جا کر کھانے کے وقت حضور زیادہ تر خاموش رہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ سے ہی جتنی گفتگو کی، کی۔ دعا کے بعد جب رخصت ہوئے تو دروازہ کے باہر خاکسار حضور کے پیچھے کھڑا تھا، میرا پوچھا میں سامنے آیا تو شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ دارالضیافت کا شکریہ تو چلتا رہتا ہے۔ پھر کار میں بیٹھ گئے اور بیگم صاحبہ کو لینے سرائے محبت تشریف لے گئے۔

اگلے دن حضور مع بیگم صاحبہ اسلام آباد تشریف لے گئے جہاں حضور کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ تقریب آخری تقریب تھی جس میں حضور شریک ہوئے۔

حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی علالت کے دوران دعاؤں کے علاوہ ساری جماعت ہی کسی نہ کسی طرح خدمت بجالاتی رہی۔ ڈاکٹر صاحبان جو بیرون ربوہ سے تشریف لاتے تھے، ان کے قیام و طعام کے انتظامات میں دارالضیافت بھی حصہ لیتا رہا۔ حضور کے دل میں سب خدمت کرنے والوں کے لئے شکر گزاری کے جذبات تھے جن کا اظہار حضور کی طرف سے ہوتا رہا۔

جب حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی وفات ہوئی تو حضور نے مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کو اور مجھے قبر کی جگہ کی نشاندہی کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس ہدایت کے ساتھ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کے مزار کے ساتھ مشرق کی طرف ایک قبر کی جگہ چھوڑ کر، ہماری نشاندہی کے مطابق قبر کھودی گئی۔ جو ایک قبر کی جگہ خالی چھوڑی گئی تھی وہاں بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ دفن ہوئے۔

حضور بعد نماز عشاء گھر میں بھی کچھ وقت تشریف رکھتے تھے اور بعض تعزیت کرنے والے اس وقت بھی مل لیتے تھے تدفین سے اگلے دن عشاء کے بعد خاکسار حاضر ہوا تو اس وقت کمرہ میں مکرم چوہدری انور حسین صاحب مرحوم، مکرم غلام سرور صاحب اور شیخوپورہ کے بعض دیگر دوست تشریف رکھتے تھے۔ سلام عرض کر کے میں آخر پر بیٹھ گیا۔ حضور نے فرمایا آپ آگے آکر بیٹھ جائیں۔ چنانچہ خاکسار کچھ آگے آکر بیٹھ گیا تو فرمایا کہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔ چنانچہ خاکسار حضور کے ساتھ بیٹھ گیا۔ یہ حضور کا محبت کے اظہار کا اپنا ایک انداز تھا۔ اور کئی دفعہ ایسے مواقع پیش آئے۔

دارالضیافت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مختلف مواقع پر تشریف لاتے رہے۔ ایک تو شوریٰ کے نمائندگان کی دعوتوں کے موقع پر 1975ء، 1976ء، 1977ء، 1978ء، 1979ء، 1980ء، 1981ء اور 1982ء میں۔ پھر 1980ء میں جدید بلاک کے سنگ بنیاد کے موقع پر پھر دوسری شادی کے بعد دعوت کے موقع پر مئی 1982ء میں اور 22 دسمبر 1980ء میں جدید بلاک کے معائنہ کے موقع پر۔

اسکے علاوہ بھی حضور ایک دو دفعہ تشریف لائے۔ غالباً 1975ء یا 1976ء میں جب میرے چارج لینے کے بعد تعمیرات کا پہلا دور مکمل ہو چکا تھا۔ دفتر کے ساتھ ملحق بلاک کے درمیان میں ایک غسلخانہ اور ٹائلٹ تھا وہ اندر جا کر دیکھا۔ کمرہ استقبال کے اندر تشریف لے گئے اور نئے تعمیر شدہ کمروں میں سے ایک میں بھی تشریف گئے بہر حال سارا دارالضیافت پھر کر دیکھا۔ ایک مہمان نے سوال اٹھایا تھا کہ ان کے لئے مستقلاً کمرہ مختص کر دیا جائے۔ جو کمرہ ان کے لئے مختص کیا گیا وہ بھی حضور نے دیکھا اور فرمایا کسی کے لئے اس طرح کمرہ کیسے مختص ہو سکتا ہے؟ غالباً اسی visit کے دوران حضور نے یہ بھی فرمایا کہ دارالضیافت کے مشرقی طرف (جہاں اس وقت جدید بلاک ہے) اس وقت خالی جگہ تھی تشریف لے گئے اس وقت صاحبزادہ عبدالرشید صاحب مرحوم آف ایبٹ آباد اور ان کا چھوٹا بیٹا بھی وہاں تھے (وہ دارالضیافت میں ٹھہرے ہوئے تھے) دارالضیافت کا کارکن سلطان بھی، اسکی بیٹی (اس وقت 6-5 سال کی تھی) بھی ساتھ تھی، اسکو حضور نے دس روپے دئے۔ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم بھی موجود تھے۔ حضور نے مجھے دریافت فرمایا کہ یہاں کیا بنانا ہے؟ پیشتر اس کے کہ خاکسار کچھ عرض کرتا، مکرم چوہدری بشیر احمد مرحوم صاحب نے نئی عمارت بنانے کا ایک idea دیا۔ جس پر حضور نے فرمایا ہم نے اس

طرح تعمیر نہیں کرنی۔ بات یہاں ختم ہو گئی اور حضور وہاں سے واپس چل پڑے اور بعد میں پھر کسی وقت حضور نے یہاں عمارت بنانے کا ارشاد فرمایا۔ چوہدری بشیر احمد مرحوم صاحب اور خاکسار نے نقشہ بنایا جو حضور نے منظور فرمالیا اور بعد میں اس کے مطابق تعمیر ہوئی۔

1974ء میں جب حالات نارمل ہوئے تو اسکے بعد پھر دارالضیافت میں باہر سے وفود آنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ جسکا آغاز مکرم چوہدری انور حسین صاحب نے کیا۔ انہوں نے غیر از جماعت کے وفود لانے شروع کئے۔ ہر اتوار کو وہ غیر از جماعت کو ساتھ لاتے تھے اور ان کی حضور سے ملاقات کرواتے تھے۔ اسکے نتیجہ میں بیعتوں کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔ پھر دوسرے اضلاع سے بھی وفود آنے لگ گئے۔ پشاور، راولپنڈی، لاہور، گوجرانوالہ اور بہت سے دوسرے اضلاع اس میں پیش پیش تھے۔ کراچی کی جماعت کو دوران سال وفود لانے میں دقت تھی۔ وہ جلسہ سالانہ کے موقع پر وفود لانے لگے۔

مکرم چوہدری انور حسین صاحب اپنے مہمانوں کی حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ سے ضرور ملاقات کرواتے تھے۔ جب وہ حضور کی ملاقات اور دوپہر کے کھانے سے فارغ ہو جاتے تھے تو پھر میاں صاحب کو اطلاع دے دیتے تھے۔ آپ دارلضیافت تشریف لاتے تھے۔ اُن کے مہمانوں کے ساتھ 3 بجے بعد دوپہر سے لے کر قریباً شام تک بیٹھتے تھے۔ اُن کے سوالات کے جواب دیتے تھے بعض دفعہ سب جماعتوں کے غیر از جماعت مہمانوں کی اکٹھی نشست ہو جاتی تھی۔ اور آپ سوالات کے جوابات دیتے تھے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر کراچی کے مہمانوں کے ساتھ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ سوال و جواب کی الگ نشست کرتے تھے۔ شیخوپورہ والوں سے الگ نشست کرتے تھے۔ یہ سلسلہ سالہا سال جاری رہا۔ ہر اتوار کو کم و بیش باقاعدگی سے ہوتا رہا اور بہتوں کی ہدایت اور بہتوں کی غلط فہمیوں کے ازالہ کا باعث بنا۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ اپنے آرام کا قطعاً خیال نہ رکھتے تھے۔ اور مہمانوں کے سوالوں کے جواب دینے میں بھرپور مجاہدہ کرتے تھے۔ یہ سوال و جواب کی مجالس بالعموم دارالضیافت کے کمرہ استقبال میں ہوتی تھیں چھوٹے وفود ہوتے تو چھوٹا سٹنگ روم استعمال ہو جاتا تھا۔ بہت زیادہ تعداد ہوتی تو صحن میں کرسیاں بچھا دی جاتی تھیں۔ بعض دفعہ 3 بجے بعد دوپہر کی شروع نشست مغرب کے بعد تک

بھی جاری رہتی تھی۔ باہر سے آنے والے وفود چھوٹے بھی ہوتے تھے اور بڑے بھی ہوتے تھے۔ بعض وفود میں آنے والے مہمانوں کی تعداد 500 سے 1500 تک بھی ہوتی تھی۔

مجھے دارالضیافت کا چارج لئے سال یا ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو چکا تھا۔ خاکسار حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ فرمایا پہلے میں نے بات کرنی ہے۔ فرمایا آپ کا بہت شکریہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دارالضیافت کا انتظام بہت اچھا ہو گیا ہے۔ یہ حضور کی بے حد شفقت تھی۔ کہ میرے کام پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

خاکسار کو سنہ 1982ء تک بطور ناظر ضیافت خدمت کرنے کی توفیق ملی۔

9 جون 1982ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کی وفات کی اطلاع نصف شب کو ملی۔ خاکسار کو ناظر اعلیٰ مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے رات کو بلایا اور فرمایا کہ مہمان آئیں گے اس حوالہ سے تیاری کر لو۔

اگلے روز یعنی 10 جون کو دوپہر سے قبل حضور ؒ کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔ ربوہ پہنچ کر جنازہ کو قصر خلافت سے متصل گیسٹ ہاؤس سرائے محبت نمبر 2 کے ڈرائنگ روم میں رکھا گیا۔ وہیں خاکسار نے آپ ؒ کا چہرہ مبارک دیکھا۔ اسی روز کو انتخاب خلافت کے حوالہ سے میٹنگ خلافت لائبریری میں ہوئی جس میں ناظران، وکلاء اور امراء اضلاع نے شرکت کی۔

10 جون 1982 بروز جمعرات بعد نماز ظہر بیت مبارک میں مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس ہوا جس میں اراکین مجلس انتخاب خلافت سے انتخاب سے قبل قواعد انتخاب خلافت کے مطابق عہد لیا گیا۔ جس کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ؒ خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے۔ آپ نے خلیفہ وقت منتخب ہونے کا مقررہ عہد کیا۔ اراکینِ مجلس نے اسی وقت آپ ؒ کی بیعت کی۔ پھر بیعت عام ہوئی۔ جس کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز عصر پڑھائی۔ بعد نماز عصر شام پانچ بج کر اٹھارہ منٹ پر جسد اطہر کو خاندان حضرت اقدس کے نوجوانوں نے اٹھا کر قصر خلافت کی عمارت سے باہر رکھا۔ جہاں سے جنازہ کو بہشتی مقبرہ لے جایا گیا۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ کے بعد آپ کی تدفین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے پہلو میں ہوئی۔

# بطور وکیل اعلیٰ تحریک جدید انجمن احمدیہ خدمت

اکتوبر 1982ء کے تیسرے ہفتہ میں (یورپ کے دورہ سے واپسی کے بعد) خاکسار حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ملاقات کے لئے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری گیا مکرم میجر حمید احمد کلیم صاحب مرحوم اس وقت پرائیویٹ سیکرٹری تھے انہوں نے مجھے مبارک باد دی۔ خاکسار نے پوچھا کس چیز کی؟ انہوں نے بتایا کہ حضور نے خاکسار کو وکیل اعلیٰ تحریک جدید مقرر فرمایا ہے۔ بعد میں واپس آکر حضور کا اسبارے میں تفصیلی خط پڑھا جسمیں مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے بارے میں ذکر تھا کہ وہ صحت کی خرابی کی بنا پر کام کرنا ممکن نہیں سمجھتے لیکن سلسلہ کی خدمت سے محروم بھی نہیں ہونا چاہتے جس پر حضور نے مجھے وکیل اعلیٰ مقرر فرمایا اور مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ بدستور صدر مجلس تحریک جدید رہیں گے لیکن انتظامی معاملات سے اُن کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ جس حد تک صحت اجازت دے تحریک جدید کی مجلس کے اجلاسات میں شامل ہوں اور صدارت کے فرائض سرانجام دیں۔

چنانچہ خاکسار وکیل اعلیٰ مقرر ہونے کی وجہ سے نظارت ضیافت کے عہدہ سے سبکدوش ہو گیا۔ (لیکن دارالضیافت کی حد تک، جلسہ سالانہ کا کام بطور افسر جلسہ سالانہ میرے سپرد ہی رہا) اور تحریک جدید انجمن احمدیہ میں کام کرنا شروع کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاکسار کو بطور وکیل اعلیٰ روزمرہ کی روٹین کی ذمہ داریوں کو سرانجام دینے کے علاوہ درج ذیل خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔

### 1۔ چندہ تحریک جدید

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس عرصہ میں چندہ تحریک جدید میں ہر لحاظ سے اضافہ ہوا ہے جسکی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔

### 2۔ تعمیراتی کام

اس دور میں تحریک جدید انجمن احمدیہ میں کئی تعمیراتی کام ہوئے مثلاً:

1۔ دفاتر تحریک جدید کو مکمل طور پر گرا کر موجودہ نئی عمارت بنوائی گئی۔

2۔ جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن کیلئے نیا اکیڈمک بلاک تعمیر کروایا گیا۔

3۔ جامعہ احمدیہ کے طلبا کی رہائش کیلئے محمود ہوسٹل، ناصر ہوسٹل اور مسرور ہوسٹل کی نئی وسیع بلڈنگز تعمیر کروائی گئیں اسی طرح بیت حسن اقبال کی توسیع ہوئی۔

4۔ پرانے ناصر ہوسٹل کی عمارت کے رینوویٹ ہونے کے بعد وہاں ریسرچ سیل، نور فاؤنڈیشن اور کسر صلیب سیل کے شعبہ جات منتقل ہوئے۔

5۔ اساتذہ کی رہائش کیلئے 35 نئے کوارٹرز تعمیر کیے گئے۔

6۔ جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ کی نئی بلڈنگ۔

7۔ نیز طلبا کی رہائش کیلئے طاہر ہوسٹل اور نور ہوسٹل اور کانفرنس ہال تعمیر ہوئے۔

8۔ جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن میں اساتذہ کی رہائش کیلئے 9 نئے کوارٹرز تعمیر ہوئے۔

9۔ دفاتر تحریک جدید ربوہ کے ساتھ منسلکہ تحریک جدید کے تمام کوارٹرز کو گرا کر نئے سرے سے انکی تعمیر کروائی گئی اور نئی پختہ سڑکیں بنوائی گئیں۔

10۔ عقب جدید پریس محلہ دارالنصر غربی میں 30 رہائشی کوارٹرز اور ایک مسجد تعمیر کروائی گئی۔

11۔ 12 کوارٹرز پر مشتمل ایک کالونی محلہ فیکٹری ایریا میں تعمیر کروائی گئی۔

12۔ محلہ دارالفتوح میں اب تک 26 رہائشی کوارٹرز تعمیر ہو چکے ہیں اور مزید کوارٹرز کی تعمیر جاری ہے۔

13۔ دفاتر تحریک جدید کے ساتھ وکلاء تحریک جدید کے لئے پرانے کوارٹرز گرا کر نئے 7 عدد کوارٹرز تعمیر کروائے گئے۔

14۔ سرائے فضل عمر گیسٹ ہاؤس کی رینوویشن کروائی گئی ہے۔

15۔ ربوہ میں سنگل مربیان و کارکنان تحریک جدید کی رہائش کے لئے دارالواقفین کی عمارت تعمیر کروائی گئی ہے۔

16۔ تحریک جدید کے احاطہ میں ایک نیا گیسٹ ہاؤس بنام سرائے ناصر تعمیر کیا گیا جس میں 40 کمرے، غسل خانے اور ڈائننگ ہال موجود ہے۔ نیز 100 سے زائد مہمانوں کے ٹھہرنے کی گنجائش موجود ہے۔

### 3۔ متفرق

☆ 1989ء میں قواعد وضوابط تحریک جدید بزبان انگریزی مرتب کرواکر شائع کرانے کی توفیق ملی۔

☆ خاکسار کے دور میں تحریک جدید انجمن احمدیہ میں درج ذیل نئی وکالتوں اور شعبہ جات کا اضافہ ہوا:

وکالت وقف نو، وکالت تصنیف، وکالت تعمیل و تنفیذ، شعبہ متخصصین، شعبہ کمپیوٹر، فارسی ڈیسک، جاپانی ڈیسک، سواحیلی ڈیسک اور MTA سٹوڈیو تحریک جدید۔

## بطور صدر مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ خدمت

خاکسار کو 1987ء تا 1989ء بطور ایڈیشنل صدر مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ خدمات کی توفیق ملی پھر 1989ء تا حال بطور صدر مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ خدمات کی توفیق مل رہی ہے۔

## بحیثیت صدر مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء خدمت

خلافتِ احمدیہ پر 2008ء میں سو سال پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور اس عظیم الشان احسان پر شکریہ ادا کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 27 مئی 2005ء کو خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی منانے کا اعلان فرمایا۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی، ہدایات اور دعاؤں کے ساتھ جماعت احمدیہ نے خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی کا اہتمام کرنے کیلئے ایک سکیم بنائی۔ اس پروگرام کے چار بڑے حصے تھے یعنی روحانی، علمی، جسمانی اور مالی قربانی۔ ہر حصہ کی آگے الگ الگ متعدد شاخیں تھیں۔

بین الاقوامی سطح پر اس سکیم پر عملدرآمد کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت خاکسار کی صدارت میں مرکزی کمیٹی کی تشکیل فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسلسل راہنمائی، ہدایات اور دعاؤں کے نتیجہ میں مرکزی کمیٹی نے دنیا کے 196 ممالک میں اس سکیم پر عملدرآمد کروانے کی مقدور بھر کوشش کی۔

خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کو منانے کے سلسلہ میں صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی طرف سے اکتالیس (41) تجاویز اور تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان کی طرف سے گیارہ (11) تجاویز یعنی کل باون (52) تجاویز شامل تھیں۔

## مرکزی کمیٹی کی تشکیل

صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید انجمن احمدیہ کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں پیش کی جانے والی تجاویز پر عمل درآمد کروانے کے لیے حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک مرکزی کمیٹی تشکیل دی اور مکرم ناظر صاحب اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو مندرجہ ذیل خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"لندن

10-02-05

مکرم ناظر صاحب اعلیٰ ربوہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی طرف سے اور وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ کی طرف سے صد سالہ خلافت جوبلی 2008ء کے لیے تجاویز مل گئی ہیں۔ ان سکیموں پر عمل درآمد کرانے کے لیے میں ایک مرکزی کمیٹی بنا رہا ہوں جس کے درجِ ذیل ممبران ہوں گے:

وکیل اعلیٰ صاحب (صدر)

وکیل التبشیر صاحب

مکرم سید عبدالحیؑ شاہ صاحب

مکرم سلطان محمود انور صاحب

مکرم صدر صاحب انصاراللہ پاکستان

مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ پاکستان (جب تک مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب صدر خدام الاحمدیہ ہیں یہ بحیثیت صدر ممبر ہیں اس کے بعد یہ By name ممبر ہوں گے اور جو صدر خدام الاحمدیہ ہوں گے وہ بھی ممبر ہوں گے)

مکرم سید جلید احمد صاحب (سیکریٹری کمیٹی)

☆۔۔۔۔۔۔ اس کے علاوہ یہاں بھی (یعنی لندن میں) ایک کمیٹی ہو گی جس کے صدر امیر جماعت یوکے ہوں گے اور اس کے ممبران حسبِ ذیل ہوں گے:

امیر صاحب جرمنی

امیر صاحب ہالینڈ

ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب

ایڈیشنل وکیل التصنیف صاحب (سیکریٹری)

صدر صاحب خدام الاحمدیہ یو۔کے

صدر صاحب انصاراللہ یوکے

☆۔۔۔۔۔۔ یہ کمیٹی یہاں سے بیرونی ممالک کو مانیٹر کرے گی اور مرکزی ہدایات کی روشنی میں کام کرے گی۔ اس کمیٹی کے سیکریٹری ایڈیشنل وکیل التصنیف ہوں گے۔

☆۔۔۔۔ ہر ملک میں الگ الگ کمیٹی بھی ہو گی اور اس کے ممبران میں امیر ملک، مبلغ انچارج اور اس کے علاوہ امیر ملک جنہیں اپنے ساتھ شامل کرنا چاہیں وہ شامل کر لیں اور اس کی اطلاع مرکز کو دے دیں۔

☆۔۔۔۔ پاکستان کے لیے اگر کوئی علیحدہ کمیٹی بنانی ہو جو مرکزی کمیٹی کے زیر ہدایت ہی کام کرے تو اس کے لیے بھی نام تجویز کر کے مجھے بھجوائیں۔

☆۔۔۔۔ قادیان میں بھی الگ کمیٹی ہو گی جسے ہم یہیں سے مانیٹر (Monitor) کریں گے۔

☆۔۔۔۔ قادیان میں بھی ہمارا پرنٹنگ کا کام ہوتا ہے اس لیے جو کتاب، مسودہ اور CD'S وغیرہ تیار ہوں ان کی ایک ایک کاپی وہاں بھجوا دیا کریں تا کہ وہاں سے بھی شائع ہو سکے کیونکہ قادیان سے دُنیا بھر میں انہیں پھیلانا زیادہ آسان ہے۔

☆۔۔۔۔۔ سب سے پہلی جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس کی بعض تجاویز اچھی تھیں۔ انہیں بھی اس میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ ان پر بھی دوبارہ غور کر لیں اور ان کی جزئیات وغیرہ کو طے کر لیں۔

☆۔۔۔۔۔ مرکزی کمیٹی متعلقہ ملکوں کو یہ سارا منصوبہ وہیں سے سرکولیٹ کر دے۔ اس کے لیے کمیٹیاں بنوائیں اور اس کے بعد مجھے یہاں اطلاع دے دیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

والسلام

خاکسار

دستخط حضور انور

(مرزا مسرور احمد)

خلیفۃ المسیح الخامس"

نوٹ: جن عہدیداروں کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خط میں ذکر فرمایا ہے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ وکیل اعلیٰ خاکسار حمید اللہ (صدر مرکزی کمیٹی)
2۔ وکیل التبشیر صاحب (مکرم نواب منصور احمد خان صاحب)
3۔ مکرم صدر صاحب انصار اللہ پاکستان (مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم)
4۔ امیر صاحب جرمنی (مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب)
5۔ امیر صاحب ہالینڈ (مکرم ہبۃ النور فرحاخن صاحب)
6۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب لندن (مکرم عبد الماجد طاہر صاحب)
7۔ ایڈیشنل وکیل التصنیف صاحب لندن (مکرم منیر الدین شمس صاحب)

☆ بعدہٗ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ناظم ارشاد وقف جدید مکرم مظہر اقبال صاحب کو بھی ممبر مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء مقرر فرمایا۔

☆ مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم پہلے بحیثیت صدر انصار اللہ پاکستان مرکزی کمیٹی کے ممبر تھے جب مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر انصار اللہ پاکستان منتخب ہوئے تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کو بحیثیت صدر انصار اللہ کمیٹی کا ممبر نامزد فرمایا اور

مکرم صاحبزدہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کی By name مرکزی کمیٹی کے ممبر ہونے کی منظوری عطا فرمائی۔

☆ مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب کے بعد مکرم فرید احمد نوید صاحب اور پھر مکرم سہیل مبارک شرما صاحب بحیثیت صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے ممبر مقرر ہوئے۔

اس سلسلہ میں اخیر ماہ فروری 2005ء تا مئی 2011ء مرکزی کمیٹی کے خاکسار کی صدارت میں 45-اجلاسات ہوئے ہر اجلاس کا دورانیہ تقریباً ایک تا تین گھنٹے ہوتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے جلسہ سالانہ یوکے 2005ء کے بعد یکم اگست 2005ء کو خاکسار نے اُمراء و نیشنل صدرانِ ممالک اور لندن کے سب مرکزی شعبوں کے سربراہوں کا اجلاس بلا کر سب عہدیداران کو خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے منصوبہ پر عمل درآمد کے بارہ میں تفصیلی ہدایات دیں اور صدر کمیٹی کی درخواست پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اجلاس کے اختتام پر اس میں شمولیت فرمائی اور سب کو براہ راست ہدایات دیں۔

اسی طرح 31 جولائی 2006ء اور 30 جولائی 2007ء کے جلسہ ہائے سالانہ یوکے، کے بعد بھی مذکورہ عہدیداران کے اجلاسات بلائے گئے۔ ملکوں میں جوبلی منصوبہ پر عمل درآمد کی پیش رفت کا جائزہ لیا گیا۔ ان دونوں اجلاسات میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت شمولیت فرمائی اور حضور انور کو منصوبہ پر عمل درآمد کی پیش رفت سے آگاہ کیا گیا۔

28 جولائی 2008ء کے جلسہ یوکے کے بعد بھی مذکورہ بالا عہدیدران کا اجلاس بلایا گیا اور منصوبہ پر عمل درآمد کا جائزہ لیا گیا اور صدر کمیٹی نے ضروری ہدایات دیں۔ اس اجلاس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی دیگر مصروفیات کی بنا پر شمولیت نہ فرما سکے۔

حسب ہدایت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مرکزی کمیٹی کی طرف سے تمام ممالک کو منظور شدہ سکیم بتوسط ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب لندن بھجوائی گئی۔ سکیم کا انگریزی ترجمہ بھی کروایا گیا اور جن ممالک میں مقامی امیر تھے انہیں انگریزی ترجمہ بھجوایا گیا۔ حسب ہدایت حضور انور ایدہ اللہ انہیں اطلاع کی گئی کہ وہ اپنے اپنے ملک کی ایک کمیٹی تشکیل دیں اور کمیٹی کے ممبران کے نام برائے منظوری بھجوائیں۔ ممالک سے کمیٹی کے ممبران کے اَسماء موصول ہونے پر منظوری

کے لیے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں نام بھجوائے جاتے اور منظوری آنے پر ممالک کو اطلاع بھجوائی جاتی۔ نیز اُمراء کو یہ درخواست بھی کی گئی کہ اِن ممبران کے ساتھ میٹنگ کرکے سکیم کی روشنی میں اپنے اپنے ملک کا پروگرام بنالیا جائے اور اس پر عمل درآمد شروع کردیا جائے اور عملدرآمد کی رپورٹ ہر ماہ مرکزی کمیٹی کو بھجوائی جائے۔

## تشکیل دفتر برائے مرکزی کمیٹی

مختلف ممالک کی طرف سے بعض اُمور برائے راہنمائی موصول ہوتے رہے جو مرکزی کمیٹی میں پیش کیے جاتے رہے اوران کے بارہ میں مرکزی کمیٹی کی سفارشات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کی جاتیں۔ بعد منظوری حسب ضرورت ممالک کو سرکلر کردیئے جاتے یاپھر صرف متعلقہ ملک کو منظوری کی اطلاع کردی جاتی۔

انجمنوں اور ممالک نے اپنے اپنے پروگرامز بھجوائے جو کمیٹی کے اجلاس میں پیش ہونے کے بعد کمیٹی کی سفارشات کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں برائے منظوری پیش کیے گئے اور بعد منظوری انجمنوں اور ممالک کو اس کی اطلاع بھجوائی گئی اور درخواست کی گئی کہ ان پروگرامز پر عمل درآمد شروع کردیں۔

## خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی شکرانہ فنڈ

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مرکزی کمیٹی کی یہ تجویز بھی منظور فرمائی کہ جس طرح خلافتِ ثانیہ کی سلور جوبلی کے موقع پر (جس کا اہتمام خلافتِ ثانیہ کے 25سال پورے ہونے پر کیاگیا تھا)1939ء میں جماعت احمدیہ نے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں تین لاکھ روپے کی رقم بطور نذرانہ پیش کی تھی اسی طرح 2008ء میں بھی صد سالہ جوبلی کے موقع پر سابقہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ عالمگیر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی ایک مناسب رقم بطور تحفہ پیش کرے۔ مرکزی کمیٹی کی خواہش تھی کہ رقم اِس قدر ہو کہ اِس سے پہلے اِتنی بڑی رقم کبھی جماعت نے اِکٹھی نہ کی ہو۔ مرکزی کمیٹی کا ٹارگٹ مبلغ 10لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ تھا۔

اِس مقصد کے لیے مرکزی انجمنوں کے سربراہان نیز پاکستان کی ذیلی تنظیموں کے صدران اور ممالک کے اُمراء کی خدمت میں چٹھیاں ارسال کرنے کے علاوہ بعض ممالک کے اُمرا سے ٹیلیفون پر بھی رابطہ کیا گیا اور وعدوں اور وصولی کی رپورٹس بھی منگوائی جاتی رہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے جلسہ سالانہ قادیان 2005ء کے موقع پر جلسہ کے دوسرے دن خاکسار نے اس تحریک کا اعلان کیا جس کی ریکارڈنگ اور انگریزی ترجمہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل نے بعد میں بھی متعدد بار نشر کیا۔ اِس اعلان کا متن ذیل میں درج ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام نے الوصیت میں تحریر فرمایا ہے کہ:

”میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔“

حضور علیہ السلام کی اِس پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ نے 27 مئی 1908ء کو حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پہلا جانشین اور خلیفہ چنا اور جماعت احمدیہ نے آپ کے ساتھ کامل فرمانبرداری کا عہد کیا۔ نیز یہ عہد بھی کیا کہ جماعت کے لیے آپ کا حکم ایسے ہی ہو گا جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم تھا۔ چنانچہ جماعت کے اندر خلافت کا قیام ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے زمانہ بزمانہ یہ خلافت مستحکم ہوتی چلی گئی۔ اب 2008ء میں انشاء اللہ خلافت احمدیہ کے قیام پر ایک سو سال ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اِس بیش قیمت انعام اور اِس انعام کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے جو اَن گنت اَفضال اور برکات نازل ہوئی ہیں اور اَن گنت ترقیات جو جماعت نے خلافت احمدیہ کے سایہ کے نیچے کی ہیں اُن کا شکر جماعت پر واجب ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فیصلہ فرمایا ہے کہ اِس شکر کے اظہار کے لیے سن 2008ء میں جماعت خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کو عالم گیر سطح پر منانے کا اہتمام

کرے۔ اور اِس غرض کے لیے ایک منصوبہ کی منظوری بھی مرحمت فرمائی جو جماعتوں کو بھجوایا جا چکا ہے۔

1939ء میں خلافت ثانیہ کی سلور جوبلی کا اہتمام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ کے دَور میں کیا گیا اور آپ کے دَورِ خلافت کے پہلے پچیس سال مکمل ہونے پر اور اللہ تعالیٰ کے احسانات پر شکر گزاری کا عملی ثبوت دینے کے لیے جماعت احمدیہ نے اپنے پیارے امام ہمام اور محبوب آقا کے حضور قریباً تین لاکھ روپے کی رقم بطور نذرانہ پیش کی اور درخواست کی کہ حضور اسے قبول فرمائیں اور جس رنگ میں پسند فرمائیں اسے استعمال کریں۔

اب خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے موقع پر مناسب ہوگا کہ سابقہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احسانات پر شکر گزاری کا عملی ثبوت دیتے ہوئے ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک مناسب رقم بطور نذرانہ اس درخواست کے ساتھ پیش کریں کہ یہ جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور شکر کا اظہار ہے۔ حضور جس رنگ میں پسند فرمائیں اسے استعمال کریں۔

مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی نے تجویز کیا ہے کہ اس نذرانہ کی رقم کم از کم دس لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ ہو اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے خاکسار جماعت احمدیہ عالمگیر کی خدمت میں یہ تحریک پیش کرتا ہے اور اُمید کرتا ہے کہ جماعت احمدیہ جسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کی عظیم الشان نعمت کا بھرپور احساس ہے اور اس محبت کو مدنظر رکھتے ہوئے جو اسے خلافت احمدیہ سے ہے اس تحریک پر لبیک کہے گی۔ احباب جماعت انفرادی حیثیت میں بھی اور جماعتی طور پر بھی اِس میں حصہ لے سکتے ہیں۔ مختلف ممالک کے جو نمائندگان یہاں تشریف رکھتے ہیں اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ واپس جا کر اپنے اپنے ممالک میں اِس امر کی تحریک کریں۔

(حمید اللہ)
صدر مرکزی کمیٹی
خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء
27-12-2005 (قادیان)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ عالمگیر نے اِس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اس فنڈ میں مبلغ 25 لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ سے زیادہ رقم ادا کی جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اِس درخواست کے ساتھ جلسہ سالانہ یوکے 2009ء کے موقع پر محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان نے عالمگیر جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کی کہ حضور اِسے قبول فرمائیں اور جس رنگ میں پسند فرمائیں اسے استعمال کریں۔

## سپاس نامہ

سپاسنامہ از طرف جماعت احمدیہ عالمگیر پیش کردہ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب درج ذیل ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

بخدمت اقدس سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خلافت احمدیہ کی پہلی صدی بھرپور کامیابیوں اور کامرانیوں کے ساتھ اختتام پذیر ہو چکی ہے اور عالمگیر جماعت احمدیہ خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کے آغاز پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کر رہی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام نے 1905ء میں سرزمین قادیان سے اعلان فرمایا تھا کہ:

”میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اَور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور 27 مئی 1908ء کو اپنی دوسری قدرت یعنی خلافت احمدیہ کو قائم کرنے کے بعد زمانہ بزمانہ اِس کو استحکام اور تمکنت عطا فرمائی اور اِس وقت کاروانِ احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت میں ترقیات کی منزلیں تیزی سے طے کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خلافت احمدیہ کے اس بیش قیمت انعام اور اس انعام کے ساتھ وابستگی کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ پر جو اَن گنت افضال اور برکات نازل ہوئے اور اَن گنت ترقیات جو جماعت نے خلافت احمدیہ کے سایہ تلے حاصل کی ہیں ان کے لیے ہم اپنے مولیٰ کے شکر گزار ہیں۔

خلافت ثانیہ کی سلور جوبلی کے موقع پر 1939ء میں اللہ تعالیٰ کے احسانات پر شکر گزاری کا عملی ثبوت دیتے ہوئے جماعت احمدیہ نے اپنے پیارے امام ہمام اور محبوب آقا کے حضور قریباً تین لاکھ روپے کی رقم بطور تحفہ پیش کی تھی اور درخواست کی تھی کہ حضور اسے قبول فرمائیں اور جس رنگ میں پسند فرمائیں اسے استعمال کریں۔

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے موقع پر سابقہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احسانات پر شکر گزاری کا عملی ثبوت دیتے ہوئے حضور ایدکم اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے 25 لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ پیش ہیں اور درخواست ہے کہ پیارے آقا اسے قبول فرمائیں۔

والسلام
حضور کا ادنیٰ خادم
صدر مرکزی کمیٹی
خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء
25-07-2009

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے پیش ہونے والا یہ تحفہ قبول فرمایا اور شفقت فرماتے ہوئے اس رقم کے مصرف کی تفصیل اپنی تقریر میں بیان فرمائی۔ حضور نے فرمایا:

”ابھی چودھری شبیر احمد صاحب نے جو سپاس نامہ پڑھا ہے یہ جلسہ سالانہ قادیان میں پڑھا جانا تھا مگر بعض وجوہات کی بنا پر جلسہ نہ ہو سکا اس لیے اب پڑھا گیا۔ میں اُن سب جماعتوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے ایک بڑی رقم پیش کی ہے۔ جن منصوبوں کے متعلق فکر تھی وہ کیسے مکمل ہوں گے۔ اب وہ اِس رقم سے مکمل ہوں گے۔ انشاء اللہ

جوبلی سال میں افریقہ کے ممالک میں بیوت الذکر اور مشن ہاؤسز میں اِس رقم میں سے جو رقم خرچ ہو چکی ہے وہ تقریباً 10 لاکھ 65 ہزار پاؤنڈز ہے۔ اِسی طرح بیت اقصیٰ قادیان کی توسیع کی گئی ہے۔ اب پانچ ہزار نمازیوں کے لیے گنجائش ہو گئی ہے۔ لائبریری کی بلڈنگ بنائی گئی ہے جس میں کئی لاکھ کتابیں رکھی جاسکتی ہیں۔ پریس، گیسٹ ہاؤسز وغیرہ بنائے گئے ہیں۔ اِن منصوبوں پر 8 لاکھ پاؤنڈز کے قریب خرچ ہوئے ہیں۔ بنگلہ دیش میں بھی بیوت الذکر تعمیر کی گئیں ہیں۔ یورپ میں بیوت الذکر اور مشن ہاوسز پر پانچ لاکھ پاؤنڈز خرچ ہوئے ہیں۔ بعض اَور ممالک میں بھی اِس فنڈ سے رقم خرچ ہوئی ہے۔“

## خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی منصوبہ پر عمل درآمد

جوبلی منصوبہ پر عمل درآمد کی رپورٹ کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہے وہاں سے تمام تفصیلات کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے تاہم اس جگہ صرف چند تجاویز پر عمل درآمد کے بارہ میں مختصراً کچھ معلومات پیش کی جارہی ہیں۔

## تعمیر یادگار مقام ظہور قدرتِ ثانیہ قادیان

تجویز نمبر 2 یہ تھی کہ دوران سال اس خوشی کے موقع پر خدا تعالیٰ کی حمد اور شکرانے کے طور پر ہر ملک اپنے حالات کے مطابق کوئی یادگاری منصوبہ تیار کرے مثلاً بیوت الذکر، مشن ہاؤسز کی تعمیر یا سکولز اور ہسپتال وغیرہ کا کام۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے یہ فیصلہ بھی ہوا تھا کہ خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے موقع پر قادیان میں مقام ظہور قدرت ثانیہ پر ایک یادگار تعمیر کی جائے۔

اِس سلسلہ میں احمدیہ آرکیٹیکٹس ایسوسی ایشن کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ وہ اس یادگار کے لیے ڈائزین تیار کریں۔ پاکستان، افریقہ اور مغربی ممالک کے بہت سے آرکیٹیکٹس صاحبان نے مختلف ڈائزین تیار کر کے بھجوائے۔

جلسہ سالانہ قادیان 2007ء پر قادیان جاتے ہوئے حضور انور نے خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ جائزہ لے کر بتائیں کہ یادگار کی تعمیر کی پیش رفت کیا ہے۔ چنانچہ خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں اطلاع بھجوائی کہ جنازہ گاہ والی جگہ تیار ہے وہاں بنیاد رکھی جاسکتی ہے جس پر حضور انور نے

ارشاد فرمایا کہ مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب بنیاد رکھ دیں۔ چنانچہ جلسہ کے بعد 2 جنوری 2008ء کو صبح بنیاد رکھنے کی تقریب کا اہتمام کیا گیا۔

## سنگِ بنیاد کی تقریب پر پیش کی جانے والی رپورٹ

خاکسار نے سنگ بنیاد کی تقریب کے موقع پر جو رپورٹ پیش کی وہ درج ذیل ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

## تعارف بر موقع تقریب سنگ بنیاد

## یادگار بہ مقام ظہورِ قدرتِ ثانیہ قادیان

احباب کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم سب اُس جگہ اکٹھے ہیں جہاں 27 مئی 1908ء کو جماعت احمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نوراللہ مرقدہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے بعد اس جگہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جنازہ پڑھایا۔

جب 2008ء میں خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی منانے کا فیصلہ ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے یہ فیصلہ بھی ہوا کہ خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر مقام ظہور قدرت ثانیہ پر ایک یادگار بھی تعمیر کی جائے۔

یادگار کی تعمیر کے لیے احمدی آرکیٹکٹس کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ وہ اس یادگار کے لیے ڈیزائن تیار کریں۔ پاکستان اور مغربی ممالک کے بہت سے آرکیٹکٹ صاحبان نے مختلف ڈیزائن تیار کئے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ اِن ڈیزائنز میں سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم رزّاق احمد شیخ صاحب آرکیٹکٹ یوکے کا ڈیزائن منظور فرمایا اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے متعدد ملاقاتوں کے بعد انہوں نے اس ڈیزائن کو آخری شکل دی۔ ڈیزائن کو جب آخری شکل دی جا چکی تو اُس ڈیزائن کے مطابق یادگار تعمیر

کرنے کا کام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انٹر نیشنل ایسو سی ایشن آف احمدی آر کیٹکٹس یورپین چیپٹر کے سپرد فرمایا۔ جس کے چیئرمین محترم محمد اکرم صاحب احمدی ہیں۔ ڈیزائن کی فنی تفصیلات طے کرنے کے لیے مکرم رزّاق احمد شیخ صاحب کے علاوہ مکرم شیخ محبوب الرحمٰن صاحب سٹرکچرل انجینئر اور مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب سول انجینئر اِن کی معاونت کر رہے ہیں۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب اس کام کی نگرانی کے لیے قادیان آئے ہوئے ہیں۔ اِس یادگار کے تین حصے ہیں:

پہلے حصہ کا تعلق اُس جگہ سے ہے جہاں بیعت اُولیٰ ہوئی اُس کی تیاری ہو رہی ہے۔ اُس حصہ میں پلیٹ فارم ہوگا، فوّارہ ہوگا اور پلیٹ فارم پر شیشہ کی پانچ اونچی پلیٹیں ہوں گی۔ جن پر آیت استخلاف، خلافت علی منہاج نبوت کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی احادیث، اور الوصیت سے قدرت ثانیہ کے متعلق اقتباسات درج ہوں گے۔

دوسرا حصہ اس جگہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جسدِ اَطہر رکھا گیا اور جہاں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ جسدِ اطہر رکھے جانے والی جگہ پر ایک پلیٹ فارم ہوگا اور اس کے ساتھ ایک قوس تعمیر ہوگی۔ اور اسی جگہ آج سنگِ بنیاد رکھا جائے گا۔

یادگار کا تیسرا حصہ اس طرح ہے کہ ظہور قدرت ثانیہ والے حصہ پر لکھی گئی آیت، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کا دنیا کی مندرجہ ذیل 14 زبانوں میں ترجمہ کیا جائے گا بلکہ کیا جاچکا ہے۔

1۔ عربی، 2۔ اُردو، 3۔ فرنچ، 4۔ سپینش، 5۔ ہندی، 6۔ جرمن، 7۔ انڈونیشین، 8۔ بنگلہ 9۔ چائنیز، 10۔ گُرمکھی (پنجابی)، 11۔ فارسی، 12۔ سواحیلی، 13۔ رشین، 14۔ انگریزی

یہ ترجمہ سنگ مرمر کی plates پر کندہ کیا جائے گا اور یہ 14 پلیٹس یادگار کے احاطہ میں ایک گیٹ سے داخل ہونے کے بعد سڑک کے دونوں طرف لگائی جائیں گی۔

یادگار کے اردگرد گھاس، پھولوں کے پودے اور سایہ دار درخت لگائے جائیں گے۔ روشنی کا انتظام کیا جائے گا۔ سڑکیں اور راستے بنائے جائیں گے وغیرہ۔

قادیان آنے سے پہلے خاکسار ربوہ میں ہی تھا تو خاکسار کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد موصول ہوا کہ وہاں جاکر یادگار کی تیاری کا جائزہ لے کر رپورٹ بھجواؤں۔

یہاں آنے کے بعد حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں بذریعہ فون پیغام بھجوایا گیا کہ جنازہ گاہ والا حصہ تیاری کے اس مرحلہ پر ہے کہ اس کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔

اِس پر مکرم مبارک احمد ظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال لندن کے ذریعہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد موصول ہوا کہ مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان و امیر مقامی ربوہ بنیاد رکھ دیں۔

میں مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کی خدمت میں بنیاد رکھنے کی درخواست کرتا ہوں۔

خاکسار

حمید اللہ

صدر مرکزی کمیٹی

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء

02-01-2008 قادیان

جنازہ گاہ والے حصہ کی بنیاد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے رکھی۔

یہ یادگار اللہ کے فضل سے تعمیر ہو چکی ہے۔ الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ اس یادگار کو آئندہ نسلوں کے لیے خلافت احمدیہ سے وابستگی کا ذریعہ بنائے رکھے۔ آمین

## پچاس فیصد چندہ دہندگان کی نظامِ وصیت میں شمولیت

2004ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ اب نظامِ وصیت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے کے لیے کم از کم پچاس فیصد چندہ دہندگان اس بابرکت نظام میں شامل ہو جائیں۔ الحمدللہ کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس خواہش کی تکمیل میں ہر احمدی نے خود کو مستعد کر لیا۔ چنانچہ جلسہ سالانہ یوکے 2008ء پر دوسرے دن کے خطاب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس پر عمل درآمد کے بارے میں بیان فرمایا:

”وصیت کے نظام میں شامل ہونے کی میں نے تحریک کی تھی 2004ء میں۔ اس وقت آخری مسل جو تھی 38,183 تھی اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ رپورٹ جب تیار کی گئی تو اِس وقت آخری مسل جو ہے وہ 88,500 کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وصیت کے نظام میں پاکستان میں سب سے زیادہ شامل ہوئے ہیں پھر دوسرے نمبر پر جرمنی ہے اور تیسرے نمبر پر انڈونیشیا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا ہے خدا کرے کہ اس سال کے آخر تک یہ تعداد ایک لاکھ تک پہنچ جائے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتوں کے بجٹ بھی بہت بڑھ گئے ہیں اور غیر معمولی ترقی ہوئی ہے۔“

بھارت اور پاکستان کے علاوہ 80 ممالک میں وصایا کی تعداد جو 2004ء میں 6,589 تھی بڑھ کر 14,439 ہو گئی اور ممالک کی تعداد بڑھ کر 89 ہو گئی۔ ممالک اور وصایا کی تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔ الحمدللہ

## توسیع و آرائش بہشتی مقبرہ قادیان اور بہشتی مقبرہ ربوہ

بہشتی مقبرہ ربوہ کی توسیع کے سلسلہ میں مزید زمین خریدی گئی۔ نیز بہشتی مقبرہ قادیان و بہشتی مقبرہ ربوہ کی حسبِ فیصلہ تزین و آرائش بھی کی گئی۔ جس میں سڑکوں کی تعمیر، بہشتی مقبرہ ربوہ دارالفضل میں قبروں پر نئی بجری ڈالی گئی، درخت اور پھول لگائے گئے۔ نیز بہشتی مقبرہ توسیع ربوہ، طاہر آباد جنوبی میں گھاس لگائی گئی، سڑکیں بچھائی گئیں اور پھول لگائے گئے۔

اسی طرح بہشتی مقبرہ قادیان میں بھی تمام قبروں پر نئی مٹی ڈال کر درست کیا گیا اور سڑکوں کے دونوں طرف کیاریوں میں پھول لگائے گئے ہیں اور مزید درخت اور خوب صورت پودے لگائے گئے۔ بہشتی مقبرہ قادیان کی توسیع کے لیے زمین موجود تھی۔

## بیرونی ممالک میں مقبرہ ہائے موصیان کا قیام

آسٹریلیا، جرمنی، ناروے اور امریکہ میں مقبرہ ہائے موصیان بنائے گئے۔ اس سے پہلے غانا، یوکے، امریکہ، کینیا، نائیجیریا، سیر الیون، آسٹریلیا، ماریشس، ناروے، سویڈن، دس (10) ممالک میں مقبرہ ہائے موصیان موجود تھے۔

## یادگاری سوینئرز بر موقع خلافتِ احمدیہ صدسالہ جوبلی 2008ء

خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کے مبارک موقع پر مرکزی اداروں کے علاوہ اکثر ممالک نے جماعتی سطح پر اور پاکستان میں ضلعی سطح پر بھی کچھ سوونیئرز، خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کے سلسلہ میں منعقد کیے جانے والے پروگرامز کی تصاویر، ویڈیو کیسٹس اور سی ڈیز، تعلیمی شعبہ میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلبا و طالبات کے لیے سند امتیاز، خلافت جوبلی کے لوگو والے رومال، سینے اور بازوؤں پر لگائے جانے والے بیجز، مبارک صد مبارک والے ٹائم پیس، شیشہ، لکڑی اور پلاسٹک کے خلافت جوبلی کے لوگو والے پین، Key Chain اور بال پوائنٹ پین، خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی والی شیلڈز، وال کلاک، کلائی والی گھڑی، مگ، قلم دان، جیولری باکس، لیٹر پیڈ، خطوط کے لیے لفافے، Purse، تھرما میٹرز، مبارک صد مبارک کے کارڈز، میڈلز، لاکٹ اور خلافت جوبلی کے لوگو والی ڈائری پیش کرنے کی توفیق پائی۔

تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان کو ایک باتصویر سوونیئر چار مختلف زبانوں اُردو، انگریزی، فرنچ، عربی میں اشاعت کی توفیق ملی جس میں خلافت کی برکات، خلفاء کی تحریکات اور خلفاء کے بیرونی ممالک کے دورہ جات کی تفصیل شامل ہے۔ یہ سوونیئر تمام ممالک کو بھجوایا گیا جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت قائم ہو چکی ہے۔ اسی طرح تحریک جدید انجمن احمدیہ کو ماہنامہ تحریک جدید کا "سیدنا طاہر نمبر" شائع کرنے کی توفیق ملی۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ کے تحت دیگر شائع ہونے والی کتب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

خلفائے سلسلہ کے تحریک جدید کے متعلق خطبات بہ تفصیل ذیل شائع کئے گئے۔

تحریک جدید۔ایک الٰہی تحریک جلد اوّل (مشتمل بر ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ 1934ء تا 1939ء)

تحریک جدید۔ایک الٰہی تحریک جلد دوم (مشتمل بر ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ 1940ء تا 1947ء)

نوٹ: یہ سلسلہ جاری ہے۔ 2008ء کے بعد مندرجہ ذیل 6 جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

تحریک جدید۔ایک الٰہی تحریک جلد سوم (مشتمل بر ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ 1948ء تا 1964ء)

تحریک جدید۔ایک الٰہی تحریک جلد چہارم (مشتمل بر ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 1965ء تا 1973ء)

تحریک جدید۔ایک الٰہی تحریک جلد پنجم (مشتمل بر ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 1974ء تا 1982ء)

تحریک جدید۔ایک الٰہی تحریک جلد ششم (مشتمل بر ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1982ء تا 1984ء)

تحریک جدید۔ایک الٰہی تحریک جلد ہفتم (مشتمل بر ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1985ء تا 1987ء)

تحریک جدید۔ایک الٰہی تحریک جلد ہشتم (مشتمل بر ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1988ء تا 1989ء)

بین الاقوامی سطح پر سکیم کے متعدد پروگرامز پر عمل درآمد کروانے کے لیے وکالت علیا تحریک جدید ربوہ اور وکالت تبشیر لندن کے تمام کارکنان نے مرکزی کمیٹی کی غیر معمولی مدد اور معاونت کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں غیر معمولی اجر سے نوازے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔

دفتر خلافت جوبلی 2008ء کے مختلف امور کو سنبھالنے میں مکرم مبشر احمد خالد صاحب مربی سلسلہ، مکرم محمد مقصود احمد منیب صاحب مربی سلسلہ، مکرم راناوجیہ الرحمٰن خان صاحب اور مکرم غلام احمد سرور صاحب اکاؤنٹنٹ نے بھرپور معاونت کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

## کمیٹی امداد مستحقین (گندم کمیٹی) میں خدمت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک نئی نظارت قائم کی تھی جسکا نام ایڈیشنل نظارت اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن) ہے۔ اسکے قیام کے ساتھ حضور نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ قرآن کی تعلیم پر عمل کرنے کا انتظام بھی ہو اور قرآن مجید کے اس ارشاد کے مدنظر کہ فِيٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ

لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ کہ اُن کے مالوں میں سوال کرنے والوں اور سوال نہ کرنے والے حاجت مندوں کا حصہ ہے۔ ارشاد فرمایا کہ کوئی احمدی بھوکا نہیں رہنا چاہیئے۔ اس غرض کے لئے ایک کمیٹی مقرر فرمائی جس کا نام تھا "کمیٹی امداد مستحقین" (برائے گندم)۔ اس کمیٹی کا کام تھا کہ گندم کی فصل کے موقع پر ان تمام ضرورت مندوں کو فیملی کی ضرورت کے مطابق گندم خرید کر مہیا کرے۔ اس کمیٹی کے صدر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب مرحوم تھے اور بہت سے ممبر تھے مثلاً وقفِ جدید کے نمائندہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ تھے۔ لجنہ کے نمائندہ صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب تھے۔ ناظر امور عامہ، ناظر ضیافت (خاکسار 1974 سے)، صدر خدام الاحمدیہ، صدر انصار اللہ اور صدر عمومی وغیرہ۔

1977ء میں مکرم مولانا ابوالعطا صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقفِ عارضی بطور صدر کام کر رہے تھے اُن کی وفات پر مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے کمیٹی کا صدر مقرر فرمایا۔ میں بحیثیت ناظر ضیافت کمیٹی کا ممبر تھا۔ 1982ء میں مَیں ناظر ضیافت نہیں رہا اور وکیل اعلیٰ مقرر کر دیا گیا تاہم بحیثیت صدر مجلس انصار اللہ کمیٹی کا ممبر ہو گیا تھا۔ حضور نے مجھے بحیثیت صدر مجلس انصار اللہ ممبر کمیٹی "کمیٹی امداد مستحقین" کا بطور صدر کام جاری رکھنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ صدر انصار اللہ کی حیثیت سے 31 دسمبر 1999ء تک میں اس کمیٹی کا صدر رہا اور یکم جنوری 2000ء سے مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے کمیٹی کی صدارت سنبھالی گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے 1977ء تا 1999ء کل 22 سال "کمیٹی امداد مستحقین" کی صدارت کے فرائض سر انجام دینے کی توفیق بخشی۔ الحمد للہ۔ اس وقت کمیٹی کا کوئی تنخواہ دار سٹاف نہیں تھا لیکن کوئی نہ کوئی رضا کار صدر کمیٹی کے ساتھ معاونت کے لئے ہوتا تھا۔ شروع میں مکرم سید قربان حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی معاونت کرتے رہے ان کے بعد مکرم چوہدری غلام حیدر صاحب مرحوم معاونت کرتے رہے۔ آخری سالوں میں مکرم نذر محمد صاحب نذیر گولیکی نے معاونت کی جو میرے سبکدوش ہونے کے بعد بھی اس خدمت کو بجالاتے رہے۔ یہ تینوں بزرگ ریٹائرڈ تھے بلکہ ریٹائر ہوئے بھی دیر ہوئی تھی لیکن جوانوں کی طرح اس کام کو محض خدمتِ خلق کے جذبہ سے بجالاتے رہے۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ۔ کمیٹی کا کام جملہ Cases (جو جماعتوں کی سفارش سے آتے تھے) کا جائزہ لینا ہوتا تھا کہ

گندم دی جائے اور کتنی دی جائے۔ صدر کمیٹی کا کام گندم خریدنا۔ ربوہ میں لوگوں کے گھر تک پہنچانا تھا۔ ربوہ سے باہر کی فیملیز کو گندم خریدنے کے لئے رقم بھجوادی جاتی تھی۔

## IAAAE میں خدمت

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے عہد میں (IAAAE) International Association of Ahmadi Architects and Engineers قائم کی گئی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ بحیثیت صدر مجلس انصار اللہ اسکے Ex-officio سرپرست (Patron) تھے۔ صدر مجلس انصار اللہ مقرر ہونے پر (جون 1982ء میں) خاکسار بھی اسکا Ex-officio سرپرست (Patron) مقرر ہوا۔ اور جون 1982ء تا 31 دسمبر 1999ء اس کا سرپرست (Patron) رہا۔ اس خدمت سے بھی مقدور بھر عہدہ برآ ہونے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

2010ء میں دوبارہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے خاکسار کو IAAAE کا سرپرست مقرر کیا گیا جو تادم تحریر جاری ہے۔

## فضل عمر ہسپتال ربوہ میں خدمت

فضل عمر ہسپتال کی تنظیم نو کا معاملہ درپیش تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک کمیٹی مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی صدارت میں مقرر فرمائی۔ اس کمیٹی نے کچھ کام کیا پھر حضور نے مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کو کمیٹی کا صدر مقرر فرمایا۔ کچھ عرصہ کے بعد اُن کی جگہ خاکسار کو کمیٹی کا صدر مقرر فرمایا غالباً یہ 1986ء کی بات ہے کمیٹی کا کام کچھ سال جاری رہا پھر لندن حاضر ہو کر خاکسار نے بالتفصیل کمیٹی کی ساری سفارشات حضور کی خدمت میں پیش کیں، منظوریاں لیں اور صدر انجمن احمدیہ کو عملدرآمد کے لئے بھجوائیں۔ بنیادی سفارشات یہ تھیں کہ ہسپتال کا ایک ایڈمنسٹریٹر ہو، کارکنان اور مستحقین کے علاوہ دوسرے مریضوں سے علاج کے اخراجات لئے جائیں، مختلف سروسز کے نرخ تجویز کئے گئے، ہسپتال میں نئی Specialties جاری کرنے کے بارے میں، ڈاکٹروں کے حصص کے بارے میں، عمارات جن کا بنانا ضروری تھا، Equipment جن کا ہسپتال میں ہونا ضروری تھا، اسی طرح اور بہت سے امور کے بارے میں سفارشات تھیں جن پر اللہ تعالیٰ

کے فضل سے کامیابی سے عمل ہو رہا ہے۔ایک مقصد یہ تھا کہ ہسپتال self sufficient ہو جو بہت حد تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے self sufficient ہو گیا ہے۔

## متفرق خدمات

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے عہد خلافت میں ایک سے زیادہ دفعہ مجھے اپنی عدم موجودگی میں امیر مقامی مقرر فرمایا۔

☆ بحیثیت صدر مجلس انصار اللہ مرکزی اصلاحی کمیٹی کا رکن رہا (31دسمبر 1999ء تک) کمیٹی کے صدر مکرم ناظر صاحب اصلاح وارشاد مرکزیہ تھے۔

☆ بحیثیت صدر مجلس انصاراللہ منصوبہ بندی کمیٹی دعوت الی اللہ کا(31دسمبر1999ءتک) رکن رہا۔

☆ بحیثیت صدر مجلس انصاراللہ انٹرنیشنل رشتہ ناطہ کمیٹی کے صدر کے طور پر 31دسمبر 1999ء تک کام کیا۔ دوسرے ممبرز وکیل التبشیر، ناظر اصلاح وارشاد (مرکزیہ) اور انچارج رشتہ ناطہ تھے۔

# حصہ سوم

# جماعتی وذاتی دورہ جات بیرون پاکستان

# دورہ جات بیرون پاکستان

جماعت احمدیہ عالمگیر کی برکت سے خاکسار کو جماعتی اغراض و مقاصد اور ذاتی طور پر بھی دنیا کے تمام براعظموں اور بہت سے ممالک کا دورہ کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

دورہ کردہ ممالک کے اسماء درج ذیل ہیں۔

انگلستان، جرمنی، آسٹریا، سپین، فرانس، بیلجئیم، سویڈن، ڈنمارک، ناروے، سوئیٹزرلینڈ، ہالینڈ، ریاست ہائے متحدہ امریکہ، میکسیکو، کینیڈا، آسٹریلیا، جاپان، انڈونیشیا، فجی، سنگاپور، ملائیشیا، سری لنکا، سیرالیون، آئیوری کوسٹ، گیمبیا، سینیگال، لائبیریا، زائر، کینیا، تنزانیہ، بنگلہ دیش اور بھارت۔

## 1۔ دورہ ممالک یورپ و امریکہ 10 مئی تا 21 جولائی 1981ء

1981ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے صدر تھے اور خاکسار نائب صدر تھا۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے مجھے یورپ اور امریکہ میں انصاراللہ کی تنظیم کے استحکام کے لئے بھجوانے کی اجازت حاصل کی۔ روانگی سے ایک دن قبل مجلس عاملہ انصاراللہ مرکزیہ نے مؤرخہ 9 مئی 1981ء کو خاکسار کے اعزاز میں دفتر انصاراللہ ربوہ کے حال میں ایک الوداعی دعائیہ تقریب کا انعقاد کیا جسکی رپورٹ ماہنامہ انصاراللہ ربوہ ماہ جون 1981ء میں حسب ذیل شائع ہوئی۔

## ”یورپ و شمالی امریکہ کے دورہ پر روانگی سے قبل نائب صدر مجلس مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کے اعزاز میں ایک الوداعی دعائیہ تقریب

مؤرخہ 10 ہجرت 1360ہش / مئی 1981ء کو صبح ساڑھے پانچ بجے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ یورپ و شمالی امریکہ کے مختلف ممالک میں مجالس انصاراللہ کی تشکیل و تنظیم کی غرض سے مرکز سے روانہ ہو گئے۔ روانگی سے ایک دن قبل مورخہ 9 مئی کو ساڑھے پانچ بجے دفتر انصاراللہ کے ہال میں صدر محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ کی صدارت میں ایک الوداعی دعائیہ تقریب منعقد کی گئی۔

تقریب کا آغاز صدر محترم کے صدر نشین ہونے پر تلاوت کلام پاک سے ہوا جو مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر قائد اصلاح وارشاد نے کی۔ اس کے بعد صدر محترم نے انصاراللہ کا عہد دہرایا۔ عہد کے بعد صدر محترم نے محترم نائب صدر صاحب کے مجوزہ عالمی دورہ کی ضرورت و اہمیت بیان کی اور جماعت کی ذیلی تنظیموں کے کردار کا تربیتی و تنظیمی پہلو بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا بعدہٗ مکرم منور شمیم خالد صاحب قائد عمومی نے محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کی خدمت میں مجلس عاملہ مرکزیہ کی طرف سے ایڈریس پیش کیا جس میں دعا کے ساتھ اُمید ظاہر کی گئی کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور راہنمائی اور خود آنمکرم کی خداداد تنظیمی صلاحیتوں اور ٹھوس سائنسی اصولوں پر منصوبہ بندی کے نتیجہ میں دنیا کے ان ممالک میں مجالس انصار اللہ اپنی تنظیم، کارکردگی اور اپنے نتائج کے لحاظ سے اتنا بلند مقام حاصل کرلیں گی انشاء اللہ کہ وہ کارکردگی کے لحاظ سے چوٹی کی پاکستانی مجالس کے مقابل پر آن کھڑی ہوں۔ اور مسابقت کی یہ دوڑ آگے ہی آگے بڑھتی اور ترقی کرتی رہے گی۔ انشاءاللہ

دعائیہ ایڈریس کے بعد مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب قائد تحریک جدید نے خاص اس تقریب کے لئے تخلیق کی گئی اپنی دعائیہ نظم ترنّم کے ساتھ سنائی جسے بہت پسند کیا گیا۔

؎ جادۂ حق پر رواں ہے اک جوانوں کا جواں
پیکر ہمت، حمید اللہ، فخر کارواں

نظم کے بعد احباب مجلس کی چائے سے تواضع کی گئی اور آخر میں مکرم صوفی غلام محمد صاحب نے صدر محترم کی درخواست پر دورہ کی ہر لحاظ سے کامیابی کے لئے اجتماعی دعا کرائی۔ دُعا کے بعد محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کی تمام قائدین کے ساتھ ایک یادگار گروپ فوٹو ہوئی اور اس طرح یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔“

(نامہ نگار خصوصی)

(ماہنامہ انصاراللہ ربوہ۔ ماہ جون 1981ء صفحہ 35-36)

مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب مرحوم کی اس موقع کی مناسبت سے پڑھی گئی نظم کے دیگر اشعار بھی قارئین کی دلچسپی کیلئے پیش کئے جارہے ہیں۔

ہر قدم پر اس مجاہد کا خدا خود ہو نصیر
لے کے جو نکلا ہے اپنے دل میں اک عزم جواں
تاکہ وہ انصار دیں کو پھر سے تازہ دم کرے
تاکہ انوار خلافت سے منور ہو جہاں
اس کی ہر کوشش تری درگاہ میں مقبول ہو
اے خدا ہر جا رہے وہ کامیاب و کامراں
تیرے ہی فضل و کرم سے پھر ہو وہ جلوہ فروز
شہر شبیر دعاگو ہیں ہمارے درمیان

(ماہنامہ انصاراللہ جون 1981ء)

اس موقع پر خاکسار کے اعزاز میں درج ذیل ایڈریس بھی پیش کیا گیا۔

## ”دعائیہ ایڈریس بر موقع روانگی نائب صدر صاحب مجلس انصاراللہ برائے دورہ ممالک یورپ وامریکہ

بخدمت مکرمی ومحترمی جناب چوہدری حمید اللہ صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بیرونی ممالک میں مجالس انصاراللہ کی تشکیل و تنظیم کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے صدر محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ کی تجویز اور سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت ومنظوری سے آنمکرم مؤرخہ 10 ہجرت / مئی 1360ہش / 1981ء کی صبح یورپ و شمالی امریکہ کے نو ممالک یعنی مغربی جرمنی، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، ڈنمارک، ناروے، سویڈن، انگلستان، ریاستہائے متحدہ امریکہ اور کینیڈا میں مجالس کی عالمگیر پیمانہ پر ٹھوس بنیادوں پر تشکیل کے نہایت ہی اہم اور دوررس نتائج کے حامل عظیم مقاصد کو لے کر آپ اپنے پہلے بین الاقوامی دورہ پر روانہ ہورہے ہیں۔

اس تاریخی دورہ کے موقع پر ہم ممبران مجلس عاملہ مرکزیہ اور کارکنان دفتر مرکزیہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی پُر خلوص دعاؤں اور تمام تر نیک تمناؤں کے ساتھ آپ کو الوداع کہنے کے لئے جمع ہوئے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہر گام پر آپ کے شامل حال رہے (آمین) آپ کو صحت و سلامتی کے ساتھ اپنے دورہ کے عظیم مقاصد کے حصول میں اللہ تعالیٰ نہایت شاندار طریق پر کامیاب و کامران فرمائے آمین ثم آمین۔

مکرم و محترم نائب صدر صاحب! آپ کا یہ دورہ اس لحاظ سے یادگار رہے گا کہ جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیموں کی تاریخ میں مجلس انصار اللہ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ توفیق حاصل ہو رہی ہے کہ آنمکرم خاص طور پر انصار اللہ کی تنظیم کو عالمی سطح پر ٹھوس بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے بنفس نفیس تشریف لے جارہے ہیں۔ اور ہمیں خدا کے فضل سے یقین واثق ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور راہنمائی اور آنمکرم کی خداداد تنظیمی صلاحیتوں اور نہایت عمیق نظر کی حامل ٹھوس سائنسی اصولوں پر منصوبہ بندی کے نتیجہ میں بہت جلد دُنیا کے ان ممالک میں مجالس انصار اللہ اپنی تنظیم، کارکردگی اور اپنے نتائج کے لحاظ سے اتنا بلند مقام اور معیار حاصل کرلیں گی انشاء اللہ کہ وہ کارکردگی کے لحاظ سے چوٹی کی پاکستانی مجالس کے مقابل پر آن کھڑی ہوں۔ خدا کرے کہ مسابقت کی یہ دوڑ آپ کے تنظیمی دورہ کے نتیجہ میں جلد تر شروع ہو جائے۔ آمین

ہم ممبران مجلس عاملہ مرکزیہ آپ کو اس منفرد اور تاریخی اعزاز کے حاصل ہونے پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور پُر اُمید دعاؤں کے ساتھ آپ کو اس عالمی دورہ پر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی ایک یادگار نظم کے اس دعائیہ شعر کے ساتھ رخصت کرتے ہیں۔

ہر گام پہ ہمراہ رہے نصرت باری
ہر لحہ ہر آن خدا حافظ و ناصر

(آمین)

والسلام

ہم ہیں آپ کی کامیاب و کامران واپسی کے منتظر ممبران مجلس عاملہ
مجلس انصاء اللہ مرکزیہ ربوہ
(9ہجرت/مئی1360ہش/1981ء)

(ماہنامہ انصاراللہ ربوہ۔ ماہ جون 1981ء صفحہ 36-37)

خاکسار کی روانگی کے بعد ماہنامہ انصاراللہ ربوہ مئی 1981ء کے شمارہ میں درج ذیل دعائیہ اعلان بھی شائع ہوا:

## ”نائب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کی بیرونی دورہ پر روانگی

”بیرون ممالک میں مجالس کی تنظیم و تشکیل کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور منظوری سے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب نائب صدر مجلس انصااللہ مرکزیہ مؤرخہ 10 ہجرت / مئی بروز ہفتہ صبح ساڑھے پانچ بجے یورپ اور شمالی امریکہ کے مختلف ممالک کے تنظیمی دورہ پر روانہ ہو گئے۔

احباب جماعت (سے) عموماً اور تمام ممبران مجالس وعہدیداران سے خصوصاً درخواست ہے کہ محترم چوہدری صاحب کی صحت و سلامتی کے ساتھ دورہ کے مقاصد میں نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(مرزا طاہر احمد)
صدر مجلس انصااللہ مرکزیہ“

(ماہنامہ انصاراللہ ربوہ۔ ماہ مئی 1981ء۔ ٹائٹل پیج)

خاکسار کو روانگی سے پہلے حضورؒ سے ملاقات کرنا تھی۔ حضور نے رات عشاء کے بعد گھر آ جانے کا فرمایا۔ عزیزم رشید اللہ سلمہ اللہ نے کہا کہ میں نے بھی ساتھ جانا ہے۔ ہم دونوں عشاء کے بعد حاضر ہو گئے۔ رشید اللہ نے ایف۔ اے کے امتحان میں کامیاب ہونے کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضور نے بازو اوپر اٹھا کر wave کیا یعنی مثبت اشارہ دیا۔ اللہ کے فضل سے عزیز پاس ہو گیا۔ بعد میں حضور کے پاس میں چند منٹ بیٹھا۔

خاکسار مؤرخہ 12 مئی 1981ء کو Pan Am کی فلائٹ پر کراچی سے روانہ ہوا۔ پہلا سٹاپ فرینکفرٹ تھا مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب ائیر پورٹ کے اندر آئے ہوئے تھے۔ (وہ اُس وقت امیر نہ تھے) ائیر پورٹ کے باہر مکرم نواب منصور احمد خان صاحب (مبلغ انچارج جرمنی) اور دوسرے دوست آئے ہوئے تھے۔ فرینکفرٹ کے بعد یورپ میں مندرجہ ذیل جگہوں کا سفر کیا۔

Zürich، Geneva (سوئٹزرلینڈ)، Hague (ہالینڈ)، Copenhagen (ڈنمارک)، Malmö، Gothenburg (سویڈن) Oslo (ناروے)، Hamburg (جرمنی)، London۔ لندن کے علاوہ Gillingham، Manchester، Huddersfield، Bradford، Birmingham، Glasgow، Edinburghاور بعض دوسری جگہوں مثلاًInverness-Blackpoolوغیرہ کا بھی سفر کیا۔

امریکہ میںNew York،Washington،Chicago،St. Louis،New Jersey، Philadelphia، Baltimore، Milwaukee، Columbus، Portland، Los Angeles،San Francisco۔

Tijuana(میکسیکو)۔

اسی طرح کینیڈا میں Brampton، Toronto، Calgary، Edmonton، اور Vancouverجانے کا موقع ملا۔ جماعتی پروگراموں میں شرکت کا موقع ملا اور ملکوں کی بعض اہم اور دلچسپ جگہیں دیکھنے کا موقع بھی ملا۔

جماعتی پروگراموں کی رپورٹس شائع ہو چکی ہیں۔ قابل دید جگہوں کو دیکھنے کا موقع ملا ہر جگہ جماعت احمدیہ اور مجلس انصااللہ نے بہت خیال رکھا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار جب اس دورہ سے واپس ربوہ پہنچا تو خاکسار کے اعزاز میں مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے ایک استقبالیہ تقریب منعقد کی گئی جس کی **”ماہنامہ انصاراللہ“** میں شائع شدہ رپورٹ حسب ذیل ہے:

## ”مکرم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب

مورخہ 9 ظہور / اگست 1360ہش / 1981ء شام چھ بجے دفتر انصاراللہ کے ہال میں مکرم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ کے اعزاز میں مرکزی مجلس عاملہ کی طرف سے ایک تقریب استقبالیہ زیر صدارت مکرم جناب صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس مرکزیہ منعقد ہوئی۔ جس میں قائدین نائب قائدین و کارکنان دفتر مرکزیہ کے علاوہ چیدہ چیدہ بزرگان سلسلہ بھی شریک ہوئے۔ تقریب کا

آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جو مکرم محمد اسلم صاحب صابر قائد تجنید نے کی۔ بعدہٗ صدر محترم نے انصار اللہ کا عہد دہرایا۔ عہد کے بعد مکرم منور شمیم صاحب خالد قائد عمومی نے مجلس مرکزیہ کی طرف سے مکرم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس پیش کیا جس میں آپ کو بہتّر (72) دنوں میں نو(9) ممالک میں پچاس سے زائد مجالس انصاراللہ کے قیام کے لئے دن رات انتھک طریق پر کام کر کے دورہ کے مقاصد کو ممکنہ انسانی حد تک کامیاب بنانے پر آپ کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔"

(ماہنامہ انصاراللہ ربوہ۔ ضمیمہ ماہ ستمبر، اکتوبر 1981ء صفحہ 7)

## "استقبالیہ ایڈریس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب محترم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ ثم الحمد للہ آج سے ٹھیک تین ماہ قبل 9 مئی 1981ء کو بالکل اسی جگہ اور عین اسی وقت ہم اراکین مجلس مرکزیہ نے جن دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ آنمکرم کو یورپ اور شمالی امریکہ کے ممالک میں مجلس انصاراللہ کی تشکیل و تنظیم کے اہم اور نازک مگر اہمیت کے لحاظ سے نہایت دوررس نتائج کے حامل اس عالمی دورہ پر روانہ کیا تھا۔ الحمد للہ خدا تعالیٰ نے اپنے بے پایاں فضل سے ان دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا جس کے نتیجہ میں ان پورے دو ماہ بارہ دن کے اس عالمی دورہ میں آپ نے لگاتار انتھک جدوجہد اور لگن اور ممکنہ انسانی حد تک دورہ کے مقاصد کے حصول کیلئے مسلسل بغیر کہیں آرام کئے یا پڑاؤ ڈالے کام کیا اور شاندار کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد آج پھر ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں ہم آپ کو اس کامیاب و کامران مراجعت پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے خوش آمدید کہتے ہیں۔

جناب نائب صدر! جب ہم آپ کے دورہ کے ذریعہ پیدا ہونے والے نتائج پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمارے دل خدا تعالیٰ کے حضور شکر و امتنان کے جذبات سے معمور ہو جاتے ہیں کہ

واقعی دریائے چناب، دریائے رائین، دریائے ٹیمز کے پلوں کے نیچے سے اور نیاگرہ جھیل کے اوپر سے بہت زیادہ پانی بہہ چکا ہے اور دورہ سے قبل کے مقابلہ میں آج مجلس انصاراللہ کی عالمی حیثیت پہلے سے کہیں بڑھ کر ٹھوس، پائیدار، مستحکم اور ثمر آور ہو چکی ہے اور انشاء اللہ اس کے شیریں پھل سے آنے والی نسلیں مستفیض ہوتی رہیں گی اور وقت کے ساتھ ساتھ اس تنظیمی دورہ کی تاریخی حیثیت ثبت ہوتی رہے گی۔

جناب نائب صدر صاحب! آپ ایسے ایسے ملکوں میں بھی تشریف لے گئے جہاں مجلس کے وجود کی ضرورت کا احساس بہت کم تھا۔ آپ نے ان ممالک میں نہ صرف موقع و محل کے مطابق اس ضرورت کا احساس اُجاگر کیا بلکہ آپ نے لگاتار سفر کے ان بہتّر (72) دنوں میں پچاس (معین طور پر 48) کے قریب مجالس کے قیام کے ساتھ وہاں کی تجنید اور دوسرے کوائف اکٹھے کر کے مجالس کو مستحکم بنیاد مہیا کرنے کی خاطر فرداً فرداً ہر رکن انصار اللہ سے چندہ مجلس از خود لکھوانے کی بھرپور سعی کی اور آپ اپنی اس کوشش میں بہت حد تک کامیاب رہے آپ کی یہ کامیابی اور بھی درخشاں ہو جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ان ممالک کے ماحول، حالات اور انتہائی مادیت کے شکار معاشرہ میں رہنے والوں کو جب آپ نے دین کی ذمہ داریوں کی طرف بلایا تو بعض کے لئے اس قسم کا مطالبہ کہ مجلس کی تشکیل کرو اور پھر چندہ مجلس "تعمیر گیسٹ ہاؤس" میں وعدہ دو، ماہنامہ انصاراللہ لگواؤ اور سالانہ بجٹ بناؤ اور اس کے مطابق ادائیگی کرو وغیرہ وغیرہ یہ سب ایسی باتیں تھیں جو ان مختلف ملکوں کے ماحول و حالات میں وہاں آج تک نہ اس انداز میں کسی نے کہیں اور نہ کسی نے سنی تھیں لیکن آپ نے نہایت حکمت و دانائی اور صبر و تحمل سے ایسے انصار کو سمجھایا اور کامیابی سے سمجھایا اور انہیں قائل کیا اور یہ دوست قائل بھی ہوئے کہ واقعی انصاراللہ کی تنظیم کی موجودگی ضروری ہے بلکہ سرگرم موجودگی نہایت اہم اور ناگزیر ہے۔ اور یہ کہ اس سلسلہ میں اب تک جو سُستی، غفلت اور کوتاہی ہو چکی ہے اس کا ازالہ جتنی جلدی ممکن ہو بہتر ہے۔ آپ نے ہر ممکنہ کوشش سے انصار اللہ اور ان کے خاندان اور بچوں کے کوائف ان کی تعلیمی اور تربیتی حالت، دینی معلومات اور سب سے بڑھ کر یہ بھی جائزہ لیا کہ ان ترقی یافتہ مگر انتہائی غلط راہ اور مادیت زدہ ماحول کے حامل معاشروں میں احمدی بچے اپنے اصل سے دور تو نہیں جا رہے۔ آپ کے اس جائزہ سے یہ تکلیف دہ بات بھی سامنے آئی کہ

تقریباً پچاس فیصد نئی احمدی نسل ان مُلکوں کی سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی زبان اُردو سے بہت دور جاچکی ہے اور آپ نے انصار کو اس پہلو سے عائد ہونے والی ذمّہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی اور پابند کیا کہ اپنے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اُردو زبان بولنے لکھنے سے غافل نہ رکھا جائے کیونکہ وہ وقت جلد آنے والا ہے جب مسیح کی زبان اُردو بھی عالمی حیثیت اختیار کر جائے گی۔ انشاء اللہ

جناب نائب صدر محترم! میں آپ کے اور یہاں موجود احباب کے درمیان زیادہ دیر حائل رہنا نہیں چاہتا اور ہم سب آپ کے دورہ کی کہانی آپ ہی کی زبانی سُننا چاہتے ہیں۔ واقعی آپ نے دورہ کا حق ادا کر دیا ہے۔ بلکہ ہم سب کی توقع سے بڑھ کر۔ خدا کے فضل سے قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر ایدہ اللہ کی دعاؤں کے نتیجہ میں آپ اپنے مقاصد میں بہت نمایاں طور پر کامیاب و کامران رہے۔ نوے فیصد مجالس کے عہدیداران کی تقرری، 86 فیصد مجالس کی کم و بیش سو فیصد تجنید اور 80 فیصد مجالس کے سالانہ بجٹ بنوانا جن کی تاحال موصول شدہ اطلاعات کے مطابق مجموعی رقم تین لاکھ کے قریب بنتی ہے اور ابھی بعض بڑی مجالس مثلاً لندن اور کینیڈا اور بعض امریکہ کی مجالس کے بجٹ ابھی آنا ہیں۔ انشاء اللہ اُمید ہے کہ سال کے اختتام تک صرف ان نو ممالک کا بجٹ پاکستان کی تمام مجالس کے بجٹ کے لگ بھگ ہو جائے گا۔ یہ سب صورتحال مجلس مرکزیہ پر ایک نئی ذمہ داری عائد کر رہی ہے۔ اور دورہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے نئے حالات میں مجلس مرکزیہ کی عالمی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجلس مرکزیہ کو اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں نبھانے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک بار پھر ہم مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کو خوش آمدید کہتے ہوئے درخواست کرتے ہیں کہ اپنے پہلے کامیاب عالمی دورہ کی کامیابیوں اور کامرانیوں کی داستان حالات واقعات اور تجربات کی روشنی میں بتائیں کہ یہ کیسے ہوا۔ گئے آپ مغرب کی طرف تھے اور آئے مشرق کی طرف سے پوری دنیا کا چکر لگا کر۔ کامیاب و کامران۔ الحمد للہ۔

ہم ہیں گوش بر آواز
اراکین مجلس انصار اللہ مرکزیہ

(ماہنامہ انصاراللہ ربوہ۔ ضمیمہ ماہ ستمبر، اکتوبر 1981ء صفحہ 9-10)

''استقبالیہ ایڈریس کے جواب میں مکرم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب نے اپنے مختصر مگر نہایت جامع انداز میں اپنے دورہ کے کوائف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ صدر محترم کی ہدایات کے مطابق بیرونی ممالک میں انصاراللہ کی تنظیم کو مستحکم اور فعال بنانے کی خاطر ان ممالک میں تمام انصار کی تجنید، انکے پتہ جات، خاندانوں کے کوائف، بچوں کی تعداد اور ان کی تعلیمی و تربیتی کیفیت کے علاوہ بجٹ کی تیاری اور عہدیداران کا تقرر کیا گیا آپ نے فرمایا کہ تجنید کے سلسلہ میں یہ امر بھی پیش نظر رکھا گیا کہ آئندہ دو تین سال میں کتنے خدام انصاراللہ میں شامل ہو جائیں گے۔ خدام وانصاراللہ کے مشترکہ اجلاسوں میں تربیت اولاد، اصلاح وارشاد اور مجلس کے مالی استحکام کے لئے بجٹ کی تشخیص اور مختلف چندوں کی فراہمی کی بھی کوشش کی گئی۔ نماز باجماعت اوراس کے لئے اگر جماعتی انتظام نہ ہو سکے توگھروں میں نماز باجماعت اور درس دینے کا اہتمام کرنے کی بھی تحریک کی گئی۔ محترم چوہدری صاحب موصوف نے اپنی تقریر میں مختلف اعدادو شمار پیش کر کے دورہ کی مجموعی کامیابی کا نقشہ حاضرین کے سامنے پیش کیا۔

تقریر کے آخر میں مکرم نائب صدر صاحب نے فرمایا کہ یہ میرا پہلا تجربہ تھا بہت سے خدشات دل میں پیدا ہوئے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا فضل ہر مرحلہ پر شامل حال رہا اور اس طویل سفر کے تمام مراحل معجزانہ رنگ میں طے ہوتے رہے۔ آپ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کامیابی حضرت سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور صدر محترم کی ہدایات ورہنمائی اور آپ سب دوستوں کی نیک خواہشات کے نتیجہ میں حاصل ہوئی۔ آخر میں آپ نے دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ میری ان حقیر کوششوں کو قبول فرمائے اور اگر میری کسی کمی یا غلطی سے کوئی نقص رہ گیا ہو تو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اسے دور فرمائے۔ استقبالیہ ایڈریس میں میرے بارہ میں جن جذبات کا اظہار کیا گیا اس کے لیے میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

محترم نائب صدر صاحب کی تقریر کے بعد جناب صدر محترم نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ محترم چوہدری صاحب نے اپنے دورہ کے جو بہت ہی مختصر تاثرات بیان کئے

ہیں ان سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ساراکام کتنا مشکل اور محنت طلب تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو کام ہوا ہے اس میں مکرم چوہدری صاحب کی محنت کی عادت کا خاص دخل ہے۔ آپ نے مرکز کی ہدایات کی روشنی میں نہایت مختصر وقت میں ٹھوس طریق سے تفصیلی پروگرام بنایا اور پھر اس کے مطابق دن رات انتھک طریق پر کام کیا اور اس کا نتیجہ یہ بھی نکلا کہ مکرم چوہدری صاحب کے دورہ میں تفریحی مقامات کا جو پروگرام تجویز کیا گیا تھا ان میں سے بھی بعض پر وہ عمل نہیں کر سکے۔ صدر محترم نے فرمایا کہ بہت سے ابتدائی کام جو مختلف مقامات کی مجالس میں ان کے پہنچنے سے قبل مکمل ہو جانے چاہئیں تھے وہ بنیادی کام خود چوہدری صاحب موصوف کو وہاں پہنچ کر سرانجام دینے پڑے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مکرم چوہدری صاحب کے دورہ کے نتیجہ میں بیرونی ممالک میں انصاراللہ کی تنظیم کے استحکام اور ترقی کے لئے ایک ٹھوس بنیاد قائم ہو گئی ہے اور اس دورہ کے نتیجہ میں باہر سے جو تاثرات موصول ہو رہے ہیں وہ بھی بڑے حوصلہ افزاء ہیں۔ اور ساتھ ہی کام کا یہ پھیلاؤ اور یہ ترقی ہمارے کندھوں پر ذمہ داری کا بوجھ بھی ڈال رہی ہے۔ کیونکہ اب مرکز کی ذمہ داریاں پہلے سے بہت بڑھ گئی ہیں۔ اور اب جبکہ یہ کام خدا تعالیٰ کے فضل سے پھیل گیا ہے تو اس کی نگرانی ایک قائد بیرون کے لئے بہت مشکل ہو جائے گی۔ اب یقیناً کام سنبھالنے کے لئے جدید ذرائع اختیار کرنے پڑیں گے۔

صدر محترم نے اپنا خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ایک بہت تکلیف دہ تاثر یہ سامنے آیا ہے کہ بیرونی ممالک کے انصار میں تبلیغ کرنے کی پہلی والی عادت نہیں رہی۔ وہ تبلیغ کا سارا بوجھ مبلغین کرام پر ڈال رہے ہیں۔ تربیت اولاد کی کمی کی وجہ بھی یہی ہے اور اس کمی کا نتیجہ یہ ہے کہ والدین اور ان کی اولاد کے درمیان ایک خلیج حائل ہو رہی ہے اور یہ خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی جارہی ہے گو بعض مقامات پر اس کا احساس بیدار ہے مگر بعض جگہ پر تو احساس تک بھی نہیں۔ اس سارے مسئلہ پر عملی جدوجہد کے علاوہ دعاؤں کی بھی ازحد ضرورت ہے۔

صدر محترم کے نہائت موئثر صدارتی خطاب کے بعد مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب قائد تحریک جدید نے خاص اس تقریب کے لئے کہی گئی اپنی نظم خوش الحانی سے سُنائی۔ اور اَکل و

شرب کے پروگرام کے بعد اجتماعی دُعا کے ساتھ جو مکرم صوفی غلام محمد صاحب نے کرائی یہ تقریب استقبالیہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

(ماہنامہ انصاراللہ ربوہ۔ ضمیمہ ماہ ستمبر، اکتوبر 1981ء صفحہ 7-8)

اس موقع پر مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب نے جو نظم پڑھی وہ قارئین کی دلچسپی کے لیے درج کی جاتی ہے۔

## ”خوش آمدید مجلس انصاراللہ کے سفیر

(استقبالیہ نظم بموقع مراجعت باسعادت محترم چوہدری حمید اللہ صاحب
نائب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ از ممالک بیرون)

اللہ کا شکر ہے جو ہے قادر وقدیر
پھر ہمنشین بزم ہے مجلس کا اک سفیر
رہبر تھی تیری شمعِ خلافت کی روشنی
تیرا قدم قدم پہ رہا خود خدا نصیر
آیا ہے کامیاب و ظفر مند ہوکے تو
لاریب تو مقاصد مجلس کا ہے ظہیر
ہر مُلک سے ہمیں یہی آتی رہی صدا
گفتار دلنشین ہے کردار بے نظیر
نازاں ہیں تجھ پہ اے مرے اللہ کے حمید
ہم جو درِ خلافتِ حقّہ کے ہیں فقیر
تیرے لئے رہیں گے دعا گو ہمارے دل
ہر کام میں عطا ہو تجھے برکتِ کثیر
کوشش تری ہر ایک ہو مقبول بارگاہ
اجرِعظیم دے تجھے وہ خالق کبیر

شبّیر اپنے دوستوں کا ترجمان ہے
خوش آمدید مجلس انصاراللہ کے سفیر

(مکرم شبیر احمد صاحب)

(ماہنامہ انصاراللہ ربوہ۔ماہ ستمبر،اکتوبر 1981ء صفحہ 12)

خاکسار کی اس دورہ سے واپسی پر ماہنامہ انصار اللہ ماہ ستمبر و اکتوبر میں درج ذیل اعلان شائع ہوا۔

## "نائب صدر انصار اللہ مرکزیہ کی واپس تشریف آوری

الحمد لِلّٰہ کہ محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ تین ماہ کے کامیاب دورہ کے بعد مرکز سلسلہ میں واپس تشریف لے آئے۔ آپ نے اس عرصہ میں مجالس انصار اللہ کے قیام، استحکام کے لئے متعدد مغربی ممالک امریکہ اور بعض دیگر ممالک کا دورہ کیا آپ نے مسلسل رات دن کی محنت سے بیرون ممالک کی مجالس کے کام کو نہ صرف تیز تر کیا بلکہ آپ نے متعدد مقامات پر نئی مجالس کا قیام فرمایا۔ انصار کو نئی نسل کی تربیت کی طرف توجہ دلائی۔ آپ کے دورہ کی رپورٹس الفضل کے صفحات کی زینت بھی بنتی رہیں۔

9-اگست کو مجلس مرکزیہ کی جانب سے آپ کو خوش آمدید کہنے کی غرض سے مجلس مرکزیہ نے ایک تقریب منعقد کی جس میں آپ کے دورہ کے خوشکن نتائج کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے کام کو سراہا گیا یہ خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ انصار اللہ کی تنظیم روز بروز وسیع تر ہو رہی ہے اور افراد جماعت اس ذیلی تنظیم کی غرض کو سمجھتے ہوئے اس تنظیم کو مضبوط تر بنا رہے ہیں اللہ کی رحمتیں ہوں خدا کے اس موعود بندے پر جس نے اس کا قیام فرمایا اور اللہ کی رحمتیں ہوں نَافِلَةً لَّكَ کے مصداق پر جس نے اس تحریک کو استحکام بخشا۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں ان افراد پر جو اپنے فرائض کو سمجھتے ہوئے مرکز کی تحریکات کو پروان چڑھاتے ہیں۔"

(ماہنامہ انصاراللہ ربوہ۔ ضمیمہ ماہ ستمبر،اکتوبر 1981ء صفحہ 19)

امریکہ کے دورہ کے دوران خاکسار کو جب ڈیٹن شہر جانے کا موقع ملا اور اس شہر کے میئر آنریبل مگھی(McGee۔ناقل) سے ملاقات ہوئی تو آنریبل میئر نے خاکسار کو شہر کی چابی پیش کی۔

خاکسار کو یہ اعزاز محض احمدیت کی برکت اور حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی کے نتیجہ میں حاصل ہوا۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

خاکسار کے امریکہ کے دورہ کی ایک رپورٹ تحریر کردہ مکرم میاں محمد ابراہیم جمونی صاحب مبلغ امریکہ روزنامہ الفضل ربوہ اور **"ماہنامہ انصاراللہ"** ربوہ میں شائع ہوئی جو درج ذیل ہے:

## "محترم نائب صدر صاحب کے کامیاب دورہ امریکہ کی ایک رپورٹ

## ڈیٹن شہر کے میئر نے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کو شہر کی چابی پیش کی

ڈیٹن (اوھایو سٹیٹ) مؤرخہ 7وفا/جولائی1360ہش/1981ء مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب احمدیہ مسلم مشنری (یو۔ ایس۔ اے) محترم مرزا طاہر احمد صاحب کی خدمت میں نائب صدر مجلس مرکزیہ کے دورہ امریکہ کی رپورٹ ارسال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ جماعت احمدیہ کینیڈا کے سالانہ اجتماع میں شرکت کے بعد خاکسار کے ساتھ 29جون کو ڈیٹن تشریف لائے۔ 30جون کو مقامی جماعت کی طرف سے آپ کے اعزاز میں عشائیہ ترتیب دیا گیا جس میں ارد گرد کی جماعتوں کے نمائندگان بھی شریک ہوئے۔ مکرم نائب صدر صاحب (نے) اس تقریب پر انصاراللہ کی تنظیم اور ذمہ داریوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے تربیتی پہلو پر خاص طور پر زور دیا۔ اس موقعہ پر تعمیر گیسٹ ہاوس کی مد میں دس لوکل ممبران نے ایک ایک صد ڈالر کا وعدہ پیش کیا۔

اگلے روز صبح خاکسار کے ہمراہ مکرم چوہدری صاحب نے ڈیٹن شہر کے آنریبل میئر مگھی(McGee۔ناقل) صاحب سے ملاقات کی۔ آنریبل میئر صاحب جماعت احمدیہ کے بہت مداح ہیں اور شہر کی طرف سے جماعت کے اہم مرکزی عہدیداران اور خاص طور پر سیدنا حضرت اقدس اور حضور کے خاندان کے افراد سے اپنی عقیدت کا اظہار عیسائی ہونے کے باوجود اکثر کرتے رہتے ہیں۔ اس ملاقات کے موقع پر جناب میئر صاحب نے مکرم

چوہدری صاحب کو شہر کی چابی پیش کی۔ الحمدللہ اس موقع پر بھی میئر صاحب نے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ سے عقیدت کا اظہار کیا۔ جماعت کی امن پسند پالیسی کی تعریف کی۔

اگلے دن چوہدری صاحب موصوف سینٹ لائیس گئے۔ شام کو مقامی جماعت کا جلسہ ہوا جس میں انصار کی مجلس کو باقاعدہ منظم کیا گیا۔ یہاں بھی آٹھ دس دوستوں نے وعدہ جات پیش کئے۔ 3 جولائی کو کار سے شکاگو کے علاقہ ریکس ریجن کی طرف روانہ ہوئے۔ جمعہ کی نماز تک شکاگو ریسبن، ملوائی اور سٹریم وڈ کی جماعتیں واکیگبن میں خاصی تعداد میں جمع ہو گئی تھیں۔ انصار کے علاوہ دوسرے دوست اور احمدی بہنیں بھی چالیس پچاس کی تعداد میں بڑے شوق اور اخلاص سے جمع تھیں۔ دو گھنٹے اجلاس ہوا۔ مکرم نائب صدر صاحب نے انصار اللہ کی تنظیم کی وضاحت کی اور دینی و تربیتی پہلو نمایاں کئے۔ انصار کی تجنید مکمل کرائی۔ برادرم مظفر احمد صاحب اور برادرم رشید احمد صاحب بالترتیب مڈویسٹ اور لیکس ریجن کے زعیم اعلیٰ نامزد ہوئے۔ اس ریجن کی اب صرف ڈیٹرائیٹ ہی ایسی جگہ رہ گئی ہے جہاں کی تنظیم قائم کرنا باقی ہے۔ خدا کے فضل سے وہاں فعال اور مخلص افراد جماعت موجود ہیں ان کی تجنید مکمل کر کے جلد بھجوا سکوں گا۔

انصا اللہ کو منظم کرنے کی امریکہ میں حقیقتاً بہت ہی ضرورت تھی۔ مرکز نے بروقت اس طرف توجہ دی اور اس اہم اور نازک کام کے لئے نہایت ہی موزوں اور سرکردہ مرکزی نمائندہ بھجوایا جنہوں نے اپنی Assignment کو نہایت ہی عمدہ، پروقار اور اخلاص سے نبھایا۔ اُن کی تقاریر پُر اثر اور معلوماتی ہوتی ہیں۔ جس سے حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ خاکسار تین جولائی کی شام واپس ڈیٹن آگیا اور پروگرام کے مطابق چوہدری صاحب کو یہاں سے کیلگری روانہ ہونا تھا۔"

(ماہنامہ انصار اللہ ربوہ۔ ماہ اگست 1981ء صفحہ 39-38)

## 2۔ دورہ یورپ (1982ء)

1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا بیت بشارت سپین کے افتتاح کے لئے سپین جانے کا پروگرام تھا اور صدر مجلس انصاراللہ (حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ) وفد کے ممبر

تھے۔ آپ نے خلیفۃ المسیح الرابع منتخب ہونے کے بعد فیصلہ فرمایا کہ اب خاکسار بحیثیت صدر مجلس انصار اللہ حضور کے وفد میں شامل ہو گا۔

ربوہ سے روانہ ہونے سے پہلے خاکسار نے حضور سے پوچھا کہ بیت بشارت سپین کے افتتاح کی تقریب میں شرکت کے علاوہ دورہ کے دوران اور کیا کام ہو گا؟ آپ نے فرمایا کہ وہاں جا کر بتاؤں گا۔ میں آپ سے ایک دن پہلے ہالینڈ پہنچ گیا تھا۔ وہاں آپ نے فرمایا کہ دورہ کے دوران میرے سپرد کام مشنز کے ہر قسم کے مالی امور کا جائزہ لینا ہو گا۔ جس میں تشخیص بجٹ، آمد، خرچ، آڈٹ اور تجنید وغیرہ سب امور شامل تھے۔ چنانچہ دورہ کے دوران یہ سب امور انجام دینے کی توفیق ملتی رہی اور ساتھ ساتھ حضور کو رپورٹ دیتا رہا اور حضور کے ارشادات سے مشنز کو مطلع کرتا رہا۔ مثال کے طور پر لکھتا ہوں کہ مالی امور کے جائزہ کے نتیجہ میں مشنوں کے بجٹ آمد دو اڑھائی گنا تک بڑھ گئے ہیں بعض دوستوں نے اسکا شکوہ بھی کیا لیکن حضور نے خاکسار کے جائزوں سے اتفاق فرمایا اور عملاً سال ختم ہونے پر یہ دو اڑھائی گنا بجٹ اس دوران وصول بھی ہو گئے اور بعض مشنز اپنا بوجھ خود برداشت کرنے لگ گئے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اس دوران مندرجہ ذیل ممالک میں گئے تھے۔

ناروے، سویڈن، ڈنمارک، ہالینڈ، جرمنی، سوئٹزرلینڈ، انگلینڈ ہر جگہ مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔ ہر جگہ مالی جائزے تیار ہوئے اور جماعت کے سامنے پیش کئے گئے۔ مجھے یاد پڑتا ہے انگلستان کی شوریٰ میں انگلستان کا مالی جائزہ میں نے پیش کیا تھا۔ چندہ ادا کرنے والے، چندہ ادا کردہ، اوسط چندہ فی کس، چندہ سے حساب لگائیں تو فی چندہ دہندہ آمدنی کتنی بنتی ہے، تجنید میں جو شامل نہیں ان کا ذکر، چندہ نہ دینے والوں کا ذکر وغیرہ تھا۔

چنانچہ اس بنیاد پر کام کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے آئندہ سالوں میں ملکوں کی آمدنیوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ انگلستان کی مجلس شوریٰ میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب بھی شریک تھے۔ اس وقت امیر و مبلغ انچارج انگلستان مکرم شیخ مبارک احمد صاحب تھے اور نیشنل پریذیڈنٹ مکرم عبدالعزیز دین صاحب تھے۔

Pedro Abad سپین میں بیت بشارت کے افتتاح کے موقع پر امریکہ سے مکرم عطاء اللہ صاحب کلیم بھی اپنے مالی امور کے کاغذات لے کر آئے ہوئے تھے اُن کا جائزہ مکرم چوہدری

مبارک مصلح الدین احمد صاحب اور خاکسار نے مل کر لیا اور آئندہ کے لئے ان کی راہنمائی کی۔ افتتاح بیت بشارت کے بعد لندن آکر بھی بہت سے امور (جو زیادہ تر مالی تھے) انجام دیئے۔ تفریح کے مد نظر آسٹریا بھی جانے کا موقع ملا۔

اس دورہ کی تمام تفصیل مؤرخہ 24 تا 31-اگست نیز یکم،2،4،5،12،14،15،16،19 اور 20 ستمبر کے الفضل ربوہ میں شائع ہو چکی ہے جہاں سے مزید تفصیل پڑھی جا سکتی ہے۔

## 3۔ دورہ مشرق بعید و سری لنکا (1983ء)

ستمبر 83ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سنگاپور، فجی، آسٹریلیا اور سری لنکا کا دورہ کیا۔ خاکسار کو بحیثیت وکیل اعلیٰ و پرائیویٹ سیکرٹری اس دورہ میں فرائض سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ سنگاپور میں ملائیشیا اور انڈونیشیا سے کافی بڑی تعداد میں احباب آ گئے تھے۔ فجی میں حضور مع وفد Date-Line پر گئے۔ Maravu میں لاہوری جماعت کے قریباً سب ممبران نے حضورؒ سے اجتماعی ملاقات کی حتی کہ ممبران اپنے چھوٹے بچوں کو بھی ساتھ لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضورؒ سے سوالات کئے۔ ان کے لیڈر کی خواہش تھی کہ اجتماعی طور پر جماعت میں شامل ہو جائیں لیکن بعد میں غالباً ان کی وفات کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا۔

آسٹریلیا میں حضور نے بیت ھدیٰ کا سنگ بنیاد رکھا۔

سری لنکا میں جنوبی بھارت کے صوبوں میں سے بہت سے احمدی حضور کی ملاقات کے لئے آئے۔ چاروں ملکوں میں شوریٰ منعقد ہوئی۔ سنگاپور میں حضور نے بیتِ طٰہٰ کا سنگ بنیاد رکھا۔ ان ممالک کے دورہ کی تفصیلی رپورٹ الفضل میں چھپ چکی ہے۔ یہ رپورٹس مؤرخہ 14،08،17، 20، 21، 24، 25، 27، 28 ستمبر کے روزنامہ الفضل ربوہ میں شائع شدہ ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے ان تاریخوں کی الفضل دیکھی جا سکتی ہے۔

## 4۔ دورہ یورپ (1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی 1984ء میں ربوہ سے ہجرت کے بارے میں بعض مضامین سلسلہ کے اخبارات و رسائل میں وقتاً فوقتاً چھپ چکے ہیں۔ ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر (2004ء) میں بھی اچھی معلومات سامنے آ چکی ہیں۔ اس میں میرا ایک مضمون بھی چھپ چکا ہے۔ ہجرت کی

رات حضورؒ نے مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب اور خاکسار کو ضروری ہدایات دی تھیں۔

چونکہ اس وقت کئی قسم کے خطرات اور خدشات تھے اسلئے حضور نے انجمنوں کے مختلف عہدیداروں کے ایک سے زیادہ قائمقام مقرر فرما دیے تھے تاکہ ایک کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا۔۔۔ چارج لے سکے۔ حضور ربوہ سے فجر کی نماز سے پہلے 4 بجے صبح روانہ ہوئے تھے۔ بیت مبارک میں فجر کی نماز مکرم صوفی غلام محمد صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ نے پڑھائی تھی اور صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب نے اعلان کیا تھا کہ حضور بعض دینی مصروفیات کی وجہ سے تشریف نہیں لا رہے اسلئے نماز مکرم صوفی صاحب پڑھائیں گے۔ اصل قافلہ تو 4 بجے صبح روانہ ہو گیا تھا۔ جو فرضی قافلہ تھا وہ 5 بجے صبح روانہ ہوا اور اس قافلہ کو مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب اور خاکسار نے رخصت کیا۔ اس قافلہ میں مکرم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب اور مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب وغیرہ شامل تھے۔

ربوہ سے 1984ء میں رخصت ہونے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بعض امور کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا تھا اور اس مشورہ کے لئے ایک مجلس شوریٰ بھی مقرر فرمائی تھی۔ شوریٰ ستمبر 1984ء کے شروع میں ہوئی۔ مشورہ کسی نمائندہ نے لے کر لندن جانا تھا چنانچہ حضور نے میرے متعلق فیصلہ فرمایا کہ خاکسار مشورہ لے کر لندن حاضر ہو جائے۔ اس سفر میں مکرم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ آف راولپنڈی بھی خاکسار کے ہمراہ تھے۔ آخر ستمبر 1984ء میں ہم لندن گئے۔ لندن جانے سے پہلے حضور نے خاکسار کو فرمایا کہ 15 دن کے لئے تیار ہو کر آجاؤ۔ عملاً میری واپسی 14 ماہ بعد نومبر 1985ء میں ہوئی۔ اس عرصہ میں مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب مرحوم، مکرم نسیم مہدی صاحب، مکرم نواب منصور احمد خان صاحب، مکرم محمد اسلم صاحب شاد منگلا اور خاکسار حضور کی معاونت کرتے رہے۔ پھر مبارک احمد صاحب ساقی ہمارے ساتھ شامل ہو گئے۔ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ انگلستان بھی ہماری معاونت کرتے رہے۔ اپریل 1985ء میں علاج کی غرض سے مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب لندن آگئے تھے وہ بھی معاونت کرتے رہے۔

خاکسار 25 ستمبر 1984ء کو لندن پہنچا تھا۔ وہاں پہنچنے کے چند دن بعد حضورؒ نے ارشاد فرمایا کہ یہاں جلسہ سالانہ منعقد کرنا ہے لہٰذا آپ کوئی نام تجویز کریں کہ کون افسر جلسہ ہو۔ چنانچہ شروع اکتوبر 84ء میں مجلس عاملہ یوکے کا اجلاس بلایا گیا۔ مکرم انور احمد کاہلوں صاحب اس وقت امیر جماعت احمدیہ یوکے تھے۔ مجلس عاملہ نے مشورہ دیا کہ مکرم ہدایت اللہ بنگوی صاحب کو افسر جلسہ مقرر کیا جائے۔ چنانچہ حضورؒ نے اس تجویز کو منظور فرمالیا اور مکرم ہدایت اللہ بنگوی صاحب نے بطور افسر جلسہ سالانہ کام شروع کر دیا۔ خاکسار کو حضورؒ نے جلسہ کے کام کے بارہ میں ان کی راہنمائی کرنے کی ہدایت فرمائی۔

اپریل 1985ء میں جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا ساتھ ہی حضور نے ارشاد فرمایا کہ جلسہ کے بعد انٹر نیشنل شوریٰ ہوگی اور اس کے انتظامات کرنے کی خاکسار کو ہدایت فرمائی۔ جلسہ کے انعقاد کے سلسلہ میں اور شوریٰ کے انعقاد کے متعلق جماعتوں کو ہدایات بھجوادی گئیں اور پاکستان بھی ہدایت بھجوادی گئی کہ وہاں سے بھی دوست جلسہ میں شریک ہوں۔ جلسہ اسلام آباد ٹلفورڈ میں منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا۔ جلسہ گاہ تو مارکی لگا کر بن سکتی تھی جبکہ رہائش کے انتظامات کسی قدر مشکل تھے۔ اسلام آباد کی عمارات کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ ان کو قابل رہائش بنانے کے لئے کثرت سے یوکے کی جماعت نے وقار عمل کئے۔ بہت سے کام مرمتوں کے ایسے تھے جو professional labour ہی کر سکتی تھی۔ یہ کام مکرم عبد الباقی ارشد صاحب کی نگرانی میں انجام پائے اور رہائش کے لئے عمارات جلسہ سے پہلے تیار ہوگئیں تھیں اور جگہ کی کمی کو خیموں وغیرہ کے ذریعہ پورا کیا گیا۔

جلسہ کا آخری دن تھا حضور کی اختتامی تقریر ہو رہی تھی ساتھ ہی موسلا دھار بارش بھی ہو رہی تھی۔ حضور کی تقریر جاری تھی۔ لندن سے جو بسیں مہمانوں کو لے کر آئی ہوئی تھیں ان کے لئے روانگی کا جو وقت مقرر تھا وہ گزر گیا۔ حضور کی تقریر جاری تھی۔ ڈرائیور صاحبان نے چوں چرا شروع کی کہ اگر ہم لیٹ ہو گئے تو ہم اپنی اگلی شفٹ کیلئے وقت پر نہیں جا سکیں گے۔ مکرم انور احمد صاحب کاہلوں نے مجھے اس طرف توجہ دلائی تھی۔ خاکسار نے کہا کہ حضور کو تقریر مختصر کرنے کے لئے تو خاکسار نہیں کہہ سکتا جبکہ اس وقت تقریر بھی اپنے Climax پر ہے۔ کچھ ایسا تصرف ہوا کہ کچھ دیر کے بعد ڈرائیور صاحبان نے خود ہی پیش کش کر دی کہ وہ حضور کی تقریر ختم

ہونے کا انتظار کریں گے۔ جلسہ کے آخری دن اتنی زیادہ بارش ہوئی تھی کہ بسیں کیچڑ میں دھنس گئیں تھیں اور بڑی مشکل سے ان کو نکالا گیا تھا۔

اس عرصہ میں خاکسار کو نومبر 1984ء میں حضور کے ارشاد پر مشن ہاؤسز کے لئے عمارتیں خریدنے کی غرض سے بیلجیئم، فرانس اور جرمنی جانے کا موقع ملا اور فرانس اور بیلجیئم کے موجودہ مشن ہاؤسز خریدے گئے اور جرمنی میں (Gross-Gerau) والی جگہ دیکھی لیکن خریدنے کا فیصلہ تب ہوا جب حضور (دسمبر 1984ء) میں جرمنی تشریف لے گئے تھے۔ مشن ہاؤسز کے لئے دورہ کے دوران درجنوں جگہیں دیکھیں بالخصوص فرانس میں بہت زیادہ جگہیں دیکھیں۔

حضور دسمبر 1984ء میں جرمنی اور فرانس کے دورہ پر تشریف لے گئے (شاید بعض اور ملک بھی ہوں)۔ فرانس میں ہوٹل میں قیام کے دوران حضور کو Friday The Tenth والی رؤیا دکھائی گئی جو حضور نے وہاں خطبہ جمعہ میں بیان فرمائی تھی۔ دسمبر کے آخری دن تھے اس دورہ میں مکرم نواب منصور احمد خان صاحب، خاکسار اور بعض دوسرے دوست ہمراہ تھے۔

فرانس میں چند دوست صبح فجر کی نماز کے بعد ہوٹل سے باہر سیر کے لئے نکل گئے۔ واپسی پر شاید حضور نے ہم کو دیکھ لیا تھا دریافت فرمایا کہ کہاں گئے تھے؟ ہم نے بتایا کہ اس طرح کا علاقہ ہے۔ فرمایا کل میں بھی سیر کے لئے جاؤں گا۔ چنانچہ روزانہ ہم حضور کے ساتھ سیر کے لئے جاتے رہے۔ 31 دسمبر 1984ء کو لندن واپسی ہوئی۔ رات کافی برف باری ہوئی تھی۔ صبح حضورؒ نے فرمایا سیر کے لئے جانا ہے۔ جانے لگے تو سوال اُٹھا کہ کس طرف کو جانا ہے۔ بعض دوستوں نے میرے متعلق کہا کہ روزانہ یہ سیر کو جاتے ہیں ان سے پوچھ لیں۔ چنانچہ میں نے گزارش کی کہ میرا معمول تو Wimbledon Park Road پر عبد الباقی صاحب ارشد کے گھر کی طرف سیر کو جانے کا ہے۔ چنانچہ لندن میں پہلے دن یکم جنوری 1985ء Wimbledon Park Road پر سیر کے لئے گئے۔ پھر جگہیں بدلتی رہیں پھر Wimbledon Common سیر پر جانے کا معمول بن گیا جو سالہا سال تک جاری رہا۔ درمیان میں چند دن Richmond Park بھی گئے مگر یہ پارک حضور کو پسند نہ آیا اور فرمایا بہت زیادہ Developed ہے (مراد یہ تھی کہ natural نہیں)۔

عربوں میں دعوت الی اللہ کی طرف حضور کی بہت توجہ تھی۔ جب خاکسار ستمبر 84ء میں لندن گیا تو اس وقت مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب لندن آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے عربی زبان میں

لٹریچر کی اشاعت اور عربوں میں دعوت الی اللہ کا منصوبہ بنایا ہوا تھا حضور نے خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ ان کے ساتھ مل کر اس منصوبہ کو آخری شکل دوں۔ چنانچہ فائنل منصوبہ مرتب کر کے حضور سے منظوری لی گئی مجھے یاد ہے کہ شروع میں اس منصوبہ کے تحت جو کتاب چھپی وہ ’’القول الصریح فی ظہور المہدی والمسیح‘‘ (مصنفہ مکرم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر مرحوم) تھی۔ اس منصوبہ کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب یورپ کے ملکوں کا دورہ کریں اور وہاں عربوں کے ساتھ ان کی نشستوں کا انتظام کیا جائے چنانچہ اس پر عمل ہوا۔ عرب ملکوں میں دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں آپ مراکو اور مصر بھی گئے۔

مصطفیٰ ثابت صاحب مرحوم کا ذکر آگیا ہے لہٰذا یہ بتانا ضروری ہے کہ رقیم پریس اسلام آباد ٹلفورڈ کے قیام میں ان کا بنیادی role تھا اور انہوں نے ہی پریس install کروایا۔ بعدہٗ اس کو بنانے اور چلانے کا کام دوسرے منتظمین کے سپرد ہوا۔

انٹرنیشنل شوریٰ 1982ء کے جلسہ سالانہ کے بعد سرائے فضل عمر ربوہ میں منعقد ہوئی تھی۔ بعدہٗ ہر سال بعد از جلسہ ربوہ اور انگلستان میں منعقد ہوتی رہی سوائے خلافت رابعہ کے آخری چند سالوں کے جب حضور بیمار تھے۔

انٹرنیشنل شوریٰ کی مفصل رپورٹ تیار ہوتی تھی ٹائپ ہونے کے بعد ایک کاپی وکالت علیا ربوہ میں محفوظ ہو جاتی تھی اور ایک کاپی سیکرٹری انٹرنیشنل شوریٰ (مکرم عطاء المجیب راشد صاحب) کے پاس لندن میں محفوظ ہو جاتی تھی رپورٹ شائع نہیں ہوتی تھی۔

انٹرنیشنل شوریٰ کے فیصلہ جات متعلقہ وکالتوں، صیغوں اور ملکوں کو وکیل اعلیٰ کی طرف سے تعمیل کے لئے تحریری طور پر بھجوا دئے جاتے تھے اور آئندہ سال شوریٰ سے پہلے وکالتوں صیغوں اور ملکوں سے ان فیصلوں پر عملدرآمد کی رپورٹ وکیل اعلیٰ منگوا لیتے تھے اور یہ رپورٹ مرتب کر کے (تجویز، فیصلہ، عملدرآمد) حضور کی خدمت میں اگلی شوریٰ سے پہلے پیش کر دیتے تھے اور اگلی شوریٰ میں تعمیل فیصلہ جات کی رپورٹ پڑھ کر سنائی جاتی تھی اگر وکیل اعلیٰ لندن میں موجود ہوتے تو وہ تعمیل فیصلہ جات کی رپورٹ پڑھتے اور اگر وہ موجود نہ ہوتے تو بالعموم سیکرٹری مجلس مشاورت رپورٹ پڑھ کر سناتے لیکن رپورٹ وکیل اعلیٰ ہی مرتب کرتے تھے۔

## 5۔ دورہ مشرقی و مغربی افریقہ (1985ء)

لندن قیام کے دوران جولائی 1985ء میں حضور نے مجھے مغربی افریقہ کے بعض ممالک گیمبیا، سینیگال، سیر الیون، لائبیریا اور آئیوری کوسٹ کے دورہ پر بھجوایا اس کے بعد مشرقی افریقہ کا دورہ ہوا۔ تنزانیہ جانے کا موقع ملا۔ یوگنڈا میں فسادات تھے، جانا ممکن نہ تھا۔ لہٰذا وہاں سے مکرم راجہ نصیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ، ڈاکٹر عباس احمد باجوہ صاحب اور بعض دوسرے دوست کینیا آ گئے تھے اور اُن سے میٹنگ ہو گئی تھی۔ حضور کا جنوبی افریقہ اور شام جانے کا بھی ارشاد تھا۔ جنوبی افریقہ کا تو ویزا نہ مل سکا، بعض وجوہات کی بنا پر شام کا دورہ بھی ملتوی کر دیا گیا۔ اس دورہ کے دوران مذکورہ بالا ممالک میں جماعت کے تمام ہسپتالوں تعلیمی اداروں اور مشن ہاؤسز کے تمام مالی اور انتظامی امور دیکھنے اور چیک کرنے کی توفیق ملی نیز جماعتی و ذیلی تنظیموں کی مجالس عاملہ کے ساتھ تفصیلی میٹنگز ہوئیں جس میں اُن کی مساعی اور کارکردگی کا جائزہ لے کر توجہ طلب امور کی طرف توجہ دلائی اس کے علاوہ تمام بڑی بڑی جماعتوں میں اجلاسات عام منعقد ہوئے جن میں تربیتی امور پر تقاریر کرنے کا موقع ملا اسی طرح دورہ کردہ ممالک کی اہم شخصیات سے ملاقاتیں بھی ہوئیں۔

## 6۔ دورہ انگلستان و امریکہ (1987ء)

مؤرخہ 21 جنوری 1987ء کو حضورؒ نے مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کو اور خاکسار کو لندن آنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ہم جنوری میں ہی لندن پہنچ گئے۔ مجھے حضور نے امریکہ جانے کا ارشاد فرمایا۔ صد سالہ جوبلی منصوبہ بندی کمیٹی کے اجلاس وہاں محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نائب صدر کمیٹی کی صدارت میں ہو رہے تھے۔ حضور کا منشاء تھا کہ چونکہ پاکستان میں خاکسار نے سیکرٹری منصوبہ بندی کمیٹی کے طور پر کام کیا ہوا تھا اور بہت سی منصوبہ بندی کا خاکسار کو علم تھا اور خاکسار بیرون پاکستان کمیٹی کا صدر بھی تھا اسلئے صد سالہ جوبلی منصوبہ کی تکمیل کے لئے کمیٹی کے اجلاسات میں خاکسار شامل ہو جائے۔ دوسرے وقت بھی تھوڑا تھا، منصوبہ مکمل ہونا چاہیے تھا۔ وہاں کمیٹی کے دوسرے ممبر مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب، مکرم شیخ مبارک احمد صاحب، مکرم عابد حنیف صاحب، مکرم سید جلید احمد صاحب حال پرنسپل نصرت جہاں اکیڈیمی ربوہ اور مکرم مشتاق احمد شائق صاحب (سیکرٹری) تھے۔ کئی لمبے لمبے

اجلاس ہوئے۔ اور منصوبہ کو آخری شکل دینے کی سب کو توفیق ملی۔ بعدہٗ منصوبہ کتابی شکل میں شائع بھی ہو گیا جو خلافت لائبریری ربوہ میں موجود ہے۔

دراصل 1986ء کی انٹرنیشنل مجلس شوریٰ میں صد سالہ جوبلی منصوبہ اور جوبلی منانے کا سوال اٹھا تھا تو بیرون پاکستان نئی کمیٹی مقرر ہوئی تھی جسکا خاکسار کو صدر مقرر کیا گیا۔ مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کو نائب صدر، مکرم مشتاق احمد شائق صاحب کو سیکرٹری اور اسکے علاوہ بعض دوسرے ممبران مقرر کئے گئے۔

لندن میں 85ء-84ء اور 87ء میں قیام کے دوران صد سالہ جوبلی منانے اور جشن تشکر کے سلسلہ میں حضور کی زیر ہدایت منصوبہ بندی کا کام ہو تا رہا جس میں ایک کام مرکزی سطح پر ملکوں میں نمائش کا اہتمام تھا۔ تقاریر، چارٹس، کتب، جماعتی مساعی وغیرہ کی نمائش مد نظر تھی۔ اس منصوبہ کی تکمیل لندن میں ہی ہو گئی تھی مکرم منیر الدین شمس صاحب مکرم اظہر احمد صاحب اور بعض دوسرے دوستوں پر مشتمل ایک کمیٹی حضورؒ نے مقرر فرمائی تھی۔ جس نے اس کو آخری شکل دی۔

## 7۔ دورہ انڈونیشیا (1987ء)

امریکہ سے واپسی پر حضور نے مجھے انڈونیشیا کے دورہ پر جانے کا ارشاد فرمایا۔ انڈونیشیا کا ویزا لندن سے ہی لے لیا تھا چنانچہ لندن سے پاکستان آکر یہاں سے انڈونیشیا کے دورہ پر گیا۔ ایک ماہ کا دورہ تھا۔ انڈونیشیا میں بڑی بڑی جماعتوں کا دورہ کیا۔ جماعت اور ذیلی تنظیموں کی نیشنل مجالس عاملہ کے اجلاسات کئے جن میں انڈونیشیا میں جماعتی سرگرمیوں کا مکمل جائزہ لے کر ضروری ہدایات دیں اور توجہ طلب امور کی طرف توجہ دلائی۔ حضور کے ارشاد کے مطابق انڈونیشیا کے دورہ سے فارغ ہونے کے بعد انگلستان کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے دوبارہ انگلستان گیا۔

## 8۔ دورہ انگلستان، زائر، کانگو کینشاسا (1988ء)

1988ء میں حضور نے پھر یوکے کے جلسہ میں بحیثیت وکیل اعلیٰ تحریک جدید شرکت کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ 11 جولائی 1988ء کو خاکسار انگلستان گیا۔ جلسہ اور شوریٰ کے بعد حضور نے Zaire کا دورہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ 5 ستمبر 1988ء کو خاکسار وہاں گیا اور 30 ستمبر 1988ء کو لندن واپسی ہوئی۔ زیادہ تر قیام Kinshasa میں رہا مغربی ساحل پر Matadi کی جماعت کا دورہ ہو سکا۔

یہاں جماعت کا کلینک بھی اور ایک سکول بھی ہے۔ اس وقت Mobutu کی حکومت تھی اور غیر ملکیوں کے سفر پر بہت پابندیاں تھیں۔ Kinshasa اور Matadi کے علاوہ زیادہ جماعتیں جنوب میں Mbuji-Mayi اور Kananga صوبوں میں تھیں یا مشرق میں صوبہ Kivu میں جماعتیں تھیں لیکن ان تین صوبوں میں جانے کے لئے الگ ویزا لینا پڑتا تھا جو باوجود کوشش کے نہ مل سکا چنانچہ تینوں جگہوں سے نمائندگان ملاقات کے لئے Kinshasa بلوائے گئے ان سے جماعت کے حالات معلوم کئے گئے اور ان کو ہدایات دی گئیں یہ تینوں صوبے Kinshasa سے کافی دور ہیں اور صرف ہوائی جہاز کے ذریعہ ہی یہاں جایا جاسکتا تھا۔

Congo Kinshasa میں احمدیت کا پیغام لٹریچر کے ذریعہ پہنچا تھا۔ لٹریچر Tabora (تنزانیہ) کے لوگوں کے ذریعہ یہاں پہنچا تھا۔ جنوبی کانگو میں Tabora (تنزانیہ) سے Kivu جانے والے احمدی تاجروں کے ذریعہ یہ پیغام Kivu پہنچا۔ اس طرح Kananga علاقہ میں لٹریچر کے ذریعہ پیغام پہنچا تھا

Zaire سے یکم اکتوبر 1988ء کو لندن واپسی ہوئی اور لندن سے 19-اکتوبر 1988ء کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 9۔ دورہ انگلستان (1989ء)

انگلستان کے صد سالہ جوبلی کے جلسہ میں شرکت کے لیے حضور نے مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ اور خاکسار وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ کو بھی شرکت کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل میں خاکسار 16 جولائی 1989ء کو انگلستان پہنچا۔ مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب تو جلسہ میں شمولیت کے بعد جلد واپس آ گئے لیکن خاکسار بعض جماعتی کاموں کی انجام دہی کے لئے ٹھہر گیا اور 31 دسمبر 1989ء کو انگلستان سے واپسی ہوئی۔ جلسہ پر میرے ساتھ میری اہلیہ اور چھوٹی بیٹی عزیزہ رضوانہ حمید بھی آئی تھیں۔ عزیزہ طیبہ حمید کی شادی مکرم بشیر احمد حیات صاحب کے تیسرے بیٹے عزیزم ظہیر احمد حیات صاحب سے ہو چکی تھی۔ چنانچہ ہم میاں بیوی اور دو بیٹیاں انگلستان اکٹھے ہو گئے۔

1989ء میں لندن میں جلسہ کے بعد جو قیام کیا اس میں جماعتی کام کئے ان میں سے بعض کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(i) حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا کافی عرصہ سے ارشاد تھا کہ تحریک جدید پاکستان سے باہر کے مشنوں کے لئے قواعد وضوابط مرتب کر کے شائع کرے۔ 1988ء کی انٹرنیشنل شوریٰ میں اجلاس کے دوران حضور نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ قواعد کب تیار ہوں گے؟ جس پر خاکسار نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ آئندہ سال تیار ہو جائیں گے۔ دراصل دو تین سال سے مرکز میں ایک کمیٹی (جس میں مکرم نواب منصور احمد خان صاحب، مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب، مکرم کیپٹن شمیم احمد خالد صاحب اور خاکسار شامل تھا) اس پر کام کر رہی تھی۔ چنانچہ 1989ء کے جلسہ پر ان قواعد کا مسودہ ساتھ لے گیا اور کئی ملاقاتوں میں حضور سے قواعد کو discuss کر کے ان کو آخری شکل دی۔ جب پریس سے قواعد کا ڈرافٹ چھپ کر آیا تو دسمبر 1989ء کا آخری جمعہ تھا اور ہماری روانگی 31 دسمبر 1989ء میں ایک دو دن باقی تھے۔ خاکسار نے مکرم محمد اسلم صاحب جاوید (ناظم مجلس انصار اللہ) کو کہا کہ جمعہ کے بعد مجھے آٹھ آدمی دے دیں۔ خاکسار نے قواعد کا print out ان آدمیوں کو دے دیا کہ اس میں spellings وغیرہ کی غلطیاں لگا دیں۔ چند گھنٹوں میں غلطیاں لگنے کا کام مکمل ہو گیا۔ رات کو سارے مسودہ کو خاکسار نے آخری بار دیکھ لیا اور اگلے روز مکرم مبارک احمد ساقی صاحب کے حوالے کر دیا کہ اس کو رقیم پریس میں شائع کر کے ملکوں کی جماعتوں کو بھجوا دیں اور ان کو ہدایت دی کہ اب اس مسودہ میں اگر کوئی غلطی بھی ہو تو اس کو درست نہیں کرنا اور کسی قسم کی تاخیر نہیں کرنی اور اس کو چھپوا دینا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بعینہٖ اس کو چھپوا دیا اور جنوری یا فروری 1990ء میں جماعتوں کو بھجوا دیا گیا اس قواعد کی کتاب کا بیشتر لفظ کم و بیش سارا حضور کا ہی لکھوایا ہوا ہے یا حضور کے حسب ہدایت لکھا گیا ہے۔

قواعد کی یہ کتاب دراصل صد سالہ جوبلی کے موقع پر جماعتوں کے لئے تحفہ تھا اس کتاب کا نام Rules and Regulations of Taḥrīk-i-Jadīd Anjuman Ahmadiyya ہے۔ اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد جماعتوں کا کام زیادہ منظم ہو گیا۔ ان قواعد میں حسب ضرورت ترمیمیں ہوتی رہیں۔ چنانچہ 1998ء تک جو ترمیمیں ہوئی تھیں ان کو شامل کر کے قواعد کی کتاب

کا دوسرا ایڈیشن 1999ء میں شائع کیا گیا اسی طرح اس کا تیسرا ایڈیشن مارچ 2008ء، چوتھا ایڈیشن 2016ء اور پانچواں ایڈیشن 2020ء میں شائع ہو چکا ہے۔

(ii) دوسرا اہم کام وصیت کے قواعد کا انگریزی ترجمہ تھا جو لندن میں قیام کے دوران final ہوا اور اوائل 1990ء میں رقیم پریس سے Waṣiyyat Rules کے نام سے شائع ہوا۔ یہ پاکستان میں اردو میں شائع شدہ قواعد وصیت کا ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ کو آخری شکل دینے میں مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب شامل رہے اور آخری نظر مکرم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ نے ڈالی اور شائع ہونے سے پہلے finally حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے discuss کیا۔

(iii) تیسرا اہم کام جو لندن میں اس لمبے قیام کے دوران ہوا اسکا بھی قواعد وضوابط سے تعلق تھا 3 نومبر 1989ء کے خطبہ جمعہ میں حضور نے اعلان فرمایا کہ آئندہ ملکوں کی تینوں ذیلی تنظیمیں (مجلس انصار اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ) حضور کو براہ راست جوابدہ ہوں گی۔ ہر ملک کا الگ صدر ہوگا۔ پاکستان کی مرکزی ذیلی تنظیموں کا دائرہ اب صرف پاکستان تک محدود ہوگا اور باہر کے ملکوں کی ذیلی تنظیمیں ان کے ماتحت نہیں ہوں گی۔ اس فیصلہ کے نتیجہ میں تینوں ذیلی تنظیموں کے دساتیر کو الگ سے مرتب کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ خاکسار نے حضور کی اجازت سے تینوں ذیلی تنظیموں کے دساتیر کو انگریزی میں مرتب کیا جو 1990ء کے شروع میں شائع ہو کر ملکوں کو بھجوائے گئے ان دساتیر کے شروع میں خاکسار کا بحیثیت وکیل اعلیٰ ایک covering letter لگا ہوا ہے۔ انگریزی کے دستور ربوہ مرکز بھجوائے گئے جن کا یہاں سے اردو ترجمہ کر کے شائع کیا گیا۔

لندن میں قریباً 6 ماہ قیام کا سارا وقت قواعد وضوابط کی ان پانچ کتابوں کی تکمیل پر صرف ہوا اور یہ مفید کام اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضورؒ کی ہدایات کے تابع تکمیل کو پہنچا۔

انگلستان سے خاکسار، خاکسار کی اہلیہ صاحبہ اور بیٹی عزیزہ رضوانہ صاحبہ پاکستان کے لئے 31 دسمبر 1989ء کی رات کو روانہ ہوئے اور یکم جنوری 1990ء کو کراچی پہنچے، نیا سال جہاز کی flight کے دوران ہی شروع ہوا۔

میرا بیٹا عزیزم رشید اللہ انگلستان میں ہی رُک گیا یہاں قیام کے دوران Job کرتا رہا اور مئی 1990ء میں Canada چلا گیا۔ 31 دسمبر 1989ء کو ہماری فیملی دو حصوں میں منقسم ہو گئی۔ ہم

تینوں ربوہ چلے گئے۔ عزیزہ طیبہ اور عزیزم رشید اللہ لندن رہ گئے۔ مئی 1990ء میں عزیزم رشید اللہ کینیڈا چلا گیا اور فیملی تین حصوں میں منقسم ہو گئی۔ ہم تینوں (خاکسار، اہلیہ، عزیزہ رضوانہ حمید) ربوہ میں، طیبہ لندن میں اور رشید اللہ کینیڈا میں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو اکٹھا کرنے کے مواقع پیدا کرتا رہے۔

## 10۔ دورہ بھارت (1991ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا 1991ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کا پروگرام بنا۔ اس سلسلہ میں حضور نے اس جلسہ کے انتظامات کے لئے ایک کمیٹی مقرر فرمائی اور خاکسار کو اس کمیٹی کا صدر مقرر فرمایا۔ چنانچہ اس جلسہ کے انتظامات کے سلسلہ میں خاکسار کو اُس سال 4 مرتبہ بھارت جانے کا موقع ملا۔ ان تمام دورہ جات میں ہونے والے کاموں کی تفصیل کتاب ''جلسہ سالانہ قادیان میں خدمت'' کے عنوان کے تحت دی گئی ہے۔ وہاں سے مطالعہ کی جا سکتی ہے۔

## 11۔ دورہ انگلستان و سویڈن (1992ء)

جلسہ سالانہ یوکے 1992ء میں بحیثیت صدر انصار اللہ پاکستان شمولیت کرنے کے لئے خاکسار اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ مؤرخہ 23 جولائی 1992ء کو لندن کے لئے روانہ ہوا۔ جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کے بعد لندن سے مؤرخہ 11 ستمبر 1992ء کو سویڈن گئے وہاں سے جلسہ سالانہ ناروے میں شرکت کے لئے اوسلو گئے۔ ہمارے Oslo کے قیام کے دوران میری بیٹی عزیزہ رضوانہ یوسف کے ہاں میرے نواسے عزیزم اعتزاز احمد سلمہٗ کی پیدائش ہوئی۔ مؤرخہ 13 ستمبر 1992ء کو سویڈن سے یوکے اور پھر یوکے سے پاکستان واپسی ہوئی۔

## 12۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (1992ء)

مؤرخہ 26 دسمبر 1992ء کو جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے لئے اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ براستہ واہگہ، اٹاری قادیان روانگی ہوئی اور قادیان کے جلسہ میں شمولیت کے بعد واپسی ہوئی۔ اس سال بھی جلسہ قادیان کے انتظامات کی نگرانی خاکسار کے سپرد تھی۔

## 13۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (1993ء)

جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کی غرض سے مؤرخہ 25 نومبر 1993ء کو براستہ واہگہ و اٹاری قادیان روانگی ہوئی۔ بعد میں خاکسار کی اہلیہ اور بیٹی عزیزہ طیبہ ظہیر حیات اپنے میاں عزیزم ظہیر حیات اور بچوں کے ہمراہ لندن سے قادیان آ گئے۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے بعد مؤرخہ 28 دسمبر 1993ء کو قادیان سے پاکستان واپسی ہوئی۔ اس سال بھی جلسہ سالانہ قادیان کی نگرانی کا موقع ملا۔ اس سال کے بعد حضورؒ نے جلسہ سالانہ قادیان کے انتظامات مقامی لوگوں کے سپرد کر دیئے۔

## 14۔ دورہ بنگلہ دیش (1994ء)

حسب ارشاد حضور 25-اکتوبر 1994ء تا 17 نومبر 1994ء بنگلہ دیش کا دورہ کیا۔ تفصیلات دورہ کی رپورٹ میں درج ہیں۔

جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کی مرکزی سالانہ مجلس شوریٰ کی صدارت کی، عہدیداران و اراکین مجالس عاملہ جماعتی و ذیلی تنظیموں کی کارکردگی کا مفصل جائزہ لے کر توجہ طلب امور کی طرف توجہ دلائی اور ضروی ہدایات دیں۔ ڈھاکہ کے علاوہ شمال میں احمد نگر سے لے کر جنوب میں چٹاگانگ تک بہت سی جماعتوں کا دورہ کیا، کم و بیش ہر جگہ عہدیداران کے اجلاسات ہوئے اور اجلاسات عام سے خطاب کیا یا خطبات جمعہ دیئے۔

## 15۔ ذاتی وزٹ انگلستان، کینیڈا و سویڈن (1995ء)

22 جولائی 1995ء کو ذاتی طور پر جلسہ یوکے میں شرکت کے لئے خاکسار اور میری اہلیہ رضیہ خانم صاحبہ لندن گئے۔ جلسہ سالانہ سے فارغ ہونے کے بعد ہم دونوں 21-اگست 1995ء کو لندن سے ٹورانٹو (کینیڈا) اپنے بیٹے عزیزم رشید اللہ اور اس کی فیملی کو ملنے کے لئے گئے اور کینیڈا کی سیر کی۔

مؤرخہ 14 ستمبر 1995ء کو toronto (کینیڈا) سے لندن واپس آئے۔

مؤرخہ 17 ستمبر 1995ء کو اپنی بیٹی عزیزہ رضوانہ یوسف اور اُس کی فیملی سے ملنے سویڈن گئے۔ اسی دوران عزیزہ رضوانہ یوسف کے ہاں عزیزم ایاز سلمہٗ کی پیدائش ہوئی۔

مؤرخہ 08-اکتوبر 1995ء کو سویڈن سے واپس لندن آئے اور لندن سے پاکستان واپسی ہوئی۔

## 16۔ دورہ انگلستان و سویڈن (1997ء)

مؤرخہ 19 جولائی 1997ء کو خاکسار اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ بحیثیت وکیل اعلیٰ تحریک جدید جلسہ سالانہ انگلستان میں شمولیت کی غرض سے لندن کے لئے روانہ ہوا اور جلسہ میں شمولیت کے بعد مؤرخہ 21-اگست 1997ء کو اپنی بیٹی رضوانہ یوسف کے پاس سویڈن گئے۔ مؤرخہ 14 ستمبر 1997ء کو لندن واپس آئے۔ لندن سے مؤرخہ 26 ستمبر 1997ء کو پاکستان واپس آئے۔

## 17۔ ذاتی وزٹ انگلستان و سویڈن (1998ء)

مؤرخہ 25 جولائی 1998ء کو جلسہ سالانہ انگلستان میں ذاتی طور پر شمولیت کے لئے ہم دونوں میاں بیوی لندن گئے وہاں سے جلسہ سالانہ کے بعد مؤرخہ 05-اگست 1998ء کو اپنی بیٹی رضوانہ یوسف کے پاس سویڈن گئے۔ مؤرخہ 12 ستمبر 1998ء کو لندن واپس آئے پھر مؤرخہ 05 ستمبر 1998ء کو لندن سے پاکستان واپس آ گئے۔

## 18۔ دورہ انگلستان (1999ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی علالت کے پیش نظر مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم اور خاکسار مؤرخہ 10 ستمبر 1999ء کو پاکستان سے روانہ ہوئے اور مؤرخہ 11 ستمبر 1999ء کو لندن پہنچے اور مؤرخہ 17-اکتوبر 1999ء کو پاکستان واپس پہنچے۔ اس دوران حضور نے ہم دونوں سے انتخاب خلافت کے قواعد پر نظر ثانی کا کام لیا۔ جب ہم دونوں اس کام سے فارغ ہوئے اور پاکستان آنے لگے تو حضورؒ نے فرمایا الٰہی تقدیر آپ کو یہاں لے کر آئی ہے۔ نیز فرمایا خدا نے مجھے بتایا ہے کہ ابھی میرا وقت باقی ہے۔

## 19۔ دورہ کینیڈا (2000ء)

فروری 2000ء میں حضور کا ارشاد ملا کہ خاکسار کینیڈا کے آئندہ جلسہ سالانہ میں حضور کے نمائندہ کی حیثیت سے شرکت کرے۔ چنانچہ تقریروں کی تیاری (بعض اردو میں بعض انگریزی میں) شروع ہوئی۔ تقاریر کی تیاری میں مکرم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب مرحوم،

مکرم مولانا محمد اعظم اکسیر صاحب مرحوم اور مکرم مولانا جمیل الرحمٰن رفیق صاحب نے کافی مدد کی۔ مؤرخہ 24 جون 2000ء کو خاکسار کی اہلیہ محترمہ رضیہ خانم صاحبہ اور خاکسار کینیڈا پہنچے۔ محترمہ رضیہ خانم صاحبہ اپنے خرچ پر گئیں۔ (میرے پاکستان سے باہر جتنے بھی سفر ہوئے ہیں جہاں رضیہ خانم ساتھ گئیں وہ اپنے خرچ پر ہی گئی ہیں)۔

مؤرخہ 26 جولائی 2000ء کو لندن واپسی ہوئی۔ اس سفر کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے۔

جلسہ والے دن جمعہ کا خطبہ "The Holy Quran and our responsibilities" کے موضوع پر (انگریزی میں) دیا۔ جلسہ کا افتتاحی خطاب " Jalsa Salana and its aims and objects" کے موضوع پر انگریزی میں کیا اور جلسہ کے دوسرے دن ''صحبتِ صالحین'' کے عنوان پر اُردو میں تقریر کی۔ جلسہ کے آخری دن خطاب ''Human Rights'' کے موضوع پر انگریزی میں ہوا۔

تینوں ذیلی تنظیموں کی نیشنل مجالس عاملہ سے تفصلی Session ہوئے۔ جماعت کی مجلس عاملہ سے میٹنگ ہوئی۔ مربیان کینیڈا کا اجلاس ہوا۔ نومبائعین سے میٹنگ ہوئی۔ انفرادی ملاقاتیں ہوئیں۔ Vancouver، Calgary اور بعض دوسری جماعتوں کے دورے ہوئے۔ مربیان کرام اور اراکین مجلس عاملہ کی میٹنگز میں اُن کے کام کا تفصیلی جائزہ لیا، توجہ طلب امور کی طرف توجہ دلائی اور دیگر ضروری ہدایات دیں۔

جب دورہ سے واپسی کے بعد لندن آکر حضورؒ سے ملا۔ میری اہلیہ محترمہ رضیہ خانم صاحبہ بھی ساتھ تھیں۔ حضور نے فرمایا مجھے آپ کی تقریروں کے متعلق بہت لوگوں کے خطوط ملے ہیں آپ نے میری نمائندگی کا حق ادا کر دیا ہے۔ ایک دوسری ملاقات میں حضور کو دورہ کی رپورٹ کا کچھ حصہ زبانی پیش کیا۔ وقت تھوڑا تھا حضور نے تحریری رپورٹ رکھ لی اور اگلے دن فرمایا کہ میں نے ساری رپورٹ پڑھ لی ہے زبانی بتانے کی ضرورت نہیں۔ اس دورہ سے مؤرخہ 24-اگست 2000ء کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 20۔ دورہ انگلستان (2000ء)

نومبر 2000ء میں حضورؒ کی علالت کے باعث خاکسار بحیثیت وکیل اعلیٰ تحریک جدید اور مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب بحیثیت ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ اسلام آباد سے مؤرخہ 05نومبر 2000ء کو لندن کیلئے روانہ ہوئے اور مؤرخہ 06نومبر 2000ء کو لندن پہنچے۔ خاکسار کی واپسی مؤرخہ 21نومبر 2000ء کو ہوئی جبکہ مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خاکسار سے چند دن پہلے واپس ربوہ آ گئے تھے۔ اس دوران مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم، مکرم ڈاکٹر نوری صاحب اور مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب بھی وہاں موجود تھے۔

## 21۔ ذاتی وزٹ انگلستان و سویڈن (2001ء)

خاکسار اور خاکسار کی اہلیہ محترمہ جلسہ سالانہ لندن 2001ء میں ذاتی طور پر شمولیت کے لئے مؤرخہ 28جولائی 2001ء کو براستہ کراچی لندن گئے۔ جلسہ attend کیا اور جلسہ کے بعد مؤرخہ 05-اگست 2001ء کو Gothenburg (سویڈن) پہنچے۔ مؤرخہ یکم ستمبر 2001ء کو گوٹن برگ سے واپس لندن گئے اور مؤرخہ 14 ستمبر 2001ء کو براستہ کراچی واپسی ہوئی۔

## 22۔ دورہ انگلستان (بر موقع وفات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) (2003ء)

مؤرخہ 19-اپریل 2003ء کو دوپہر ایک دعوت ولیمہ میں شرکت کے لئے عقب فضل عمر ہسپتال ربوہ میں گیا ہوا تھا۔ وہاں ابھی کھانا شروع نہیں ہوا تھا کہ پیغام آیا کہ علیا کمیٹی کی میٹنگ ہے۔ شام کے تین بجے تھے چنانچہ فوراً صدر انجمن احمدیہ کے گیسٹ ہاؤس سرائے پہنچا۔ وہاں مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم، مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم، مکرم نواب منصور احمد خان صاحب اور مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب وغیرہ دوست پہنچے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب تشریف لائے اور انہوں نے بتایا کہ حضور کی وفات ہو گئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ انہوں نے بتایا کہ حضورؒ نے فجر کی نماز ادا کی پھر قریباً 40منٹ کی تلاوت کی پھر آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے۔ جب صبح 9بجے کے قریب صاحبزادہ مرزا لقمان احمد صاحب ناشتہ کے لئے حضور کو جگانے کے لئے گئے تو حضور وفات

پا چکے تھے۔ فوراً ڈاکٹر نوری صاحب آ گئے۔ انہوں نے وفات کی تصدیق کی۔ حضور کی وفات کا اعلان ڈرافٹ کرنے کا کام مکرم سیّد عبدالحیٔ شاہ صاحب کے سپرد ہوا۔ اس دوران انتخاب خلافت کے قواعد دیکھنے کا سوال اُٹھا۔ میں نے بتایا کہ میرے دفتر میں موجود ہیں۔ چنانچہ گیسٹ ہاؤس صدر انجمن سے اٹھ کر سب دفاتر تحریک جدید، وکیل اعلیٰ کے دفتر میں آ گئے اور وہاں حضور کی وفات کا اعلان منجانب ناظر اعلیٰ صدر انجمن لندن P.S کو Fax کیا گیا اور یہ اعلان مکرم منیر احمد صاحب جاوید پرائیویٹ سیکرٹری نے MTA پر پڑھ کر سنایا۔

وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ کے دفتر سے ہی ناظر اعلیٰ صاحب نے امیر صاحب یوکے سے رابطہ کیا اور ہدایات دیں۔ مرکز سے جانے والے نمائندگان کے لندن کے سفر اور ویزا کے انتظامات مکرم نواب منصور احمد خان صاحب کے سپرد ہوئے۔ کچھ سیٹیں 19 یا 20-اپریل رات کی غالباً گلف ائیر لائن کی مل گئیں۔ (کچھ سیٹیں اگلے دن مختلف فلائٹس میں ملیں۔) بعض دوسرے لوگ شامل تھے۔ مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب بھی لاہور سے اسی فلائٹ سے لندن گئے۔ وہاں نمبر 65 میں ہمارے قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔ سب سے پہلے محمود ہال میں جا کر حضورؒ کا چہرہ مبارک دیکھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب اور خاکسار اکٹھے ہال میں گئے تھے۔ پھر ناظر اعلیٰ صاحب کے قیام کی وجہ سے 65 بلڈنگ ہی سارے انتظامات کا مرکز بن گیا۔ ربوہ سے پرائیویٹ سیکرٹری نے پاکستان میں مجلس انتخاب خلافت کے سب ممبران کو اطلاعیں کیں۔ لندن میں ایڈیشنل وکیل التبشیر صاحب نے مختلف ممالک کے امراء اور ممبران مجلس انتخاب خلافت کو اجلاس میں شریک ہونے کی اطلاع کی۔

مکرم عطاء المجیب صاحب راشد سیکرٹری مجلس انتخاب خلافت نے لندن پہنچنے والے اراکین کو اجلاس میں داخلہ کے ٹکٹ جاری کیے اور اجلاس انتخاب خلافت بیت فضل میں منعقد کرنے کے انتظامات کئے۔

مؤرخہ 22-اپریل 2003ء کو انتخاب خلافت کا اجلاس بعد از نماز عشاء بیت فضل میں منعقد ہوا۔ نماز عشاء کے بعد بیتِ فضل خالی کروالی گئی اور خالی کروانے کے بعد ممبران مجلس انتخاب کا داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہوا، بیت میں ممبران کے علاوہ کوئی داخل نہیں ہوا، سٹیج کے علاوہ بیت میں بیٹھنے والوں کو چار بلاکس میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔

جب سب ممبران داخل ہو چکے تو سیکرٹری مجلس انتخاب خلافت نے خاکسار سے کہا کہ صدر انجمن کے ناظران اور تحریک جدید کے وکلاء میں سے سب سے سینئر ہونے کی وجہ سے اجلاس کی صدارت کروں، جب انتخاب ہو گیا تو بھاری اکثریت حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے حق میں تھی۔ انتخاب کے بعد خاکسار حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے پاس گیا، جو اس وقت سب سے آخر میں تشریف رکھے ہوئے تھے تاکہ آپ کو سٹیج پر تشریف لانے کی درخواست کر سکوں۔ اس موقع پر حضور نے خاکسار سے فرمایا کہ 'کیا معذرت کی گنجائش ہے؟' اس پر خاکسار نے کہا کہ 'نہیں' اور آپ کے ساتھ سٹیج پر آ گیا۔

جب آپ سٹیج پر آ گئے تو میں نے کرسی پر بیٹھنے کی درخواست کی لیکن آپ نے کھڑے رہنا ہی پسند فرمایا۔ چنانچہ آپ کی خدمت میں میں نے وہ عہد پیش کیا جو منتخب خلیفہ بیعت لینے سے پہلے کرتا ہے۔ آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم پڑھنے کے بعد اس عہد کو پڑھا۔ پھر سب سے پہلے آپ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی۔ سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے دوران آپ نے ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ'' کے الفاظ تین مرتبہ دہرائے۔ بعد ازاں فرمایا:

> ''آج جس کام کے لئے مجھے لایا گیا ہے قطعاً اس کا علم نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم و عرفان کو آپ سنتے رہے، دیکھتے رہے۔ خاکسار میں تو کسی بھی قسم کا علم نہیں ہے۔ بہرحال یہاں کیونکہ قواعد میں کسی قسم کی معذرت کی اجازت نہیں اس لئے خاموشی سے اس کو قبول کرنے کے سوا چارہ نہیں۔
>
> آپ لوگوں سے یہ درخواست ہے کہ اگر خدا کو حاضر ناظر جان کر اس یقین کے ساتھ کہ خاکسار یہ فریضہ ادا کر سکتا ہے خاکسار کو اس مقصد کیلئے اس کام کیلئے مقرر کیا ہے تو آپ سے درخواست ہے میری مدد فرمائیں دعاؤں کے ذریعے۔ نہایت عاجز انسان ہوں۔ دعاؤں کے بغیر یہ سلسلہ چلنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے کہ آپ لوگوں کیلئے دعا کر سکوں۔ جو عہد ابھی کیا ہے اس پر پورا اتر سکوں اور آپ لوگوں سے بھی درخواست ہے کہ دعاؤں سے، دعاؤں سے، بہت دعاؤں سے میری مدد کریں۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے الفاظ میں ہی ایک فقرہ اور کہتا ہوں کہ میری گردن اب خدا تعالیٰ کے ہاتھ

میں ہے۔ براہ راست خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے محض اور محض اپنے فضل سے ان کاموں کو کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اس کی رضا کے کام ہوں۔ آمین“

اسکے بعد آپ کو بیعت کا مضمون پیش کیا گیا اور آپ نے بیٹھ کر بیعت لی۔ آپ نے بیعت لینے کے بعد دعا کروائی اور دعا کے بعد سب ممبران انتخاب خلافت کو مصافحہ اور معانقہ کا شرف بخشا۔ سب سے آخر پر میں ملا۔ مجھے آپ نے دعا کے لئے فرمایا۔

جب سب ممبران مجلس انتخاب بیعت کر چکے تو پھر سیکرٹری مجلس انتخاب نے مائیک on کر کے انتخاب خلافت کا اعلان کیا جو MTA پر نشر ہوا۔ بیت کا دروازہ کھول دیا گیا اور باہر والے دوست جس قدر اندر آسکتے تھے اندر آ گئے اور عام بیعت ہوئی۔ بیت کے اندر اور باہر والے ہزاروں احباب اس بیعت میں شریک ہوئے۔

عام بیعت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کی رہائش گاہ پر خاندان کی مستورات کو ملنے گئے وہاں سے فارغ ہو کر حضور گیسٹ ہاؤس 41 میں تشریف لائے جہاں انتخاب کے بعد آپ کی رہائش کا انتظام تھا۔ یہاں آنے کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم، مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم، مکرم امیر صاحب یوکے اور خاکسار حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تدفین کے متعلق ہدایت کے طالب ہوئے آپ نے فیصلہ فرمایا کہ تدفین اسلام آباد ٹلفورڈ میں ہو گی۔ غالباً یہ پہلا باقاعدہ فیصلہ ہے جو حضور نے انتخاب خلافت اور بیعت کے بعد فرمایا۔

لندن میں ہمارے قیام کے دوران ہی حضور نے مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم کو ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ مقرر فرمایا۔ لندن سے ہماری پاکستان واپسی مؤرخہ 08 مئی 2003ء کو ہوئی۔ مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم، مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم اور خاکسار ایک ہی جہاز میں واپس آئے تھے۔

## 23۔ دورہ یورپ (2003ء)

مؤرخہ 20 جولائی 2003ء کو خاکسار اپنی اہلیہ محترمہ رضیہ خانم صاحبہ کے ہمراہ بحیثیت وکیل اعلیٰ تحریک جدید لندن گیا۔ حضور کے ارشاد پر جلسہ یوکے کے بعد 6-اگست سے 24 ستمبر

فرانس، سپین، جرمنی، ڈنمارک، سویڈن اور ناروے کی جماعتوں کا دورہ کیا۔ جرمنی کے سالانہ جلسہ سے "تعلق باللہ" کے موضوع پر تقریر کی توفیق ملی۔ ہر ملک میں باقاعدہ جماعت کی اور ذیلی تنظیموں کی مجالس عاملہ کو ہدایات دیں۔ جرمنی، سویڈن اور ناروے میں جماعتوں کے سالانہ جلسے تھے ان میں شرکت کی اور جماعتوں سے مختلف عنوانات پر خطاب کیا۔

ناروے کے دورے کے بعد ہم دونوں عزیزہ رضوانہ یوسف صاحبہ کے پاس سویڈن چلے گئے۔ اور 12-اکتوبر 2003ء کو Gothenburg سے لندن گئے اور 20-اکتوبر کو لندن سے ابوظہبی عزیزہ طیبہ ظہیر حیات سلمہا کے پاس آئے اور 25-اکتوبر کو ابوظہبی سے واپس لاہور پاکستان آگئے۔ ابوظہبی قیام کے دوران ابوظہبی کی جماعت کے اجلاس عام نیز دبئی کی جماعت کے اجلاس عام سے خطاب کیا۔ شارجہ میں جمعہ پڑھایا اور خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب کیا۔

## 24۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (2003ء)

مؤرخہ 25 دسمبر 2003ء کو خاکسار کی اہلیہ محترمہ رضیہ خانم صاحبہ اور خاکسار قادیان کے جلسہ میں شرکت کے لیے گئے۔ حضرت سیدہ ام طاہرؓ کے مکان کے ایک کمرہ میں ہمارے ٹھہرنے کا انتظام کیا گیا۔ قیام و طعام کا انتظام بہت اچھا تھا، معاونین نے ہمارے آرام کا بہت خیال رکھا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ 30 دسمبر کو قادیان سے براستہ واہگہ پاکستان واپسی ہوئی۔

## 25۔ ذاتی وزٹ ابوظہبی و انگلستان (2004ء)

6 جولائی 2004ء کو عزیزم ظہیر حیات اور عزیزہ طیبہ ظہیر کی دعوت پر ان کے پاس ابوظہبی گئے، عزیزہ طیبہ اور بچوں نے خوب خیال رکھا۔ عزیزم ظہیر حیات 11 جولائی کو اپنے MBA کے کورس کے سلسلہ میں ایک ہفتہ کے لیے انگلستان چلے گئے اور مؤرخہ 18 جولائی کو واپس آئے۔

مؤرخہ 9 جولائی بروز جمعۃ المبارک 10:30 پر ابوظہبی کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شامل ہوا اور اجلاس کے بعد 1:15 پر جمعہ کا خطبہ دیا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ روزانہ عشاء کی نماز پڑھنے کے لیے جماعتی سنٹر میں جاتا تھا باقی چاروں نمازیں گھر پر باجماعت ادا کی جاتی تھیں ظہر کی نماز کی امامت میرا نواسہ عزیزم سفیر حیات سلمہ اللہ تعالیٰ کرتا تھا اور باقی نمازیں بڑا نواسہ عزیزم مصور حیات سلمہ اللہ تعالیٰ پڑھاتا تھا مصور بہت اچھی قرأت کرتا ہے اور بہت اچھی نماز پڑھاتا ہے۔ الحمد للہ علیٰ

ذالک

## 26۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (2004ء)

جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے لئے اپنی اہلیہ کے ساتھ مؤرخہ 22دسمبر کو قادیان گیا اور جلسہ میں شمولیت کے بعد مؤرخہ 29دسمبر کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 27۔ دورہ انگلستان اور ذاتی وزٹ سویڈن وابوظہبی (2005ء)

جلسہ سالانہ انگلستان میں بحیثیت وکیل اعلیٰ تحریک جدید شمولیت کے لئے اپنی اہلیہ کے ہمراہ مؤرخہ 24جولائی کو لندن کے لئے روانگی ہوئی۔ جلسہ میں شمولیت کے بعد اپنی بیٹی رضوانہ یوسف کو ملنے مؤرخہ 15-اگست کو سویڈن گئے وہاں سے 30-اگست کو ابوظہبی اپنی بیٹی عزیزہ طیبہ حیات کے پاس آ گئے۔ پھر ابوظہبی سے مؤرخہ 4ستمبر کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 28۔ دورہ قادیان (2005ء)

چونکہ جلسہ سالانہ قادیان پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انڈیا تشریف لانا تھا اس لئے جلسہ کے انتظامات اور تیاری کے سلسلہ میں جلسہ سے پہلے دومرتبہ قادیان جانے کی توفیق ملی۔ پہلی دفعہ مؤرخہ 17جون کو قادیان کے لئے روانگی ہوئی اور مؤرخہ 28جون کو پاکستان واپسی ہوئی۔ دوسری دفعہ مؤرخہ 25ستمبر کو قادیان کے لئے روانگی ہوئی اور مؤرخہ 4-اکتوبر کو پاکستان واپسی ہوئی۔

جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے لئے اپنی اہلیہ کے ہمراہ مؤرخہ 14دسمبر 2005ء کو قادیان کے لئے روانگی ہوئی اور جلسہ میں شمولیت کے بعد مؤرخہ 5جنوری 2006ء کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 29۔ ذاتی وزٹ ابوظہبی (2006ء)

اپنی بیٹی عزیزہ طیبہ ظہیر کے پاس مؤرخہ 14جولائی کو اپنی اہلیہ کے ہمراہ ابوظہبی گئے اور وہاں 10دن قیام کے بعد مؤرخہ 24جولائی کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 30۔ دورہ انگلستان وذاتی وزٹ کینیڈا وسویڈن (2006ء)

جلسہ سالانہ انگلستان میں بحیثیت وکیل اعلیٰ تحریک جدید شمولیت کے لئے اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ مؤرخہ 24 جولائی 2006ء کو لاہور سے لندن کے لئے روانگی ہوئی پھر جلسہ میں شمولیت کے بعد اپنے بیٹے عزیزم رشید اللہ سے ملنے کے لئے وہاں سے مؤرخہ 5-اگست 2006ء کو کینیڈا گئے اور پھر کینیڈا سے مؤرخہ 5 ستمبر کو اپنی بیٹی عزیزہ رضوانہ یوسف سے ملنے کے لئے سویڈن گئے اور پھر سویڈن سے 18 ستمبر کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 31۔ دورہ انگلستان (2007ء)

جلسہ سالانہ انگلستان میں بحیثیت وکیل اعلیٰ تحریک جدید شمولیت کے لئے 23 جولائی کو اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ لاہور سے لندن کے لئے روانگی ہوئی جلسہ میں شمولیت کے بعد اپنی بیٹی عزیزہ طیبہ حیات کے پاس 10 جولائی کو ابو ظہبی آئے اور پھر 23 جولائی کو ابو ظہبی سے پاکستان واپسی ہوئی۔

## 32۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (2008ء)

جلسہ سالانہ قادیان 2008ء کے انتظامات کے سلسلہ میں مؤرخہ 12 مئی کو پاکستان سے قادیان روانگی ہوئی۔ جلسہ سالانہ کے انتظامات کا جائزہ لینے کے بعد مؤرخہ 15 مئی کو پاکستان واپسی ہوئی۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے لئے اپنی اہلیہ کے ہمراہ مؤرخہ 26 دسمبر کو قادیان کے لئے روانگی ہوئی اور جلسہ میں شمولیت کے بعد مؤرخہ 3 جنوری 2008ء کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 33۔ دورہ انگلستان اور ذاتی وزٹ کینیڈا و سویڈن (2008)

اپنے بیٹے عزیزم رشید اللہ سے ملنے کیلئے اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ مؤرخہ 20 جون 2008ء کو لاہور سے کینیڈا کیلئے روانگی ہوئی اور پھر کینیڈا سے 21 جولائی 2008 کو جلسہ سالانہ انگلستان میں بحیثیت وکیل اعلیٰ تحریک جدید شمولیت کے لئے لندن آئے۔ جلسہ میں شمولیت کے بعد مؤرخہ 6-اگست 2008ء کو اپنی بیٹی عزیزہ رضوانہ یوسف سے ملنے لندن سے سویڈن گئے اور وہاں سے مؤرخہ 18-اگست کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 34۔ ذاتی وزٹ ابو ظہبی (2009ء)

اپنی بیٹی عزیزہ طیبہ ظہیر سے ملنے کے لئے مؤرخہ 20 جون 2009ء کو ابو ظہبی گئے اور وہاں سے 9 جولائی 2009ء کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 35۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (2009ء)

جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے لئے اپنی اہلیہ کے ہمراہ مؤرخہ 22 دسمبر کو قادیان کے لئے روانگی ہوئی اور جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے بعد مؤرخہ 31 دسمبر 2009ء کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 36۔ ذاتی وزٹ انگلستان و سویڈن (2010ء)

جلسہ سالانہ انگلستان میں شمولیت کیلئے اپنی اہلیہ صاحبہ کے ہمراہ مؤرخہ 24 جولائی لاہور سے لندن روانگی ہوئی۔ جلسہ میں شمولیت کے بعد اپنی بیٹی عزیزہ رضوانہ یوسف سے ملنے کے لئے مؤرخہ 8-اگست کو لندن سے سویڈن روانگی ہوئی اور پھر سویڈن سے 28-اگست کو لندن واپسی ہوئی اور لندن سے یکم ستمبر 2010ء کو پاکستان واپسی ہوئی۔

خاکسار 2010ء میں سویڈن گیا وہاں کی نیشنل مجلس عاملہ نیز مجلس انصار اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی نیشنل مجالس عاملہ کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی جس میں تمام عہدیدران کو بعض ضروری ہدایات دینے کا موقع ملا اس میٹنگ کی رپورٹ تحریر کردہ مکرم مامون الرشید ڈوگر صاحب امیر جماعت احمدیہ سویڈن پیش خدمت ہے۔

### اجلاس منعقدہ 15-اگست 2010ء بمقام بیتِ ناصر، گوٹن برگ

اس اجلاس میں ممبران نیشنل مجلس عاملہ، ممبران نیشنل مجلس عاملہ انصار، خدام اور لجنہ اماء اللہ شامل ہوئے۔ مکرم مامون الرشید صاحب امیر جماعت نے خاکسار کا تعارف کروایا۔ تعارف کے بعد مکرم نثار یوسف صاحب سیکرٹری امورعامہ نے تلاوت قرآن کریم کی۔ تلاوت کے بعد خاکسار نے عہدیداران کو ہدایات دیں کہ ہر فردِ جماعت اپنا ذمہ دار ہے مگر عہدیدار پر ساری جماعت کی ذمہ داری ہے۔ عہدیدار نظامِ جماعت اور خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہے۔ اس لئے عہدیداران کو سوچنا چاہیے کہ اُنہوں نے کس حد تک اپنی ذمہ داری ادا کی ہے۔ عہدیداران بھی

ایک طرح کے وقف ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو خدمت میرے سپُرد کی ہے وہ کرتے کرتے اگر میں مر جاؤں تو خواہش ہے کہ خدا تعالیٰ پھر مجھے زندہ کرے اور خدمت کرتے کرتے مر جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر خدمت کرتے کرتے مر جاؤں۔

عہدیداران کو یہ جذبہِ خدمت پیدا کرنا چاہیے۔ عہدیداران جماعت کے کاموں کے لئے وقت دیں۔ اگر وقت نہیں دیں گے تو وہ اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر سکتے۔ اس لئے اپنے کاموں میں سے وقت بچائیں اور وہ وقت خدمت پر لگائیں۔ غیر ضروری کاموں کو چھوڑیں اور اس طرح وقت بچائیں۔ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ کام کرنے کا موقع مِلا ہے۔ ایک دفعہ انہوں نے فرمایا کہ جب میں خدام الاحمدیہ کا صدر تھا تو اس وقت میں روزانہ خدام الاحمدیہ کے لئے 5 گھنٹے وقت دیتا تھا۔ اس وقت آپ پرنسپل جامعہ احمدیہ بھی تھے۔ جماعت کے کاموں کو ہمیشہ دوسرے کاموں پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کی بچی شدید بیمار ہو گئی۔ بیمار بچی کو گھر پر چھوڑا اور خدام الاحمدیہ کی میٹنگ میں چلے گئے۔

بحیثیت عہدیدار آپ کا لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ لوگ مختلف عمروں کے ہوتے ہیں۔ مختلف مزاج کے ہوتے ہیں۔ ان کے مختلف حالات ہوتے ہیں۔ ان کو deal کرتے وقت چشم پوشی سے کام لیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے غالباً 1925 میں یا اس کے قریب دہلی میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ خطبہ میں آپ نے عہدیداران کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم کسی کی فطرت کو بدل نہیں سکتے البتہ نبی اپنی قوتِ قدسی کے ذریعہ لوگوں کی فطرت بدل دیتے ہیں جیسے حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

صَادَفْتَهُمْ قَوْماً كَرَوْثٍ ذِلَّةً فَجَعَلْتَهُمْ كَسَبِيْكَةِ الْعِقْيَانِ

تو نے ایک قوم کو بے قیمت گوبر کی طرح پایا۔ مگر تو نے ان کو سونے کی ڈالی کی طرح بنا دیا۔

آنحضرت ﷺ نے اُجڈ لوگوں کی فطرت کو بدل کر رکھ دیا۔ لیکن عام آدمی (یا کارکن) کا کام ہے کہ حکمت عملی کے ساتھ لوگوں کو handle کریں۔ لوگوں کے مزاج کو سامنے رکھیں اور ان سے معاملہ کریں۔

جماعت کے افراد خصوصاً نوجوان سلسلہ کی تاریخ سے آگاہ نہیں ہیں اس لئے جماعت کے مزاج کو سمجھ نہیں سکتے۔ جماعت نے قواعد و ضوابط کی کتاب شائع کی ہے اس میں جماعت کی روایات کو قواعد کی شکل دی گئی ہے اس لئے کوئی ان قواعد سے ایسا نتیجہ نکال سکتا ہے جو روایات کے خلاف ہو۔ جماعت کی تاریخ پڑھیں اور اس کی روایات سے واقفیت حاصل کریں۔ ہم نے کاموں کو آگے بڑھانا ہے اس لئے دیکھیں کہ کاموں کو کس طرح آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ 1835ء میں پیدا ہوئے۔ گھر میں استادوں سے پڑھا اور اپنی ذاتی کوشش سے علم کو بڑھایا۔ آپ کے والد کی خواہش تھی کہ دنیا کے کاموں میں پڑیں مگر حضورؑ کی توجہ قرآن کریم پڑھنے، حدیث پڑھنے اور دینی کتب پڑھنے کی طرف تھی تاہم والد صاحب کا حکم ضرور مانتے تھے اور جب والد حکم دیتے تھے تو مقدمات کی پیروی کے لئے چلے جایا کرتے تھے۔ والد کی وفات پر الہام ہوا وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ۔ تفہیم ہوئی کہ رات کو والد صاحب کی وفات ہونے والی ہے۔ اس سے آپؑ کو بڑی گھبراہٹ ہوئی کہ میرے اخراجات کیسے پورے ہوں گے۔ اس عالم میں آپ کو الہام ہوا: اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی کہ وہ خود آپ کی کفالت کرے گا۔

دعویٰ سے پہلے آپؑ نے دوسرے مذاہب کا مطالعہ کیا۔ اُن کے اعتراضات کو اکٹھا کیا اور براہین احمدیہ تصنیف کی۔ دوسرے مذاہب کو چیلنج کیا کہ اگر کوئی ان دلائل کو توڑ دے تو میں اس کو اپنی کل جائیداد جس کی قیمت اس زمانے کے لحاظ سے 10,000 روپے تھی دے دوں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآنِ کریم اور آنحضرت ﷺ سے بہت محبت تھی بلکہ عشق تھا۔ مختلف وقتوں میں 80 سے زائد کتابیں لکھیں۔ 1882 میں آپؑ مامور من اللہ ہوئے۔ دینی اور دنیاوی لحاظ سے بڑے بڑے لوگوں کو اردو اور انگریزی میں خطوط لکھے۔ 1886 میں آپ ہوشیار پور گئے اور وہاں 40 دن تک الگ رہ کر دعائیں کیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ تمہاری عقدہ کشائی ہوشیار پور میں ہو گی اس لئے آپ ہوشیار پور گئے۔ اس چلّہ کشی کے دوران آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان بیٹے کی بشارت دی جس کے مصداق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تھے اور سنہ 1944ء میں آپ نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔

1888ء میں خدا تعالیٰ نے اجازت دی اور 23 مارچ 1889ء میں آپ نے لدھیانہ میں بیعت لینی شروع کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے سب سے پہلے پھر دوسروں نے بیعت کی۔ بیعت کنندگان کا اندراج باقاعدہ رجسٹر بیعت میں کیا گیا۔ اس طرح جماعت میں تجنید کا نظام شروع ہوا۔ 1890ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب فتح اسلام لکھی جو 1891ء کے آغاز میں شائع ہوئی۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کے رنگ میں رنگین ہو کر تُو آیا ہے۔ اس وحی کے نتیجہ میں آپ نے دعویٰ کیا کہ موعود مسیح میں ہی ہوں جس کی پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے کی تھی۔ اس کتاب کی اشاعت پر آپ کی سخت مخالفت شروع ہو گئی اور آپ کے خلاف کفر کے فتوے لگائے گئے۔ اس مخالفت کے نتیجہ میں نئی بیعتیں ہونی شروع ہو گئیں۔ شروع میں خطوط کے جواب حضرت مسیح موعودؑ خود دیا کرتے تھے پھر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد صادق صاحبؓ کے ذمہ یہ کام کر دیا گیا اس طرح گویا دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا اجرا ہو گیا۔ آپؑ کی زندگی میں سکول، پریس، اخبار اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا اجراء ہوا۔

1905ء میں آپؑ نے رسالہ الوصیت تحریر کیا اور وصیت کی تحریک جاری فرمائی۔ ایک انجمن بنادی جو سلسلہ کے اموال کی نگرانی کرے، آمد و خرچ کا حساب رکھے۔ انجمن کے قواعد بنے۔ ان قواعد میں ایک قاعدہ یہ تھا کہ صدر انجمن سے متعلق ہر معاملہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا حکم قطعی اور ناطق ہوگا اور آپ کی وفات کے بعد جماعت نے اتفاق کیا کہ آپ کے جانشین و خلیفہ کا حکم قطعی اور ناطق ہوگا۔ رسالہ الوصیت میں حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا کہ میرے بعد خلافت ہوگی جس طرح آنحضرت ﷺ کے بعد خلافت ہوئی۔ آپؑ کی وفات پر خلافت کا انتخاب ہوا اور حضرت حکیم حافظ نورالدین صاحبؓ کو خلیفہ اوّل منتخب کیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر مولوی محمد علی صاحب نے کہا کہ انجمن جانشین ہے اس لئے خلیفہ کے انتخاب کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر سوائے چند ایک کے جماعت نے ان کی بات نہ مانی اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو دوسرا خلیفہ منتخب کیا۔ خلافت کے مقام کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب شہادت القرآن میں لکھا:

”خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اِس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ در حقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں، ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔“

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

فتح اسلام میں آپ نے مسیح موعودؑ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے کام کو روحانی کارخانہ سے تشبیہہ دے کر اس کو پانچ شاخوں میں تقسیم کیا ہے:

پہلی شاخ: کتابیں شائع کرنا۔ اس سلسلہ میں مدّ نظر رہے کہ کتابیں سٹاک میں نہ رکھیں بلکہ ان کو آگے نکالیں۔ اگر مفت دینا پڑیں تو مفت بھی دیں۔ اپنی جیب سے خرید کر بغرض دعوت الی اللہ دیں۔

دوسری شاخ: اشتہارات کا شائع کرنا۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جماعت کے تعارف پر مشتمل leaflets شائع کریں۔ ہر سال 10٪ آبادی تک یہ leaflets پہنچائیں۔

تیسری شاخ: لنگر خانہ اور مہمان خانہ کا قیام ہے تاکہ جو لوگ بغرض تحقیق آئیں ان کے کھانے اور رہائش کا انتظام ہو۔

چوتھی شاخ: خطوط کا ارسال کرنا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس شاخ کی اہمیت بتاتے ہوئے لکھا کہ پچھلے 7 سال میں 90 ہزار سے زائد خطوط لکھے گئے ہیں۔ جو سال میں اوسطاً 13,000 خطوط بنتے ہیں۔

پانچویں شاخ: نظامِ جماعت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ پانچ شعبہ جات ہیں جن کو چلانے کے لئے جماعت کے افراد ماہوار چندہ دیں۔ ماہوار چندوں میں چندہ وصیت، چندہ عام اور چندہ جلسہ سالانہ ہے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ نے چندہ تحریک جدید اور چندہ وقف جدید دینے کی تحریک فرمائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا مکاشفہ بیان کرتے ہیں:

"اوائل ایامِ جوانی میں ایک رات میں نے (رؤیا میں) دیکھا کہ میں ایک عالی شان مکان میں ہوں۔ جو نہایت پاک اور صاف ہے اور اس میں آنحضرتؐ کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ حضورؐ کہاں تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اُس کے اندر چلا گیا۔ اور جب میں حضورؐ کی خدمت میں پہنچا تو حضورؐ بہت خوش ہوئے اور آپ نے مجھے بہتر طور پر میرے سلام کا جواب دیا۔ آپؐ کا حسن و جمال اور ملاحت اور آپؐ کی پُر شفقت و پُر محبت نگاہ مجھے اب تک یاد ہے۔ اور وہ مجھے کبھی بھول نہیں سکتی۔ آپؐ کی محبت نے مجھے فریفتہ کر لیا۔ اور آپؐ کے حسین و جمیل چہرہ نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اس وقت آپؐ نے مجھے فرمایا کہ اے احمد تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے۔ جب میں نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور وہ مجھے اپنی ہی ایک تصنیف معلوم ہوئی۔ میں نے عرض کیا حضورؐ یہ میری ایک تصنیف ہے۔ آپؐ نے پوچھا اس کتاب کا کیا نام ہے۔ تب میں نے حیران ہو کر کتاب کو دوبارہ دیکھا تو اسے اس کتاب کے مشابہ پایا جو میرے کتب خانہ میں تھی اور جس کا نام قطبی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا نام قطبی ہے۔ فرمایا اپنی یہ کتاب قطبی مجھے دکھا۔ جب حضورؐ نے اسے لیا تو حضورؐ کا مبارک ہاتھ لگتے ہی وہ ایک لطیف پھل بن گیا جو دیکھنے والوں کیلئے پسندیدہ تھا۔ جب حضورؐ نے اسے چیرا جیسے پھلوں کو چیرتے ہیں تو اس سے بہتے پانی کی طرح مصفّا شہد نکلا اور میں نے شہد کی طراوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے ہاتھ پر انگلیوں سے کہنیوں تک دیکھی اور شہد حضورؐ کے ہاتھ سے ٹپک رہا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گویا مجھے اس لئے وہ دکھا رہے ہیں تا مجھے تعجب میں ڈالیں۔ پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ دروازے کی چوکھٹ کے پاس ایک مُردہ پڑا ہے جس کا زندہ ہونا اللہ تعالیٰ نے اس پھل کے ذریعہ مقدر کیا ہوا

ہے اور یہی مقدر ہے کہ نبی کریم ﷺ اس کو زندگی عطا کریں۔ میں اسی خیال میں تھا کہ دیکھا کہ اچانک وہ مردہ زندہ ہو کر دوڑتا ہوا میرے پاس آگیا اور میرے پیچھے کھڑا ہو گیا مگر اس میں کچھ کمزوری تھی گویا وہ بھوکا تھا تب نبی کریم ﷺ نے مُسکرا کر میری طرف دیکھا اور اس پھل کے ٹکڑے کئے اور ایک ٹکڑا ان میں سے حضورؐ نے خود کھایا اور باقی سب مجھے دے دیئے۔ ان سب ٹکڑوں سے شہد بہہ رہا تھا اور فرمایا: اے احمد اس مُردہ کو ایک ٹکڑا دے دو تا اُسے کھا کر قوت پائے۔ میں نے دیا تو اس نے حریصوں کی طرح اسی جگہ ہی اسے کھانا شروع کر دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی کُرسی اونچی ہو گئی ہے حتیٰ کہ چھت کے قریب جا پہنچی ہے اور میں نے دیکھا کہ اس وقت آپؐ کا چہرۂ مبارک ایسا چمکنے لگا کہ گویا اس پر سورج اور چاند کی شعاعیں پڑ رہی ہیں۔ میں آپؐ کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھ رہا تھا اور ذوق اور وجد کی وجہ سے میرے آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر میں بیدار ہو گیا اور اس وقت بھی میں کافی رو رہا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ وہ مردہ شخص اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کے روحانی فیوض کے ذریعہ سے اسے اب میرے ہاتھ پر زندہ کرے گا۔"

(ترجمہ از عربی عبارت آئینہ کمالات اسلام۔ تذکرہ صفحہ 1 تا 3)

اس کشف کا مطلب ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کی اشاعت کے نتیجہ میں دینِ اسلام زندہ ہو گا۔ اس لئے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب خود پڑھیں۔ غیروں کو پڑھائیں۔ اپنی جیب سے خرچ کریں یا نظام جماعت کی معاونت حاصل کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ قادیان آنے کی بار بار نصیحت کیا کرتے تھے تاکہ اس طرح تربیت ہو۔ جو قادیان نہیں آتے وہ حضور کی کتابیں توجہ سے پڑھا کریں۔ حضورؑ نے فرمایا تھا کہ میری کتابوں کا امتحان بھی لیا کریں اسی لئے اب حضورؑ کی کتب کا امتحان لیا جاتا ہے۔ محترم وکیل اعلیٰ صاحب نے ذیلی تنظیموں کو ہدایت کی کہ قرآن کریم، کتب حضرت مسیح موعودؑ کا امتحان ہر تین ماہ کے بعد لیا کریں۔ تینوں ذیلی تنظیمیں ایک کتاب مقرر کر لیں اس کو جماعت کی اجازت سے چھپوا لیں اور پھر سب کو دیں اور اس کا امتحان لیں۔

10-اپریل 1900ء حج کا دن تھا، حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ قادیان میں جتنے افراد ہیں ان سب کے نام دیں تاکہ ان کے لئے دُعا کر سکوں۔ حج والے دن حضورؑ دُعائیں کرتے رہے۔ غلبۂ

اسلام کے لئے دُعائیں کیں، احباب کے لئے بھی دُعائیں کیں۔ اگلے دن عید تھی۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ کی حضورؑ سے بے تکلفی تھی۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور عید پر آپ بھی کچھ کہیں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا ہے کہ میں عربی میں خطبہ دوں۔ تجھے طاقت دی گئی ہے۔ یہ عربی خطبہ، خطبہ الہامیہ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس خطبہ کے شروع میں حضورؑ نے قادیان میں منارۃ المسیح تعمیر کرنے کا اشتہار دیا کہ جماعت کے دوست اس غرض کیلئے چندہ دیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ مسیح دمشق کے مشرقی جانب ایک سفید منارہ کے پاس نزول فرمائے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اشتہار دیا کہ آنحضرتؐ کی پیشگوئی کو پورا کرنے کی غرض سے قادیان میں مینار تعمیر کیا جائے گا۔ مینار کا اشارہ اس طرف ہے کہ اسلام کی روشنی اور آواز جلد تر دنیا میں پھیلے گی۔ آپؑ کا یہ فرمان MTA کے ذریعہ پورا ہوا۔ یہ باتیں کسی اور کو میسر نہ ہوئیں۔ MTA کے ذریعہ اب آپ لوگ بھرپور فائدہ اُٹھائیں۔ گھر کے ہر فرد کو حضور انور کا خطبہ سننا چاہیے۔ اسی طرح دوسرے پروگرام ہیں۔

واقفین نو کو وقف نو کے پروگراموں میں حصہ لینا چاہیے۔ ماں باپ کا فرض ہے کہ واقفین نو کی تربیت کریں۔ وقف کے سلسلہ میں اپنی والدہ کی تربیت کا ذکر کرتے ہوئے عرض کی کہ میں نے 1946 میں وقف کیا۔ 1947ء میں آٹھویں جماعت پاس کی۔ میری والدہ مجھے ساتھ لے کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پاس گئیں۔ والدہ نے حضورؓ سے پوچھا کہ میں نے بچہ وقف کیا ہوا ہے۔ کیا اس کو اب مدرسہ احمدیہ میں داخل کروا دوں یا سکول میں۔ حضورؓ نے فرمایا کہ ”ابھی سکول میں اپنی تعلیم جاری رکھے۔“

یہ بھی واقفین کی تربیت کا ایک انداز ہے۔ والدین واقفین کی تربیت حضور کی ہدایت کے مطابق کریں۔ حضور کو خط لکھیں اور ہدایات لیں۔ گھر کا ماحول اچھا رکھیں۔ گھر کا ماحول اگر خراب ہو گا تو بچے بھی خراب ہوں گے۔ اگر ماں باپ جھگڑتے ہیں تو اُس کا بُرا اثر واقفینِ نو پر پڑے گا۔

بعد ازاں خاکسار نے تیسری شرطِ بیعت پڑھ کر سنائی کہ بیعت کرنے والا:

”بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتّی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور

استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ وِرد بنائے گا۔"

پھر عرض کی کہ اس شرط میں پانچ باتیں بیان ہوئی ہیں:

1۔ بلاناغہ پنج وقتہ نماز پڑھیں، کوئی نماز miss نہ ہو۔

2۔ موافق حکم خدا اور رسول، وقت پر نماز پڑھی جائے اور جماعت کے ساتھ ادا ہو۔ مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اگر مسجد میں نماز ادا کرنا ممکن نہ ہو تو پھر گھر میں بیوی / بچوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کریں۔

3۔ نماز تہجد کی ادائیگی: حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ قادیان میں بچپن میں ہم یہی سمجھتے تھے کہ نمازیں 6 ہیں جب ہم بڑے ہوئے تو پتہ لگا کہ فرض نمازیں 5 ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں نماز تہجد کس باقاعدگی سے ادا ہوتی تھی۔ ہر شخص نماز تہجد کا پابند تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ اگر زیادہ رکعتیں ادا نہ کر سکتے ہوں تو 2 رکعتیں نماز تہجد کی ضرور ادا کر لیا کریں۔

4۔ باقاعدگی سے آنحضرتؐ پر درود بھیجنا: جوبلی کی دُعائیں پڑھا کریں اس میں درود بھی شامل ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک کشف ہے کہ فرشتے کسی کی تلاش میں ہیں جو دینِ اسلام کو زندہ کرے۔ پھر حضورؑ کے پاس آتے ہیں کہ هٰذَا رَجُلٌ يُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ یہ وہ شخص ہے جو رسول اللہ سے بہت محبت کرتا ہے۔ یہ کشف کثرت درود کے نتیجہ میں آپ کو دکھایا گیا۔ پس کثرت سے درود پڑھیں۔

5۔ کثرت سے استغفار کرنا اور تسبیح و تحمید و تکبیر کرنا: سیکرٹری تربیت کو ہدایت کی کہ قیامِ نماز کا جائزہ لیں۔ کون مسجد میں آتا ہے اور کون گھر پر نماز پڑھتا ہے۔ قادیان میں ایک دفعہ اطفال کیلئے 40 دن کے لئے پانچ نمازیں باجماعت پڑھنے کا مقابلہ ہوا۔ اس پر انعام بھی دیا گیا تھا۔ کم از کم Weekend پر تو مسجد بھری ہونی چاہیے اس کے لئے ضروری ہے کہ آپس میں تعلقات محبت بڑھائے جائیں۔ دوسروں کے لئے دُعائیں بھی کریں اس سے بھی باہمی محبت بڑھتی ہے۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب دوستوں عزیزوں کیلئے نام بنام دعا کیا کرتے تھے۔ خوشگوار

تعلقات کے لئے عفو اور در گزر بڑا ضروری ہے۔ دل میں کسی کے لئے مَیل نہ رکھیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کشتی نوح میں فرماتے ہیں: ”تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تُم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بد بخت وہ ہے جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔“ اگر کسی میں کوئی کمزوری دیکھیں تو اس کے لئے پہلے 40 دِن دعا کریں پھر اس کو توجہ دلائیں۔

صدر خدام الاحمدیہ کو ہدایت کی کہ ذیلی تنظیموں کو ماہانہ اجلاس ضرور کرنا چاہیے۔ یہ اجلاس تعلیم اور تربیت کا ذریعہ ہے۔ مختلف عناوین پر تقاریر کروائیں۔ اجلاس میں حاضری بھرپور ہو۔ جن کا تعلق کمزور ہے ان کے ساتھ رابطہ کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت پر خدام الاحمدیہ کے تحت 15 روزہ تربیتی کلاس مرکز سلسلہ میں ہوا کرتی ہے۔ یہاں بھی گرمیوں کی چھٹیوں میں اس کو اپنا مستقل feature بنائیں۔

مکرم نیشنل سیکرٹری جائیداد کو ہدایت کی کہ جائیداد سے متعلقہ سارے documents ہونے چاہیے۔ رجسٹر جائیداد مکمل کریں۔ سٹاک لِسٹ تیار کریں اور ہر سال چیک کریں۔ انٹرنل آڈیٹر کو ہدایت کی کہ باقاعدگی سے ہر ماہ آڈٹ کریں۔ آڈیٹر صاحب نے کہا کہ دو ماہ مکمل ہونے کے بعد آڈٹ کروں گا۔ محاسب کا عہدہ ہونا چاہیے اور رسید بُکیں اس کی custody میں ہونی چاہئیں۔

سیکرٹری مال کو ہدایت کی کہ تشخیص آمد میں سب کو شامل کریں یعنی باقاعدہ چندہ دینے والے، بے قاعدہ چندہ دینے والے اور نادہندہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ اللہ کو حاضر ناظر جان کر چندہ دینا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو بہر حال پتہ ہے کہ اس نے آپ کو کتنا مال دیا ہے۔ سیکرٹری تحریک جدید کو ہدایت کی کہ مطالبات تحریکِ جدید پر عمل درآمد کروائیں خاص طور پر سادہ زندگی بسر کرنے پر زور دیں۔ چندے میں ہر فرد جماعت کو شامل کریں حتّٰی کہ بچوں کو بھی۔ مرحومین دفتر اوّل کے پانچ ہزاری کھاتوں کو زندہ کریں۔ یہ لِسٹ جماعتی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ سیکرٹری وقفِ جدید کو ہدایت کی کہ اس تحریک میں ہر ایک کو شامل کریں۔ نو مبائعین کو بھی شامل کریں۔ اسی لئے ایڈیشنل سیکرٹری وقفِ جدید برائے نومبائعین کا تقرر کیا گیا ہے کہ ان کو بھی چندہ وقفِ جدید میں شامل کریں۔

تربیت کے ضمن میں عرض کی کہ گھر کا سربراہ سب افرادِ فیملی کو اکٹھا کر لے اور کسی ایک نماز کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی کتاب کا درس دیا کرے۔ سیکرٹری دعوت الی اللہ سے leaflets کی تقسیم کے بارے میں دریافت کیا۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ سویڈن میں 200,000 leaflets تقسیم کئے گئے ہیں۔ جس پر خاکسار نے پوچھا کہ response کیسا رہا؟ بتایا گیا کہ response نسبتاً کم ہے۔ اس پر کہا کہ جن لوگوں کے فون آئے ہیں اس response کی طرف توجہ کریں اور follow-up کریں۔ نیز غیر از جماعت کے لئے مہینہ میں ایک سوال و جواب سیشن رکھا جائے۔ ہر احمدی اپنے کسی سویڈش ملنے والے کو اس سوال و جواب کی مجلس میں لے کر آئے۔

خاکسار کو بتایا گیا کہ جماعت گوتھن برگ، مالمو اور سٹاک ہالم میں لائبریریاں موجود ہیں۔

خاکسار نے سیکرٹری وقفِ نو کو ہدایت کی کہ واقفین نو کو مختلف زبانوں میں specialization کروائیں۔ زبانوں کے ماہرین کی ضرورت ہے۔ سیکرٹری امورِ عامہ کو ہدایت کی کہ جماعت کی بہبود از قسم بے روزگاروں کو روزگار دِلانے پر بھی زور دیا جائے۔ سیکرٹری امور خارجہ کو ہدایت کی M.Ps کے ساتھ رابطہ کریں۔ پارلیمنٹ میں آواز اُٹھائیں۔ تنظیموں کے بارے میں خاکسار نے عرض کی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرمایا کرتے تھے کہ خدام دستِ خدمت ہیں اور انصار دستِ تربیت ہیں۔ مسجد کی صفائی کے سلسلہ میں عرض کیا کہ خدام الاحمدیہ کو یہ task اپنے ذمہ لینا چاہیے۔ آخر پر خاکسار نے دُعا کروائی اور میٹنگ برخواست ہوگئی۔

## 37۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (2010ء)

جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے لئے اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ مؤرخہ 23 دسمبر کو قادیان کیلئے روانگی ہوئی اور جلسہ میں شمولیت کے بعد مؤرخہ 31 دسمبر 2010ء کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 38۔ دورہ انگلستان اور ذاتی وزٹ کینیڈا (2011ء)

جلسہ سالانہ انگلستان میں بحیثیت وکیل اعلیٰ تحریک جدید شمولیت کے لئے مؤرخہ 19 جولائی کو لاہور سے لندن کے لئے روانگی ہوئی اور جلسہ میں شمولیت کے بعد مؤرخہ 4-اگست کو اپنے بیٹے عزیزم رشید اللہ سے ملنے کینیڈا کے لئے لندن سے روانگی ہوئی۔ پھر مؤرخہ 9 ستمبر کو ٹورانٹو کینیڈا

سے پاکستان کے لئے واپسی ہوئی۔ موٴرخہ 8 دسمبر کو لندن سے پاکستان کے لئے روانہ ہو کر موٴرخہ 9 ستمبر 2011ء کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 39۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (2011ء)

جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے لئے اپنی اہلیہ صاحبہ کے ہمراہ موٴرخہ 22 دسمبر 2011ء کو قادیان کیلئے روانگی ہوئی۔ جلسہ میں شمولیت کے بعد موٴرخہ 31 دسمبر 2011ء کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 40۔ ذاتی وزٹ قادیان (2012ء)

خاکسار اور خاکسار کی اہلیہ محترمہ زیارت قادیان کی غرض سے موٴرخہ 7 جون کو قادیان گئے اور وہاں سے موٴرخہ 9 جون 2012ء کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 41۔ دورہ انگلستان و ذاتی وزٹ سویڈن (2012ء)

جلسہ سالانہ انگلستان میں بحیثیت وکیل اعلیٰ تحریک جدید شمولیت کے لئے اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ موٴرخہ 30-اگست کو لاہور سے لندن کے لئے روانگی ہوئی۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت کے بعد موٴرخہ 25 ستمبر کو اپنی بیٹی عزیزہ رضوانہ یوسف سے ملنے سویڈن گئے وہاں سے 7-اکتوبر 2012ء کو لندن واپسی ہوئی اور پھر 12-اکتوبر 2012ء کو لندن سے پاکستان واپسی ہوئی۔

## 42۔ دورہ انگلستان (2013ء)

جلسہ سالانہ انگلستان میں بحیثیت وکیل اعلیٰ تحریک جدید شمولیت کے لئے اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ موٴرخہ 24-اگست 2013ء کو لاہور سے لندن روانگی ہوئی۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت کے بعد موٴرخہ 22 ستمبر 2013ء کو لندن سے پاکستان واپسی ہوئی۔

## 43۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (2014ء)

جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے لئے اپنی اہلیہ صاحبہ کے ہمراہ 24 دسمبر 2014ء کو قادیان کیلئے روانگی ہوئی۔ جلسہ میں شمولیت کے بعد 30 دسمبر 2014ء کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 44۔ دورہ ماریشس (نومبر 2015ء)

1915ء میں ماریشس جماعت کا قیام عمل میں آیا تھا چنانچہ 2015ء میں ماریشس جماعت کی گولڈن جوبلی منعقد ہوئی۔ اس پروگرام اور جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مرکز سے صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم جو اس وقت ناظر اعلیٰ وامیر مقامی تھے اور خاکسار کو بطور نمائندہ بھجوایا۔

10 نومبر 2015ء کو صبح 3 بجے لاہور سے روانہ ہو کر شام 5 بجے ماریشس پہنچے۔ 13، 14 اور 15 نومبر 2015ء کو جلسہ سالانہ ماریشس میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ جلسہ کا افتتاح مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم نے اپنے خطاب سے کیا اور اختتامی تقریب کی صدارت خاکسار نے کی، انعامات تقسیم کیے اور حاضرین سے خطاب کیا۔ نیز جلسہ کے بعد مؤرخہ 16 نومبر 2015ء کو نماز مغرب وعشاء کے بعد ہم دونوں مجلس عاملہ، صدران اور مشنریز کے ساتھ میٹنگ میں شامل ہوئے۔

اس دورہ کے دوران مرکزی بیت دارالسلام میں موجود لائبریری، جس کی تزئین و آرائش کی گئی تھی، کا مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم نے افتتاح کیا۔ نیز Triolet جماعت کی مسجد عمر کا دورہ کیا اور مسجد کی بالائی منزل کو وسیع کرنے کے لیے مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم اور خاکسار نے سنگ بنیاد رکھا۔

علاوہ ازیں دوران دورہ Trou Aux Cerfs Crater اور سات رنگی زمین کو دیکھنے کا موقع ملا۔ نیز Gentilly میں بیت طارق، Quatre Bornes میں بیت نصرت، Trefles میں دارالذکر، Stanley میں بیت عثمان، Pailles میں بیت نور کا وزٹ کیا اور وہاں حضرت حافظ عبید اللہ صاحبؓ کے مزار پر دعا کی۔ Montagne میں مقبرہ موصیان بھی گئے جو بہت خوبصورت تھا۔ قبروں اور باغیچہ کو بہت عمدگی سے maintain کیا گیا تھا اور پھول اور پودے وغیرہ لگائے گئے تھے۔ مقبرہ موصیان میں مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب مرحوم اور خاکسار نے حسب خواہش جماعت، انگور کا ایک ایک پودا لگایا۔

الحمدللہ خدا تعالیٰ کے فضل سے 18 نومبر 2015ء کو بخیر وعافیت قبل دوپہر ربوہ پہنچ گئے۔

## 45۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت (2015ء)

جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے لئے اپنی اہلیہ صاحبہ کے ہمراہ 24دسمبر 2015ء کو قادیان کیلئے روانگی ہوئی۔ جلسہ میں شمولیت کے بعد 29دسمبر 2015ء کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 46۔ دورہ انگلستان(2016ء)

جلسہ سالانہ انگلستان میں بحیثیت وکیل اعلیٰ (نمائندہ تحریک جدید) شمولیت کے لئے اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ مؤرخہ 06-اگست 2016ء کو لاہور سے لندن روانگی ہوئی۔ 9-اگست کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ 12، 13 اور 14-اگست کو جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کرنے کی توفیق ملی۔ جلسہ سالانہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر صدارت امراء عہدیداران اور مبلغین کے اجلاس میں شرکت کرنے کی توفیق ملی۔ نیز ہیومن رائٹس کمیٹی اور عرب عہدیداران کے اجلاس کی صدارات کرنے کا موقع ملا۔ مؤرخہ 23-اگست 2016ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے دفتری ملاقات اور بعد ازاں اسی روز اہلیہ محترمہ کے ساتھ حضور انور سے الوداعی ملاقات کا موقع ملا۔

مؤرخہ 25-اگست 2016ء کو لندن سے پاکستان واپسی ہوئی۔

## 47۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت(2017ء)

جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے مؤرخہ 27دسمبر 2017ء کو قادیان کیلئے روانگی ہوئی۔ جلسہ میں شمولیت کے بعد مؤرخہ یکم جنوری 2018ء کو پاکستان واپسی ہوئی۔

## 48۔ جلسہ سالانہ یوکے(2020ء)

جلسہ سالانہ یوکے 2020ء میں شمولیت کے حوالہ سے مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب یوکے کی طرف سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد موصول ہوا کہ:

**”اگر اپنی اور اہلیہ کی صحت اجازت دیتی ہے تو آجائیں۔“**

تاہم covid-19 کی وبا کے باعث جلسہ منعقد نہ ہو سکا اور جلسہ میں شمولیت اختیار نہیں کی جا سکی۔

# تاثرات

مکرم محترم چوہدری حمید اللہ صاحب مؤرخہ 7-فروری 2021ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب مرحوم کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 12-فروری 2021ء کو جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا نیز آپ کی اہلیہ اور تینوں بچوں کے تاثرات پر مبنی مضامین کتاب کے اس حصہ میں شامل کیے جا رہے ہیں۔

# خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

## فرمودہ 12-فروری 2021ء

تشہد تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''آج میں جماعت کے ایک دیرینہ خادم مکرم چودھری حمید اللہ صاحب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کی گزشتہ دنوں میں وفات ہوئی۔ آپ تحریک جدید پاکستان کے وکیل اعلیٰ تھے۔ صدر مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ تھے اور ایک لمبے عرصے سے افسر جلسہ سالانہ کی خدمت پر بھی مامور تھے۔ 7-فروری کو طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں 87 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

مکرم چودھری صاحب کے والد کا نام بابو محمد بخش صاحب اور والدہ کا نام عائشہ بی بی صاحبہ تھا۔ یہ لوگ بھیرہ کے نواحی علاقے کے رہنے والے تھے۔ چودھری صاحب 1934ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد نے ان کی پیدائش سے کوئی پانچ سال پہلے احمدیت قبول کی تھی۔ وہ اپنی قبول احمدیت کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر ایک خواب تحریر کر رہا ہوں۔ اور اس خواب کے بارے میں جو تفصیل بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ محکمہ نہر میں کام کرتے تھے تو بنگلہ میں یہ رہتے تھے۔ یا دورے پہ یہ پھرتے رہتے تھے تو اس دوران انہوں نے وہاں رات بسر کی۔ کہتے ہیں کہ بنگلہ بکھووالا سرگودھا میں ماہ اکتوبر 1929ء بوقت قریباً دو بجے رات کو یہ نظارہ دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں نظارہ دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مصلیٰ پر تشریف فرما ہیں اور رانوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہوئے ہیں جس طرح انگلیوں پر ذکر اللہ کر رہے ہیں۔ رُخِ مبارک مشرق کی طرف ہے۔ مجھے فرمایا کہ جس کرسی پر تم بیٹھے ہو اس کی چُولیں ڈھیلی ہو چکی ہیں۔ کہتے ہیں اس پر مَیں فوراً اٹھا اور دیکھا تو ایک چُول ڈھیلی تھی۔ میں نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپؐ نے غلام کی جان بچالی ہے۔ آگے یا پیچھے گرتا تو سر پھوٹ جاتا۔ تھوڑی دیر بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ایک نئی دفتری کرسی ہے جس کے Arms آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ فرمایا اس

کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ یہ احمدیت کی کرسی ہے یعنی بادلائل اور حقیقی اسلام ہے۔ اس کے بعد بندہ بیدار ہو گیا۔ یہ ان کے والد کے احمدیت قبول کرنے کا واقعہ ہے۔

(ماخوذ از بشارات رحمانیہ صفحہ 157)

چودھری صاحب نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ آٹھویں جماعت کے طالبعلم تھے جب 1946ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقف کی تحریک کی۔ جو تحریک کی ہوئی تھی اس پر لبیک کہتے ہوئے آپ کی والدہ آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے گئیں اور حضور سے عرض کیا کہ یہ میرا بچہ ہے میں اس کو خدمت دین کے لیے وقف کرتی ہوں۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعود نے کچھ ہدایات دیں کہ اس کو آئندہ سکول میں پڑھاتے رہیں۔ 1949ء میں انہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ پھر وکالت دیوان ربوہ کی ہدایت پر انٹرویو کے لیے ربوہ تشریف لائے۔ تحریری امتحان کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ان کا انٹرویو لیا۔ اس وقت انجمن احمدیہ کے ناظران کی میٹنگ ہو رہی تھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ میٹنگ میں بیٹھے تھے۔ جو بھی اُس وقت تین چار لڑکے تھے آپ نے وہیں ان کو بلا لیا۔ چودھری حمید اللہ صاحب تھے، مصلح الدین صاحب تھے، سمیع اللہ صاحب تھے۔ تو بہرحال خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انٹرویو لیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت پر ان کی تعلیم کا سلسلہ چلتا رہا اور سکول اور یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر انہوں نے بی ایس سی کیا۔ بی ایس سی میں صوبہ بھر میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ پھر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے فرسٹ ڈویژن میں ایم اے ریاضی کیا۔ 1955ء میں تعلیم الاسلام کالج میں استاد مقرر ہوئے اور پھر صدر شعبہ ریاضی بھی مقرر ہوئے۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 104، 120)

ان کی شادی 1960ء میں رضیہ خانم صاحبہ سے ہوئی جو عبدالجبار خان صاحب سرگودھا کی بیٹی تھیں۔ 1974ء تک ٹی آئی کالج ربوہ میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ کالج کے قومیائے جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر آپ نے کالج سے استعفیٰ دے دیا کیونکہ وقف زندگی تھے اور کالج اب نیشنلائزڈ (nationalized) ہو گئے تھے اس لیے کوئی جواز نہیں تھا کہ حکومت کے ادارے میں پڑھائیں تو جو واقفِ زندگی تھے ان میں سے بعض کو، ساروں

کو نہیں، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہی ہدایت دی تھی کہ وہیں کالج میں کام جاری رکھیں وہاں بھی ضرورت ہے اور بعض کو یہی مشورہ دیا، یہی ہدایت کی کہ وہ جماعت کی خدمت میں آ جائیں۔ بہر حال انہوں نے جب وہاں سے استعفیٰ دیا تو ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ناظر ضیافت مقرر کیا۔ 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وکیل اعلیٰ تحریک جدید مقرر فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی کچھ عرصہ تک آپ ایڈیشنل صدر مجلس تحریک جدید بھی رہے۔ پھر 1989ء (eighty-nine) میں جو جوبلی سال تھا اس میں آپ صدر مجلس تحریک جدید مقرر ہوئے اور وفات تک یہ خدمات بجالاتے رہے۔ اس کے علاوہ آپ 1986ء تا وفات ایڈیشنل ناظر اعلیٰ کے طور پر سندھ وغیرہ کے ہنگامی حالات کے بھی نگران رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے زمانے میں آپ کو ربوہ میں امیر مقامی بننے کا بھی اعزاز حاصل ہوا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 28 صفحہ 112، 335)

مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالاتے رہے اور اس کے بعد 1969ء سے 1973ء تک بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر ہوئے۔ اس زمانے میں ساری دنیا میں ایک ہی مرکزی خدام الاحمدیہ تھی اور مرکز سے اس کا کنٹرول ہوتا تھا۔ ہر ملک میں علیحدہ علیحدہ صدر نہیں مقرر ہوتا تھا۔

1969ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ان کو صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر فرمایا تو اس موقع پر حضور نے جو باتیں کی ہیں یہ بڑی ضروری باتیں ہیں۔ گو یہ اقتباس لمبا ہے جو میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تقریر سے لوں گا لیکن یہ بڑا ضروری ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی اولاد کے لیے بھی اور روحانی اولاد کے لیے بھی، جماعت کا کام کرنے والوں کے لیے بھی یہ ہدایات اور یہ باتیں ایسی ہیں جو ان کو پلّے باندھنی چاہئیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور فکر کرنی چاہیے کہ آیا ہم وہ حق ادا کر رہے ہیں کہ نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ "صدر بننے والے نوجوان کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے اور اس عہدے سے سبکدوش ہونے والے مخلص نوجوان کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول کرے اور آنے والے کو یہ توفیق دے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے پہلوں سے

زیادہ کام کر کے دکھائیں۔'' فرمایا کہ ''ہم کسی جگہ پر ٹھہر نہیں سکتے۔ ہمارا ہر فرد جس پر نئے سرے سے ذمہ داری عائد کی جاتی ہے ان کو پہلوں سے آگے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھیلاؤ اور وسعت آرہی ہے۔ جماعت کے کام بھی بڑھ رہے ہیں۔ اس کی ذمہ داریاں بھی بڑھ رہی ہیں۔ غرض میں بتا رہا تھا کہ جنہوں نے مجلس کی صدارت کا چارج لیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خونی رشتہ کے لحاظ سے خاندان کے فرد نہیں ہیں'' (چودھری صاحب سے پہلے غالباً مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ صدر تھے اور ان کا خونی رشتہ تھا تو بہرحال آپ نے فرمایا کہ خونی رشتہ تو نہیں ہے، یہ خاندان کے فرد نہیں ہیں) ''لیکن روحانی رشتہ کے لحاظ سے ہر شخص اپنی ہمت اور کوشش اور اپنی دعا اور عاجزی کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی اولاد بننے کے قابل ہے اور سچا اور حقیقی روحانی بیٹا اسے بننا چاہیے۔ اور بہت سے لوگ ہیں جو جسمانی اولاد سے بھی زیادہ آگے نکل جاتے ہیں حالانکہ وہ محض روحانی اولاد ہوتے ہیں۔ جسمانی تعلق تو ایک دنیاوی تعلق ہے۔ مذہب یا روحانیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی اولاد سے اصل تعلق روحانی تعلق ہی ہے'' اور یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جو جسمانی تعلق رکھنے والے ہیں، یا خونی تعلق رکھنے والے رشتہ دار ہیں ان کو یاد رکھنی چاہیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی اولاد سے اصل تعلق روحانی تعلق ہی ہے۔ ''اسی واسطے کہا گیا ہے کہ انبیاء کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ آگے ورثہ میں کسی کو کچھ دیتے ہیں۔ (نہ ہی انبیاء کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ آگے ورثہ میں کچھ دیتے ہیں) کیونکہ ورثہ کا تعلق جسمانی قرابت سے ہے اس کی نفی کر دی گئی ہے لیکن جہاں تک روحانی فیوض و برکات کا تعلق ہے وہی حقیقت، وہی صداقت اور وہی حکمت ہے۔ وہی دراصل صحیح معنی میں کسی شخص کی روحانی اولاد ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو اس کی منشا اور فرمان کے مطابق قائم کیا اور ہر شخص اپنے اخلاص اور ایثار کے مطابق اپنا اجر پاتا ہے۔ پس اصل میں یہی روحانی اولاد ایک روحانی وجود کی اولاد ہے۔ اس کی جسمانی اولاد کوئی نہیں ہوتی۔

اصل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی اولاد ہی حقیقی اولاد ہے اسی واسطے آپ نے اپنی جسمانی اولاد کے متعلق فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول کیا اور ان کو روحانی وجود بنا دیا۔ اگر محض جسمانی اولاد ہونے میں کوئی خوبی ہوتی تو آپ کو نہ ان دعاؤں کے

کرنے کی ضرورت تھی نہ ان کی قبولیت کی حاجت ہوتی۔ پس اصل چیز یہ ہے کہ روحانی رشتہ مضبوط ہو خواہ جسمانی تعلق نہ بھی ہو۔ اس واسطے وہ لوگ بھی غلطی پر ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ محض جسمانی اولاد ہونا کوئی بڑائی ہے۔ بعض لوگ اسلام میں ایسے بھی ہوئے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے محض اس لیے دشمنی کی کہ وہ آپ کی جسمانی اولاد تھے۔ لیکن یہ بھی غلط ہے کہ چونکہ جسمانی اولاد تھے اس لیے ان کو عزت حاصل ہو گئی لیکن اس رشتہ کے نتیجہ میں کوئی انہیں بزرگی دیتا ہے تو وہ جاہل مطلق ہے۔" (یہ باتیں دونوں اس میں آ گئیں کہ جو اس لیے دشمنی کرتے ہیں کہ جسمانی اولاد ہے وہ بھی غلط کرتے ہیں اور اگر کوئی عزت دیتے ہیں اور بزرگی دیتے ہیں تو وہ بھی غلط کرتے ہیں۔) فرمایا کہ "اس کے اندر کوئی روحانیت نہیں ہے۔ کوئی عقل نہیں ہے" (جو یہ سمجھتا ہے۔) "اصل تعلق روحانیت کا ہے۔ جسمانی اولاد میں اگر یہ تعلق پختگی کے ساتھ قائم ہو جائے، ان میں ایثار اور قربانی اور بے نفسی پیدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دیتا ہے اور اپنے قرب اور رضا سے نوازتا ہے۔" (جسمانی اولاد میں یہ تعلق اور پختگی اگر قائم ہو گئی ہے، نبی کا جو روحانی فیض ہے وہ حاصل کر لیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جزا بھی دیتا ہے اور اپنے قرب اور رضا سے نوازتا ہے) "اور جس نے جسمانی اولاد نہ ہونے کے باوجود روحانی اثر کو قبول کر کے اپنے آپ کو دنیا کی نگاہ میں حقیقی اولاد جیسا بنا دیا اس کے متعلق یہ کہنا کہ صرف اس وجہ سے کہ چونکہ جسمانی تعلق نہیں ہے اس لیے وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں عزت اور مرتبہ نہیں پا سکتا یہ بھی غلط ہے۔" (پس جسمانی تعلق نہ بھی ہو تو روحانی اولاد بن کے اگر اس کا حق ادا کر دیا ہے تو وہ مرتبہ پا گیا اور اس کے متعلق یہ کہنا کہ عزت اور مرتبہ نہیں پاتا وہ غلط کہتا ہے۔)

پھر فرماتے ہیں کہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اصل صراط مستقیم ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عزت اور احترام کو حاصل کر لیتا ہے وہی کامیاب ہوتا ہے۔ وہ اپنی اپنی استعداد کے مطابق خدا تعالیٰ کے دین کے کام کرنے کی توفیق پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی کوششوں کو قبول کرتا ہے خواہ اس کا مامور زمانہ سے جسمانی تعلق ہو یا نہ ہو۔ پس وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ چونکہ ان کا جسمانی تعلق ہے اس لیے ان کو بڑا کہنا چاہیے وہ بھی غیر معقول بات کرتے ہیں اور وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ جسمانی تعلق ہے اس لیے اچھے ہو گئے ہیں اور انہوں نے ورثہ میں عزت و احترام کو پا لیا ہے یہ بھی غلط ہے۔ اس طرح پر تو ورثہ میں کسی کو عزت اور احترام نہیں ملا کرتا۔ پس جو شخص یہ

سمجھتا ہے کہ چونکہ جسمانی رشتہ نہیں ہے اس لیے اکرام اور بزرگی نہیں مل سکتی یہ غلط ہے۔ غرض جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ جسمانی تعلق ہے اس لیے ضرور بزرگی مل جائے گی یہ بھی غلط ہے۔ اصل میں روحانی تعلق نام ہے تقویٰ اختیار کرنے کا۔ اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا کرنے کا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ایثار اور قربانی کرنے کا۔ اپنے نفس پر ایک موت وارد کرنے کا۔ اپنے آپ کو کچھ بھی نہ سمجھنے کا۔ اپنی فنا کے بعد اللہ تعالیٰ سے ایک نئی اور پاک زندگی حاصل کرنے کا۔ یہ اصل تعلق ہے، اس کے بغیر تو کوئی تعلق تعلق ہی نہیں۔)

فرمایا غرض اللہ تعالیٰ کے فضل سے پچھلے تین سال میں خدام الاحمدیہ نے خاصی ترقی کی ہے لیکن پہاڑوں کی بلند چوٹیوں کی طرح خدام الاحمدیہ کے لیے کوئی ایک چوٹی مقرر نہیں کہ جہاں جا کر وہ یہ سمجھیں کہ بس اب ہم آخری بلندی پر پہنچ گئے۔ ہمارا کام ختم ہو گیا۔ یہ تو ایسے پہاڑ کی چڑھائی ہے کہ جس کی چوٹی کوئی ہے ہی نہیں کیونکہ یہ وہ پہاڑ ہے جس کے اوپر ارضِ ربِّ کریم ہے اور انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو فاصلہ ہے وہ غیر محدود ہے اور ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے اور اسی میں ہماری زندگی اور حیات ہے کہ ہم کسی جگہ پر تھک کر بیٹھ نہ جائیں یا کسی جگہ ٹھہر کر یہ نہ سمجھ لیں کہ ہم نے جو حاصل کرنا تھا کر لیا۔ نہیں، ہمارے لیے غیر محدود ترقیات اور رفعتیں مقدر کی گئی ہیں اور اگر ہم کوشش کریں اور واقعہ میں اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں اخلاص اور ایثار اور محبت ذاتی اپنے لیے محسوس کرے تو وہ ہم پر فضل نازل کرتا چلا جائے گا اور کرتا چلا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان خدا تعالیٰ سے اَور زیادہ پیار حاصل کرتا ہے اور اپنے نفس سے وہ اَور زیادہ دور اور بیگانہ ہو جاتا ہے۔

(ماخوذ از مشعل راہ جلد 2 صفحہ 212 تا 214)

پس یہ الفاظ جو آپؒ نے چودھری صاحب کو نصیحت فرمائے اور چودھری صاحب کی وجہ سے آج ہم میں بھی یہ الفاظ پہنچے یہ بھی جب ہر واقف زندگی اور ہر کام کرنے والا اور جو خاندان کا تعلق رکھنے والا ہر فرد ہے وہ بھی ان باتوں پہ غور کرے تو چودھری صاحب کے درجات کی بلندی کے لیے بھی دعا کرے کہ ان کی وجہ سے یہ سنہری الفاظ ہمیں سننے کو اور سمجھنے کو ملے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں 1970ء کے اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

میں نے ایک مخلص بچے کو جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جسمانی تعلق تو نہ تھا لیکن روحانی تعلق بہت پختہ تھا خدام الاحمدیہ کی صدارت سونپی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس کی کوششوں میں برکت ڈالی اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمایا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 26 صفحہ 214)

جب ان کو اپنی ٹرم پوری کر کے خدام الاحمدیہ کی خدمت صدر سے فراغت ہوئی تو اس وقت وداعی تقریب میں جو سپاس نامہ ان کو پیش کیا گیا تھا اس میں یہ لکھا گیا اور ان کے بارے میں جو بھی لکھا گیا اس میں یقیناً کوئی مبالغہ نہیں۔ آج کی یہ خصوصی تقریب چودھری صاحب کے لیے مقرر کی گئی ہے۔ چودھری حمید اللہ صاحب کا چار سالہ دور صدارت تاریخ خدام الاحمدیہ میں ایک زرّیں باب کا اضافہ ہے۔ اس میں خدام الاحمدیہ عالمگیر نے اپنی کیفیت اور کمیت کے اعتبار سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی رہنمائی میں (خلافت ثالثہ کے دور کی بات ہے) ہر شعبہ میں نمایاں کام کیا۔ چودھری حمید اللہ صاحب نے انتہائی خاکساری، بے نفسی اور مسلسل محنت کے ساتھ نوجوان نسل میں اطاعت اور وفا کیشی اور خلافت سے وابستگی جیسی دلکش صفات کو اجاگر کیا جو ان کے مستقبل کے لیے نشان راہ ثابت ہوں گی۔ ان شاء اللہ العزیز۔ آپ کے دورِ صدارت میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی خواہش کے مطابق خدام الاحمدیہ کے ہر شعبہ نے نمایاں ترقی کی۔ آپ کے دورِ صدارت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زریں ارشادات کو کتابی شکل میں مشعل راہ کے نام سے شائع کیا گیا۔ اطفالِ احمدیت کے لیے کتابچہ ”یاد رکھنے کی باتیں“ شائع ہوا۔ مجلس مرکزیہ کا عمومی اور خصوصی مالی نظام مستحکم ہوا۔ آپ ہمیشہ اس طریق کار پر محبت اور فدائیت کے ساتھ سختی سے کاربند رہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہر حکم اور اشارے کی دل و جان سے اطاعت کی جائے اور حضور کے جملہ ارشادات کی لفظاً و معناً تعمیل میں ہر ممکن وسیلے کو بروئے کار لایا جائے۔ صدارت کی عظیم ذمہ داری سے قبل مختلف وقتوں میں آپ کو مرکزی مجلس عاملہ کے رکن کے طور پر خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔

(ماخوذ از رسالہ خالد دسمبر 1973ء ربوہ صفحہ 3-4)

اس الوداعی تقریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ بھی شریک ہوئے تھے۔ آپ نے بھی مختصر خطاب فرمایا۔ اس کا بھی مختصر حصہ میں یہاں پیش کرتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا۔ جانے والے کے متعلق تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احسن جزا دے اور آنے والے کے متعلق یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہترین اور مقبول خدمت کی توفیق عطا کرے۔ مجلس خدام الاحمدیہ مختلف ادوار میں سے گزر کر اس مقام تک پہنچی ہے جہاں دنیا اسے آج دیکھ رہی ہے۔ ابتدا اس کی ایک چھوٹے سے بیج کی مانند تھی اور اس وقت ایک صحت مند بھرپور جوانی والے خوبصورت درخت کی شکل یہ بیج اختیار کر گیا ہے۔ ہر صدارت نے اپنی صدارت کے زمانے میں دو کام کیے۔ کسی نے بہت ہی اچھے طریقے پر اور کسی نے درمیانے طریقے پر اور کسی نے اپنا وقت گزارا بعض پہلوؤں کے لحاظ سے۔ بہر حال دو کام کیے ہر صدارت نے۔ ایک جو روایات بن چکی تھیں ان کو قائم رکھنے کی سعی کی، کوشش کی اور دوسرے جو ضروریات پیدا ہو چکی تھیں ان سے نمٹنے کے لیے کوشش کی۔ نئی نئی باتیں ڈویلپ ہوتی ہیں، نئی ضروریات پیدا ہوتی ہیں ان سے نمٹنے کے لیے کوشش کی۔ ایک زندہ وجود کو یہی دو کام کرنے پڑتے ہیں۔ پھر فرمایا مجلس خدام الاحمدیہ کی زندگی قیامت تک کے لیے ممتد ہے کیونکہ اس تنظیم کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مہدی کی جماعت کے ساتھ ہے جس کے متعلق یہ بشارت دی گئی ہے کہ قیامت تک وہ ذمہ داریاں جن کا تعلق اصولاً بھی اور تفصیلاً بھی امت محمدیہ سے اور اسلام سے ہو گا اس کی جماعت پر ڈالی جائیں گی۔ چونکہ جماعت احمدیہ کی زندگی قیامت تک ممتد ہے اس لیے جماعت احمدیہ کی تمام ذیلی تنظیموں کی زندگی بھی قیامت تک ممتد ہے اور ہر دور جس میں سے بنیادی تنظیم، اصلی تنظیم یعنی جماعتی تنظیم یا اس کی ذیلی تنظیمیں جس میں سے گزریں ہر دور میں پہلی خوبصورتی اور حسن اور جمال کو محفوظ رکھنا اور اس میں زیادتی کرتے چلے جانا یہ فرض بن جاتا ہے ان لوگوں کا جن کے ہاتھ میں اس کی قیادت دی جاتی ہے۔

پھر فرمایا ہم کہیں ٹھہر نہیں سکتے کیونکہ ٹھہرنا موت کے مترادف ہے۔ یہ ایک بنیادی اصول ہے زندگی کا۔ پس اس بات کو ہماری ہر سطح پر ہر تنظیم کو اور نظام جماعت کے بھی ہر عہدیدار کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم کہیں ٹھہر نہیں سکتے کیونکہ ٹھہرنا موت کے مترادف ہے۔ یہ ایک بنیادی اصول ہے زندگی کا۔ فرمایا کہ ہر نئے آنے والے صدر پر پہلے سے زیادہ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کیونکہ اس سے پہلے کے صدر نے دو سال پہلے سے قبل کی حالت کو قائم رکھ کے آگے بڑھنا ہے۔ پہلا صدر جو کام کر کے دے گیا ہے اس کو آگے بڑھانا ہے۔ فرمایا کہ کام میں وسعت

پیدا ہوتی ہے۔ نئی ہدایات مرکزِ ہدایت یعنی خلافت سے جاری ہوتی ہیں۔ خلیفہ وقت سے نئی ہدایات ملتی ہیں۔ نئی ذمہ داریاں نئے حالات کے مطابق ڈالی جاتی ہیں۔ پرانی روایات کو قائم بھی رکھنا ہوتا ہے اور نئی ضرورتوں کے حصول کے لیے اور نئے مسائل کے سمجھنے کے لیے نئی کوشش نئے عزم کے ساتھ بھی کی جاتی ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزیز بھائی اور بچے حمید اللہ صاحب کو جو انہوں نے جماعت کے لیے کیا جس رنگ میں ذمہ داریوں کو نباہا اس پر انہیں احسن جزادے اور انہیں بھی توفیق دے کہ دین کی مزید جو ذمہ داریاں دوسرے شعبوں کی، جس رنگ میں بھی ان کے کندھوں پر پڑیں آخر وقت تک انہیں وہ اسی طرح خوش اسلوبی سے نبھاتے چلے جائیں اور ادا کرتے چلے جائیں۔

(ماخوذ از مشعل راہ جلد 02 صفحہ 414-415 خطاب فرمودہ یکم دسمبر 1973ء)

1974ء کے ہنگامی حالات میں بھی چودھری صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ہدایت کے مطابق جو ہنگامی سیل قائم ہوا تھا اس میں اہم خدمات سرانجام دیں۔

(سلسلہ احمدیہ جلد 03 صفحہ 281)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے لندن ہجرت کے بعد حضور کے ارشاد پر یہاں آئے اور ایک سال سے زائد عرصہ یہاں رہے اور یہاں بھی جو جماعتی مرکزی نظام تھا اس کو قائم کرنے اور اس کو سیٹ کرنے میں انہوں نے کافی کردار ادا کیا۔ 1982ء سے 1999ء تک بطور صدر مجلس انصاراللہ کے خدمت کی توفیق پائی۔ اس وقت عرصہ کی شرط نہیں ہوتی تھی۔ یہ تقریباً سترہ سال صدر انصار اللہ رہے۔ پھر انصار اللہ میں جب صدر تھے تو انصار اللہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشادات پر مشتمل 'سبیل الرشاد' کی پہلی جلد مرتب کر کے شائع کی گئی۔ گیسٹ ہاؤس میں توسیع اور تعمیر کا قابل قدر کام ہوا۔

(انصار اللہ ربوہ جنوری 2000ء صفحہ 15،17)

جماعت احمدیہ کی 1989ء کی جو صد سالہ جوبلی منصوبہ بندی کمیٹی تھی اس کے صدر کی حیثیت سے بھی خدمت سرانجام دی۔ اس سے قبل آپ کو سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ بندی کمیٹی کے طور پر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ 2005ء میں مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے صدر کے طور پر بھی خدمات بجالاتے رہے۔ 2005ء میں صدر خلافت احمدیہ

جوبلی کمیٹی مقرر ہوئے تھے، جو خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کی مرکزی کمیٹی تھی اور اس کا چونکہ کام مستقل تھا تو اب تک یہ اس کی صدارت کرتے رہے۔ ابھی بھی بعض چیزیں اس کی شائع ہو رہی ہیں۔

اپریل 2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے موقع پر انتخاب خلافت کے اجلاس کی صدارت کا اعزاز بھی انہیں نصیب ہوا۔ بطور وکیل اعلیٰ آپ نے افریقہ اور یورپ سمیت متعدد ممالک کے دورے بھی کیے۔

1973ء میں محترم سید میر داؤد احمد صاحب کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو افسر جلسہ سالانہ مقرر کر دیا۔ 1973ء تا وفات آپ بطور افسر جلسہ سالانہ خدمات سر انجام دیتے رہے۔ گو پاکستان میں 1983ء کے بعد جلسے تو نہیں ہوئے لیکن باقاعدہ نظام وہاں قائم تھا اور اس کو یہ نہیں کہ انہوں نے چھوڑ دیا۔ باقاعدہ حالات کے مطابق اپ ڈیٹ کرتے رہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ توفیق دے جب بھی حالات بہتر ہوں اور جلسہ ہو تو زیادہ سے زیادہ تعداد کو ہم کس طرح سنبھال سکتے ہیں اور ان میں یہ بڑی انتظامی صلاحیت تھی اس کے مطابق انہوں نے کام کیا۔ افسر جلسہ سالانہ بننے سے پہلے آپ مختلف حیثیتوں سے جلسہ سالانہ کے نظام میں بھی کام کرتے رہے۔ جلسہ سالانہ قادیان جو 1991ء میں ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع وہاں گئے تھے۔ ان کو حضور نے افسر جلسہ سالانہ مقرر فرمایا اور پھر ان کی تعریف کرتے ہوئے خطبہ میں فرمایا کہ ”پاکستان سے چودھری حمید اللہ صاحب اور میاں غلام احمد صاحب نے بڑے لمبے عرصہ تک بہت محنت کی ہے اور قادیان جا کر وہاں کے مسائل کو سمجھا اور میری ہدایات کے مطابق ہر قسم کی تیاری میں بہت ہی عمدہ خدمات سر انجام دی ہیں ورنہ قادیان کی احمدی آبادی اتنی چھوٹی ہے کہ ان کے بس میں نہیں تھا کہ اتنے بڑے انتظام کو سنبھال سکتے۔“

(دورہ قادیان 1991ء صفحہ 171)

1977ء میں ان کو افسر جلسہ سالانہ ربوہ کے علاوہ ناظر ضیافت بھی مقرر کیا گیا۔ 1977ء تا 1987ء تک بطور ناظر ضیافت خدمات سر انجام دیتے رہے۔

آپ کے پسماندگان میں آپ کی اہلیہ رضیہ خانم کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ بیٹا رشید اللہ صاحب تو کینیڈا میں مقیم ہیں اور ایک بیٹی یہاں لندن میں ہیں اور ظہیر حیات صاحب کی

اہلیہ ہیں اور دوسری بیٹی رضوانہ حمید کمال یوسف صاحب کی بہو، نثار احمد صاحب کی اہلیہ ہیں یہ سویڈن میں ہیں۔

ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ ہماری شادی 1960ء میں ہوئی۔ شادی کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ کو جو بھی الاؤنس ملتا تھا تو سب سے پہلے اس میں سے چندہ نکالتے اور مجھے بھی ہمیشہ یہ تلقین کرتے کہ پہلے چندے دو۔ بعد میں باقی اخراجات پورے کرو اور مجھے وصیت کی تلقین بھی کی۔ شادی کے وقت چودھری صاحب کی تنخواہ 80 روپے تھی۔ آجکل کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا، سستا زمانہ بھی تھا لیکن اس کے باوجود بھی 80 روپے بہت معمولی رقم تھی۔ ان کی تنخواہ 80 روپے تھی اس پر میں بہت پریشان تھی کہ اس آمدن میں چندہ نکالنے کے بعد گزارا کیسے ہو گا لیکن چندے کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا فضل رہتا اور بڑے آرام سے دن گزرتے۔ اور میرا خیال ہے کالج میں کیونکہ لگے تھے تو اس وقت کالج کے لوگوں کی جو تنخواہ، الاؤنس تھا وہ زیادہ ہوتا تھا۔ باقی جو کارکنان تھے ان کا، مربیان کا یا واقفین زندگی کا تو اس سے بھی کم ہوتا تھا۔

پھر لکھتی ہیں کہ آپ تہجد گزار تھے۔ پانچ وقت کی نمازیں باجماعت مسجد یا دفتر میں ادا کرتے۔ بیماری کی صورت میں گھر میں ادا کرتے۔ نماز کا خاص اہتمام ہوتا تھا۔ آخری دم تک نمازیں پوری اور وقت پر پڑھتے۔ انہیں دیکھ کر مجھے بھی نماز تہجد کی عادت ہوگئی تھی۔ میں نے سب کچھ ان سے سیکھا ہے۔

پھر کہتی ہیں کہ میرے ساتھ ان کا بہت زیادہ حسن سلوک تھا۔ گھر میں جو بھی چیز آتی وہ پہلے مجھے دیتے اور پھر بچوں کو تقسیم کرتے۔ اکثر کام سے دیر سے گھر آتے، بہت رات گئے تک دفتر میں رہتے دفتروں میں کام کرتے تھے۔ میں نے بھی دیکھا ہے۔ تو کہتی ہیں کہ مجھے تنگ نہیں کرتے تھے۔ بیرونی دروازے کی چابیوں سے خود ہی کھول کے اندر آجاتے۔ کتنے بھی لیٹ ہوں کبھی گھنٹی نہیں بجائی۔ کبھی نہیں اٹھایا اور کہتی ہیں کھانا اگر کھانا ہوتا تو جتنی ان کی ضرورت ہوتی تھی، جتنا کھانا چودھری صاحب کھاتے تھے وہ میں دیگچی میں ڈال کے رکھ دیتی تھی اور روٹیاں پلیٹ کے پاس رکھ دیتی تھی اور میں سو جاتی تھی۔ آپ باہر سے آتے تھے خود ہی کھانا گرم کر کے کھا لیتے تھے۔ کبھی کوئی مطالبہ نہیں کیا چاہے کھانے کا ہو یا پہننے کا۔ جو کھانے کے لیے ملتا خوشی سے کھا لیتے اور جو کپڑا لاتی خوشی سے پہن لیتے۔ کبھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور

یہ گھروں میں امن اور سکون رکھنے کا بڑا بنیادی اصول ہے۔اگر اس پہ عمل کریں تو آدھے گھر کیا اسّی فیصد گھروں کے مسائل کبھی پیدا ہی نہ ہوں۔ شہداء، عہدے داران، نامور شخصیات، کارکنان، کارکنان کے لواحقین اور دیگر جاننے والے احباب کے جنازوں میں ضرور شامل ہوتے تھے اور تدفین تک ساتھ رہتے تھے۔ کسی کے بارے میں دل میں غصہ نہیں رکھتے تھے۔ بہت ستاری والی طبیعت تھی۔ ایک شفیق خاوند تھے۔ بچوں کے لیے شفیق باپ تھے۔ کسی رشتہ دار سے ناراض نہ ہوتے تھے۔ صلح میں پہل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ جَمِیعًا سب عزتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہیں۔ اپنے بہن بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ہر جمعرات کو ربوہ میں مقیم اپنی بہن کے گھر جاتے۔ چودھری صاحب نے والدین کا بھی بہت خیال رکھا۔ کہتی ہیں میرا آپریشن ہوا میں دس دن ہسپتال میں رہی۔ سونے کے لیے وہاں جگہ کوئی نہیں تھی تو میرے کمرے میں فرش پر ہی لیٹ جاتے تھے۔ کبھی شکوہ نہیں کیا کہ میں نیچے نہیں سو سکتا اور بڑے شفیق خاوند تھے۔ کہتی ہیں جب میں بیمار ہو کر طاہر ہارٹ میں داخل ہوتی تو وہاں بھی میرے ساتھ رہتے اور ہر لحاظ سے خیال رکھتے۔

پھر ان کی بیٹی یہ کہتی ہیں کہ کبھی ہماری امی سے اونچی آواز میں بات نہیں کی۔ ابو صرف ہمارے ابو نہیں تھے بلکہ ہمارے دوست بھی تھے۔ ہم ان سے ہر بات شیئر کر سکتے تھے۔ پھر کہتی ہیں کہ عام طور پر چھوٹے ہوتے میرے کمرے میں ہی نماز تہجد پڑھتے تھے۔ اس دوران مجھے ان کی یہ دعا اب تک یاد ہے جو وہ بار بار پڑھتے تھے کہ۔

اے قادر و توانا! آفات سے بچانا

بچپن میں سونے سے پہلے ہمیں کہانیاں سناتے۔ جب سویڈن آتے تو میرے بچے چھوٹے تھے ان کو بھی کہانیاں سناتے اور ہمارے ابو ہمارے لیے دعاؤں کا خزانہ تھے۔

پھر ان کی ایک بیٹی کہتی ہیں کہ ان کی ساری عمر یہ روٹین (routine) تھی کہ صبح ناشتے کے بعد دفتر جاتے اور دوپہر دیر سے گھر آتے۔ عصر کے بعد دوبارہ دفتر جاتے اور عشاء کے بعد دیر سے گھر آتے۔ بچپن میں جب ہمیں کبھی Maths میں مدد کی ضرورت ہوتی تو ان کے پاس بچوں کو پڑھانے کا صرف فجر کے بعد ایک گھنٹہ ہوا کرتا تھا۔

ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے معائنہ کی تقریب کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کے بارے میں فرمایا، اس وقت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کارکنان کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے تو جب بیٹھے ہوئے تھے تو اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کو کہا کہ آپ میرے ہی پیالے میں میرے ساتھ کھانا کھا لیں۔ مٹی کے پیالوں میں سالن دیا کرتے تھے۔ تو جو پیالہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے سامنے رکھا انہوں نے چودھری صاحب کو کہا آپ میرے ساتھ اسی پیالے میں کھائیں۔

آپ حقیقی معنوں میں وقف زندگی کا حق ادا کرنے والے تھے۔ کھانے پینے اور سونے کے علاوہ آپ نے صرف جماعتی کام کیا کوئی وقت ضائع نہیں کیا۔ پھر یہ بیٹی کہتی ہیں کہ جب میں چھوٹی تھی تو ایک بات انہوں نے مجھے سکھائی کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ میں پہلے ہتھیلی کھول کر یعنی ہاتھ پھیلا کر کسی سے کچھ لیتی تھی تو کہتے تھے ایسے نہیں لینا اشارے سے سمجھاتے تھے کہ اوپر سے پکڑنا ہے۔ ایسے انداز میں لینا چاہیے خواہ پیسے ہوں یا کچھ اور ہو۔ یہ بھی تربیت کا ایک اچھا طریقہ ہے۔ دنیاوی چیزوں سے ان کو بالکل محبت نہیں تھی۔ کہتی ہیں میں نے کبھی کسی اور شخص میں یہ خوبی نہیں دیکھی۔ کوئی جتنا بھی بڑا تحفہ ان کو دے دیتا ان کی آنکھوں میں کوئی چمک نہ ہوتی تھی۔ ان کی آنکھوں کی چمک اور دلچسپی صرف جماعتی کاموں میں ہوتی تھی۔ فون بیڈ کے پاس رکھا ہوتا تھا۔ چوبیس گھنٹے وہ ہر ایک کو فون پر available ہوتے تھے۔

پھر ان کی بڑی بیٹی لکھتی ہیں کہ اپنے بچوں پر ان کی گہری نظر ہوتی تھی۔ ان کے جذبات اور احساسات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ کبھی ہم پر اپنی ذات سے متعلق کوئی بوجھ نہیں ڈالا یعنی یہ نہیں کہا کہ یہ کر دو وہ کر دو۔ اپنے کام خود ہی کر لیا کرتے تھے۔ ہر وقت ہماری مدد کرنے کی کوشش کرتے۔ میرے بچوں کو بھی پاس بٹھا کر سلسلہ کی باتیں سناتے۔ وقف کی برکات اور خلفاء کے ساتھ اپنے ایمان افروز واقعات سناتے۔ ان کی ہر بات بامقصد ہوتی اور اس کا ہم پر ایک مثبت اثر ہوتا۔

ان کے بیٹے نے بھی یہی لکھا ہے کہ آپ ہمیشہ دو باتوں پر زور دیتے تھے کہ نمازیں اور خلیفہ وقت کا خطبہ کسی صورت میں miss نہیں کرنا چاہیے اور خلیفہ وقت نے جو بھی ارشاد فرمائے ہیں ان پر بھرپور عمل کرنا چاہیے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ کہا کرتے تھے تبلیغ کا ذریعہ اگر کوئی پیدا

کرنا ہے تو کینیڈینز (Canadians) پر یہ اثر ڈالو کہ ان کو یہ احساس ہو کہ یہ شخص ہماری عزت بھی کرتا ہے اور ہم سے محبت بھی کرتا ہے۔

جمیل الرحمٰن رفیق صاحب وکیل التصنیف تحریک جدید لکھتے ہیں کہ چودھری صاحب سے ایک دیرینہ تعلق تھا۔ چودھری صاحب کے والد صاحب محمد بخش صاحب بڑے دین دار آدمی تھے، نیک خصلت تھے۔ یہی صفات چودھری صاحب میں منتقل ہوئیں اور پروان چڑھیں۔ ان کے والد محمد بخش صاحب چودھری فضل احمد صاحب کو دعوت الی اللہ کیا کرتے تھے۔ یہ ساٹھ ستر سال پہلے کی بات ہے اور ان کے والد کی وجہ سے چودھری فضل احمد صاحب نے احمدیت قبول کر لی اور پھر جمیل الرحمٰن صاحب کا جو مزید تعلق بنا تو کہتے ہیں کہ وہ اس وجہ سے تھا کہ چودھری فضل احمد صاحب پھر خاکسار کے خسر بنے اور اس تعلق کو پھر انہوں نے خوب نبھایا۔ اس کے علاوہ کہتے ہیں خاکسار کے استاد بھی تھے۔ جب خاکسار بی ایس سی میں تھا تو اس وقت mathematics میں ایم اے کر کے یہ آئے تھے۔ کچھ عرصہ انہوں نے ہمیں پڑھایا۔ بڑی دلجمعی سے پڑھایا کرتے تھے جس سے ہم لوگ بڑے متاثر ہوتے تھے۔ اصول کے بڑے پکے تھے لیکن شفقت کرنے والے تھے اور قابل امداد کارکنان کی درپردہ امداد کیا کرتے تھے۔ خدا کے فضل سے محنتی بہت تھے۔ طبیعت علمی تھی۔ خاص طور پر تاریخ اور جغرافیہ سے خوب واقف تھے اور اس کی تلقین بھی کیا کرتے تھے۔ خدا کے فضل سے جماعتی اموال نہایت احتیاط سے خرچ کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ چند الفاظ کی ایک چٹھی کے لیے پورے سائز کے بجائے نصف کاغذ استعمال کیا کریں۔ ہر معاملے کی تہ تک پہنچتے۔ کوئی معاملہ درپیش ہوتا تو اس کی جزئیات تک کا جائزہ لیتے اور پھر کوئی فیصلہ کرتے۔ یہ خوبی خدا کے فضل سے ان میں بہت نمایاں تھی۔

لئیق ناصر صاحب وکیل الدیوان کہتے ہیں کہ چودھری صاحب نے مجھے بیان کیا کہ خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ جب صدر خدام الاحمدیہ تھے تو چودھری صاحب کی بطور معاون اجتماع پر ڈیوٹی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کہا ذرا لنگر خانہ کی صورتحال دیکھ کر آئیں۔) لنگر اجتماع پر بھی چلا کرتا تھا (دیکھ کے آؤ کھانا کس طرح پک رہا ہے۔ چودھری صاحب کہتے ہیں کہ میں چلنے لگا تو حضرت صاحب نے واپس بلا لیا کہ لنگر کے جو انچارج ہیں وہ تو بہت سخت طبیعت کے ہیں۔ وہ تو تمہیں

اندر نہیں گھسنے دیں گے۔ تم بغیر کسی اتھارٹی کے جا رہے ہو اور بڑی عمر کے بھی ہیں۔تو کہتے ہیں میں ان کا معاون تھا حضرت صاحب نے اپنا صدر خدام الاحمدیہ کا بَیج اتار کر مجھے لگا دیا کہ اب یہ اتھارٹی تمہارے پاس ہے کہ صدر خدام الاحمدیہ نے بھیجا ہے اور یہ اپنا بَیج لگا کر بھیجا ہے اور پھر جاؤ اور جا کے رپورٹ لے کر آؤ۔

جب میں نے تمام ناظران، وکلاء کو ایک دفعہ یہ کہا تھا، بعد میں بھی دو تین دفعہ کہا ہے، کہ باہر جماعتوں میں جائیں اور لوگوں کو ملیں اور میرا اسلام پہنچائیں تو چودھری صاحب بھی دو دفعہ گئے۔ لکھنے والے کہتے ہیں کہ دو دفعہ میں ان کے ساتھ دورے پر سرگودھا گیا۔ ضلع سرگودھا ان کے سپرد تھا اور کوئی گھر انہوں نے نہیں چھوڑا، ہر گھر تک پہنچے اور جو شخص گھر میں نہیں ملتا تھا، پتہ لگتا تھا کہ وہ ڈیرے پر ہے یا کہیں کام پر گیا ہوا ہے تو آپ وہیں چلے جاتے اور ملاقات کرتے۔ بعض ایسی جگہیں بھی تھیں جہاں گاڑی نہیں جا سکتی تھی تو بے شمار دفعہ کئی کئی کلو میٹر پیدل چل کر ان لوگوں تک سلام پہنچانے کے لیے پہنچے۔ پھر یہ بھی خاص عادت تھی ان کی کہ اطاعت اور تعمیل پوری کرنی ہے۔ جو پیغام میں نے دیا ہوا تھا وہ کئی دفعہ پڑھتے تھے اور کہتے یہ بھی مجھے ہدایت تھی کہ جب پیغام میں دینے لگوں لوگوں کو تو اگر کہیں میں غلطی میں الفاظ آگے پیچھے کر دوں تو مجھے ٹوک دیا کرو اور بتا دیا کرو کہ یہ الفاظ اس طرح ہیں۔ اس حد تک وہ particular تھے۔ پھر یہ کہا کرتے تھے کہ دفتری معاملات میں بھی ان کی ایک مستقل ہدایت تھی کہ جو بھی معاملہ ہو چھوٹا ہو یا بڑا ہو، غلطی بھی ہو گئی ہو تو خلیفۃ المسیح کو باخبر رکھنا ہے اور لازمی طور پر بات ان کے علم میں لائیں۔ اس سے دعا بھی ہو جاتی ہے اور اصلاح بھی ہو جاتی ہے۔ سادگی انتہا کی تھی دورے کے دوران بھی جماعت کو ہدایت تھی کہ کوئی پروٹوکول نہ ہو۔ جب کھانے کا وقت ہوا جہاں موقع ملا کھا لیا۔ بعض دفعہ گاڑی میں بیٹھ کے کھانا کھا لیا۔ بعض دفعہ گاؤں میں پھرتے ہوئے فصل میں کہیں کنارے پہ بیٹھ کے کھانا کھا لیا۔ پھر بعض دفعہ اس دورے کے دوران بعض جماعتیں کہتیں کہ آج ہمارے سے کوئی خطاب کر دیں تو انکار کر دیا کرتے تھے کہ جس بات کا مجھے حکم ملا ہے فی الحال میں صرف وہی کروں گا۔

حضرت مصلح موعودؓ کا یہ ارشاد تھا قادیان والوں کو بھی، ربوہ والوں کو بھی کہ اپنے محلے کی مسجدوں میں نماز ادا کیا کریں۔ آخر وقت تک اس پر بھی کاربند رہنے کی کوشش کرتے رہے۔ اگر

مسجد مبارک میں، مرکزی مسجد میں آتے بھی تھے تو کم از کم کوئی نہ کوئی نماز ضرور (محلہ کی مسجد میں) ادا کرتے تھے۔ رات کو بھی دفتر آتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ آپ شام کو دفتر آئے اور کوئی دفتر کھولنے والا نہیں ہوتا تھا تو آپ خود آکر دفتر کھولتے اور کام کرتے رہتے۔ یہ عادت آپ کو کالج کے دَور سے ہی تھی۔ ایک دلچسپ واقعہ کالج کے دَور کا ہے لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ تعلیم الاسلام کالج کے سٹاف روم میں شام کے وقت بیٹھے کام کر رہے تھے تو مددگار آیا اور ڈبہ دیا جس میں کھانے کی چیز تھی۔ کھولا تو اس میں بریانی تھی یا پلاؤ تھا۔ انہوں نے کہا یہ پرنسپل صاحب نے بھجوایا ہے۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، حضرت مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تھے۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ آپ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے بعد میں ان کو فرمایا کہ مجھے پتہ تھا کہ آپ اس وقت بیٹھے ہوں گے، اس لیے مددگار کو کہا کہ جاؤ وہاں جو کوئی بھی بیٹھا ہو اس کو دے آؤ۔

جب بھی آپ کے گھر کوئی جاتا خود مہمان نوازی کرتے۔ اپنے کارکنوں کو اپنے ماتحتوں کو بغیر تکلّف کے جو کچھ ہوتا پیش کر دیتے۔ لئیق عابد صاحب نے لکھا کہ چھوٹے چھوٹے معاملات میں بہت زیادہ احتیاط سے کام کیا کرتے تھے۔ کوئی بھی ڈرافٹ بل یا خط مکمل پڑھے بغیر سائن نہیں کیا کرتے تھے اور یہ بڑی ضروری چیز ہے افسروں کے لیے کہ بغیر دیکھے سائن نہ کیا کریں۔ وقت کی پابندی کرتے اور ہر کام وقت پر کرنے کی عادت اس قدر پختہ تھی کہ گویا وقت پر سوار ہوں اور جس طرف چاہیں اس کو موڑ لیں۔ اس قدر وقت کی پابندی کے باوجود ادب کے تقاضوں کا بہت لحاظ کرنے والے تھے۔ مسجد میں نماز کے لیے جاتے تو ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے اور گھڑی کی طرف نہیں دیکھتے تھے جیسا کہ عموماً لوگوں کا طریق ہوتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو نماز شروع کیوں نہیں ہوئی، گھڑیاں دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ جب بھی امام آیا اس وقت نماز پڑھ لی۔ باہر سے آنے والے جو مبلغین تھے ان کو نصائح کرتے۔ عموماً یہ نصائح کیا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں بیان ہونے والی تعلیمات پر عمل کریں، اسی طرح ہم ساری دنیا میں احمدیت کی ایک جیسی شکل بنا سکتے ہیں۔

سمیع اللہ سیال صاحب کہتے ہیں ہم نے اکٹھے میٹرک کیا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں پیش ہوئے، وقف کی درخواست کی اور حضور نے وقف ازراہ

شفقت قبول فرمایا۔ آخر وقت تک تقریباً اکہتر سال تک مختلف حیثیتوں سے خاکسار ان کے ساتھ رہا۔ اپنے اوصاف کے لحاظ سے وہ ایک عظیم انسان تھے۔ ایک ہمدرد، باہمت، ہمہ وقت دین کی خدمت کرنے والے اور خلافت سے بے پناہ عشق رکھنے والے وجود تھے۔ یہ بھی ان کی خصوصیت تھی کہ نئے آنے والے واقفین کی نہایت عمدگی سے تربیت کیا کرتے تھے (اور یہ بہت بڑی خوبی تھی اس لیے میں نے بھی بعض واقفین کو ان کے سپرد کیا کہ ان کی تربیت کریں اور انہوں نے بڑی اچھی طرح ان کی تربیت کی۔)

حلیم قریشی صاحب کہتے ہیں کہ انتظامی معاملات اور مالی معاملات پر بڑی سخت گرفت تھی۔ کبھی بدانتظامی برداشت نہ کرتے۔ مالی معاملات پر گہری نظر رکھتے اور قیمتوں کے بارے میں اَپ ڈیٹ لیتے رہتے۔ اگر کوئی بل آتا اور اس میں دس روپے بھی زائد ہوتے تو پوچھ گچھ کرتے کہ فلاں دکان پر اس چیز کی قیمت سو روپے ہے اور آپ نے ایک سو دس روپے خرچ کیے ہیں۔

امیر محمد قیصرانی صاحب انجینئر ہیں روٹی پلانٹ جلسہ سالانہ میں۔ کہتے ہیں کہ چودھری صاحب مشورے کو بے حد اہمیت دیتے تھے۔ کوئی بھی فیصلہ کرنے سے قبل متعلقہ عہدے دار یا اس کام کے expert سے مشورہ ضرور کرتے تھے۔ ہر نیا قدم اٹھانے سے پہلے اس کا تفصیلی جائزہ لیتے تھے اور وسیع پیمانے پر مشورہ کرنے کے بعد ہی کسی نتیجہ پر پہنچتے تھے۔ جمعۃ المبارک کو جب عموماً دفاتر بند ہوتے ہیں تو اس وقت روٹی پلانٹ کے ٹرائل کیا کرتے تھے۔ اسی طرح آخری ہفتہ میں تعطیل پر بھی اکثر دفتر جایا کرتے تھے۔ اس بارے میں اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو سمجھاتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ہم نے یہ سیکھا ہے کہ جب کبھی بھی ذاتی زندگی میں کسی قسم کی پریشانی یا مشکل ہو تو جماعتی کاموں میں زیادہ وقت دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ خود ہی وہ پریشانی دور کر دے گا۔ راہ چلتے لوگوں سے بہت عزت اور پیار سے ملتے۔ ہر شخص سے اس کی دلچسپی کے موضوع پر بات کرتے۔ انجینئر صاحب کہتے ہیں کہ وفات سے قبل ایک میٹنگ میں تعمیراتی کام میں کچھ تاخیر ہونے پر خاکسار اور دیگر انجینئرز سے کچھ برہمی کا اظہار کیا تاہم اسی روز چھٹی کے بعد خاکسار کو فون کیا اور ہمیشہ کی طرح مسکراتے ہوئے بولے کہ آج میں نے شاید کچھ سخت الفاظ استعمال کر لیے تھے اس کی معذرت کرنے کے لیے فون کیا ہے اور خاکسار کا حال بھی دریافت کیا۔

حافظ مظفر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ خاکسار کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ریسرچ سیل کی تعمیر کی اصولی منظوری عطا فرمائی۔ چودھری صاحب سے ملنے کی ہدایت عطا فرمائی اور اس وقت موصوف نے تعمیل ارشاد میں دو مجوزہ مقامات میں سے جامعہ میں یہ دفتر تعمیر کروا کے دیا۔ دوران مشاورت فرمایا کہ آپ لوگوں نے آگے بھی جماعتی کام کرنے ہیں۔ ایک تو ہمیشہ سلسلہ کی آئندہ ضروریات مدّ نظر رکھنی چاہئیں۔ دوسرے قناعت اور کفایت کا اصول بھی پیش نظر رکھنا چاہیے اور شوقیہ بڑی آفس ٹیبل یا آرام دہ کرسی کے بجائے حسب ضرورت مناسب فرنیچر تیار کروانے پر توجہ دلائی۔

ماجد طاہر صاحب وکیل التبشیر لندن لکھتے ہیں کہ آپ کے وقت کا ہر لمحہ خدمت دین میں گزرا۔ مختلف دفتری معاملات کی کارروائی میں جو بھی خلیفہ وقت کی طرف سے ارشادات ہوتے چودھری صاحب کو پہنچائے جاتے تو فوری طور پر بلا تاخیر ان پر کارروائی فرماتے۔ کئی دفعہ رات کے وقت ارشاد ملتا اور چودھری صاحب اس ارشاد کی تعمیل کے لیے دفتر آجاتے اور پھر تعمیل کر کے گھر جاتے۔ یقیناً آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑے ہونا، چلنا، بولنا اور خاموش رہنا خلیفہ وقت کے ماتحت تھا۔ جو لوگ قواعد کو خلیفہ وقت کے کہنے سے بھی زیادہ اوپر سمجھتے ہیں اور لکھتے ہیں جی جماعت کے قواعد لکھے گئے انہی پر عمل ہونا چاہیے، ان کو ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ جو خلیفہ وقت ہدایات دیتے ہیں اور جو ارشادات فرماتے ہیں ان پر عمل کریں یہی آپ کے لیے قواعد ہیں۔ اور ویسے بھی قواعد میں ایک اوور رولنگ کلاز (over ruling clause) یہ موجود ہے۔

مبشر ایاز صاحب پرنسپل جامعہ ربوہ لکھتے ہیں کہ جماعتی روایات اور تاریخ کا ایک انسائیکلوپیڈیا تھے۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ جتنا بھی موقع ملا ایک چیز جو محسوس ہوئی وہ ان کی گرفت اور احاطہ تھا جو ان کے متعلقہ کاموں میں ہوتا تھا۔ کہتے ہیں میں اپنے بعض ساتھیوں کو کہا کرتا ہوں کہ چودھری صاحب جامعہ کے حوالے سے میٹنگ کریں تو وہ ہمیں یہ بھی بتا دیں گے کہ تمہارے جامعہ میں اتنی سیڑھیاں ہیں، اتنے پودے ہیں اور فلاں فلاں جگہ پر یہ کمی ہے یا یہ پودا لگا ہوا ہے۔ بڑی گہرائی سے ہر چیز کو دیکھا کرتے تھے۔ وہ جس معاملے پر میٹنگ لے رہے ہوتے تھے اس کی تمام تر تفصیلات کو اس کی جزئیات سمیت جانتے ہوتے تھے اور اپنے ساتھیوں سے بھی ایسی ہی توقعات رکھتے تھے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ربوہ کی ساری تاریخ تو گویا ان کی آنکھوں اور قلب و ذہن پر

نقش تھی۔ چند ماہ قبل مجھے چودھری صاحب سے ملاقات کا موقع ملا۔ میں نے عرض کیا کہ ربوہ کے بعض تاریخی مقامات کے بارے میں بعض پرانے بزرگوں کی بتائی ہوئی باتوں میں کبھی اختلاف سامنے آتا ہے آپ اس کی نشاندہی کروادیں جس پر انہوں نے کئی باتیں خاکسار کو بتائیں اور تفصیل سے بتایا کہ فلاں فلاں شخص بتا سکتا ہے لیکن اب فلاں کی یادداشت میں کچھ کمزوری ہے، ایسا کرو کہ فہرست بنا کر مجھے بھیج دو پھر تمہارے ساتھ جا کر جتنا مجھے یاد ہو گا بتا دوں گا۔ کہتے ہیں ان کی عاجزی اور انکساری کا یہ عالم تھا کہ خود چائے بنا کر ہمیشہ مجھے دیا کرتے تھے۔ عاجزی اور انکساری کا ایک اَور واقعہ کہتے ہیں کہ چند سال پہلے قادیان جلسہ پر گئے وہاں لنگر خانے کے نائب نگران محفوظ الرحمٰن صاحب تھے۔ ہم کھڑے باتیں کر رہے تھے تو چودھری صاحب کا وہاں سے گزر ہوا۔ سلام علیک ہوئی۔ کہتے ہیں اس کے بعد محفوظ صاحب ایک بڑی خاص قلبی کیفیت میں مجھے بتانے لگے کہ چودھری صاحب عجیب سادہ مزاج آدمی ہیں۔ کہتے ہیں ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے پاس آئے کہ محفوظ صاحب کچھ کھانا ہے؟ جلدی سے کھانا لگادیں میں ایک میٹنگ سے آیا ہوں اور کوئی پندرہ بیس منٹ تک دوبارہ ایک میٹنگ میں جانا ہے۔ کہتے ہیں کھانے کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ میں نے کہا اچھا فرج میں پڑا ہوا کھانا ہے وہ میں گرم کر کے لاتا ہوں تو آپ اتنی دیر میں جا کر تیار ہو کر آجائیں۔ فریش ہو کے آجائیں۔ تو خیر کہتے ہیں میں کھانا گرم کرنے لگا۔ کھانا گرم کر کے جب میں لے کے آیا تو وقت کافی ہو گیا تھا۔ دیکھا کہ چودھری صاحب کیونکہ وقت کے پابند تھے، وقت پہ میٹنگ پہ جانا تھا اور لگ رہا تھا کہ آپ کھانا کھائیں گے تو لیٹ ہو جائیں گے تو اس سے پہلے ہی ان کو دیکھا کہ ڈائننگ ٹیبل پر جو روٹی کے بچے کھچے ٹکڑے تھے وہ اکٹھے کر کے اور بچی ہوئی دال یا جو بھی سالن تھا اس کے ساتھ کھانا تقریباً ختم کر چکے تھے اور پورے وقت پر میٹنگ کے لیے چلے گئے اور چہرے پر کسی قسم کی ناگواری کے کوئی آثار نہیں تھے کہ تم بڑا لیٹ کھانا کیوں لائے ہو؟ کیا وجہ ہے؟ وہی روٹی کے ٹکڑے کھا لیے اور دال جو بچی ہوئی تھی وہ کھالی یا جو بھی ڈش میں یا پلیٹوں میں تھی اور چلے گئے۔

چودھری صاحب کا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بھی بڑا وسیع تھا۔ یوں لگتا تھا کہ مستقل طور پر ان کتب کو اپنے زیر مطالعہ رکھتے ہیں اور صرف مطالعہ کی حد تک نہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ حسابی طور پر ایک خاص نظر تھی اس نظر سے بھی کتابوں کو دیکھتے تھے

تو غلط نہیں ہو گا۔ ایک ایک بات کا تجزیہ کیا ہو تا تھا اور جو جو سوال اس پر ہوتے تھے ان کو حل کیا ہو تا تھا یا حل کرنے کی کوشش کی ہوتی تھی اور یہ نصیحت دوسروں کو بھی کرتے تھے کہ جب بھی کتاب پڑھو تو ایک ایک فقرے پر نظر رکھو اور جہاں کوئی سوال پیدا ہو اس کو حل کرنے کی کوشش کرو۔

مبارک صدیقی صاحب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب لندن تشریف لائے تو میں (حضور) نے ان کو اجازت دی کہ ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس والوں کے ساتھ میٹنگ کر لیں، ایک نشست رکھ لیں۔ کہتے ہیں میں نے جا کے چودھری صاحب کو عرض کیا کہ یوں خلیفۃ المسیح نے کہا ہے۔ خیر وہ آئے تو میں نے وہاں ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا لمبا عرصہ خدمات کی توفیق دی ہے۔ بڑے اعزازات سے نوازا ہے، ہمیں اس کامیابی کا راز بتائیں، کوئی نصیحت فرمائیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ایک ہی راز ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے علم اور اپنی عقل کو کچھ نہ سمجھیں اور آنکھیں بند کر کے خلیفہ وقت کی اطاعت کریں۔ ایسی اطاعت ہو کہ آپ کا دل گواہی دے کہ میں نے اطاعت کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

مرزا جواد صاحب لکھتے ہیں کہ خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ایک روایت سناتے تھے کہ ایک دفعہ خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے چودھری صاحب کو بتایا کہ پارٹیشن سے قبل جلسہ کے موقع پر جو باقاعدہ ایک ہفتہ کی ڈیوٹیز لگتی تھیں اس پورے عرصہ میں تمام ڈیوٹی دینے والوں کو صرف ایک بار ایک چائے کی پیالی بطور ریفریشمنٹ ملتی تھی۔ چنانچہ ایک خادم کارکن خوشی خوشی چائے لے کر اپنی رہائش گاہ پر آیا۔ (باقی تو کھانا جو لنگر میں پکتا تھا وہی ہوتا تھا۔ چائے صرف ایک دفعہ کارکن کو مل رہی ہے۔) تو ایک کارکن چائے لے کر اپنی رہائش گاہ میں آیا تو ساتھ بستر میں موجود مہمان سمجھا کہ شاید میرے لیے چائے لے کے آیا ہے۔ کارکن جب اندر کمرے میں داخل ہوا وہاں مہمان لیٹا ہوا تھا وہ سمجھا کہ شاید میرے لیے چائے لے کر آیا ہے۔ مہمان نے خادم سے سوال کے رنگ میں پوچھ لیا کہ کیا میرے لیے چائے لائے ہو؟ تو خادم نے بغیر کوئی احساس دلائے وہ چائے مہمان کو دے دی اور چودھری صاحب کہتے تھے کہ حضرت خلیفہ ثالثؒ یہ واقعہ بیان کر کے ڈیوٹی دینے والوں کے ایثار کا ذکر فرماتے تھے کہ کیسے ڈیوٹی والے ہر حالت میں قربانی کر کے مہمانوں کا خیال رکھتے تھے۔ چودھری صاحب کہتے کہ دیکھو ایک وہ دَور تھا کہ ہفتے بھر کی ڈیوٹی میں یہ ایک

ریفریشمنٹ ہوتی تھی کہ چائے کا کپ ملے گا اور وہ بھی ڈیوٹی کے دوران قربان کرنا پڑتا تھا اور ایک آج کا دور ہے کہ خدا تعالیٰ نے جماعت کو مالی لحاظ سے اس قدر نوازا ہے کہ ہر چھوٹی میٹنگ میں بھی چائے پیش ہونا ایک عام سی بات ہو گئی ہے چنانچہ خدا کے ان فضلوں کا ادراک ہونا چاہیے اور ہمیشہ جماعتی اموال کو احتیاط کے ساتھ فضول خرچی سے بچتے ہوئے خرچ کرنا چاہیے۔

بہر حال باتیں تو بے شمار اَور بھی ہیں یہ چند ایک مَیں نے لی تھیں۔ اور تو لمبا ہو جائے گا۔ یہیں مَیں ختم کرتا ہوں اور جو بھی باتیں بیان ہوئی ہیں ان کے بارے میں جو خصوصیات بیان ہوئی ہیں ان میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ بے شمار باتیں جو لوگوں نے لکھی ہیں بعض اتنی زیادہ تھیں کہ میں بیچ میں سے لے بھی نہیں سکا اور بلکہ بعضوں کو پڑھ بھی نہیں سکا۔ غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والی شخصیت تھے۔ درویش صفت تھے اور انتہائی محنت کرنے والے تھے۔ ان کے ساتھ میں نے بھی کام کیا ہے اور بڑے نرم انداز میں یہ کام سکھایا بھی کرتے تھے۔ پھر جب ناظر اعلیٰ بنا ہوں تو اس وقت بھی یا امیر مقامی تو اس وقت بالکل ان کا اَور رویہ ہو گیا۔ نہایت اطاعت کے ساتھ انہوں نے وہ وقت بھی گزارا اور خلافت کے ساتھ تو پھر انتہائی وفاداری کے ساتھ ایک احمدی کی حیثیت سے ایک کارکن کی حیثیت سے بیعت کا حق ادا کرنے والے کی حیثیت سے اپنے تمام حق ادا کیے۔ خلیفۂ وقت کی ہر آواز کو اور ہر حکم کو بڑی سنجیدگی سے لیا اور لفظاً نہیں بلکہ حرفاً حرفاً اس پر عمل کیا۔ کبھی کوئی تاویلیں نہیں دیں کہ اس کی یہ تاویل ہوتی ہے یا یہ تاویل ہوتی ہے۔

جامعہ جونیئر سیکشن ایک زمانے میں علیحدہ ایک عمارت تھی۔ مَیں نے ان کو کہا کہ میرا خیال ہے کہ زائد خرچ ہے، ضرورت بھی نہیں ہے اس کو اب بڑے جامعہ میں، سینئر سیکشن میں مدغم کر دیا جائے تو اس وقت ان کی کچھ reservations تھیں، کچھ اَور بزرگوں کی بھی تھیں۔ میں نے رائے مانگی تھی تو انہوں نے اپنی رائے دی کہ نہیں ہونا چاہیے لیکن بعد میں جب مَیں نے فیصلہ کر دیا تو بغیر کسی چون وچرا کے فوری طور پر اسی وقت عمل درآمد کروا کے، میرا خیال تھا کہ چند دن لگیں گے، چوبیس گھنٹے کے اندر اندر اس پر عمل درآمد کروا کے مجھے رپورٹ بھی دے دی کہ یہ سب کچھ ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور خلافت کو ان جیسے سلطان نصیر ملتے رہیں۔

حالات کے متعلق بھی دعا کرتے رہیں۔ پاکستان کے حالات اللہ تعالیٰ جلد بدلے اور وہاں احمدیوں کو آزادی سے اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا ہو۔

دوسری اہم بات یہ بھی میں کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں کورونا کی جو وبا پھیلی ہوئی ہے اس میں احمدی بھی احتیاط کا جو حق ہے وہ نہیں ادا کر رہے۔ نہ یوکے میں نہ امریکہ میں نہ پاکستان میں نہ کسی اَور ملک میں۔ پوری طرح احتیاط کرنی چاہیے۔ ماسک وغیرہ پہننا چاہیے۔ ماسک پہنا ہوتا ہے تو ناک ننگا ہوتا ہے حالانکہ ناک ڈھکا ہونا چاہیے۔ یا گردن کے اوپر ماسک رکھا ہوتا ہے تو اس ماسک پہننے کا فائدہ کیا؟ پھر آپس میں قریب ہو کے ملنا، سوشل ڈسٹینسنگ(social distancing) نہیں رکھتے اور جو قواعد گورنمنٹ نے مقرر کیے ہوئے ہیں حکومت نے باتیں بتائی ہوئی ہیں ان پر عمل نہیں کرتے۔ تو ان ساری باتوں پہ ہمیں عمل کرنا چاہیے۔ نہیں تو یہ وبا اسی طرح پھر ایک دوسرے سے پھیلتی چلی جائے گی۔ اور یہ بھی کوشش کرنی چاہیے کہ آج کل کم سے کم سفر کریں۔ بلاوجہ غیر ضروری سفر کو avoid کریں۔ یورپ سے پاکستان جانے والے بھی احتیاط کریں، آج کل نہ ہی جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ اس وبا کو جلد دور کرے اور جو احمدی بیمار ہیں ان کو بھی اور جو احمدی نہیں ہیں دوسرے لوگ بھی جو بیمار ہیں ان کو بھی شفا عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں ان شاء اللہ چودھری صاحب کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 5-مارچ 2021ء صفحہ 5 تا 10)

# تاثرات محترمہ رضیہ خانم صاحبہ

## اہلیہ مکرم محترم چوہدری حمید اللہ صاحب مرحوم

## سلطان نصیر

ہماری شادی 1960ء میں ہوئی۔ چوہدری صاحب کی والدہ جب رشتہ دیکھنے ہمارے گھر آئیں تو گھر کے مذہبی ماحول اور جماعتی تعلق کی وجہ سے انہوں نے مجھے پسند کر لیا۔ چوہدری صاحب کا اصول تھا کہ اپنی آمد گھر آنے سے پہلے ہی آمد پر چندہ ادا کر دیتے تھے۔ اور مجھے بھی انہوں نے یہی تلقین کی کہ چندہ پہلے ادا کرنا ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ چندہ پہلے ادا کر دیں تو گھر کے اخراجات میں برکت پیدا ہو جائے گی اور اللہ کے فضل سے ایسا ہی ہوا۔ شادی کے دو سال بعد مجھے نظام وصیت میں شامل ہونے کی تلقین کی جس پر میں نے وصیت کر لی۔ شادی کے بعد جب میں آئی تو میں نے سوچا اتنی تھوڑی تنخواہ میں ہمارا گزر بسر کیسے ہو گا لیکن اللہ کے فضل سے دن بڑے آرام سے گزرتے گئے۔

چوہدری صاحب نے والدین کو ان کا حق دیا، مجھے میرا حق دیا، گھر کے اخراجات پورے کیے اور اپنے پاس کبھی کچھ نہیں رکھا۔ جو آمد تھی اس کے مطابق خرچ کیا اور اسی طرح وقت اللہ کے فضل سے گزرتا گیا۔ بچے پیدا ہوئے تو دل و جان سے ان کی تربیت کے لیے کوشش کرتے رہے۔ بچوں کو کبھی جھڑک کے اور ناگوار الفاظ میں تنبیہہ نہیں کی۔ بچے بڑے ہوتے گئے اور پڑھتے گئے۔ جماعتی کام بھی کرتے رہے اور ساتھ ساتھ بچوں کی تعلیم و تربیت میں بھی مدد کرتے رہے۔

شادی کے شروع کے کچھ سال سسرال کے ساتھ رہی پھر اپنا گھر خرید لیا۔ مجھے یاد ہے جب ہم نے دیکھنا شروع کیا کہ کوئی پلاٹ یا کوئی چھوٹا سا گھر مل جائے تو ایک پلاٹ دارالعلوم میں دیکھا۔ لیکن جب بیچنے والے نے بتایا کہ ایک بیوہ عورت بھی اس پلاٹ کو خریدنے میں دلچسپی رکھتی ہے تو چوہدری صاحب فوراً پیچھے ہٹ گئے کہ اس بیوہ عورت کو یہ زمین دے دو۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ریلوے روڈ کے ساتھ دو کمروں کا ایک گھر عطا فرما دیا جس کی قیمت تین ہزار روپے تھی۔ ان تین ہزار روپوں میں میری شادی کی سلامیاں بھی شامل تھیں جو میں نے جمع کی ہوئی

تھیں۔ اللہ کے فضل سے اس گھر کو وقت کے ساتھ ساتھ ہم دونوں میاں بیوی مل کر اپنی جنت بناتے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں کام کرنے کی بہت توفیق دی اور آپ متعدد جماعتی عہدوں پر خدمات بجالاتے رہے۔ آپ نے ہر کام بڑی ذمہ داری سے اور احسن طریقہ سے نبھایا۔

خلافت رابعہ کے آغاز میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر انگلینڈ گئے اور 14 ماہ وہاں رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مجھے ایک خط کے جواب میں لکھا کہ چوہدری صاحب مہمات دینیہ میں مصروف ہیں آپ ان کے وقف کے ثواب میں برابر کی شریک ہیں میں جلد چوہدری صاحب کو واپس بھیج دوں گا۔

14 ماہ چوہدری صاحب انگلینڈ میں مقیم رہے اور اپنے تجربہ کی بنا پر وہاں دفاتر کے قیام کے حوالہ سے اور دیگر خدمات کی بجالائے۔

خلافت کے ساتھ دلی محبت تھی۔ ہمیشہ پوری فرمانبرداری، عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے اور خلفاء وقت کی دعائیں اور محبت لیتے۔ مجھے اور بچوں کو بھی ہمیشہ تلقین کرتے کہ کوئی بھی مسئلہ ہو تو خلیفۂ وقت کو دعا کے لیے لکھو تو وہ حل ہو جاتا ہے۔ کسی بھی پریشانی کی صورت میں، چاہے وہ بیماری کے حوالہ سے ہو یا بچوں کی پڑھائی وغیرہ کے حوالہ سے، فوراً خلیفۂ وقت کو دعا کے لیے لکھتے اور مطمئن ہو جاتے کہ یہ کام اب ہو جائے گا۔

میرے ساتھ حسن سلوک کا یہ عالم تھا کہ گھر میں جو چیز آتی پہلے مجھے دیتے اور میرے ہاتھ سے ہی بچوں کو دلواتے۔ شادی کی سالگرہ کا دن بھی ہمیشہ یاد رکھتے اور مجھے بھی یاد کرواتے کہ آج ہماری شادی کا دن ہے اور اس موقع پر ضرور مجھے کوئی نہ کوئی تحفہ دیتے۔

ماہانہ الاؤنس لا کے مجھے دے دیتے۔ کھانے یا پہننے کے حوالہ سے اپنی ذات کے لیے کسی قسم کا مطالبہ نہیں کرتے تھے جو کپڑے میں لا دیتی پہن لیتے جو پکا دیتی وہ چپ کر کے کھا لیتے تھے۔

میٹنگ وغیرہ سے رات کو دیر سے واپسی ہوتی تو کبھی مجھے تنگ نہ کرتے کہ مجھے روٹی تازی بنا کے دو یا مجھے اٹھ کے کھانا گرم کر کے دیا کرو بلکہ جاتے ہوئے یہ کہہ جاتے تھے کہ تم کھانا بنا کے رکھ دینا میں جب آؤں گا خود ہی گرم کر کے کھا لوں گا۔ ساری عمر اسی طرح ہوتا رہا۔

اس قدر شفقت اور حسن سلوک فرماتے کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ میں نے ان کے ساتھ 61 سال گزارے لیکن کسی ایک دن کے بارہ میں بھی نہیں کہہ سکتی کہ ان کے حسن سلوک اور شفقت میں کوئی کمی آئی ہو یا ان کی طرف سے کسی بھی حوالہ سے تنگی اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑا ہو۔

ایک دفعہ میں بہت بیمار ہو گئی اور دس دن طاہر ہارٹ میں داخل رہی۔ آپ رات وہیں سو جاتے اور جب میں رات کو اٹھتی میرے ساتھ جاگ جاتے اور میرا خیال رکھتے۔ شادی کے بعد ابھی بچے چھوٹے تھے کہ مجھے گلے میں گائیٹر کے آپریشن کے سلسلہ میں لاہور جانا پڑا اور ہسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ وہاں رہائش کا انتظام نہیں تھا تو رات وہیں زمین پر ہی کچھ بچھا کے سو جاتے تھے۔ کبھی شکایت نہیں کی کہ میں نیچے نہیں سو سکتا بلکہ میری بہت خدمت کی۔ دس دن کے بعد میں صحت یاب ہو کر واپس آئی، یہ میرے بہت پیارے اللہ کا مجھ پہ فضل اور اس شفیق خاوند کی محبت اور مہربانی تھی۔

آپ کا اپنے والدین سے بھی بہت محبت اور اطاعت کا سلوک تھا۔ عام حالات میں بھی ان کی تمام ضروریات کا خیال رکھتے اور بیماری کے وقت خاص طور پر خیال رکھتے۔ آپ کے والد کے دو آپریشن ہوئے ایک پراسٹیٹ کا اور دوسرا آنکھ کے موتیا کا۔ ہر دو موقعوں پر ان کی بھی دل و جان سے خدمت کی ان کے ساتھ لاہور ہسپتال میں رہے اور ان کی دفعہ بھی تیمارداری کے لیے رات ان کے کمرے میں فرش پہ سو جاتے تھے۔

اسی طرح ان کی والدہ بھی آخری بیماری میں ہمارے پاس تھیں ان کا بھی بہت خیال رکھتے اور ان کی بھی اور اپنے والد کی بھی بیماری کی تفصیل کی روز ڈائری لکھتے اور ڈاکٹر لطیف صاحب سے ڈسکس کرتے۔ اپنی والدہ سے آپ کو بہت محبت تھی۔ آپ کی والدہ کی وفات کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ نے ان کا پراندہ اپنے کپڑوں والے صندوق میں رکھا ہوا تھا۔

بہنوں میں سے بھی کوئی بیمار ہوتی تو ان کے لیے بہت فکر مند ہوتے۔ اسی طرح ان کے بڑے بھائی اپنی آخری عمر میں جب بیمار ہوئے تو ان کی بھی بہت فکر کرتے اور باقاعدگی سے ان کے لیے حضور انور کی خدمت میں دعا کے لیے خط لکھتے۔

رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے۔ تکلیف اور ضرورت میں ان کی مدد کرتے۔ ان کی ایک بہن ربوہ میں تھیں ہر جمعرات کو ان سے ملنے ان کے گھر جاتے۔

آپ تہجد گزار تھے۔ نمازیں پوری پابندی سے بڑے اہتمام کے ساتھ مسجد جا کر باجماعت ادا کیا کرتے تھے۔ آخری دم تک نمازیں اپنے وقت پر ادا کرتے رہے۔ انہیں دیکھ کے مجھے بھی تہجد اور نمازوں کی پابندی کی عادت ہوگئی۔ یہ سب کچھ میں نے ان سے سیکھا ہے۔ بچوں کی شادیوں کے بعد میں نے ان سے ترجمۃ القرآن بھی سیکھنا شروع کیا تھا۔ فجر کی نماز کے بعد ان سے کچھ آیتوں کا ترجمہ سیکھتی اور جو سوال میرے ذہن میں ہوتے ان سے پوچھ لیتی۔

بیماروں کی مزاج پرسی کرتے۔ عیادت کے لیے ہسپتال بھی جاتے۔ شہداء، واقفین اور کارکنان کے جنازوں میں ضرور شامل ہوتے، تدفین کے لیے ساتھ جاتے اور دعا میں شامل ہوتے۔

آپ بہت کم گو تھے صرف ضروری بات ہی کرتے تھے۔ فالتو باتیں آپ نے کبھی مجھ سے بھی نہیں کیں۔

کبھی کسی کی برائی نہ کرتے، کسی سے ناراض نہ ہوتے، کسی کے متعلق دل میں بات نہ رکھتے۔ انتہائی ستاری والی طبیعت تھی۔ آپ ایک فرمابردار بیٹے ایک شفیق خاوند اور شفیق باپ تھے۔ اپنے بچوں سے اور ان کے بچوں سے بھی بہت پیار کرتے تھے۔ خاص موقعہ جات پہ ان کو تحائف بھیجنے کے لیے بھی کہتے تھے۔ آپ کی خوبیوں کو بیان کرنا دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دنیا میں 61 سال ان کے ساتھ عطا فرمائے دعا ہے کہ اگلے جہان میں بھی مجھے ان کا ساتھ عطا فرمائے اور اپنے پیارے نبی ﷺ اور اپنے پیارے مسیح علیہ السلام کے قدموں میں ہم دونوں کو جگہ عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

# تاثرات مکرم رشید اللہ صاحب

## پسر مکرم محترم چوہدری حمید اللہ صاحب مرحوم

اباجان ہمیشہ دو باتوں پر زور دیتے کہ نمازوں اور خلیفۂ وقت کا خطبہ کسی بھی صورت میں مِس نہیں کرنا چاہیے اور حضور نے جو ارشادات فرمائے ہیں ان پر بھرپور عمل کرنا چاہیے۔ آپ حضور کے خطبہ کے وقت بالکل پسند نہیں کرتے تھے کہ میں انہیں فون کروں، بس کہہ دیتے کہ خطبے کے بعد بات کریں گے۔

اباجان خلفاء کے خطبات کو عام احمدی اور خاص طور پر طالب علموں، بچیوں اور واقفین زندگی کے لئے بہت ضروری خیال کرتے تھے اور ان سے استفادہ کرنے کی تلقین کرتے تھے۔

اباجان جماعت کے لئے کام کرنے والوں، خواہ وہ واقف زندگی ہوں یا غیر واقف زندگی، ان کی اعلیٰ معیار کی تربیت کی خواہش رکھتے تھے تاکہ وہ نظام جماعت میں مؤثر طور پر خلیفۂ وقت کی ہدایات پر عمل پیرا ہو سکیں۔

اباجان خلیفۂ وقت سے محبت کا مطلب حضور کی ہدایات پر عمل کرنے کو سمجھتے تھے خواہ وہ خطبہ جمعہ میں یا عیدین کے موقع پر یا جلسہ سالانہ میں کی گئی ہوں۔

آپ فالتوں باتوں اور وقت ضائع کرنے کو ناپسند فرماتے اور کہتے اس سے انسان کے کام میں خلل پڑھتا ہے۔

اباجان تبلیغ کی اہمیت کو بیان کرتے فرماتے تھے کہ اپنے عمل سے Canadians پر ثابت کرو کہ تم ملک کے خیر خواہ ہو اور انہیں یہ محسوس ہو کہ یہ شخص ہماری عزت بھی کرتا ہے اور ہم سے محبت بھی کرتا ہے۔ تمہارا عمل ہی تبلیغ کی راہ ہموار کرنے کا ذریعہ بنے گا۔

آپ اکثر کہتے کہ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ تبلیغ کے لئے اس کی تعلیم میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو اسے حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیفات کو اپنے مطالعہ میں رکھنا چاہیے۔ اس سے نہ صرف تبلیغ میں مدد ملے گی بلکہ آپ اور آپ کے بچوں کو دینی و دنیاوی فوائد حاصل ہوتے رہیں گے۔ اباجان نے تمام زندگی اس بات کو خود بھی اپنایا ہے۔ آپ بلاناغہ سونے سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ فرماتے تھے۔

آپ فجر کی نماز کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کرتے اور اس کے ترجمہ اور تفسیر کو بھی روزانہ مطالعہ میں لاتے۔ ہمیں ہمیشہ حیرانگی ہوتی تھی کہ آپ کو حوالہ جات بھی یاد رہتے تھے اور آپ کسی بھی سوال کا جواب قرآن شریف اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے حوالہ سے دیتے تھے۔

میرے والد محترم اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتے تھے کہ ان کے والدین نے احمدیت قبول کی اور آپ کی اور آپ کے بہن بھائیوں کی پیدائش قادیان میں ہوئی۔

اباجان کو چار خلفاء احمدیت کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ذکر بہت محبت سے کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات پر خاکسار صرف تین سال کا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اباجان مجھے اپنے کندھے پر بٹھا کر حضور کے جنازہ میں لے گئے اور شرکت کی۔

خاکسار کو بھی ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ادوار میں ڈیوٹی دینے کی توفیق حاصل ہوئی۔ خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خلیفہ بننے سے پہلے آپ کے ساتھ ڈیوٹی دینے کا موقع خاکسار کو چودہ سال کی عمر سے ملا جو آپ کے خلیفہ بننے تک جاری رہا۔

ایک دفعہ جلسے کے دنوں میں رات کا ایک بج گیا۔ اباجان نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کو بتایا کہ ابھی شام کا کھانا نہیں کھایا۔ چنانچہ خاکسار اور اباجان حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کے ساتھ لنگر خانہ نمبر 1 میں چلے گئے۔ وہاں مرزا ادریس احمد صاحب ابن حضرت مرزا منصور احمد صاحب نے اباجان اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کا استقبال کیا اور چولہے کے قریب بٹھا کر دال کو تازہ تڑکہ لگا کر ہمیں کھانا کھلایا۔

اباجان اردو زبان سیکھنے کی طرف بھرپور توجہ دلاتے تھے اور اس کی وجہ وہ یہ بیان کرتے کہ اردو زبان حضرت مسیح موعودؑ کی زبان ہے۔ آپ اکثر کہتے کہ جو قومیں جتنی جلدی حضرت مسیح موعودؑ کی زبان سیکھیں گی وہ اتنی جلدی آپؑ کے پیغام کو سمجھیں گی اور آگے نکل جائیں گی۔ اباجان کی تاکید پر میرے بیٹے جری اللہ نے اردو سیکھنا شروع کی اور اب اچھی طرح بول اور

سمجھ سکتا ہے۔ جری اللہ اپنے دادا جان سے اردو زبان میں بات کرنا پسند کرتا تھا اور وہ بھی اس سے بہت خوش ہوتے تھے۔

ابا جان میں احمدیت کا جنون تھا آپ نے اپنی تمام زندگی خلفاء وقت کی اطاعت اور دین کی خدمت میں گزار دی اور ہم بچوں کو بھی ہمیشہ اسی کی تلقین کی۔ اللہ انہیں غریق رحمت کرے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

# تاثرات مکرمہ طیبہ حیات صاحبہ

## دختر مکرم محترم چوہدری حمید اللہ صاحب مرحوم

## میرے پیارے ابو

میرے ابو میرے آئیڈیل تھے۔ وہ ایک شفیق باپ اور ہمراز تھے۔

مجھے یاد ہے کہ بچپن میں جب کبھی اُمی سے ڈانٹ پڑتی تو وہ مجھے کہتے ''چھپ جاؤ، چھپ جاؤ، میرے پیچھے چھپ جاؤ'' اور اپنے پیچھے چھپا لیتے۔ اُمی کو بھی ہنسی آجاتی۔

جب ہم دونوں بہنیں چھوٹی تھیں آپ دفتر سے گھر آتے تو آتے ہی ہم دونوں کو جُھولا دیتے۔ اس جُھولے کے لیے ہم ہمیشہ ان کے دفتر سے گھر آنے کا انتظار کرتے۔

ہم سکول پیدل جاتے تھے اور صبح اکثر میری ضد ہوتی تھی کہ مجھے سکول چھوڑ کر آؤ۔ اور اکثر وہ مجھے سائیکل پر سکول چھوڑ کر آتے اور پھر دفتر جاتے۔

جب میں میٹرک کے امتحان میں بورڈ میں دوم آئی تو بہت خوش تھے اور انہوں نے مجھے سونے کی بالیاں تحفہ دیں۔ بہت بعد میں پتہ چلا کہ وہ انہوں نے اُمی کے ہار میں سے ایک ٹکڑی کٹوا کر بنوائی تھیں۔

میری شادی 1989ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے مشورے سے ہوئی تھی۔ شادی پر انہوں نے مجھے دعائیہ خزائن تحفہ دی اور لکھا کہ اللہ کرے یہ دعائیں ساری زندگی تمہارا ساتھ دیں۔ آمین

ساری زندگی انہوں نے ہمارے گھریلو معاملات میں کبھی دخل نہیں دیا اور ہر مشکل میں اپنے بچوں کی مدد دعا سے کی۔

میں 9 سال ابوظہبی میں رہی۔ آپ بہت دفعہ وہاں آئے اور میرے بچوں نے ان کی تربیت سے کافی حصہ پایا۔ آپ ان کو اپنے وقف کی کہانی سناتے اور اپنی زندگی کے ایمان افروز واقعات سناتے۔ اٹھتے بیٹھتے اپنے عمل سے اور واقعات سے ان کی تربیت کرتے تھے۔

ابو ظہبی وہ ذاتی دورے پر آتے تھے لیکن تب بھی جماعتی کام کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خدمت دین کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

ہمارے بچوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ ابو کے گھر دو بلیاں آتی تھیں جن کو وہ کھانا ڈالتے تھے۔ ان کے نام محبت سے اپنی نواسیوں کے نام پر سمیرا اور شمائلہ رکھے ہوئے تھے۔ وفات کے وقت تک ایک بلی آتی تھی جس کو اپنے حصے کی دو بوٹیوں میں سے ایک ڈالتے تھے۔

ابو میں صبر کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ میرا بھائی رشید اللہ بچپن سے ہی بہت پھرتیلا تھا۔ کبھی کھڑکی سے گر کر بازو کی ہڈی تڑوالی، کبھی کسی بچے سے لڑائی ہو گئی، وغیرہ۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ سامنے درخت پر شہد کی مکھیوں کا چھتہ لگا ہوا تھا۔ میرے بھائی نے اس میں ہاتھ ڈال دیا جس پر مکھیوں نے حملہ کر دیا اور اس کے منہ پر کاٹ لیا۔ میاں غلام احمد صاحب مرحوم یہ سب دیکھ رہے تھے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ آج تو چوہدری صاحب اس کو ضرور کچھ کہیں گے لیکن جب چوہدری صاحب کو پتہ چلا تو وہ بھاگے آئے اور اس کو ہسپتال لے گئے ایک لفظ بھی نہیں بولے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ابو خدام الاحمدیہ کے صدر تھے۔

میرے ابو گھر کا ماحول بہت پر سکون رکھتے تھے۔ خوشگوار موڈ میں گھر میں داخل ہوتے، کبھی کسی چیز کی توقع نہ کرتے۔ اپنے بچوں کے جذبات پر گہری نظر رکھتے تھے اور امی کو بھی سمجھاتے تھے کہ بچوں کی خاموش زبان کو سمجھا کرو۔ آخری دس سالوں میں مالی حالات بہتر ہونے کی وجہ سے اکثر ہم لوگوں کو پیسے بھیجا کرتے۔ جو پیسے بچے انہیں بھیجتے وہ بھی جمع کر کے کچھ عرصہ بعد بچوں کو ہی لوٹا دیتے کہ تم لوگ تو جمع نہیں کرتے۔

اسی طرح اپنے بہن بھائیوں اور ان کے بچوں کی حتی المقدور مدد کرتے۔ جب کسی کا کوئی مسئلہ ہوتا وہ ابو کو فون کرتا اور ابو اسے حل کرنے کی بھرپور کوشش کرتے۔ اپنی بہنوں کو ہر ہفتہ ملنے جاتے۔ جن کے گھر جاتے ان کے بچوں سے تربیتی بامقصد گفتگو کرتے۔ اسی وجہ سے سب کہتے ہیں کہ ان بچوں نے اپنے ماموں کی تربیت سے حصہ پایا ہے۔

جماعت میں ان کی نگاہ ہمیشہ سلسلہ کے ان بزرگوں پر رہتی جنہوں نے جماعت کے لیے قربانیاں دیں۔ میری عمر اس وقت بہت چھوٹی تھی جب انہوں نے مجھے کتاب "بخارا سے تاشقند تک" لا کر

دی جو مولانا ظہور حسین صاحب کے روس میں سفر تبلیغ کے متعلق ہے کہ کس طرح انہوں نے جیل کی صعوبتیں برداشت کر کے روس میں احمدیت کا بیج بویا۔

ہمیں بتاتے تھے کہ ابتدائی واقفین زندگی نے بہت قربانیاں دی ہیں۔ ان کے بچے چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے جب وہ تبلیغ کے لیے بیرونی ممالک جاتے تھے اور جب وہ واپس آتے تھے تب تک ان کے بچے جوان ہو چکے ہوتے تھے۔ غرض اس بات کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے کہ ہمارے بزرگوں کی قربانیوں کے نتیجہ میں ہم آسائش میں رہ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے میرے ابو کو Nursing Capacity دی ہوئی تھی۔ جب بھی کوئی بیمار ہوتا میرے دادا دادی یا میری اُمی تو ان کے ساتھ ہسپتال میں رہتے۔ ہم تینوں بچے بھی جب بیمار ہوتے تھے تو راتوں کو اٹھ کر ہمیں چیک کر کے دوائی دیتے۔

ابو میں صبر کا مادہ غیر معمولی تھا۔ کبھی کسی سے ناراض نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ جہاں ناراضگی ہوتی وہاں صلح کروانے کی کوشش کرتے۔

ایک اور بات جو میرے ابو کی مجھے پسند تھی وہ یہ تھی کہ آپ کھانا بہت آرام سے کھاتے تھے۔ آہستہ آہستہ اور چبا کر۔ چھوٹے ہوتے مجھے اور میری بہن کو اپنے کھانے میں سے لقمہ ضرور دیتے تھے۔

رمضان میں لمبی تہجد پڑھتے اور اذان سے دس منٹ پہلے سحری کرتے۔

پیسے کا ضیاع پسند نہیں کرتے تھے۔ اکثر کہتے تھے کہ تمہارے دادا جان نے ہمیشہ ہمیں نصیحت کی کہ پیٹ سے ادھار کر لینا مگر کسی اور سے ادھار نہ کرنا۔ اور یہ بات میرے بچوں کو ازبر ہے۔

یہ بھی وہ ہمیں بتاتے تھے کہ میں جب دارالضیافت کا ناظر تھا مجھے یہ بھی پتہ تھا کہ ایک بوری آٹے میں کتنے پیڑے بنتے ہیں۔

مجھے ان کی یہ بات بھی یاد ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ زندگی آگ کا دریا ہے اور ہر ایک نے اپنی کشتی خود بنانی ہے۔ ان کا مطلب تھا کہ ہم بچوں کو اپنی اپنی کشتی بنانی پڑے گی ان کی کشتی میں سوار ہو کر زندگی کا دریا عبور نہیں کر سکتے۔

آخری مہینوں میں ہم تینوں بچوں کو کثرت سے فون کرتے تھے اور گھر میں بھی اپنی فائلیں wind up کرتے رہتے تھے اور ہماری فائلیں اور اسناد ہمیں بھیجتے رہتے تھے۔

آپ اپنی آخری بیماری میں چودہ دن ہسپتال میں رہے۔ آخری چار دن صرف بات نہیں ہوئی۔ جب بھی بات ہوتی ان کی آواز مضبوط ہوتی اور وہ حوصلے میں ہوتے۔

اللہ تعالیٰ میرے پیارے ابو کو غریق رحمت کرے اور اپنے مقربین میں شامل کرے۔ آمین

# تاثرات مکرمہ رضوانہ حمید صاحبہ

## دختر مکرم محترم چوہدری حمید اللہ صاحب مرحوم

## تھا لبِ خاموش لیکن ایک بحر بیکراں

7 فروری 2021ء کا دن جب ہمارے ابو ہم سے بچھڑ کے خالق حقیقی سے جا ملے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

میرے ابو نہایت شفیق اور مہربان باپ تھے آپ صرف ہمارے ابو ہی نہیں ہمارے دوست بھی تھے۔ باوجود ان کے رعب کے ہم تینوں بچے ان سے گپ شپ اور ہر بات شئیر کر لیتے تھے۔ وہ بالکل بھی ایسے ابو نہیں تھے جن سے بچوں کو کچھ چھپانا پڑے۔ لیکن ان کا رعب ایسا تھا کہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے ہمیں تینوں بچوں کو ڈر ہوتا تھا کہ یہ بات ان کو ناراض نہ کر دے اور ہم وہ بات نہیں کرتے تھے۔

آپ نے ہمیں بہت لمبی تقریریں کر کے کبھی نہیں سمجھایا جب بھی نصیحت کرتے بہت نرمی سے غیر محسوس طریقے سے کرتے۔ مجھے کبھی احساس نہیں ہوا کہ انہوں نے زبردستی یا سختی سے کچھ کہا ہو۔ سب سے زیادہ جو آپ کا تربیت کا طریقہ تھا وہ ذاتی عمل تھا۔ میں اگر کہوں کہ میں نے سب سے زیادہ جو آپ سے سیکھا وہ آپ کا خاموش طرز عمل تھا جو میرے لیے باعث تربیت تھا تو غلط نہ ہو گا۔ مثال کے طور پہ آپ کا صبح فجر کے لیے اٹھنا اور بہت نرمی سے اور پیار سے فجر کی نماز کے لیے اٹھانا۔ جتنے مان اور پیار سے وہ اٹھاتے تھے مجھے نہیں یاد میں کبھی نہ اٹھی ہوں یا کبھی انہوں نے ڈانٹا ہو۔ ہمیشہ مسجد جانے سے پہلے اٹھاتے اور اگر کبھی آنکھ نہ کھلتی تو مسجد سے واپس آکے پیار اور فکر بھری آواز میں کہتے کہ جلدی سے پڑھ لو ابھی بھی وقت ہے۔

امی اپنے کمرے میں تہجد پڑھتی تھیں اور ابو برآمدے میں پڑھتے تھے اور چھوٹے ہوتے بعض اوقات میرے کمرے میں بھی پڑھتے تھے۔ ابو کا تہجد میں لمبے سجود و قیام اور تکرار کے ساتھ

"اے قادر و توانا آفات سے بچانا" مجھے یاد ہے۔ میں نے جب بھی آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا بہت آرام سے اور ڈوب کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

آپ ہمیشہ مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔ میں جب فون کرتی اس میں بھی اکثر سلام دعا کے بعد کہتے کہ میں نماز پڑھنے جا رہا ہوں۔

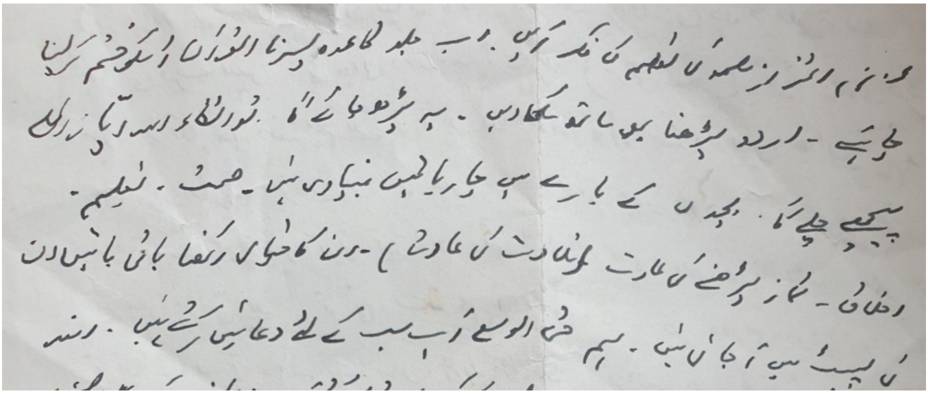
بی اے کا امتحان دینے کے بعد میں گھر ہی ہوتی تھی تو ابو نے مجھے کہا کے اب کالج نہیں جانا ہوتا تو تہجد شروع کر دو خواہ دو نفل ہی پڑھو اور روزانہ صبح تہجد کے وقت اٹھاتے دیتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کے فضل سے مجھے شادی سے پہلے ہی تہجد کی عادت ہو گئی تھی خواہ دو چار نفل ہی سہی لیکن ایک اچھی عادت ابو نے ڈال دی۔

ایک اور بات جو چھوٹے ہوتے ابو نے مجھے سکھائی وہ یہ تھی کہ جب کبھی ابو پیسے یا کھانے کی کوئی چیز دیتے تو بچے جیسے ہاتھ پھیلا کے لیتے ہیں میں بھی ایسا کرتی تھی تو مجھے سکھایا کے ایسے فقیروں کی طرح ہاتھ نہیں پھیلاتے بلکہ اس طرح (یعنی اوپر سے ہاتھ کر کے) پکڑتے ہیں اور کئی دفعہ یہ حدیث بھی سنائی کے اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

خرچ کے بارے میں یہ بھی بتایا کرتے تھے کہ بانٹنے سے رزق اور نعمتیں بڑھتی ہیں جیسے ایک ندی کا بہاؤ جاری رہنے سے پانی خوشگوار رہتا ہے اور کھڑے ہوئے پانی میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اس طرح running میں رہنے سے پیسہ اور نعمتیں آتی رہتی ہیں اور پھر خلیفۃ المسیح الاولؓ کا کمبلوں والا واقعہ بھی سناتے تھے۔

بچپن میں میرا کمرہ آپ کے کمرہ کے ساتھ تھا۔ آپ اکثر سردیوں میں میرا لحاف کمرے میں آکر ٹھیک کرتے۔ چھوٹے ہوتے گرمیوں میں باہر صحن میں چارپائیوں پہ سونے سے پہلے اکثر کہانی بھی سناتے تھے جن میں سے ایک چکور اور چکوری کی کہانی مجھے یاد ہے جو سناتے تھے اور پھر میری شادی کے بعد جب سویڈن آتے تو میرے بچوں کو بھی کہانیاں سناتے۔

میرے بچے جب چھوٹے تھے اس وقت ابو نے بچوں کی تربیت سے متعلق ایک خط لکھا جو آپ سب کے ساتھ شیئر کر رہی ہوں۔



جس زمانے میں ابو ناظر ضیافت تھے مسجد مبارک میں فجر کی نماز پڑھتے تھے اور واپسی پہ دارالضیافت سے ہو کر آتے اور دن کی پلاننگ کرتے۔ جب ابو کو ناظر ضیافت کی خدمت ملی تو وہ پہلے دن فجر کے بعد دارالضیافت چلے گئے۔ جب کچن میں گئے تو وہاں جو باورچی تھے وہ آپس میں ابو کے بارے میں ہی تبصرہ کر رہے تھے۔ ابو کو فجر کے وقت کچن میں دیکھ کر باورچی بہت حیران ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو دارالضیافت کو آرگنائز کرنے کا موقعہ اور توفیق دی۔

سب سے پہلے جو چیز آپ نے جس چیز کا انتظام کیا وہ یہ تھی کہ کھانا کسی صورت ضائع نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے لیے آپ نے مختلف پیمانے بنوائے کہ ایک آدمی کتنی روٹی اور کتنے چاول کھاتا ہے اور پھر 100 لوگوں کا اور اس طرح مزید۔ آپ چونکہ حساب دان تھے ریاضی میں ایم اے کیا ہوا تھا اس لیے اکانومی آرگنائز کرنا اور تخمینہ لگانا وغیرہ امور پر آپ کو ملکہ حاصل تھا۔

اسی طرح آپ نے ہدایت جاری کی کہ آدھی رات کو بھی کوئی مہمان آئے تو اس کے استقبال کے لیے بندہ ڈیوٹی پہ موجود ہونا چاہیے۔ آپ نے استقبال کا کمرہ بہت خوبصورت بنایا اور کمروں کے فرنیچر دارالضیافت کی خوبصورتی اور ڈیکوریشن کی طرف بھی بہت توجہ کی۔ آپ کے زمانے میں دارالضیافت میں ایک بلاک کی تعمیر بھی ہوئی۔

ہمارے ابو ہمارے لیے دعاوں کا خزانہ تھے۔ کوئی بھی مسئلہ ہوتا تو ہم جلدی سے امی ابو کو فون کر کے دعا کے لیے کہہ کے خود ہر فکر سے آزاد ہو جاتے تھے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ خاکسار نے حضور انور سے ایک ملاقات میں کسی بات کے لیے دعا کی درخواست کی تو حضور نے فرمایا کہ امی ابو سے کہو۔ اس وقت میں یہ بات نہ سمجھ سکی لیکن بعد میں مجھے سمجھ آئی کہ یہ تو ایک اعزاز کی بات ہے۔

ایک دفعہ میری کوئی پریشانی تھی جو ابو سے ذکر کیا تو اس کے بعد اکثر رات 9-10 بجے ابو کا فون آجاتا اور حال احوال پوچھتے، پاکستان میں اس وقت صبح کے دو تین بجے ہوتے تھے۔ مجھے احساس ہو جاتا کے ابو کو میری فکر لگی ہوئی ہے۔

میرے بچوں کے امتحانات جب ہوتے اور بچے آپ کو دعا کے لیے کہتے تو جب تک نتیجہ نہ آجاتا پوچھتے رہتے اور بچوں سے بھی ان کے امتحانات کے بارہ میں تفصیل سے پوچھتے کہ فزکس کیمسٹری کا تھا تو کس چیز کا تھا mathematics کا تھا تو کس چیز کا تھا۔

آخری بیماری میں جب ہسپتال میں داخل تھے تو پہلا ہفتہ ہم سب بچوں سے فون پہ بات ہوتی رہی۔ ایک دن میں نے ابو کا حال پوچھنے کے لیے فون کیا تو ابو نے میری بیٹی شمائلہ کے بارہ میں پوچھا کہ اس کا امتحان ہونا تھا کیسا ہوا۔ میرے بیٹوں اعتزاز اور ایاز کے بارے میں پوچھنا شروع ہو گئے۔ مجھے ابو کی فکر تھی اور ان کو آخری بیماری میں بھی ہماری اور ہمارے بچوں کی فکر تھی۔

جب میں نے بتایا کہ میں نے اور میری بہن طیبہ نے کرونا ٹیسٹ دیا ہے اور جس کا بھی negative ہوا وہ ان شاء اللہ پاکستان آجائے گی۔ پہلے تو نہیں مانے اور کہنے لگے کہ میری اجازت کے بغیر نہ آنا، افراتفری کی ضرورت نہیں۔ مجھے کہا کہ تم ایک دم چھلانگ مار کے نہ آجانا۔ جب میں نے کہا کہ حضور سے مشورہ کر کے آئیں گے تو ان کی آواز میں تسلی آگئی اور کہنے لگے کہ ٹھیک ہے۔ پھر اگلے دن میں نے کہا کہ امی نہیں آنے دے رہیں تو کہنے لگے اچھا صبح امی سے اس بات کو دوبارہ ڈسکس کر لیتے ہیں اور امی کو ہسپتال سے message بھی لکھا کہ میرے بیماری سے بچوں کو باخبر رکھنا۔ غالباً ان کو اپنے آخری وقت کا احساس تھا لیکن بہت کھلا اس کا اظہار نہیں کرتے تھے کہ بچے پریشان نہ ہو جائیں۔ امی بھی نہیں چاہتی تھیں کہ بچے سفر پہ نکلیں کیونکہ کرونا پھیلا ہوا ہے۔ مجھے امی کہنے لگیں کہ ہم نے تو زندگی گزار لی ہے تم لوگوں نے بچوں کی خوشیاں دیکھنی ہیں اس لیے چپ کر کے اپنے اپنے گھر بیٹھے رہو۔

مجھے یاد ہے جب میرے دادا فوت ہوئے تو میں چھوٹی تھی۔ میرے ابو نے میری اداسی دیکھی تو مجھے سمجھایا کے جو زیادہ نقصان اس وقت ہوا ہے وہ یہ دعائیں جو وہ ہمارے لیے کرتے تھے وہ ہمیں ملنا بند ہو گئی ہیں اب ہم نے وہ دعائیں خود کرنی ہیں۔ بہت چھوٹے ہوتے سے ہی انہوں نے اس چیز کا فہم دماغ میں ڈال دیا کہ ایک باپ کے فوت ہونے سے کیا نقصان ہوتا ہے پھر یہ بات ساری عمر ذہن میں رہی۔

جب سے ہوش سنبھالا آپ صبح ناشتہ کے بعد دفتر چلے جاتے دوپہر دیر گئے گھر آتے اور پھر عصر تک آرام کرتے اور شام کو پھر دفتر چلے جاتے اور رات دیر گئے واپس آتے۔ رات کو جب دیر سے آتے تو مجھے نہیں یاد کہ کبھی امی کو جگایا ہو کہ کھانا گرم کر کے دو۔ خود ہی کھانا گرم کر کے کھا لیتے تھے۔ ہمارے گھر میں اس موضوع پہ کبھی کوئی بات نہیں ہوئی کہ کھانا گرم نہیں کیا یا یہ کیوں پکا اور یہ کیوں نہیں پکا، کھانا ٹھنڈا تھا یا کھانے سے متعلق کبھی کوئی ایشو میرے ابو نے بنایا ہو کبھی ایک دفعہ بھی نہیں یا کبھی دوپہر دیر سے میٹنگ سے آئے ہوں اور کہا ہو جلدی کھانا لا دو بہت بھوک لگی ہے۔ کھانا کتنا ہی لیٹ کیوں نہ کھا رہے ہوں ہمیشہ بہت آرام سے، نفاست سے اور بہت خوبصورتی سے کھانا کھاتے تھے اور کھانا کھاتے ہوئے بالکل نہیں بولتے تھے۔ اور اگر میٹنگ ہوتی اور کھانا باہر کھانا ہوتا تھا تو امی کو فون کر کے بتا دیتے تھے۔

مجھے بچپن میں عادت تھی کہ ابو جب کھانے کے لیے بیٹھتے تو اکثر میں ان کی پلیٹ میں سے ایک لقمہ لیتی تھی اور مجھے بہت مزا آتا تھا جس پہ امی مجھے ڈانٹ دیتی تھیں کہ تھکے ہوئے آئے ہیں آرام سے کھانا کھانے دو لیکن ابو نے مجھے کبھی کچھ نہیں کہا بلکہ ایک دفعہ کہنے لگے میری طبیعت پہ بوجھ نہیں ہوتا اگر بچے میرے کھانے میں سے سارا بھی لے لیں۔

بچپن میں جب مجھے امتحانات سے پہلے پڑھائی میں مدد کی ضرورت ہوتی تو اکثر آپ فجر کے بعد وقت نکالتے تھے کیونکہ رات کو تو اکثر آپ میٹنگز وغیرہ کی وجہ سے دیر سے گھر آتے تھے۔

چھوٹے ہوتے جب امی سے ڈانٹ پڑتی اور میں ناراض ہو کے دوسرے کمرے میں چلی جاتی اور بھوک ہڑتال کر دیتی تو ابو بار بار کمرے میں آتے اور مناتے کہ اٹھو کھانا کھالو۔

مجھے اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے غالباً نویں کلاس میں میرے کسی سائنس کے مضمون میں نمبر کم آئے اور ٹیچر نے کہا کہ اپنے پیپر پہ کل اپنے ابو کے sign کروا کے لانا۔ ٹیچر کا خیال تھا اس کہ کان کھینچے جائیں گے۔

میں نے گھر آ کے ابو سے کہا ابو وہ جو آپ بڑے والے انگلش کے sign کرتے ہیں ناں وہ کر کے دیں۔ ابو نے آرام سے sign کر دیئے اور نرمی سے تھوڑا سا سمجھایا کہ اب پڑھائی کرو اور اگلے امتحان میں اچھے نمبر لینے ہیں۔

جہاں تربیت کی بات ہوتی وہاں ہمیں ان کی آواز کی ٹون سے ہی پتا چل جاتا تھا کہ یہ ان کے لیے ناپسندیدہ بات ہے۔ ایک دفعہ شادی کے بعد میں نے اپنے سسرال کی کوئی بات کی تو انہوں نے کہا کہ جیسے اپنی فیملی کا پردہ رکھتی ہو ان کا بھی رکھو اور مجھے دوبارہ ہمت نہیں ہوئی کہ ان کے سامنے اس طرح کی کوئی بات کروں۔ میرے میاں کی اور سسرال کی ہمیشہ بہت عزت کی۔

جب میں فون کرتی تو امی کے ساتھ حال احوال اور بچوں کی باتوں کے بعد جب gossip شروع ہوتی تو کہتے اب چغلیاں شروع ہو گئیں میں تو جا رہا ہوں۔ غیبت چغلی بد ظنی حسد آپ کی شخصیت کا حصہ نہیں تھیں۔

میں بعض اوقات ابو کو لطیفے سناتی تو ہمیشہ زیر لب مسکراتے۔ میں نے کبھی آپ کو اونچی آواز میں قہقہے لگاتے نہیں دیکھا۔

آپ خاموش طبع نیک مزاج اور بے نفس انسان تھے۔ ستاری، نرمی، پردہ پوشی اور محنت آپ کی ذات کا حصہ تھیں۔ ساری عمر میں نے کبھی محسوس نہیں کیا کہ آپ کے دل میں کسی کے لیے غصہ ہے۔ شادی کے بعد ایک دفعہ یہاں مجھے کسی نے پوچھا کہ چوہدری صاحب کا دوست کون ہے تو میرے منہ سے جو جواب نکلا وہ تھا "سب!"۔ بعد میں مَیں نے کئی دفعہ سوچا تو میرے سامنے کوئی ایک نام نہیں آیا سوچنے پہ بھی یہی جواب تھا کہ "سب"۔

ایک دفعہ کسی نے ابو سے کہا کہ فلاں مبلغ تو لوکل زبان میں خطبہ دیتا ہے حالانکہ بعد میں آیا ہے اور فلاں نہیں دیتا حالانکہ پہلے آیا ہے تو آپ نے کہا ہاں وہ چھوٹی عمر کا ہے۔ انسان چھوٹی عمر میں زبان جلدی سیکھ لیتا ہے اور دوسرا عمر میں بڑا ہے وقت لگتا ہے زبان سیکھنے میں۔ اس طرح جب بھی کوئی ایسی بات کرتا تو اس کا بہت مثبت جواب دیتے۔

ایک دفعہ میں پاکستان گئی تو میں نے شاپنگ کرنے لاہور جانا تھا، میرے تینوں بچے بہت چھوٹے تھے اور میں پریشان تھی کہ بچوں کے ساتھ شاپنگ کرنا میرے لیے مشکل ہے تو آپ خود میرے ساتھ چلے گئے کہ تم شاپنگ کر لینا میں تمہارے بچوں کو دیکھ لوں گا۔ چنانچہ میں شاپنگ کرنے چلی گئی اور ابو میرے تینوں بچوں کو میکڈونلڈ لے گئے اور میں نے آرام سے شاپنگ کر لی۔ میری بیٹی جب ذرا بڑی ہوئی تو اس نے بتایا کہ ہم نے نانا جان کو کتنا تنگ کیا تھا۔ میرا چھوٹا بیٹا ایاز میکڈونلد میں بچوں کھیلنے کے لیے جو گھر بنے ہوتے ہیں ان میں سب سے اوپر جا کے چھپ گیا اور نانا جان پریشان

ہو گئے کہ ایاز گم گیا ہے لیکن تھوڑی دیر بعد ہی پتہ چل گیا کہ وہ اوپر چھپا ہوا ہے۔ لیکن ابو نے مجھ سے کوئی ذکر نہیں کیا کہ بچوں نے تنگ کیا تھا۔

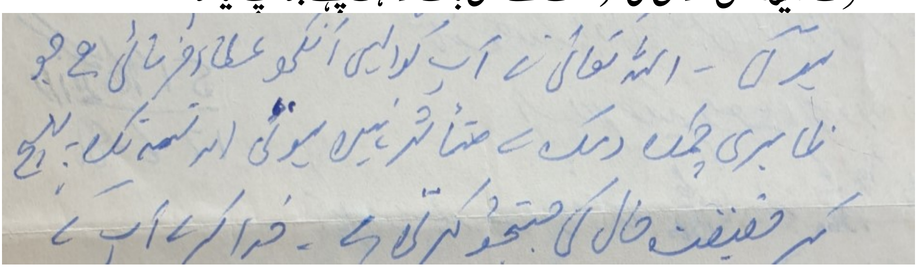
ہم بچوں کی پیدائش کا دن ابو کو ہمیشہ یاد ہوتا تھا اور امی کو کہتے کہ آج کچھ اچھا پکاؤ۔ اسی طرح اپنی شادی کی سالگرہ کا دن بھی ہمیشہ یاد ہوتا تھا۔ ابھی بھی بعض اوقات فون پہ بتاتے کہ آج میری اور تمہاری امی کی شادی ہوئی تھی۔ امی کے گھر میں جو بچہ فرحان کام کرتا ہے اس نے بھی بتایا کہ ایک دن مجھے بھیجا کہ جامعہ کے پاس سے جو سموسے ملتے ہیں وہ لے کر آؤ۔ وہ کہتا ہے کہ جب میں لے کر آیا تو پھر بتایا کہ آج ہماری شادی کی سالگرہ ہے بی بی کو بھی دو اور تم بھی کھاؤ۔ اس طرح چھوٹی چھوٹی خوشیوں کا اور احساسات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ خود بھی بہت حساس طبیعت کے مالک تھے اور دوسروں کا بھی خیال رکھتے تھے۔

فرحان نے مجھے بتایا کہ بی بی جب کبھی ابو سے اس کی شکایت کرتیں تو کبھی بھی مجھے بی بی کے سامنے کچھ نہ کہتے بلکہ الگ سے آرام سے سمجھا دیتے۔

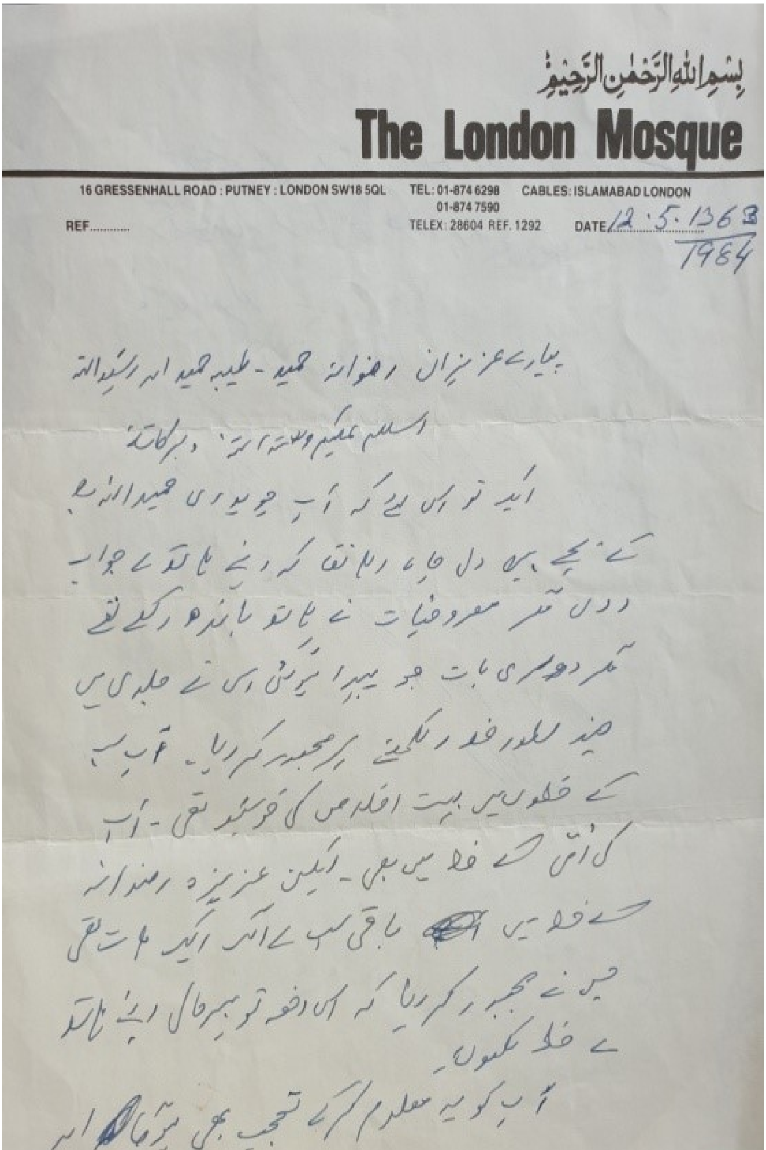
دنیاوی چیزوں سے آپ کو کوئی دلچسپی نہیں تھی کوئی کتنا بڑا تحفہ دے جائے میں نے آپ کی آنکھوں میں کبھی کوئی چمک نہیں دیکھی آپ کی آنکھوں کی چمک اور دلچسپی صرف جماعتی کاموں میں ہوتی تھی۔ جو بھی تحفہ ملتا میری امی کو لا کے دے دیتے اور امی ہی کھول کے بتاتی تھیں کہ اس میں کیا ہے۔

یہاں پہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ایک خط کی نقل شئیر کرنا چاہوں گی جو حضور نے آپ کو خلافت سے پہلے لکھا تھا اس خط میں حضور نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی آنکھ عطا فرمائی ہے جو دنیا کی ظاہری چمک دمک سے متاثر نہیں ہوتی۔ اور تہہ تک پہنچ کر حقیقت حال کی جستجو کرتی ہے۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی فراست نے اس بات کو بہت پہلے بھانپ لیا تھا۔


اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی آنکھ عطا فرمائی ہے جو
ظاہری چمک دمک سے متاثر نہیں ہوتی اور تہہ تک پہنچ
کر حقیقت حال کی جستجو کرتی ہے۔ خدا کرے آپ کے

اس کے علاوہ حضور نے لندن ہجرت کے بعد مئی 1984ء میں ہم تینوں بہن بھائیوں کے نام ایک خط لکھا جو ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔ یہ خط یقیناً اس محبت کی وجہ سے تھا جو حضور کے دل میں ہمارے ابو کے لیے تھی۔



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

**The London Mosque**

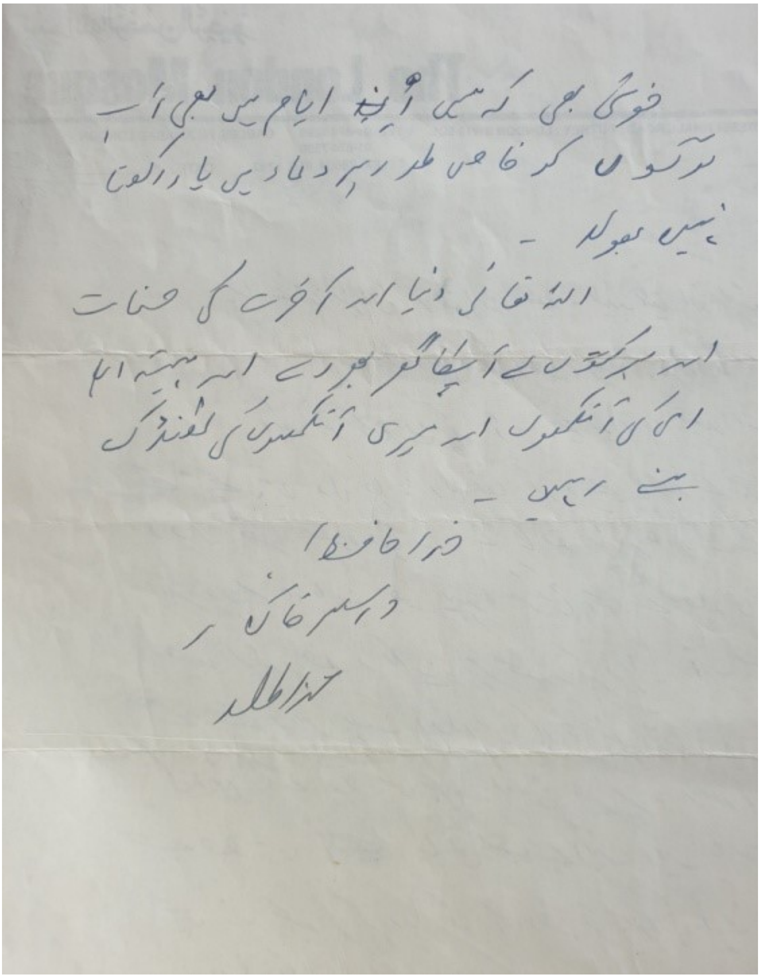
16 GRESSENHALL ROAD : PUTNEY : LONDON SW18 5QL TEL: 01-874 6298 01-874 7590 TELEX: 28604 REF. 1292 CABLES: ISLAMABAD LONDON

REF............ DATE 12.5.1363 1984

پیارے عزیزان رضوانہ حمید - طیبہ حمید اور رشید اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک تو اس لیے کہ آپ چوہدری حمید اللہ صاحب
کے بچے ہیں دل چاہ رہا تھا کہ اپنے ہاتھ سے جواب
دوں مگر مصروفیات نے ہاتھ باندھ رکھے تھے
مگر دوسری بات جو زیادہ مؤثر تھی اس نے جلدی میں
چند سطور خود لکھنے پر مجبور کر دیا۔ آپ سب
کے خطوں میں بہت اخلاص کی خوشبو تھی - آپ
کی امی کے خط میں بھی - لیکن عزیزہ رضوانہ
کے خط میں باقی سب سے الگ ایک بات تھی
جس نے مجبور کر دیا کہ اس دفعہ تو بہرحال اپنے ہاتھ
سے خط لکھوں۔
آپ کو یہ معلوم کر کے تعجب بھی ہوگا اور



خوشی بھی کہ ہمیں آئندہ ایام میں بھی آپ
ترسوں گی کہ خاص طور پر دعا دیں یاد رکھیں
نہیں بھولیں -
اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کی حسنات
اور برکتوں سے آپکا گھر بھر دے اور ہمیشہ آپ
اپنی آنکھوں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک
بنے رہیں -
خدا حافظ
[illegible]
[illegible]

ابو کے پاس ایک چھوٹا سا Nokia کا بٹنوں والا فون تھا وہ آپ کو پسند تھا اس کو کچھ عرصہ استعمال کیا پھر touch mobiles آگئے لیکن touch mobile آپ نے ایک آدھ دفعہ ہی استعمال کیا ہوگا۔ گھر کا فون آپ نے اپنے بیڈ کے ساتھ رکھا ہوتا تھا۔ رات کو بھی کوئی کال کرتا تھا تو فون خود اٹھاتے تھے۔

ایک دفعہ جب میں پاکستان گئی ہوئی تھی تو اس وقت جاپان سے کوئی جاپانی صاحب آئے ہوئے تھے غالباً قرآن کریم کے جاپانی ترجمہ کے حوالہ سے۔ اس وقت انہوں نے واپس جاپان جانا تھا فلائیٹ غالباً صبح کے تین بجے تھی۔ دفتر کا جو آدمی ان کو چھوڑنے جارہا تھا اس کو ابو نے ہدایت دی ہوئی تھی مجھے سارے راستے مجھے اطلاع کرنی ہے۔ ربوہ سے نکلتے ہوئے اس نے فون کیا، پھر فون

آیا چوہدری صاحب چنیوٹ کراس کر لیا ہے، پھر فون آیا چوہدری صاحب پنڈی بھٹیاں کراس کر لیا ہے، پھر فون آیا اب موٹروے پہ آ گئے ہیں، اب شاہدرہ کراس کر لیا ہے، اب ائیر پورٹ پہنچ گئے ہیں، اب جاپانی صاحب کی بورڈنگ ہو گئی ہے۔ میں امی کے کمرے میں ہی تھی۔ میں نے کہا ابو آپ ساری رات جاگتے رہے ہیں مجھے تو دیکھ کے کچھ ہو رہا ہے اتنا پریشر کیوں لیتے ہیں؟ تو کہنے لگے کہ وہ حضور کے مہمان تھے۔ ابو نے انہیں بالکل اس طرح ڈیل کیا جیسے کوئی دنیا دار ہیرے جواہرات کی فکر کرتا ہے کہ وہ خیریت سے پہنچ جائیں۔

اسی طرح جب یورپ اور کینیڈا سے جامعہ کے طلبہ پاکستان جاتے تو امی بعض اوقات فون پہ بتاتی تھیں کہ تمہارے ابو تو آج کل دن رات جامعہ کے بچوں کے ساتھ مصروف ہیں اور گھر بس سونے آتے ہیں۔ بچوں کا خیال اور فکر کہ بچے خیر سے جائیں اور ان کا ٹرپ اچھا رہے اور ہر کام خود کرتے ہیں کسی کے ذمہ نہیں کچھ نہیں لگاتے۔

جیسے ہر بیوی کا دل چاہتا ہے کہ اس کا میاں زیادہ سے زیادہ وقت اس کے ساتھ گزارے اسی طرح ساری عمر میرے ابو کی مسلسل مصروفیت کی وجہ سے کئی دفعہ میری امی اکیلا پن بھی محسوس کرتی تھیں لیکن انہوں نے اس اکیلے پن کا بہت ہی خوبصورت حل نکال لیا تھا وہ کہتی تھیں کہ تمہارے ابو خدمت دین میں مصروف ہوتے ہیں اور میں سارا دن تسبیحات اور دعائیں کرتی ہوں میں نے اللہ کے ساتھ دل لگا لیا ہے۔

ایک دفعہ جب امی بہت بیمار ہوئیں تو میں امی کے پاس پاکستان گئی۔ ابو انہیں ہسپتال لے کر گئے۔ کچھ چیک اپ ہونے تھے لیکن ابو کو تسلی تھی کہ میں امی کے پاس ہوں اس لیے مجھے کہا کہ ایک ضروری میٹنگ ہے میں وہ اٹینڈ کر کے جلدی سے آتا ہوں۔ آپ کا دل جماعتی کاموں میں ہی اٹکا ہوتا تھا۔ لیکن امی جب بیمار ہوتیں تو اپنی مصروفیت کا ازالہ اس طرح کرتے کہ دن میں دفتر کے کام اور رات کو امی کے پاس ہسپتال میں سو جاتے تھے تاکہ ان کو اکیلے پن کا احساس نہ ہو۔

محترم ڈاکٹر محمود الحسن نوری صاحب جب میرے ابو کا افسوس کرنے ہمارے گھر آئے تو انہوں نے بھی بتایا کے جب آپ کی امی بیمار ہوتی تھیں اور ہسپتال داخل ہوتی تھیں تو آپ کے ابو ان کی تیمارداری کے لیے رات ہسپتال میں آپ کی امی کے کمرے میں ہی سو جاتے تھے۔ ہم چوہدری صاحب کو کہتے تھے کہ ساری رات آپ کی بیگم کے لیے نرس کا انتظام کر دیتے ہیں لیکن وہ نہیں

مانتے تھے۔ ان دنوں ابو کی روٹین یہ ہوتی تھی کہ صبح دفتر جاتے، دوپہر کو امی کا حال پوچھتے، گھر آ کے کھانا کھاتے، پھر دفتری مصروفیات سے فارغ ہو کے رات ہسپتال سوتے، صبح گھر آ کے ناشتہ کرتے اور پھر دفتر چلے جاتے۔ یہ آخری چند سالوں کی باتیں ہیں۔

بہت دفعہ امی ابو کے بیمار ہونے پہ ہم تینوں بچے تڑپتے تھے کہ ہمیں آنے دیں لیکن آخری دم تک امی ابو کوشش کرتے تھے کہ بچوں کے گھر ڈسٹرب نہ ہوں ہم دونوں میاں بیوی خود ہی ایک دوسرے کی تیمارداری کر لیں گے بلکہ چھوٹی موٹی بیماری کا تو ہمیں پتہ ہی نہیں چلنے دیتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک خطبہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ واقعہ سنایا تھا جس میں حضورؑ نے حضرت اماں جان کو ایک قصہ سنایا تھا کہ کس طرح دو پرندوں نے اپنا گھونسلہ جلا کر مہمان کے ہاتھ تاپنے کا انتظام کیا۔ ہمارے ماں باپ بھی ان دو پرندوں کی طرح تھے۔ جب مئی 2010ء میں لاہور میں دارالذکر کی شہادتوں والا واقعہ ہوا تب پاکستان میں حالات بہت خراب ہو گئے۔ ہمارا گھر مسجد اقصیٰ سے بس اڈے کی طرف جاتے ہوئے ریلوے پھاٹک کراس کرتے ہی بائیں جانب جو گلی ہے اس میں تھا۔ روزانہ دفتر جاتے ہوئے سیکیورٹی گارڈز ابو کے ساتھ جاتے تھے دن میں دو دفعہ تو ابو دفتر جاتے ہی تھے اس کے علاوہ مختلف اوقات میں مختلف میٹنگز پہ بھی جانا ہوتا تھا اور بہت سی میٹنگز رات دیر گئے ختم ہوتی تھیں۔ اس وقت حضور انور نے فرمایا کہ تحریک جدید کے احاطہ میں کوارٹر میں شفٹ ہو جائیں۔ غالباً اس وقت تحریک جدید کے احاطہ میں ہی نئے گھروں کی تعمیر ہو رہی تھی اور وکیل اعلیٰ کا گھر بھی بن رہا تھا۔ امی ابو تحریک جدید کے نئے گھروں میں سے ایک گھر میں شفٹ ہو گئے۔ کچھ عرصہ امی دیکھ بھال کے لئے پرانے گھر میں جاتی رہیں۔ ابو کے پاس تو اپنے ذاتی کاموں کے لیے کبھی وقت نہیں ہوتا تھا۔ خدا کی تقدیر کچھ ایسی چلی کے میرے میاں کا بزنس بھی ان دنوں crisis کا شکار ہو گیا اور میری بہن کے میاں کی بھی ابوظہبی میں بہت اچھی جاب تھی لیکن ان کا کانٹریکٹ بھی ختم ہو گیا تھا اور اس وقت ان کے پاس بھی جاب نہیں تھی۔ اس وقت امی نے فیصلہ کیا کہ ہم دونوں میاں بیوی تو عمر کے آخری حصہ میں ہیں گھر بیچ کے اپنی وصیت ادا کر کے باقی رقم بچوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ بیٹیاں جو اس وقت مشکل میں ہیں ان کا کچھ بھلا ہو جائے۔ اس طرح میرے مہربان ماں باپ

نے اپنا گھونسلہ جلا کے اپنے بچوں کی مدد کرنے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ ان کو دونوں جہانوں میں بے انتہا رحمتوں سے نوازے۔ آمین

پرانے گھر کی یادوں میں سے ایک بہت پیاری یاد شئیر کرنا چاہوں گی جو مجھے امی نے کچھ سال پہلے بتائی تھی۔ ہمارے گھر کے باہر کے دروازے کے اندر والے حصہ پہ لیٹر باکس لگا ہوا تھا جس میں ڈاکیا خط ڈال جاتا تھا۔ جس زمانے میں خطوں کا رواج تھا اس وقت ہم بچوں کی شادیوں کے بعد جب ابو دفتر سے گھر آتے تھے تو لیٹر باکس چیک کرتے تھے کہ کہیں بچوں کا کوئی خط تو نہیں آیا۔ پھر خطوں والے دور کے بعد فون کال سستی ہو گئیں تو خط لکھنا ختم ہی ہو گیا۔ امی بتانے لگیں کہ اس دور کے بعد تمہارے ابو ایک دفعہ لیٹر باکس کے پاس کھڑے اداس دعا کر رہے تھے۔ امی کے پوچھنے پہ ابو نے بتایا کہ اس میں میرے بچوں کے خط آیا کرتے تھے اور اس کو یاد کر کے وہ ہمارے لیے دعا کر رہے تھے۔

ابھی چند مہینے پہلے فون کال پہ میں نے اپنے کسی ضروری کام کے لیے دعا کے لیے کہا تو مجھے یاد کروانے لگے کہ پرانے گھر میں تمہاری شادی سے پہلے جلسہ سالانہ اور انصاراللہ کی ڈاک روزانہ ہمارے گھر آیا کرتی تھی جو عام طور پہ دوپہر 2 یا 3 بجے کے قریب آتی تھی۔ گرمیوں میں تم اور باقی بچے بھی جب ہوتے تھے تو ڈاک لینے جایا کرتے تھے۔ تم بچوں نے بھی میرے ساتھ سالہا سال خدمت کی۔ ابو کی یہ بات سن کے مجھے بڑی حیرانی ہوئی۔ میرے تو دل میں کبھی خیال بھی نہیں آیا تھا اس چھوٹے سے کام کا اور ابو نے اتنے پیار سے ہمارے پوائنٹس اللہ کے سامنے بنا دیئے۔ بچوں میں مَیں وہ واحد بچہ ہوں جو پیدا ہونے کے بعد اپنی شادی پہ ہی گھر سے رخصت ہوئی۔ میری بہن طیبہ میٹرک کے بعد لاہور ہوسٹل چلی گئی تھی اور بھائی بی۔ ایس سی کے بعد کراچی چلا گیا۔ مجھے امی ابو کے ساتھ رہنے کا زیادہ موقعہ ملا اس لیے ڈاک کے حوالہ سے بھی ابو کے ذہن میں یہ بات تھی کہ گرمیاں سردیاں یہ ڈاک لینے جایا کرتی تھی۔

میری دو پھوپھیاں جوانی میں بیوہ ہو گئی تھیں۔ ابو کی وفات کے بعد ان کی بیٹیوں نے بتایا کہ ہماری پڑھائیوں، یونیورسٹیز میں داخلوں، شادیوں کے معاملات اور دیگر سب مسائل میں ماموں نے ہمیں والد کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔

میرے ابو کو اللہ کے فضل سے چار خلفاء کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ ملا اور یہ محض اللہ کا فضل اور احسان تھا کہ آپ کو چاروں خلفاء کی خوشنودی حاصل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا انجام اس حال میں کیا کہ خلیفۂ وقت آپ سے خوش تھے۔ آپ کے اندر خلافت سے اطاعت اور محبت کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی تھی۔ آپ کو سب سے پیار تھا لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے آپ کو خاص محبت تھی۔ جب بھی آپ ان کا ذکر کرتے آپ کی آواز بھرا جاتی تھی۔ بچپن میں آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خلافت سے پہلے ان کے ساتھ جلسوں وغیرہ کے موقعہ پہ ڈیوٹیز بھی دیتے رہے۔ پھر جب ابو نے بحیثیت پروفیسر کالج جوائن کیا اس وقت حضورؒ تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل تھے اس حوالہ سے بھی ایک تعلق تھا۔ اس وقت آپ کی عمر 23 سال تھی۔

اس وقت کا ایک واقعہ ابو نے بتایا کہ ایک دفعہ کسی گاؤں کا وڈیرا اپنا بڑی عمر کا بیٹا لے آیا کہ اس کو کالج میں داخلہ دے دیں تو حضور نے سٹاف روم سے ابو کو بلایا اور ان کو کہا کہ ہمارے کالج میں تو پروفیسر بھی اتنی چھوٹی عمر کے ہیں۔

جب میری دادی کی وفات ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے میرے دادی کا جنازہ پڑھانے کے بعد جنازے کو کندھا بھی دیا۔ یہ واقعہ سناتے ہوئے بھی آپ کی آنکھیں نم ہو جاتیں۔

1973ء کے جلسہ سالانہ کی ایک بات ابو بتایا کرتے تھے کہ بحیثیت افسر جلسہ سالانہ یہ ان کا پہلا جلسہ تھا، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ ناظمین جلسہ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے جبکہ ابو دیگر انتظامات میں مصروف تھے تب حضور نے ابو سے فرمایا کہ آپ میرے پیالے میں میرے ساتھ کھانا کھا لیں جس پہ ابو نے دو تین لقمے حضور کے پیالے میں سے لیے۔ ھذا من فضل ربی۔

اسی طرح آپ کے صدر خدام الاحمدیہ بننے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جو تقریر فرمائی اس کا اکثر حصہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ابو کا ذکر کرتے ہوئے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 12- فروری 2021ء میں بیان فرما دیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بھی ابو کا بہت احترام، محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ جب ہم لندن جاتے اور میری فیملی کی حضور سے ملاقات کا وقت ملتا تو ابو ہمیں دن میں کئی بار یاد کرواتے کہ ملاقات کا یہ وقت ہے ایک گھنٹہ پہلے چلے جانا۔ میری بہن کا گھر مسجد فضل کے بالکل ساتھ ہی تھا بعض اوقات ہم کہہ دیتے کہ گھنٹہ پہلے کیوں جانا لیکن ان کو فکر رہتی

تھی کہ اور اصرار ہوتا تھا کہ ہم وقت سے پہلے پہنچیں اور بالکل پسند نہیں کرتے تھے کہ ملاقات سے پہلے ہم بازار یا کہیں اور جائیں۔ ایک دفعہ میں بازار چلی گئی تھی تو بہت upset ہو گئے اور مجھے کئی فون کیے کہ جلدی پہنچو۔ ان کا اپنا بھی یہی طریق تھا کہ حضور سے ملاقات کے وقت بہت پہلے تیار ہو کر waiting room میں چلے جاتے تھے۔ اس وقت ابو کو دیکھ کے لگتا تھا کہ کسی جہاد پہ جا رہے ہیں۔

ایک دفعہ ابو میرے پاس سویڈن تھے میں نے حضور کو دعا کا خط لکھا اور ابو کو دکھایا تو انہوں نے کہا اس کو دوبارہ اچھا کر کے لکھو، پیراگراف بناؤ۔ یہاں یہ بات ختم ہوئی، یہاں ایسے دوسری بات دوسرے پیراگراف میں لکھو۔

ایک دفعہ حضور سویڈن تشریف لائے تو خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ ہمارے گھر تشریف لائیں۔ جب ابو کو فون پہ بتایا کہ حضور کو دعوت دی ہے تو مختلف ہدایات دیں جن میں ایک ہدایت یہ بھی تھی کہ گھر کے باہر پھول بھی لگانا۔ انہوں نے نوٹ کیا ہو گا کہ ہمارے گھر کی اینٹرنس میں پھول بوٹے نہیں لگے ہوئے۔

حضور انور کی خدمت میں دعا کا خط لکھنا اور خطبہ جمعہ سننا تو آپ نے بچپن میں گھٹی میں ڈال دیا تھا لیکن پھر بھی کوئی ضروری امر ہوتا تو یاد کرواتے کہ حضور کو خط لکھو۔ کچھ سال پہلے میری امی بہت بیمار ہو گئیں اور میں امی کے پاس گئی۔ روزانہ حضور کو دعا کے لیے خط لکھتے تھے اور امی کی بیماری کی پوری تفصیل لکھتے۔ جب امی ٹھیک ہو گئیں تو ایک دن امی نے کہا میں کوئی جماعتی وجود تو نہیں آپ کی طرح کہ آپ خلیفۂ وقت کو ہر روز میری بیماری کی اتنی تفصیل لکھتے ہیں ان کا وقت قیمتی ہے تو کہنے لگے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک صحابی نے پوچھا کے حضور میں آپ کو روز دعا کے لیے خط لکھ لیا کروں تو حضور نے فرمایا لکھ لیا کریں۔

میری امی کے ساتھ بہت محبت اور احترام کا سلوک کرتے تھے۔ ان کو کبھی ناراض نہیں کرتے تھے۔ ان کے جذبات اور احساسات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ میری امی کو frozen shoulder کی تکلیف ہوئی۔ تب میں چھوٹی تھی۔ امی رات کو باتھ روم میں جاتیں تو لوٹا بھی پانی کا بھر دیتے اور ان کے اٹھنے پہ خود ہی اٹھ جاتے انہیں کبھی آواز نہیں دینا پڑی تھی۔

میرے ابو کو اللہ نے دینی علم اور دنیاوی علم اور فراست بہت دی ہوئی تھی۔ دنیاوی لحاظ سے دیکھا جائے تو ابو نے حساب میں ایم۔ اے کیا ہوا تھا اور امی کی تعلیم میٹرک تھی لیکن ابو نے ہمیشہ امی کی بہت عزت کی اور ہر گھریلو امر میں ان کی رائے کو فوقیت دی اور مجھے ساری عمر کبھی ایک دفعہ بھی احساس نہیں ہوا کہ انہوں نے امی سے کسی بھی طرح یہ اظہار کیا ہو کہ وہ ان سے زیادہ پڑھے لکھے ہیں یا زیادہ فہم اور فراست کے مالک ہیں۔ البتہ بہت زیاہ اہم معاملات میں جیسے بچوں کے رشتوں کے معاملہ میں ابو نے امی کے مشورے کے ساتھ فیصلہ اپنے ہاتھ میں رکھا۔

میری امی کو اگر دین العجائز کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ انہیں گہرا دینی علم نہیں ہے لیکن وہ بے انتہا عبادت گزار، اللہ سے محبت کرنے والی، اللہ کا نام جپنے والی اور اللہ کا بے انتہا شکر کرنے والی اللہ کی بندی ہیں۔

میرے ابو اکثر ہسپتال میں بیماروں کا حال پوچھنے جاتے۔ ہر ایک جاننے والے کے جنازے میں شامل ہوتے۔

گھریلو امور میں میری امی کی ہر بات مانتے تھے یہاں تک کے ساری عمر ابو کے کپڑے جوتے امی نے ہی خریدے۔ کیا کھانا، کیا پکانا سب امی کرتی تھیں۔

باوجود بے انتہا ذہانت اور فراست کے میرے ابو نے کبھی اپنا کوئی ذاتی بزنس نہیں کیا اگر کہا جائے کہ انہوں نے کھانے پینے اور سونے کے علاوہ اپنا باقی سارا وقت جماعت کو دیا تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہو گا۔ گویا انہوں نے اپنا ایک ایک سانس خدمت دین میں گزارا۔ بلکہ اگر کہا جائے کے کے آخری سانس تک آپ نے خدمت دین کی تو اس میں بھی کوئی مبالغہ نہیں۔

محترم مرزا جواد احمد صاحب (نائب وکیل تعمیل و تنفیذ) نے مجھے بتایا کہ آخری بیماری میں جب آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی اور آپ کو ہسپتال داخل ہونا پڑا اس موقع پر بھی کہنے لگے کہ رابطہ میں رہنا۔ اس کے بعد اگلے کچھ دن فون پر رابطہ رہنے لگا۔ ہر وقت دفتر کے کاموں کے متعلق دریافت کرتے اور رپورٹ لیتے۔ وفات سے تین چار دن قبل جب خوراک کی نالی لگا دی گئی، اس نالی کے لگنے سے قبل فون پر بات ہوئی آواز میں بہت نقاہت تھی تب بھی ایک کام کی رپورٹ کے متعلق پوچھنے لگے یعنی تقریباً آخری وقت میں بھی جماعتی کام کی ہی فکر تھی۔

وفات سے ایک دو ہفتہ پہلے جب میری ابو سے فون پہ بات ہوئی تو آپ نے مجھے بتایا کے پیر سراج الحق نعمانی صاحب نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پوچھا کہ کوئی وظیفہ بتائیں تو حضور نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد 11 دفعہ درود ابراہیمی، 11 دفعہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، 11 دفعہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ، 11 دفعہ یاحفیظ یا عزیز یا رفیق یا حیی یا قیوم برحمتك نستغیث پڑھا کرو۔ پھر یہ بھی بتایا کہ یاحفیظ یا عزیز والی دعا سجدے میں بھی کر سکتے ہیں۔

وفات سے تقریباً دو ہفتے پہلے آپ نے ایک خواب دیکھی جو آپ نے بچوں میں سے صرف میرے ساتھ شئیر کی کہ تمہاری امی کہہ رہی ہیں کہ تمہیں بتاوں۔ آپ نے WhatsApp پہ voice message پہ مجھے وہ خواب سنائی۔ خواب سن کر میں نے آپ کو فون کیا، خواب کا آپ کی طبیعت پہ اثر تھا۔ مجھے کہنے لگے پہلے تم اس کی تعبیر بتاؤ۔ عام طور پہ آپ اپنی خوابیں شئیر نہیں کرتے تھے اور اس طرح کبھی پہلے مجھ سے اپنے کسی خواب کی تعبیر ڈسکس نہیں کی۔ آپ نے جو voice message بھیجا وہ 9 جنوری 2021 کو بھیجا اس لحاظ سے خواب کی تاریخ 6 جنوری بنتی ہے۔ وہ خواب ذیل میں درج ہے:

”منگل اور بدھ کی درمیانی رات کو ڈھائی اور چار بجے کے درمیان میں نے ایک خواب دیکھی۔ خواب کی جگہ، جو مبشر سعید کی بیوی کا گھر ہے جہاں وہ آ کے ٹھہرتی ہے دارالصدر میں، جو کھیتوں کی طرف آگے سڑک جاتی ہے، وہ جگہ ہے۔ وہاں بہت سے ہم لوگ کھڑے ہیں۔ میاں خورشید بھی ہیں، میں بھی ہوں۔ ایسے لگتا ہے کہ کالج کی کانووکیشن ہے اور اس سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطاب کرنا ہے۔ وہ آتے ہیں۔ انہوں نے اپنا معمول کا لباس پگڑی، کوٹ اور شلوار کُرتا پہنا ہوا ہوتا ہے۔ جوں جوں وہ آگے بڑھتے ہیں جو حاضر لوگ ہیں وہ ان سے معانقہ کرتے ہیں۔ سب سے آخر پہ میں معانقہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے تقریر کرنی ہوتی ہے۔ ان کے چہرے پہ بڑا نور ہے۔ اور ان کے نور کی وجہ سے گلی میں بھی فضا میں نور ہے۔ وہ جب ڈائس پہ آتے ہیں تو پھر اپنا کوٹ اتار دیتے ہیں۔ انہوں نے کوٹ کے اندر کُرتا پہنا ہوا ہے کریم کلر کا۔ بہت خوبصورت ہے، بڑی اس میں کشش ہے۔ پھر وہ اپنا خطاب پڑھنا شروع کرتے ہیں۔ تھوڑا سا پڑھتے ہیں تو پرے ایک مکان ہے اس کے سامنے دو تین لڑکے ہیں وہ اونچی

اونچی باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کو کوئی چپ کرا رہا ہے کہ چپ کرو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس فنکشن سے پہلے بارش ہوئی ہوتی ہے۔ سڑک کا پانی تو جذب ہو گیا ہے لیکن مکانوں کے دروازوں کے سامنے جس طرح بارش کے بعد پانی خشک ہو کے تھوڑا سا کیچڑ سا رہ جاتا ہے اس کی شکل ہے۔"

ایک اور خواب جو آپ نے ایک دفعہ جب آپ میرے پاس سویڈن آئے تھے تب شیئر کی تھی جو غالباً جماعت سے متعلق ہے۔ آپ نے دیکھا کہ:

ایک سڑک ہے جو دور تک جا رہی ہے اس کے بائیں طرف ایک تیز دریا بہتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ اچانک دور سے چوہدری انور حسین صاحب (امیر جماعت شیخو پورہ) نمودار ہوتے ہیں سفید شلوار اور اچکن پہنی ہوئی ہے۔ وہ ابو کے پاس آتے ہیں اور ابو ان کو کہتے ہیں کے آپ 200 میل کی لمبی سیر کر کے آئے ہیں اب تو آپ امریکہ کو بھی کنٹرول کر سکتے ہیں۔

خوابوں کا ذکر چلا ہے تو یاد آ گیا کہ چند سال پہلے خاکسار نے خواب میں دیکھا کہ میرے ابو قرآن پاک کی ایک آیت کی تلاوت کر رہے ہیں۔ آنکھ کھلنے پہ مجھے اس آیت کا یہ حصہ یاد تھا "من النبیین والصدیقین والشھداء" اس وقت خاکسار نے اس کی یہ تعبیر کی کہ میرے ابو ان صدیقوں میں سے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ذکر فرمایا ہے لیکن آپ کی وفات وقت یہ تعبیر سمجھ آ گئی کہ آپ شہیدوں میں سے بھی تھے۔

چار خلفاء نے آپ کی وفا اور صداقت پہ اپنی رضا کی مہر لگائی الحمدللہ علی ذلک۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ کی ہر خدمت اور دعا کو قبول فرمائے اور ایسا انجام ہر وقف زندگی کو عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالی اپنے اس خادم کو رسول پاک ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کی نسلوں میں ایسے بہت سے چوہدری حمید اللہ پیدا کرے جو دین کے خادم اور خلافت کے سلطان نصیر ہوں۔ اللہ تعالی آپ کے سب اوصاف آپ کے بچوں میں بھی زندہ رکھے۔ آمین یا رب العالمین۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہا ہو گئیں

خاکسار ان تمام احباب کی شکر گزار ہے جنہوں نے آخری وقت میں میرے ابو کی کسی طرح کی بھی خدمت کی۔ ان میں سے جن کے ساتھ خاکسار کا رابطہ رہا ان میں محترم ڈاکٹر سید مشہود صاحب جو روزانہ فون کر کے خاکسار کو ابو کی طبیعت کے بارے میں انفارم کرتے رہے اور بیماری کی رپورٹس بھی روزانہ شیئر کرتے رہے۔ محترم ڈاکٹر محمود الحسن نوری صاحب جو سارا سال ہی امی ابو کا خیال رکھتے رہے۔ مرزا جواد احمد صاحب جو ابو کو ہسپتال لے کر گئے بچہ فرحان احمد جو ابو کے گھر میں کام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین